بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
سیرتِ طیبہ
منظوم
علامہ جاوید القادری

عالم مغرب کے گہوارۂ علم آکسفورڈ اور مغربی تہذیب و تمدن کے
مرکز لندن کی فضاؤں میں فروزاں کی گئی شمعِ عشق و عقیدت

جلد دوم

علامہ جاوید القادری

جامعہ اسلامیہ لاہور۔ ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی ٹھوکر نیاز بیگ لاہور
فون نمبر 6-5300353

نام کتاب	....	سیرتِ طیبہ منظوم
مصنف	....	علامہ جاوید القادری
نظر ثانی	....	خالد یوسف (آکسفورڈ)
کمپوزنگ	....	عبدالقدیر، حافظ محمد کاشف قادری
تعداد	....	1000
اشاعت	....	جولائی، 2003ء
ایڈیشن	....	بارِ اول
طابع	....	المطبعۃ العربیہ، پرانی انارکلی، لاہور
ناشر	....	ادارہ فروغ مطالعۂ سیرت جامعہ اسلامیہ لاہور۔ ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی ٹھوکر نیاز بیگ لاہور فون نمبر: 6-5300353 موبائل: 0300-9429027
ہدیہ فی سیٹ	....	-/600 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور

نوری کتب خانہ دربار مارکیٹ، لاہور 7112917

147-B پونچھ ہاؤس سٹاف کالونی چوبرجی، لاہور 7595350

انوار رضا لائبریری 198/4 جوہر آباد 0454-721787

For Information & Contact (London)

Javed-ul-Qadri

Ph: 020-84280242 Mob: 07950817750

Sami Ahmad Zubairi

Ph: 020-89037011 Mob: 07968485885

Available at:

Islamic Information Centre

346 High Road

Wembley Middlesex HA9 6AZ (U.K)

Ph: 020-87951359

انتساب!

اولاً

والدہ مرحومہ اور صاحب فراست اُن مرحوم ماموں کے نام
جنہوں نے میرے بچپن میں والدہ مرحومہ کو مستقبل
میں میرے ہاتھوں کوئی عظیم کارنامہ سرانجام پانے کی بشارت دی تھی

ثانیاً

والد گرامی اور بیوی بچوں کے نام
جنہوں نے اپنے حقوق سے دستبردار رہتے ہوئے
مجھے وہ ماحول اور تعاون فراہم کیا
کہ تین سال کے مختصر عرصے میں یہ ضخیم مجموعۂ کلام
منصۂ شہود پر آسکا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاثرات

محقق عصر مفتی محمد خان قادری شیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ لاہور

سرور کائنات ﷺ کی سیرت مبارکہ قرآنِ حکیم کی عملی تصویر اور اسلامی نظام حیات کا اولیں سرچشمہ ہے آپ ﷺ کی سیرت کی پیروی ہی میں فلاح دارین اور حق تعالیٰ کی محبوبیت کا راز مضمر ہے لیکن مقام افسوس ہے کہ آج امت کا اس مرکز رشد کے ساتھ تعلق عملاً منقطع ہو رہا ہے اور وہ غیر مصطفوی افکار کی دریوزہ گری پر مجبور ہوتی جا رہی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ امت کا اس سرچشمہ رشد و ہدایت کے ساتھ فکری و عملی تعلق بحال اور مستحکم کیا جائے، اہل علم کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ تحریر و تقریر میں سیرت مبارکہ کو موضوع بنائیں اور اس سرچشمہ رشد و ہدایت کی روشنی میں اصلاح احوال کی بھرپور تحریک چلائیں پیغام و انوار سیرت کے فروغ کے حوالے سے علامہ جاوید القادری کی منظوم کاوش ایک گرانقدر تحفہ ہے میں نے سیرت طیبہ کے بعض مقامات دیکھے اور سنے ہیں، جس محبت اور حسن عقیدت کے ساتھ سرور انبیاء ﷺ کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں کو سامنے لایا گیا ہے لائق تحسین و تبریک ہونے کے ساتھ ساتھ حمد و نعت اور منظوم سیرت نگاری کی تاریخ کا خوبصورت تسلسل اور حضرت حسانؓ و حضرت کعب بن زہیرؓ، اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ جیسے پاکانِ امت کے نقش قدم پر چلنے کی عمدہ مثال ہے میرے نزدیک ۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت علامہ سید محمد فاروق القادری

سجادہ نشین درگاہ عالیہ قادریہ گڑھی اختیار خاں (رحیم یار خان)

معاشرتی بگاڑ کے خاتمے، انفرادی اور اجتماعی طور پر فکری و اعتقادی اصلاح اور عالمی سطح پر اشاعت اسلام کے لیے مطالعہ سیرت کا فروغ بنیادی اکائی ہے سیرت نگاری بچوں کا کھیل نہیں بلکہ محنت و کوشش کے ساتھ ساتھ درحقیقت انعام خداوندی ہے۔ مبارک باد کے مستحق ہیں عزیز القدر حضرت علامہ جاوید القادری صاحب کہ جنہوں نے سرزمین یورپ میں رہ کر سیرت نگاری کا شرف پایا اور شرف بھی ایسا کہ چوبیس ہزار اشعار پر محیط سیرت مبارکہ کا ایک گلستان حسیں سجا دیا ان کے فن پر ذوق و محبت اور

جذبے کا غلبہ ہے۔ اس کتاب کی اشاعت پر میں بے حد مسرور ہوں کیونکہ ایسا کام ان کی ذات کے لیے ہی نہیں اسلامیانِ پاکستان کے لیے بے بہا برکتوں کا باعث بنے گا۔ انشاء اللہ یہ کتاب پوری دنیا میں پیغام سیرت کے فروغ کے لیے اپنا کردار ادا کرے گی۔

ملک معراج خالد سابق نگران وزیر اعظم پاکستان

شعر و سخن کا تعلق قلب و ذہن کے علاوہ براہ راست روح کے ساتھ ہے نعت سرور کائنات ﷺ تو مومن کے روح کی غذا ہے نامور عالم دین شاعر علامہ جاوید القادری نے حضور ﷺ کی ضخیم منظوم سیرت طیبہ لکھ کر اردو خوان طبقہ کے لئے روح کی غذا کا اہتمام کیا ہے اپنی نوعیت کی یہ منفرد خدمت ہے جس پر وہ اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی بارگاہ سے بڑا انعام پائیں گے۔

❁

نامور عالم دین صاحب طرز شاعر حضرت علامہ سید محمد امین نقوی بخاری فیصل آباد

حفیظ جالندھری مرحوم نے شاہنامہ اسلام لکھا، علامہ جاوید القادری کی کاوش کو ہم شاہراہ اسلام کہہ سکتے ہیں۔ اردو ادب کی تاریخ میں آج تک اس قدر جامع، مبسوط ہمہ جہت اور ضخیم منظوم کام کرنے کا شرف کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ شیخ عطار نے شیر خدا علی المرتضیٰؓ کی محبت میں بارہ ہزار اشعار کہے ہیں جبکہ علامہ موصوف کا ابتدائی کام ہی چوبیس ہزار اشعار پر مشتمل ہے جو بلاشبہ ایک منفرد اعزاز ہے۔ سمجھ میں نہیں آرہا کہ علامہ صاحب کی اس کاوش کو ان کا علمی و ادبی کارنامہ کہا جائے یا ان کی کیفیاتِ محبت کا یارنامہ۔ دعا ہے کہ ان کی یہ کاوش بارگاہ مصطفوی ﷺ میں قبولیت سے بہرہ ور ہو کیونکہ اس بارگاہ میں کسی شے کی قبولیت کائنات کے گوشے گوشے میں اس کی پذیرائی اور قبول عام کی ضمانت ہے۔

❁

ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری سابق وزیر مذہبی امور پنجاب

راقم نے علامہ جاوید القادری کی کتاب مستطاب سیرت طیبہ کا بعض مقامات سے مطالعہ کیا ہے سبحان اللہ علامہ صاحب نے کیا خوب کارنامہ سرانجام دیا ہے، یہ تو گویا ایک نور ہے جس کی رہنمائی میں طالب حق اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی معرفت اور قرب و وصال کی منزلیں طے کر سکتا ہے، علامہ صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے اہل محبت پر ایک احسان عظیم کرتے ہوئے سیرت نگاری کی تاریخ ایک منفرد باب کا اضافہ کیا ہے۔ کاوش ہذا میں حسن عقیدت و محبت کی فراوانیاں بھی ہیں اور فکر و نظر کی جولانیاں بھی۔ کلام ہذا اتنا خوبصورت اور وقیع ہے کہ قواعد نظم کے تقاضے پورے کرنے کے ساتھ ساتھ قاری کے ذوق لطیف کی تسکین کے سب تقاضوں کی بھی بحسن و خوبی تکمیل کرتا ہے۔ اپنی

نوعیت کا ایک منفرد کام ہے جو حق تعالیٰ نے علامہ صاحب کو نصیب فرمایا ہے دعا ہے کہ حق تعالیٰ علامہ موصوف کی اس کاوش کو ان کے لیے دنیا و آخرت میں باعث فلاح ونجات اور عوام الناس کے لیے ذریعہ رشد وہدایت بنائے۔ آمین! بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

ممتاز ماہر تعلیم صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی

سجادہ نشین درگاہ عالیہ بیر بل شریف

کوثر و سلسبیل سے دُھلی زبان میں علامہ جاوید القادری نے ساقیٔ کوثر و سلسبیل ﷺ کی منظوم سیرت طیبہ لکھنے کا جو شرف پایا ہے وہ جو اردو کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا منفرد اعزاز ہے۔ پوری قوم اور خصوصاً اہل علم کو ان کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ میری دعا ہے کہ رب کریم علامہ جاوید القادری کی اس عظیم کاوش کو علمِ نافع کے فروغ کا ذریعہ بنائے۔

امیر اہلسنت پیر طریقت میاں عبدالخالق قادری

سجادہ نشین بھرچونڈی شریف (سندھ)

فروغ و اشاعتِ دین کے سلسلہ میں شعر وسخن سے تعلق رکھنے والے اہل علم کی گراں قدر خدمات سے انکار ممکن نہیں۔ اس عہد میں سائیں جاوید القادری نے حضور سرور کائنات ﷺ کی سیرت طیبہ کو ہزاروں اشعار کی صورت میں پیش کر کے عہد ساز کارنامہ سرانجام دیا ہے سائیں کا یہ کام ان کے نام کو تا قیامت زندہ جاوید رکھے گا اللہ تعالیٰ ان کو ہماری طرف سے اور پوری امت کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے۔ آمین۔

ڈاکٹر محمد صالح طاہر

ڈپٹی سیکریٹری جنرل گورنر ہاؤس پنجاب لاہور

علامہ جاوید القادری نے "سیرت طیبہ" لکھ کر منظوم اردو ادب میں حفیظ جالندھری اور حالی کی

روایت کو آگے بڑھایا ہے جسے معیار اور مواد کے اعتبار سے یقیناً علمی' ادبی اور دینی حلقوں میں سراہا جائے گا۔ مادیت کے اس دور میں جہاں لوگوں کو اوٹ پٹانگ موضوعات پر لکھنے سے فرصت نہیں ملتی وہاں ''سیرت طیبہ'' پر عشق و محبت میں ڈوبے ہوئے اشعار قارئین کو صراط مستقیم پر چلنے کی دعوتِ عمل دیتے ہیں۔

علامہ جاوید القادری کا نام ان کی مذکورہ کاوش کی بناء پر ادبی دنیا میں تاقیامت زندہ جاوید رہے گا۔ مصنف کی یہ کاوش میرے نزدیک ان کے لیے متاع حیات بھی ہے اور توشہ' آخرت بھی۔

انجینئر دلاور علی بھلی

عام خیال یہ ہے کہ دیارِ مغرب میں جا بسنے والوں کی اکثریت اس ماحول سے نہ صرف متاثر ہو جاتی ہے بلکہ جلوہ ہائے فرنگ کی رنگینیوں میں کھو جاتی اور دینی اقدار کے حوالہ سے بہت کچھ گنوا بیٹھتی ہے۔ لیکن واقعاتی شواہد کی بنا پر اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ ''سرمہ ہے مری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف'' سے فیض یاب خوش نصیب افراد کی روحانی پرواز وہاں کی تندیٔ بادِ مخالف کے علی الرغم بلند سے بلند تر ہوتی چلی جاتی ہے اور رحمت حق ان کو اپنے حصارِ حفاظت میں لے کر عظیم مقاصد کی تحصیل و تکمیل کے لئے چن لیتی ہے۔ علامہ موصوف کی زندہ مثال ہمارے سامنے ہے کہ اللہ کریم کے فضل و کرم سے لندن کی یخ بستہ زمستانی ہواؤں میں ہی ان کے حب رسول ﷺ کے جذبے نے آتشِ عالم فروز کی صورت اختیار کر لی ہے۔

مجھے علامہ جاوید القادری کی منظوم کاوش سیرت طیبہ کے بعض مقامات دیکھنے کا موقع نصیب ہوا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے علامہ موصوف کی محبوب رب کریم علیہ الصلوٰت والتسلیم کی ذاتِ پاک سے گہری عقیدت و محبت مسحور کن الفاظ و تراکیب میں ڈھل گئی ہے اور موقعہ و محل کے مطابق مناسب ترین الفاظ و تراکیب آپ کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں۔ کلام کا تسلسل اور روانی قاری کو اپنے تلاطم آمیز دھارے میں بہائے چلے جاتے ہیں اور اس کے صوتی اور سرودی اثرات روح پر ایک وجدانی کیف پیدا کر دیتے ہیں۔ اور پھر مختلف واقعات کی منظر کشی اتنی جامع اور مؤثر ہے کہ پڑھنے والا خود کو متعلقہ منظر کا ایک حصہ سمجھنے لگتا ہے گویا کہ وہ اس موقع پر موجود ہے۔ اور یہی کیفیت انگیزی فن منظر کشی کا عروج و کمال ہے۔

جناب علامہ جاوید القادری صاحب نے علامہ نور بخش توکلی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ''سیرت رسول عربی'' ﷺ کی نور افشانیوں اور ضیاء الامت جناب پیر محمد کرم شاہ الازہری قدس سرہ العزیز کی شاہکار تصنیف ''ضیاء النبی'' ﷺ کی ضیا پاشیوں سے خصوصی استفادہ کیا ہے۔ یہ دونوں حضرات سیرت نگاری کی دنیا میں نہ صرف قد آور شخصیات ہیں بلکہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے انتہائی گہری وابستگی اور نسبت قرب نے انہیں روحانی دنیا کی درخشاں ستارے بنا دیا ہے۔ ان عظیم ہستیوں کی متذکرہ بالا عظیم کتب سے استفادہ نے جناب علامہ جاوید القادری کے وہبی جوہر کو مزید جلا عطا کی ہے۔

سیرتِ مبارکہ کے انتہائی اہم پہلو آدابِ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کے تذکرہ سے صرفِ نظر کرنا قرین انصاف نہیں ہوگا۔ محبت جذبۂ شوق کو جنم دیتی ہے اور جذبہ شوق اکثر جوشِ جنوں کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ عشاق کے لئے جوش جنوں کی بیباکیوں کو قابو کرنا مشکل ترین کام ہوتا ہے۔ مگر محبوب خدا ﷺ کی بارگاہِ عالیہ کے ادب کے قرینے بڑے نازک ہیں اور یہاں عشق و محبت کا سراپا ادب و عقیدت کے سانچے میں ڈھل جانا لازم ہے۔ اس بارگاہ عالیہ کے آداب تو خالق کائنات نے خود سکھائے ہیں۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آیند جنیدؒ و بایزیدؒ اینجا

دانائے راز حکیم الامت علامہ ڈاکٹر اقبال اس سلسلے میں خبردار کرتے ہوئے کہتے ہیں ؎

بہ ضبطِ جوشِ جنوں کوش در مقامِ نیاز
بہ ہوش باش و مرو باقبائے چاک آنجا

جناب علامہ جاوید القادری کا کلام ادب کے اس بنیادی اور لازمی معیار پر بھی پورا اترتا ہے۔ ان کا جذبہ شوق اور جوش جنوں کہیں بھی چھلکنے نہیں پاتا بلکہ ہر جگہ پابہ زنجیر ادب ہی نظر آتا ہے۔

اللہ کریم محض اپنے فضل و کرم سے جناب علامہ جاوید القادری کی اس کاوش اور جہد مسلسل کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور آپ کی یہ مایۂ ناز اور زندہ جاوید تصنیف مقبول بارگاہ مصطفےٰ ﷺ ہونے کی سعادت سے سرفراز ہو۔ آمین۔

۞

آئینۂ ترتیب

ہجرت کا سال ہشتم

ہجرت کا سال ششم

صلح حدیبیہ

عمرے کی نیت سے سرورِ انبیاء ﷺ کا سفرِ مکہ

رب کے محبوب کو اپنے محبوب سے
مکہ کی سر زمیں شہرِ مرغوب سے
ہو چکے بچھڑے جب زائد از پانچ سال
آپ کے قلبِ اقدس میں آیا خیال
مکہ کی گلیاں اور پیاری مکی فضا
شہر محبوب کا منظرِ دلربا
نوری برسات کعبہ کی رعنائیاں
اور حیات آفریں جلوہ آرائیاں
دیکھوں جا پھر سے آنکھوں کو تسکین دوں
روح اور دل کی ٹھنڈک کا ساماں کروں
جا کے اک بار پھر حجر اسود کے پاس
جا بجھاؤں اُسے چوم کر اُس کی پیاس

جاں نثاروں کے جھرمٹ میں روانگی

اس ارادے سے اے رہروانِ وفا
ماہِ ذیقعد میں سرورِ انبیاء
نکلے طیبہ سے عمرے کی نیت لئے
ساتھ تھے اس سے جاں نثار آپ کے
اے میرے دوستو چودہ سو کے قریب
جن کے جھرمٹ میں تھے دو جہاں کے حبیب
سرور سروراں شاہِ ہر دو سرا
اس طرح لگ رہے بندگانِ صفا
تاروں کی انجمن میں بفضلِ خدا
جیسے ہو ضوفگن چودہویں رات کا
چاند یا جس طرح برسرِ انجمن
شمع ہو دلربا ایک جلوہ فگن

اور پروانے گرد اس کے مستانہ وار ہوں رہے وجد میں گھوم دیوانہ وار
حلقۂ نور بارش میں انوار کی اس سفر میں معیت میں سرکار کی
اُمِ سلمہ تھیں زوجۂ اعلیٰ صفات مادرِ مومناں مادرِ مومنات

ذوالحلیفہ پر ورودِ مسعود اور مخبر کی روانگی

قافلہ کعبۃ اللہ کے عشاق کا پہنچا جب ذوالحلیفہ بفضلِ خدا
آپ نے جاں نثارانِ ربِ زمن سب سے پہلے کیا اس جگہ زیبِ تن
اپنا احرامِ عمرہ بفضلِ خدا بعد ازاں آپ نے بندگانِ صفا
ڈال کر پٹہ گردن میں مختص کیا اپنی قربانیوں کو بنامِ خدا
رب کے محبوب نے اب اسی جگہ پر اک فدا کارِ اسلام حضرت بشر
ابنِ سفیان کو بھیجا لائیں خبر اہلِ مکہ کے احوال کی خاص کر

اہلِ مکہ کا عزمِ ناپاک

قافلہ پہنچا عشاقِ سرکار کا قربِ عسفان میں جس سے باخدا
آپ کو لا کے جاسوس نے دی خبر اے نبی محترم پیارے خیر البشر
فتنہ ساماں رئیسانِ اہلِ قریش ساتھ اپنے حلفیوں کے مع اپنے جیش
مکہ سے آ کے باہر سبھی روسیاہ ہیں کمر بستہ اب ہونے کو سدِراہ
عزم ہے اُن کا یہ میرے پیارے نبی ہونے دیں اب نہ مکہ میں داخل کبھی
آپ کو آپ کے پیارے اصحاب کو آپ کے ساتھی مردانِ نایاب کو

سرورِ انبیاء ﷺ کا اصحاب سے مشورہ

روشنی میں قرائن کی سرکار نے نبیِّ رحمت لقب، شاہِ ابرار نے

مشورہ اپنے اصحابیوں سے کیا جس میں احباب نے یہ کہا برملا
اے رسولِ معظم، شہِ انبیاء جس قدر اہل مکہ کے ہیں حلفاء
ہم اگر ان کے بچوں خواتین کو کر کے اقدام، کر لیں گرفتار تو
ہو کے مجبور رہ جائیں گے وہ تمام ایسے میں ہم غلامانِ خیر الانام
اہل مکہ کو کر کے الگ برملا سب حلیفوں سے اُن کے بفضلِ خدا
آج سکتے ہیں دے ایک ایسا سبق تاقیامت رہے جس کا باقی قلق

صدیق اکبرؓ کی رائے اور بارگہِ نبوی ﷺ میں اُس کی قبولیت

بولے سرکار کے عاشق و جاں نثار حضرت بوبکر بندۂ کردگار
نبیِؐ رحمت لقب، شاہِ ہر دو سرا میرے ماں باپ تک آپ پر ہوں فدا
اللہ کے گھر کا دل میں ارادہ لئے میرے سرکار ہیں آپ گھر سے چلے
اے رسولِ خدا، رحمتِ عالمیں آپ کے عزم میں جنگ شامل نہیں
اس لئے رب کی رحمت پہ رکھے نظر مکہ کی سمت ہی جاری رکھیں سفر
اے حبیبِ خدا، شاہِ ہر دو سرا سدِ راہ جو اگر کوئی آ کے ہوا
اس سے لیں گے نبٹ آپ کے یہ غلام مکے کا قصد ہی رکھیے خیرالانام
رائے صدیق کی آپ نے کی پسند کیونکہ تھی مشتمل بر نگاہِ بلند
آگے بڑھنے کا اب پیکرانِ صفا اہل اسلام کو حکم صادر ہوا

حدیبیہ کے قریب ناقۂ مصطفیٰ ﷺ اذنِ الٰہی سے خود بخود بیٹھ گئی

سرورِ سروراں اپنے رب کے حبیب پہنچے اب جونہی حدیبیہ کے قریب
تھی جگہ کونسی کونسا تھا مقام ثنیۃ المراء تھا خطہ ہذا کا نام

آپ کی اونٹنی بندگانِ ہنر خود بخود ہی گئی بیٹھ اس جگہ پر
جاں نثاروں نے اُس کو اٹھانے کی بھی اپنی مقدور بھر کرکے دیکھی سعی
وہ مگر اپنی جگہ پہ بیٹھی رہی جس پہ گویا ہوئے رب کے پیارے نبی
اپنی مرضی سے اے بندگانِ متیں اس جگہ پر رکی آج قصویٰ نہیں
نہ ہی اس طرح کا اس کا معمول ہے یہ کسی کی اطاعت میں مشغول ہے
لگتا ہے حابس الفیل نے اس جگہ ہے لیا روک اے بندگانِ خدا

حضور ﷺ کا عزمِ نوازش

پھر کہا اس طرح شاہ ابرار نے سرورِ سروراں نبیؐ مختار نے
ہے قسم مجھ کو اس ذات کی برملا جس کے قبضے میں ہے سلسلہ جان کا
نہ کریں گے قریش آج مجھ سے سوال ایسی حاجت کا اے بندگانِ کمال
جس سے مقصود تعظیم و توقیر ہو اللہ کی حرمتوں کی میرے دوستو
اور انہیں کر نہ دوں موقع پر میں عطا اللہ کے فضل سے کہتا ہوں برملا

قافلۂ عشق کا حدیبیہ پر ورود اور پانی کی قلت کا سامنا

اب جو کی ناقہ کو سرزنش آپ نے نبیؐ رحمت لقب شاہِ لولاک نے
اُٹھ کھڑی ہو گئی قصوۂ دلربا اور چلی گام کچھ پا کے حکم آپ کا
جا رُکے نبیؐ مختار ' خیر البشر بر مقامِ حدیبیہ اک کنویں پر
موسمِ گرما تھا ' پانی بھی کم یہاں اس لئے جلد ہی ہو گیا بے نشاں
رب کے محبوب کے عاشق و جاں نثار جادۂ عشق کے باوفا راہوار
ہو گئے پیش خدمت میں سرکار کی سرورِ سروراں نبیؐ مختار کی

عرض پیرا ہوئے اے حبیب خدا　کنویں میں جتنا پانی تھا ختم ہو گیا
پیاس کی وجہ سے انبیاء کے امام　سخت مشکل میں ہیں آپ کے سب غلام
اُن پہ ہو باخدا اک نگاہِ کرم　ختم ہو ان کا دکھ اور رنج و الم

معجزۂ مصطفوی ﷺ پیاسوں کی سیرابی کا اُلوہی بندوبست

رب کے محبوب نے بندگانِ صفا　کلی پانی کی اک اب باذنِ خدا
کنویں میں ڈالی ہی تھی خدا کی قسم　بھر گیا آبِ شیریں سے وہ دم بدم
ایسے ہی رب کے محبوبِ مختار نے　رحمت عالمیاں شاہِ ابرار نے
رکھا چھاگل میں جب اپنا نورانی ہاتھ　آپ کی انگلیوں سے روانی کے ساتھ
چشموں کی مثل پانی رواں ہو گیا　آبِ شیریں رواں اور دواں ہو گیا
کہتے ہیں اس طرح آپ کے جاں نثار　یعنی جابر سے اک بندۂ کردگار
موقعِ ہذا پر آپ کے جاں نثار　تھے کم و بیش تعداد میں ڈیڑھ ہزار
جنھوں نے مائے مذکور سے اپنی پیاس　دور کی بھر کے جی ملتِ حق شناس
ہوتے تعداد میں اب جو اک لاکھ بھی　جاں نثارانِ حق عاشقانِ نبی
کرتا اُن کی کفایت یہ آبِ حیات　صدقۂ مصطفےٰ مالکِ شش جہات
معجزہ ہذا سرکار کے ہاتھ سے　آپ کے نوری معجز نما ہاتھ سے
کتنی ہی مرتبہ بندگانِ خدا　اللہ کے فضل سے ہے ہوا رونما
معجزہ یہ ہے اک امتیاز آپ کا　نبیٔ رحمت لقب شاہِ لولاک کا

سرورِ انبیاء ﷺ کی خدمت میں مردِ حُر بدیل بن ورقا کی حاضری

اس کے دوران ہی ایک مردِ شکیل　تھا پسر ورقا کا نام جس کا بدیل

ساتھ حاضر ہوا چند احباب کے   خدمت شاہِ کونین میں خیر سے
عرض کرنے لگا بندۂ باحیا   اے رسولِ معظم شہِ دو سرا
دو قبائل عرب بھر میں جو نامور   اور مشہور ہیں بن لوی خاص کر
آن اُترے ہیں اب نبیؐ ربِ نصیر   بر مقامِ حدیبیہ ' آبِ کثیر
لے کے قبضے میں اب انہوں نے بالیقیں   بندوبست اپنا ہے کر لیا بہتریں
جانور ان کے ہیں شیر سے مالا مال   رکھتے ہیں اپنے ہمراہ اہل و عیال
دل میں اپنے مگر عزم رکھتے ہیں کیا   بات واضح نہیں سرورِ انبیاء

بدیل بن ورقہ کے ذریعے اہل مکہ کو پیغام

سن کے فرمایا یوں شاہِ ابرار نے   سرورِ سروراں ' نبیؐ مختار نے
بات ہے اس طرح بندۂ باوفا   لڑنے کو ہم نہیں آئے ہیں باخدا
بلکہ آئے ہیں ہم عزمِ عمرہ لئے   کعبہ کا قصد اور اس کی نیت کئے
صرف اور صرف آج عزمِ عمرہ لئے   چل کے آئے ہیں یہ بندے رحمٰن کے
دیکھ ہے بات یہ بندۂ باحیا   اہلِ مکہ کو کمزور ہے کر دیا
آئے دن کے جدال اور صدمات نے   خوں خرابے کی مہلک مہمات نے
رکھتے ہوں دل میں گر امن کی آرزو   مکہ کے لوگ اے بندۂ نیک خو
ہم بھی کر سکتے ہیں جنگ کو ملتوی   مدتِ خاص تک جا بتا دے ابھی
باقی اقوام سے ہم بفضلِ خدا   خود ہی لیں گے نبٹ بندۂ باحیا
اپنے بندے کو جب دے دے اس کا خدا   غلبہ و فتح اور دسترس برملا
ایسی صورت میں پھر اہل مکہ کے جیش   آنا چاہیں اطاعت میں میری قریش

ایسا کر سکتے ہیں وہ بے چون و چرا سکتے ہیں پا اماں مجھ سے وہ باخدا
اور اگر انہوں نے بندۂ باحیا میری اس پیشکش کو ہی ٹھکرا دیا
کھا کے اس کی قسم کہتا ہوں جانِ جاں جس کے قبضہ وقدرت میں ہے میری جاں
پھر لڑوں گا میں ان اشقیاء کے خلاف گرچہ رہ جاؤں تنہا ہی ان کے خلاف
لڑتا جاؤں گا میں نہ رکوں گا کبھی چھوڑ جائیں میرا ساتھ گرچہ سبھی
مجھ کو امید ہے مالک دو سرا میرا حامی و ناصر میرا ہمنوا
دینِ برحق کی نصرت کرے گا ضرور کفر کا ہوگا خم پھر سر، پر غرور
خدمت شاہِ کونین میں برملا عرض پیرا ہوا بندۂ باحیا
اے خدا کے نبی بادشاہِ زمن آپ کا یہ پیام حسیں من و عن
ان ہی الفاظ میں اور بلاچوں چرا اہل مکہ کو پہنچاؤں گا باخدا
پہنچا جب مرد حر اہل مکہ کے پاس لے کے معقول یہ مژدۂ حق شناس
ان سے گویا ہوا بندۂ باحیا قرشیو! سن کے اک قولِ خیرالوریٰ
آیا ہوں آج میں تم بھی چاہو اگر تم کو بتلا دوں ہے خیر جو سربسر

پیغام پہنچنے پر دو متضاد ردعمل

مرد نادان جو اک تھا حاضر وہاں بولا عجلت میں کچھ اس طرح بدگماں
ہم سنیں گے نہ اس شخص کی کوئی بات کیونکہ کرتا ہے انکار لات و منات
شخص اک ان میں جو قدرے معقول تھا بڑھ کے گویا ہوا بندۂ باحیا
کر بیاں کھول کر جو سن آیا ہے تو ہے وہ پیغام کیا وہ جو لایا ہے تو
اس پہ اس نے سبھی کچھ بیاں کر دیا پورا پیغام ان پر عیاں کر دیا

عروہ بن مسعود کی سفارت کے لئے پیشکش اور روانگی

بیٹھا تھا مجلس اشقیاء میں وہاں عروہ سا دوربیں بندۂ خوش گماں
وہ اٹھا اور اس نے کہا برملا نیک ہے امر جو پیشِ مجلس ہوا
لایا ہے پیشکش جو یہ کر لو قبول مت کرو اس سے تکرار و بحثِ فضول
جاتا ہوں چل کے خود میں محمد کے پاس رکھتا ہوں اس سے ملنے کی دیرینہ آس
کرنے کے بعد اس سے کھلی گفتگو آ کے دوں گا تاثر تمہیں ہو بہو

عروہ بن مسعود دربارِ نبوی ﷺ میں

خدمتِ شاہِ کونین میں آ گیا عروہ اور اس طرح عرض پیرا ہوا
جس طرح عرض پیرا ہوا تھا بدیل سن کے فرمانِ سرکار تھا بے دلیل
اس نے البتہ فرمانِ سرکار پر یعنی جو آپ نے تھا کہا خاص کر
ساتھ ان کے میں لڑتا رہوں گا ضرور یہ کہا آپ سے میرے پیارے حضور
آپ نے قوم کو کر دیا گر ہلاک اپنی ہی قوم کا کر دیا قصہ پاک
آپ کے ہاتھ کیا آئے گا باخدا غلبہ اس طرح کا ہوگا کس کام کا
ہے سنا آپ نے اس سے پہلے کبھی اس طرح سرزمینِ عرب پر کسی
شخص نے اپنوں کو ہی کیا ہو ہلاک کر دیا اپنوں ہی کا جو ہو قصہ پاک
اور اگر آ گئے تم پہ غالب قریش رکھتے ہیں جس قدر آپ سے بغض وطیش
امن میں رہنے دیں گے نہ ہرگز کبھی آپ کو کیونکہ رکھتے ہیں عزمِ بدی
آپ کے برخلاف اے رسولِ خدا کہتا ہوں بن لگی لپٹی میں برملا
میں بھی اک اہلِ مکہ کا سردار ہوں خشک و تر سے بخوبی خبردار ہوں

یہ جو اخلاط ہمراہ ہیں آپ کے ایسے حالات میں اب نظر آ رہے
آپ کو چھوڑ کر سب ہی جائیں گے بھاگ جب اُٹھے گی بھڑک آزمائش کی آگ

عروہ بن مسعود کی بات پر صدیق اکبرؓ کا ردِ عمل

کشتۂ عشق سرکار خیر الوریٰ حضرتِ بوبکر بندۂ کبریا
سن کے عروہ مسعود کی گفتگو بولے غیرت میں او بندۂ تند خو
بھاگ جائیں گے ہم چھوڑ کر آپ کو راحت انس و جاں شاہِ لولاک کو
جھوٹ ہے سوچ کہتا ہوں میں برملا تیری ہی طرح او بندۂ بے حیا

عروہ کا جواب

طیش میں آ کے عروہ ہوا ہمکلام کون ہے شخص یہ بندۂ بے لگام
ہے ابوبکر جب یہ بتایا گیا حسرت آمیز لہجے میں گویا ہوا
مجھ کو سوگند اس ذات کی بے گماں جس کے قبضہ و قدرت میں ہے میری جاں
مجھ پہ احسان تیرا نہ ہوتا اگر کہتا ہوں برملا تجھ سے اے بوبکر
بات تیری کا دیتا کچھ ایسا جواب ہو کے رہ جاتا تو سربسر لاجواب

عروہ بن مسعود کی جسارت اور ایک عاشقِ صادق کا ردِ عمل

اہل مکہ کا بے باک و مخلص سفیر حزبِ شیطان کا ہمنوا اور نصیر
بعد اس کے ہوا آپ سے ہمکلام حسبِ دستورِ خطہ درونِ کلام
آگے بڑھ بڑھ کے سرکار کی ریش کو ہو کے بے ڈر سا تھا چھو رہا دوستو
ہر دفعہ جب بڑھاتا تھا وہ اپنا ہاتھ جانبِ ریش سرکار کرنے کو بات

رب کے محبوب کے ایک مخلص غلام شعبہ کے بیٹے جن کا مغیرہ تھا نام
جو تھے موجود پہلو میں سرکار کے نبئِ رحمت لقب ' شاہِ ابرار کے
بہرِ تعظیم و توقیرِ خیرالوریٰ مارتے ہاتھ پر عروہ کے برملا
ہاتھ میں جو تھے پکڑے ہوئے وہ نیام اور کہتے یہ او بندۂ بے لگام
جامے میں اپنے رہ ہاتھ پیچھے ہٹا حد سے آگے نہ بڑھ بندۂ بے حیا
دیکھا عروہ نے جب مردِ حق کا عمل مبنی بر عشق و توقیرِ ختم الرسل
پوچھا ہے کون یہ بندۂ بے لگام مارتا ہے میرے ہاتھ پر جو نیام
اس طرح بے لحاظی سے اور بار بار کون ہے روح بے چین اور بے قرار
جب بتایا گیا ہے بھتیجا تیرا بیٹا شعبہ کا اک عاشقِ مصطفیٰ
رکھتا ہے جو روا اس طرح کا عمل تیرے ہمراہ اے عروہ مردِ خجل
حسرت آمیز لہجے میں گویا ہوا ابن مسعود اس سے ارے بے وفا
کر چکا تو فراموش احساں میرا وہ جو کی تھی تیری میں نے دیت ادا
ہے تو کس طرح کا بندۂ ناسپاس میرے احسان کا بھی نہیں تجھ کو پاس

ہوتا ہے جو محمد کا احسان مند

مردِ نادان کو بندگانِ ہنر تھی نہ اس بات کی مطلقاً کچھ خبر
ہوتا ہے جو محمد کا احسان مند جاتا ہے اب وہ بن بندۂ ارجمند
ایک احسان ہی رب کے محبوب کا بندوں پہ رب کے بندۂ مرغوب کا
یعنی مخلوق کو اپنے رب سے ملا دیتا ہے آنِ واحد میں وہ باخدا
روبرو تجا اس ایک احسان کے ایک بندے پہ احسان انسان کے

گرچہ ہوں لاکھ سب ہیچ ہیں باخدا عروہ تھا اس حقیقت سے نا آشنا

عروہ بن مسعود کے مشاہدات، سرورِ انبیاء ﷺ کے ساتھ صحابہ رض کے والہانہ عشق و محبت اور وارفتگی کے مظاہر

مجلسِ نبوی میں عروہ ٹھہرا رہا کچھ سمے کے لئے بندۂ باحیا
دیکھے اس نے یہاں کچھ مناظر عجیب عشق کے کچھ مظاہر عجیب و غریب
دیکھا اس نے کہ سرکار کے جاں نثار کرتے ہیں آپ سے عشق پروانہ وار
آپ کے مائے وضو کا قطرہ تلک گرنے دیتے نہیں آج زیرِ فلک
لینے کو آپ کا نوری مائے وضو زیرِ وارفتگی سب کے سب نیک خو
دوڑے آتے ہیں خدمت میں سرکار کی نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار کی
ایک دوجے سے بڑھ بڑھ کے سارے غلام کرتے ہیں رب کے محبوب کا احترام
چہرے پہ ملتے ہیں اپنی آنکھوں پہ بھی سربسر نور مائے وضو کی تری
جو پہنچ نہ سکے مصطفیٰ کے قریب وہ کسی دوسرے بندۂ خوش نصیب
جس کو حاصل ہے مائے وضو کی تری جس کے ہاتھوں میں خیرات ہے نور کی
زیرِ وارفتگی اس کے ہاتھوں میں ہاتھ دیتا ہے تاکہ امروز اس کا بھی ہاتھ
پا سکے نوری مائے وضو کی تری پہنچے اسی کو بھی خیرات اس نور کی
یہ بھی اک منظرِ دلربا باخدا دیکھا عروہ نے اے پیکرانِ صفا
رب کے محبوب جب ترشواتے ہیں بال سارے اصحاب جو بندے ہیں باکمال
موئے اقدس کوئی رب کے شہکار کا نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار کا
ہرگز ہرگز نہیں گرنے دیتے کہیں پیشتر اس کے کہ وہ گرے بر زمیں

ایک دوجے پہ اب پہل کرتے ہوئے
اس کو پانے کی خاطر ہیں سب دوڑتے

دیتے ہیں حکم کوئی رسول خدا
جب بھی اپنے ان عشاق کو برملا

کرتے ہیں اس کی تعمیل کا حق ادا
حق کے شیدائی یہ بندگانِ صفا

آقا و مولا اور بندوں کے درمیاں
آج زیر فلک اس طرح بے گماں

عشق و وارفتگی کے مناظر حسیں
دیکھے عروہ نے جب اے میرے ہمنشیں

اندر اندر گئی اس کی کایا پلٹ
سوچ کی بھی گئی اس کی دنیا اُلٹ

اہل مکہ کے روبرو عروہ کے تاثرات

جب گیا لوٹ کر بندۂ حق شناس
اپنے احباب اور اہل مکہ کے پاس

اس طرح جا کے ان کو مخاطب کیا
غور سے سب میری بات سننا ذرا

بارہا بن کے میں اک سفیر آپ کا
اک نمائندہ اور اک وزیر آپ کا

ہوں گیا بادشاہوں کے دربار میں
قیصر و شاہ حبشہ کے دربار میں

بات لیکن میں کہتا ہوں یہ برملا
جس قدر عشق و وارفتگی باخدا

میں نے دیکھی محمد کے اصحاب میں
ان کے احباب مردانِ نایاب میں

واسطے اپنے سردار کے بالیقیں
اے میرے ہمسفر بندگانِ متیں

اس ادب احترام اور وارفتگی
اور محبت کا ادنیٰ کوئی حصہ بھی

میں نے دیکھا نہیں کہتا ہوں بالیقیں
بادشاہوں کے درباروں میں بھی کہیں

بعد اس کے بیاں کر دیئے برملا
دیکھ آیا تھا جو سب بلا چوں و چرا

اس نے منظر حسیں دلنشیں دلربا
مملوئے عشق و وارفتگی اور وفا

عروہ بن مسعود کی طرف سے قریش کو ایک کارآمد مشورہ

بعد ازاں اک نصیحت کے انداز میں
اپنے دل اپنے باطن کی آواز میں

عروہ مسعود اس طرح کہنے لگا میرے احباب اور بندگانِ وفا
قوم جو اپنے رہبر کا موئے حسیں گرنے دیتی نہیں اس طرح بر زمیں
کب گوارا کرے گی خدا کی قسم خون اس کا زمیں پر گرے دم بدم
ایسی ملت سے اب دشمنی کا خیال تم کو بہتر ہے دو اپنے دل سے نکال
ہے محمد نے جو رکھا یہ امرِ خیر واسطے صلح کے چھوڑ کر سارے بیر
با رضا و خوشی اس کو کر لو قبول چھوڑ دو کج روی اور بحثِ فضول

قریش نے عروہ کے مشورے پر کان تک نہ دھرا

بات پر اس کی اے بندگانِ صفا اشقیاء نے ذرا کان تک نہ دھرا
بلکہ اس سے کہا تو ہے مردِ عجیب تھا گیا بن کے تو تو ہمارا نقیب
دیکھتے دیکھتے تجھ کو کیا ہو گیا سحرِ احمد میں تو بھی ہے کیا کھو گیا
بہکی بہکی ہوئی باتیں ہے کر رہا موت آنے سے پہلے ہی ہے مر رہا
مان لیں ہم محمد کو رب کا رسول دے جھٹک ذہن سے یہ خیالِ فضول
پاس رکھ اپنے تو دانشِ بے نظیر اور اپنی سفارت بھی بزدل مشیر
ہم کو تیری نصیحت کی حاجت نہیں پاس رکھ پند کا دفترِ دلنشیں
سن کے کڑوی کسیلی یہ باتیں سبھی مکی فرعونوں کی صلواتیں سبھی
مردِ حر عروہ خاموش سا ہو گیا پھر انہی منظروں میں کہیں کھو گیا
عشق سرکار پر مبنی منظر عجیب دیکھ آیا تھا جو بندۂ خوش نصیب

حلیس اور مکرز دربارِ مصطفوی ﷺ میں

بعد عروہ کے اک شخص طبعاً نفیس علقمہ کا پسر نام کا تھا حلیس

خدمت شاہِ دوراں میں حاضر ہوا
اس نے بھی جا کے واپس یہی کچھ کہا
روکو مت اہل اسلام کو باخدا
کعبہ آنے سے تم کہتا ہوں برملا
آئے ہیں عمرہ کرنے کی نیت لئے
رب کے دربار میں اپنے سر خم کئے
لڑنے کا اُن کا کوئی ارادہ نہیں
خونریزی پہ قطعاً آمادہ نہیں
روکنا ان کو ہرگز مناسب نہیں
رائے ہے یہ میری گر کرو دلنشیں
بعد اس شخص کے اک دگر دوربیں
نام تھا جس کا مکرز بفضلِ متیں
اندریں سلسلہ آ کے حاضر ہوا
خدمت شاہِ ابرار میں باخدا

خطیب قریش سہیل بن عمرو کی آمد اور مذاکرات کے نتیجے میں صلح کے لئے پیش رفت

رب کے محبوب سے بندۂ خوش کلام
تھا رہا کر ہی وہ دوستو اب کلام
جانب قرشیاں اب سفیر و نقیب
بن کے حاضر ہوا نامور اک خطیب
بیٹا تھا عمرو کا' نام اُس کا سہیل
جب لگا ڈالنے بات کی داغ بیل
آپ نے بربنائے تفاول کہا
اس سے کچھ اس طرح بندۂ باصفا
ہو گیا کام سب سہل تیرا سہیل
خیر کے امر کی تیرے ہاتھوں ہی بیل
اب لگے گی یقیناً بفضلِ خدا
صلح کے واسطے ہاتھ آگے بڑھا
گفتگو اس کے اور آپ کے درمیاں
گرما گرم ایک جاری رہی جانِ جاں
جب گئے صلح پر اب پہنچ بالآخر
حق و باطل کے دو پاسدار اور سفیر
امر یہ طے ہوا بندگانِ کمال
دس برس تک نہ ہوگا جدال و قتال
اُن معاہد فریقین کے درمیاں
ہوں گے دونوں ہی اس قول کے پاسباں

صلح نامہ قلمبند کرنے کے لئے علی المرتضیٰؓ کی طلبی

خدمت عالی میں اب وہ گویا ہوا اے محمد مجھے لگتا ہے یہ بھلا
عہد یہ لائیے ضبطِ تحریر میں صرف کافی نہیں قول و تقریر میں
رب کے محبوب نے اب طلب کر لیا کاتبِ وحیِ حق کو جو تھے مرتضیٰ
آپ نے کرکے ان کو مخاطب کہا اے علی بندۂ حق نگر حق نما
لکھ کے بسم اللہ آغازِ تحریر کر بعد ازاں جو بھی لکھواؤں لکھ سربسر

''تسمیہ'' کے الفاظ سے آغاز کرنے پر سہیل بن عمرو کی برہمی اور مداخلت

بولا ابن عمرو مردِ شوریدہ سر کون رحمٰن ہے مالک بحر و بر
میں نہیں جانتا میں نہیں مانتا میں نہیں ذرہ بھر اس کو پہچانتا
لکھ اسی طرح سے بندۂ باصفا جس طرح پہلے سے ہے چلا آ رہا
بات ایسی نہ کوئی تو تحریر کر جس سے ہو اہل مکہ کو کد اور مفر
جتنے حاضر تھے سرکار کے جاں نثار عظمتِ ربِ رحمٰن کے پاسدار
بولے ہو کے اکٹھے بصوتِ جلی اللہ کی تجھ کو سوگند مولا علی
لکھنا تو وہ فقط بندۂ حق نما جو کہا تجھ سے سرکار نے باخدا
رب کے محبوب کو رہروانِ ورع چونکہ ملحوظ تھا ایک رفع نزاع
اس لئے آپ نے بندۂ باصفا اپنے پیارے علی سے کہا برملا
اے علی لکھ دے تو ایسے ہی خاص کر کہتا ہے جس طرح سہیل ابن عمرو
انہوں نے ویسے ہی لکھ دیا باخدا جس طرح مردِ نادان نے تھا کہا

سرورِ انبیاء ﷺ کے اسمِ گرامی کے ساتھ "رسول اللہ" کے الفاظ پر سہیل کا اعتراض

بعد اس کے کہا رب کے محبوب نے دونوں عالم کے بندۂ مرغوب نے
اے علی لکھ یہ پیمان ہے اک کھلا درمیانِ قریش اور رسولِ خدا
لکھ دیا آپ نے ایسے ہی باخدا جس طرح تھا رسولِ خدا نے کہا
یعنی یہ عہد، پیمان ہے اک کھلا درمیانِ قریش اور رسولِ خدا
اس پہ پھر تلملا اُٹھا ابنِ عمرو بولا کیوں اور کیا یہ دیا تم نے کر
مانتے گر تمہیں ہم خدا کا رسول ہوتی پھر یہ لڑائی، نزاعِ فضول
جاری ہے جو فریقین میں باخدا قصد سے کعبہ کے بھی نہ پھر برملا
روکتے ہم تمہیں بندۂ باہنر چاہیے واضح رہنا یہی خاص کر
ہے نزاع جو فریقین کے درمیاں بس یہی ایک ہے بندۂ خوش گماں
اس لئے اپنے ہاتھوں، علی دے مٹا لکھا ہے جو محمد، رسولِ خدا
ابنِ عبداللہ لکھ تو محمد کے ساتھ دے مٹا خود رسول اللہ لفظ اپنے ہاتھ

حضور ﷺ کی طرف سے مردِ نادان کو حق شناسی کی تلقین اور رفعِ نزاع کی خاطر "رسول اللہ" کے الفاظ حذف کرنے کا حکم

کر کے اس شخص کی سمت روئے سخن بولے خیر الوریٰ، بادشاہِ زمن
واللہ ہوں حق کا میں ایک سچا رسول میری تکذیب تم کر رہے ہو فضول
اس عمل سے تمہارے. اے ابنِ عمرو فرق میری رسالت میں اک ذرہ بھر

اس حقیقت سے تو بھی نہ آنکھیں چرا آ نہیں سکتا سن لے بفضلِ خدا

نطق فرما ہوئے سرورِ انبیاء پھر علی کو مخاطب کیے برملا

لفظ جو تو نے لکھا رسولِ خدا اے علی جانِ من دے مٹا باخدا

صرف ملحوظ تھا ایک رفعِ نزاع رب کے محبوب کو رہروانِ ورع

کشتۂ مہر و وفا علی المرتضٰی کی طرف سے معذوری کا اظہار

عرض پیرا ہوئے 'اے رسولِ خدا سن کے فرمانِ سرکار' شیرِ خدا

آپ کا اک فداکار مخلص غلام آپ پر جان قربان خیرالانام

اپنے ہاتھوں کرے اس قدر بھاری کام آپ کا اپنے ہاتھوں مٹا ڈالے نام

مجھ میں ہمت نہیں شاہِ ہر دو سرا کیسے ممکن ہے سرکار خیرالوریٰ

اندریں سلسلہ خاتم الانبیاء پاتا ہوں خود کو معذور میں باخدا

آپ ہیں رب کے محبوب پیارے رسول گویا تھے کہہ رہے جاں نثارِ رسول

ہے لیا مان دل سے حبیبِ خدا اس حقیقت کو ہم نے بفضلِ خدا

عشق کے بندے جو ٹھہرے' مجبور ہیں اس لئے ایسا کرنے سے معذور ہیں

سرورانبیاء ﷺ نے خود دستِ مبارک سے "رسول اللہ" کے الفاظ حذف فرمادیئے

رب کے محبوب اس طرح گویا ہوئے کشتۂ عشق کو پھر مخاطب کیئے

ہے لکھا کس جگہ پر رسولِ خدا اے علی پھر مجھے خود ہی دو یہ بتا

ختم ہو جو نزاع ہے چکی سر اٹھا تاکہ اپنے ہی ہاتھوں اسے دوں مٹا

رب کے محبوب کو جب بتایا گیا اس جگہ پر ہے لکھا رسولِ خدا
دستِ اقدس سے خود نبیٔ مختار نے نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار نے
دوستو اب مٹا ڈالا لفظِ رسول پھر علی وہ جو تھے آج از حد ملول
ان سے فرمایا سرکار نے برملا نام کے ساتھ میرے بفضلِ خدا
ابنِ عبداللہ لکھ بندۂ باصفا تجھ پہ راضی خدا اور رسولِ خدا
لکھ دیا مرتضیٰ نے وہی باخدا جس طرح رب کے محبوب نے تھا کہا

مردناداں کا ناروا اصرار اور رسول اللہ ﷺ کی صلح پسندی

پھر کہا رب کے محبوب نے اے علی آگے لکھ تو وضاحت سے یہ بات بھی
کعبۃ اللہ کو جانے میں از راہِ طیش ڈالیں گے نہ رکاوٹ کوئی اب قریش
کرنے دیں گے ہمیں بے تامل طواف اور دیگر مناسک ادا صاف صاف
اس پہ پھر تلملا اٹھا مردِ خفا بولا ایسا نہیں ہوگا اہلِ صفا
ہم نہ چھوڑیں گے بیت اللہ کا راستہ نہ ہی عمرے کا امکان ہے اس دفعہ
ہم نے گر اس طرح کر دیا باخدا طعنہ دیں گے ہمیں اس طرح برملا
سارے انصار و اعیانِ اہلِ عرب آ گئے ہیں دباؤ میں ہم بے سبب
اس دفعہ ایسا ہو جائے مشکل ہے یہ ہاں مگر سال آئندہ ممکن ہے یہ
ایسا ہی صلح نامے میں لکھا گیا جو کہا مردِ ضدی نے ویسے ہوا

سفیرِ قریش کی طرف سے ایک عجیب وغریب اور یکطرفہ شرط

شرط اِک اس نے کی پیش اب برملا اہلِ مکہ میں سے اب کوئی باخدا
دین اسلام کو مان کر آپ کے چھپ کے طیبہ چلا آئے پاس آپ کے

آپ بے حیل اور بن تامل کیے　　اہل مکہ کو کر دیں گے واپس اُسے

اور اگر شہرِ طیبہ کا کوئی مکیں　　آ گیا چھوڑ کر طیبہ کی سرزمیں

بارضا و خوشی اہل مکہ کے ہاں　　بھیجا جائے گا واپس نہ وہ نے گماں

جاں نثارانِ اسلام کا ردِ عمل

شرط ہی یہ تھی اتنی عجیب و غریب　　مبنی بر یک جہت بندگانِ حسیب

رہ سکے اب نہ خاموش حق کے ولی　　شیدا اسلام کے عاشقانِ نبی

یک زباں ہو کے بولے سبھی جاں نثار　　غیرت ملی کے بن گئے پاسدار

اللہ اللہ جو اپنا لے اللہ کا دیں　　پالے ایمان کی دولتِ دلنشیں

حق نگر اور حق کا پرستار ہو　　دین خیرالوریٰ کا وفادار ہو

چھپ چھپا کے وہ بندۂ پروردگار　　آن پہنچے مدینے میں، پھر ایک بار

دے دیا جائے زنغے میں کفار کے　　جائے واپس چلا شہرِ دلدار سے

کس طرح ایسے ہو سکتا ہے باخدا　　کیسے ممکن ہے یہ سوچو تو کچھ ذرا

سہیل کا جواں سال پسر ابو جندل پابہ زنجیر مجلسِ معاہدہ میں آن پہنچتا ہے

شرط مذکور پر واجب الاحترام　　اے میرے حق نگر، سامعین کرام

بحرِ حیرت میں تھے بندگانِ خدا　　جبکہ ڈوبے ہوئے کیا سے کیا ہوگیا

دیکھا چشمِ فلک نے یہ منظر عجیب　　ہو گیا رونما واقعہ اک عجیب

اک جوانِ حسیں، بندۂ خوش کلام　　جس کا مردِ وجیہ، ابو جندل تھا نام

ہاتھ میں جس کے تھا دینِ وحدت کا جام بن چکا تھا جو رب کے نبی کا غلام
یعنی اس مردِ ضدی کا لختِ جگر اس کا اپنا پسر ' ابنِ ابنِ عمرو
مکہ کے قید خانے سے ہو کے رہا پا بہ زنجیر آ پہنچا واں برملا
کسمپرسی کی حالت میں وہ مردِ حرُ جس کی عظمت پہ قربان لاکھوں گہر
پہنچا جب حلقۂ یاراں میں برملا ہو گیا گویا واں ایک محشر بپا
دیکھ کر اس کو مخدوش حالات میں مچ گئی کھلبلی سب کے جذبات میں
ظلم کفار کے ' ناروا سختیاں جھیلتے جھیلتے اس کی معصوم جاں
اس قدر دوستو ہو چکی تھی نڈھال جیسے ہو اک بریدہ ' شکستہ سی ڈال

سہیل اپنے بیٹے کو دیکھ کر تلملا اُٹھتا ہے

دیکھا بیٹے کو جو اس طرح باخدا پا بہ زنجیر ہے وہ یہاں آ گیا
اہلِ ایماں سے طالب ہے امداد کا اس کا اپنا پسر بندۂ باصفا
پاؤں کے نیچے سے اس کے گویا زمیں ہی گئی اب نکل اے میرے ہم نشیں
ٹپٹپا اٹھا کفار کا یہ سفیر واضح آئی نظر ایک خونی لکیر
اس کے ماتھے پہ اے بندگانِ صفا شدتِ غیظ سے جب اٹھا تلملا
اس کے بیٹے کا آج اس طرح برملا اے میرے ہمسفر ' ہمدم و ہمنوا
اہل ایمان سے آ کے کرنا طلب اس کی موجودگی میں مدد اس سبب
اس کی غیرت پہ زد ایک تھی ناگہاں اس لئے ہو گیا مشتعل بے اماں

سہیل کا مطالبہ میرا بیٹا واپس بھیجئے پھر بات آگے بڑھے گی

آپ کو اس نے کر کے مخاطب کہا اے محمد میری بات سنیئے ذرا

پائیں گے بعد ازاں طے ضروری امور ہوگا تحریر بھی عہد و پیماں ضرور
پیشتر اس کے کہ، بات آگے چلے دیجے کر بیٹا میرا، حوالے میرے
بولے رحمت لقب سرورِ سروراں شاہِ کون و مکاں والیٔ دو جہاں
تاہنوز ہم نہیں کیونکہ فارغ ہوئے صلح نامۂ ہذا کی تحریر سے
اس لئے اس پہ تو بھی نہ اصرار کر دل کھلے اعلیٰ ظرفی کا اظہار کر
بولا ابنِ عمرو یہ نہ ہوگا کبھی اس سے کم نہ سنوں گا کوئی بات بھی
آپ ہیں گر مصر اپنی اس بات پر کہتا ہوں برملا۔ بندۂ باہنر
تشنہ رہ جائے گا اپنا قول و اقرار ہوں گے حالات پھر نہ کبھی سازگار
رب کے محبوب نے پھر کہا اے عمرو شرط پہ اپنی بے جا نہ اصرار کر
رہنے دے اپنے بیٹے کو تو میرے پاس آیا ہے دور سے لے کر نصرت کی آس
بات پر ناروا تو نہ اصرار کر رہنے دے پاس میرے تو اپنا پسر
بولا ہونے نہ دوں گا میں ایسا کبھی پہلے اس بات کو طے کروں گا جبھی
بات آگے بڑھے گی براہِ خدا تم سے کہتا ہوں اک بار پھر برملا

ابوجندل اپنے مسلمان بھائیوں کو جذباتی انداز میں مدد کے لیے پکارتا ہے

ہو گیا موقعہ پر پیدا منظر عجیب اے میرے محترم بندگانِ مجیب
اہل ایماں کو کر کے مخاطب کہا ابو جندل نے اب دوستو برملا
اے مسلمانو! کیا ہے تمہیں ہو گیا روبرو سب کے ہے آج کیا ہو رہا
میں مسلماں ہوں اور مجھ کو یوں برملا دستِ کفار میں ہے دیا جا رہا

تم نہیں دیکھتے میری ناگفتگی میرا دکھ ، میری تکلیف دلبستگی
سن کے فریاد اک اخیٔ مجبور کی اک مسلمان مظلوم و رنجور کی
اور اسے دیکھ کر اس طرح جاں بلب اہلِ ایمان اٹھے تڑپ سب کے سب

کشتۂ غیرتِ ملی حضرت عمر کو برداشت کا یارا نہیں رہتا

کشتۂ غیرتِ ملی ابنِ خطاب عرض پیرا ہوئے اے رسالتماب
کیا نہیں آپ اللہ کے سچے رسول کیا نہیں حق پہ ہم عاشقانِ رسول
سن کے قولِ عمر آپ نے یہ کہا اے عمر مردِ حُر بندۂ باصفا
بالیقیں میں ہوں اللہ کا سچا رسول حق پہ ہیں سربسر عاشقانِ رسول
وہ جو ہیں حکمتیں عالمِ غیب کی تو نہیں جانتا ، جانتا ہے نبی
اس لئے اپنے جذبات ابنِ خطاب اپنے قابو میں رکھ گرچہ ہیں لاجواب
سن کے فرمانِ ذیشانِ خیر البشر بہر تسلیم خم کر دیا اپنا سر
ابن خطاب نے بندگانِ صفا اے میرے ہمنشیں رہروانِ وفا

سرورِ انبیاء ﷺ کی طرف سے ابو جندل کو صبر کی تلقین اور مددِ الٰہی کی نوید

بعد ازاں اے میرے ہمدم و ہمنوا ابو جندل کے پاس آئے خیرالوریٰ
اُن کو پرسا دیا اور شفقت کا ہاتھ سر پہ رکھتے ہوئے سرورِ کائنات
اُن سے گویا ہوئے اے میرے جاں نثار صبر کر اس طرح تیرا پروردگار
واسطے تیرے دورانِ مدت قلیل پیدا کر دے گا کوئی نہ کوئی سبیل

دیکھے گا اپنی ان آنکھوں سے بالیقیں　　اک نہ اک روز تو طیبہ کی سرزمیں
وقت کی تو نزاکت کا احساس کر　　اے میرے عاشق و بندۂ حق نگر
کر چکے ہیں جو پیمان ہم واشگاف　　ہم نہیں سکتے اب اس سے کر انحراف
رب کی رحمت پہ رکھ تکیہ اور اپنی آس　　صبر کر اجر پا بندۂ حق شناس
رو سے میثاق کی بندۂ نیک نام　　پا بہ زنجیر سرکار کے یہ غلام
دے دیئے جب گئے دستِ کفار میں　　ہو گئے قید پھر اب اُسی غار میں
جس سے وہ پا بہ زنجیر تھے بھاگ کر　　آ گئے اے میرے ہمدم و ہمسفر

سفیر اسلام حضرت عثمان یرغمال بنا لئے جاتے ہیں

حضرتِ ابنِ سعد ' حضرتِ بیہقی　　واقعہ لکھتے ہیں ایک اس طرح بھی
جاری اطراف میں جب تھی گفت و شنید　　واسطے صلح کے بندگانِ سعید
بن کے سرکار کے نامہ بر اور سفیر　　دین حقہ کے مخلص ظہیر و نصیر
حضرت عثمان سے بندۂ حق شناس　　تھے گئے.جب ہوئے اہل مکہ کے پاس
عین اس وقت جب لکھا تھا جا رہا　　صلح نامہ فریقین میں باخدا
مارا اطراف میں سے کسی نے جو سنگ　　ناروا چھڑ گئی آنِ واحد میں جنگ
دونوں اطراف نے ایسے میں کیا کیا　　نامہ بر اور سفیران کو برملا
کر لیا قید اور بندگانِ کمال　　پاس اپنے لیا اب بنا یرغمال
مکہ میں حضرت عثماں بنے یرغمال　　جبکہ دوجی طرف بندۂ قیل و قال
یعنی ابن عمرو کافروں کا سفیر　　اہل مکہ کا مخلص نصیر و مشیر
بدلے میں اب بنایا گیا یرغمال　　رک گیا تھا جہاں پر سبھی قیل و قال

حضرت عثمان کی شہادت کی افواہ اور بیعتِ رضوان

حضرت عثمان زیرِ حراست تھے جب ۔۔۔ اے میرے دوستو' اس کے دوران اب
پھیلی افواہ یہ اک جانگسل جانکاہ ۔۔۔ اہلِ مکہ نے ہے کر دیا بے خطا
قتل عثمان سا بندۂ باصفا ۔۔۔ ظلم سے کام لیتے ہوئے برملا
تھی خبر چونکہ یہ ایک اندوہناک ۔۔۔ بالیقیں واقعہ تھا اک افسوسناک
اس لئے اے میرے ہمدم و ہمنوا ۔۔۔ اے میرے ہمسفر ' بندگانِ صفا
قتلِ عثمان کا لینے کو انتقام ۔۔۔ والیٔ بحروبر پیارے خیرالانام
رب کے محبوب نبیوں کے سردار نے ۔۔۔ نبیٔ رحمت لقب ' شاہِ ابرار نے
جان نثاروں سے اسلام کے باخدا ۔۔۔ زیرِ اشجار لی بیعتِ برملا
ہے کتاب اللہ میں بھی بفضلِ خدا ۔۔۔ بیعتِ ہذا کا تذکرہ دلربا
نامِ بیعت ہے اک عہدِ رضوان بھی ۔۔۔ سایۂ نخل میں جو ہوئی تھی کبھی

حضرت عثمانؓ کا منفرد اعزاز

چونکہ عثمان حاضر نہ تھے موقع پر ۔۔۔ اس لئے رب کے محبوب خیرالبشر
حق کے پیغام بر نے براہِ خدا ۔۔۔ ان کو یوں بیعتِ حق میں شامل کیا
آپ نے دے دیا بندگانِ وقار ۔۔۔ دست کو اپنے ہی دستِ عثماں قرار
پھر اُسے رکھ دیا دوسرے ہاتھ پر ۔۔۔ اس طرح رب کے محبوب خیرالبشر
شاہِ ابرار نے بندۂ باصفا ۔۔۔ حضرت عثمان کی سمت سے برملا
خود ہی کرکے بیعت ابنِ عفان کو ۔۔۔ دین کے اک فدا کار عثمان کو
اک شرف اور اعزازِ یکتا دیا ۔۔۔ کر دی اعزاز و اکرام کی انتہا

قریش کی طرف سے حضرت عثمانؓ کو عمرے کی پیشکش

برسرِ تذکرہ ' بندگانِ خدا منظر اک دوسرا بھی تمہیں دیں دکھا
سرورِ سروراں رب کے محبوب سے دونوں عالم کے بندۂ مرغوب سے
ابنِ عفان کے عشق اور پیار کا والہانہ محبت کے اظہار کا
آپ کے عاشقِ صادق و جاں نثار یعنی عثمان بندۂ پروردگار
جن دنوں محترم بندۂ باکمال اہل مکہ کے ہاتھوں میں تھے یرغمال
مکی سرداروں نے آ کے ان سے کہا ابنِ عفان تو چونکہ ہے آ گیا
مکہ میں اس لئے بندۂ باہنر تجھ پہ موقوف ہے تو جو چاہے اگر
عمرہ کر سکتا ہے اور اپنا طواف ہے گوارا ہمیں اس قدر صاف صاف

کشتۂ عشقِ مصطفیٰ ﷺ حضرت عثمانؓ کا قریش مکہ کو جواب

بولا عثمان کشتۂ مہر و وفا ہو نہیں سکتا ایسا کبھی باخدا
نہ کروں گا طواف اور نہ میں عمرہ ہی ہوں گے جب تک نہ ہمراہ میرے نبی
گویا عثمان تھے کہہ رہے برملا جان لو قرشیو ' جان لو باخدا
دینِ اسلام ہے جس کے صدقے ملے جس کے صدقے ملا ' نور ایمان کا
جس کے صدقے میں پائی یہ روشن کتاب علم و عرفان کا منبعٔ لاجواب
جس کے صدقے بنے ہم سبھی حق شناس . جس کے صدقے ہوئے کعبہ سے روشناس
سامنے جب تلک بندگان خدا ہوگا اپنے نہ وہ چہرۂ دلربا
سوئے کعبہ کروں گا نہ میں التفات نہ کرو اس طرح کی کوئی مجھ سے بات
کعبہ ہے بالیقیں قبلۂ مومناں واسطے اہل اسلام ہے جانِ جاں

ہم کو مرغوب ہیں اس کے دیوار و در — اس کی نوری فضا اور اسود حجر
اس کے میزابِ رحمت سے بھی پیار ہے — اس کا ماحول ہی نور الانوار ہے
ہیں مقامِ براہیم اور ملتزم — واسطے موماناں ذی شرف ذی حشم
سب بجا اپنی جا ہاں مگر باخدا — اپنا ایماں ہے یہ بندگان خدا
گر نہیں درمیاں نسبتِ مصطفیٰ — رب کے محبوب کا چہرۂ والضحیٰ
کعبہ بھی نہ کرے گا کوئی التفات — ربِ کعبہ بھی نہ مانے گا کوئی بات
ایسے بندوں کی جو نسبتِ مصطفیٰ — چھوڑ کر پانا چاہیں خدا کی رضا
یا ہوئے رب کے محبوب سے بے نیاز — جا کریں کعبۃ اللہ سے راز و نیاز

نسبتِ مصطفوی ﷺ ہی روحِ اسلام اور عینِ ایمان ہے

حق کے شیدائی عثمان ' اے دوستو — دے گئے یہ سبق اہل ایمان کو
کعبہ و ربِ کعبہ سے تم کو اگر — کرنا ہے استوار اک تعلق تو پھر
رکھنی ہو گی تمہیں بندگانِ خدا — لازماً درمیاں نسبتِ مصطفیٰ
جان لو نسبتِ مصطفیٰ کے بغیر — واسطے کعبہ و رب کعبہ کے غیر
اور انجان ہی تم رہو گے سدا — اور دعویٰ تمہارا بھی ایمان کا
پیشِ اللہ ہوگا نہ ہرگز قبول — زہد و تقویٰ بھی ہوگا اک امرِ فضول
منبعٔ دین و ایماں ہے ذات رسول — کر لیا اس حقیقت کو جس نے قبول
اب دل و جان سے بس وہی پا گیا — قربِ حق نورِ عرفانِ رب العلیٰ
عشقِ سرکار ہی روح اسلام ہے — دین کی جان اور نور ایمان ہے
اس میں اک حق نگر جس قدر تام ہے — اتنا ہی وہ وفادارِ اسلام ہے

اس سے محرومی ہے بدنصیبی کی بات گرچہ اعمال سے ہو بھری کائنات

ایسا تقویٰ نہیں لائقِ التفات جس میں شامل نہیں سرور کائنات

رب کے محبوب کے عشق کا باخدا پہلوئے دلنشیں ، عنصرِ دلربا

کوئی سمجھے نہ سمجھے میرے ہمنوا جاں نثاران و عشاقِ خیرالوریٰ

عشقِ سرکار بن دعوائے اتباع پھول ہے بن مہک رہروانِ ورع

صلح کی تکمیل کے بعد سرورانبیاء ﷺ کی طرف سے صحابہ کو قربانیاں کرنے اور بال ترشوانے کا حکم

جب ہوئے صلح سے سرورِ انبیاء فارغ اے حق نگر بندگانِ صفا

آپ نے اپنے اصحاب سے یہ کہا اٹھو اور نذرِ مولا کرو باخدا

اپنی قربانیاں اور منڈواؤ بال رب کی پاؤ رضا بندگانِ کمال

صحابہؓ شدت غم سے نڈھال تھے

تھے صحابہ مگر ہو چکے یوں نڈھال شدت غم سے اے بندگانِ کمال

اٹھ سکے نہ وہ فرمانِ ذیشان پر کر سکے نہ عمل نوری فرمان پر

اس لئے رب کے محبوب و مختار کو سرور سروراں شاہ ابرار کو

یاد فرماں دلانا پڑا تین بار اے میرے ہمسفر ' بندگانِ وقار

اُٹھ سکا پھر بھی کوئی نہ مردِ ہنر اس قدر تھے پڑے سب کے سب حق نگر

آج بے سدھ ہوئے اور افسردہ جاں سینوں میں دل شکستہ لئے بے گماں

ام المومنین کا مشورہ اور اُس کی برکت

آپ نے زوجۂ عالیہ سے کیا — اندریں سلسلہ جا کے جب تذکرا
یہ انہوں نے کہا اے رسولِ خدا — نبیٔ رحمت لقب ' شاہِ ہر دو سرا
اپنے اصحاب سے کچھ کہیں نہ مزید — رکھتے ہیں زخمی دل بندگانِ سعید
لے کے نام اللہ کا نذر کا جانور — ذبح کر دیں جو امروز خیرالبشر
آپ کی اتباع آپ کے جاں نثار — کرنے کو دوڑیں گے سرورِ نامدار
ان کے کہنے پہ اے بندگانِ صفا — رب کے محبوب نے اب جو ایسا کیا
سب نے کی برملا آپ کی اقتدا — پائی مولا کی اور مصطفیٰ کی رضا
بعد کرنے کے چند ایک دن اب قیام — اس جگہ رب کے محبوب ' خیرالانام
آئے واپس چلے بندگانِ صفا — جاں نثاران و عشاقِ خیرالوریٰ

کیا صحابہؓ کا عمل معصیت پر مبنی تھا؟

بعض لوگوں نے اے بندۂ کبریا — موقعِ ہذا پہ اس طرح ہے کہا
تھا عمل آپ کے جملہ اصحاب کا — مبنی بر معصیت مشتمل برجفا
معنی ہے یہ کہاں سے نکالا گیا — بات ہے اصل میں بندگانِ صفا
جن شرائط پہ تھا عہد و پیماں ہوا — جاں نثاران و عشاقِ خیرالوریٰ
ان پہ افسردہ تھے مصطفیٰ کے غلام — دل شکستہ تھے اصحاب خیرالانام
ذہن میں ان کے موجود تھا یہ سوال — حق پہ ہیں چونکہ ہم بندگانِ کمال
اس لئے چاہیے نہ ہمیں اس قدر — صلح دب کر کریں غیر سے جائیں ڈر
سوچ تھی جاں نثاروں کی اپنے تئیں — آپ کے ساتھ جب بندگانِ متیں

سربکف سینکڑوں ہم فدا کار ہیں سرکٹانے کو جو آج تیار ہیں
آپ کے اک اشارے پہ راہِ خدا کس لئے دب کے پھر ہم کریں برملا
صلح امروز اے بندگانِ ہنر جاں نثاران و عشاقِ خیرالبشر

صحابہؓ مخفی حکمتوں پر آگاہ نہ تھے

خیر اس میں جو مستور تھی بالیقیں اس میں پنہاں تھی جو ایک فتحِ مبیں
اس سے لاعلم تھے بندگانِ وفا اس سے تھے بے خبر کشتگانِ صفا
جانتے تھے اسے بس خدا کے نبی اللہ کے اذن سے ہے حقیقت یہی
مسئلہ ہذا میں گویا معذور تھے مخلص و حق نگر، جاں نثار آپ کے

شرائط صلح پر صحابہؓ کے جذبات سربسر مبنی بہ اخلاص تھے

حق پرستوں کے اس موقعہ پر دوستو جو خیالات تھے اور تھے جذبات جو
سربسر فطری مبنی بہ اخلاص تھے صرف اور صرف رب نے اسی واسطے
ان کو کی سرزنش نہ ہی تادیب کی اے میرے ہمسفر عاشقانِ نبی
چاہیئے رہنا، مدنظر باخدا یہ حقیقت سدا، بندگانِ صفا
مبنی برمعصیت تھا نہ ان کا عمل چونکہ صدمے سے تھے وہ نہ پائے سنبھل
اس لئے اس طرح کا ہوا واقعہ اے میرے ہمسفر رہروانِ وفا
پاکبازوں کے ایمان و اخلاص پر جاں نثاران و عشاقِ خیرالبشر
اس طرح کھولنی چاہیئے نہ زباں اس عمل میں ہے بندے کا اپنا زیاں
صلح میں وہ جو اک خیر مستور تھی اس میں پنہاں جو تھی روشنی نور کی
اس تلک ان کو حاصل رسائی نہ تھی غیب سے روشنی اس کی پائی نہ تھی

جس طرح رخ بدلنا تھا حالات کا ہونا تھا جو نتیجہ مہمات کا
وقتِ آئندہ میں بندگانِ صفا چونکہ مخفی تھا سب غیب میں باخدا
اس لئے اس طرح کا ہوا واقعہ اے میرے ہمسفر رہروانِ وفا

صحابہ کون لوگ تھے

ظاہراً صلح پر عاشقانِ رسول سخت رنجور و مغموم تھے اور ملول
شدتِ غم میں وہ پیکران صفا کر سکے اب نہ ادراک تک باخدا
رب کے محبوب کے عالی فرمان کا آپ کے حکم و فرمانِ ذیشان کا
ورنہ تھے یہ صحابہ وہی بالیقیں کشتگان وفا ' بندگان متیں
جنہوں نے عشق میں رب کے محبوب کے دونوں عالم کے بندۂ مرغوب کے
تھے دکھائے مناظر عجیب و غریب چشمِ عالم کو اے بندگان منیب
مملوئے عشق و وارفتگی اور وفا پیشتر چند ہی روز عین اس جگہ
سوچو خود ہی ذرا بندگانِ صفا جاں نثاران و عشاق خیرالوریٰ
اس طرح چاہنے والے محبوب کو ہر دو عالم کے بندۂ مرغوب کو
کیسے ممکن ہے بن جائیں گے بدنصیب کرکے معصیتِ نبیٔ رب منیب

اگر صحابہ کا عمل مبنی بر معصیت ہوتا تو انہیں سرزنش ضرور کی جاتی

ہوتا گر وہ عمل جو انہوں نے کیا مبنی بر معصیت مشتمل برجفا
کرتا رب پھر انہیں سرزنش برملا اس عمل پہ یقیناً ' وہیں باخدا
جیسا کہ حق تعالیٰ نے ہے بارہا اور کتنے ہی موقعوں پہ ایسا کیا
رب کو ملحوظ ہے عظمتِ مصطفیٰ بڑھ کے ہر شے سے ناموس خیرالوریٰ

پاسداری میں اس کی سنو برملا　حق تعالیٰ نہیں رکھنے والا روا
رو رعایت کوئی ملتِ سرفراز　چاہے کتنا کوئی شخص ہو پاکباز
ہے یہی قولِ فیصل بفضلِ خدا　چاہیئے اس پہ ایماں بلا چوں چرا

شرائط صلح میں مستور ایک اہم حکمت

یہ سمجھنے کو اے بندگانِ صفا　اے میرے محترم ' ہمدم و ہمنوا
صلح میں پنہاں تھیں کونسی حکمتیں　ان شرائط میں مخفی تھی کیا برکتیں
اب کرو غور حالات پر تم ذرا　آئے درپیش جو بعد میں باخدا

ایک مکی جوان ابو بصیر قبول اسلام کے بعد خدمت نبوی ﷺ میں

لا چکے جونہی تشریف خیرالوریٰ　واپس اپنے وطن اب بفضلِ خدا
تھوڑے دن بعد ہی بن کے حق کے فقیر　بھاگ کر مکہ سے آ گئے بوبصیر
پہنچے خدمت میں سرکار کی برملا　جس طرح پہنچا تھا بندۂ باصفا
خدمت عالی میں ابنِ ابنِ عمرو　ابو جندل سا اک بندۂ حق نگر
بھیجے اس کے تعاقب میں دو نوجواں　اہل مکہ نے بھی اے میرے جانِ جاں
دونوں آ پہنچے خدمت میں سرکار کی　آ کے کچھ اس طرح آپ سے عرض کی
رو سے میثاق کی بندۂ باصفا　شخصِ مذکور کو کر دیں واپس ذرا
آپ نے پاس پیمان میں برملا　اہل ایمان کو بھیج واپس دیا
مکہ سے آنے والے جوانوں کے ساتھ　دے دیا ایک پیارے کا ہاتھ ان کے ہاتھ

اللہ کے بندے کا جو گیا داؤ چل

پہنچے وہ ذوالحلیفہ پہ جب باخدا — اہلِ ایماں نے ان میں سے اک سے کہا
ہاتھ میں تیرے کیا خوب تلوار ہے — کس قدر خوبصورت، چمکدار ہے
لے کے میں بھی تو دیکھوں اسے ہاتھ میں — اس کو معلوم کیا بیٹھی تھی گھات میں
واسطے اس کے اب اس جگہ پر اجل — اللہ کے بندے کا جو گیا داؤ چل
آ گیا بندۂ لات اس بات میں — دی تھما تیغ جھٹ اس کے ہی ہاتھ میں
ہاتھ میں تیغ اس کے تھمانے کے بعد — سمجھا نادان اے ملتِ خوش نہاد
فخر سے اپنے کانوں سنوں گا ابھی — اپنے دشمن سے توصیف تلوار کی
تھا اسی سوچ میں اور تصور میں گم — فخرِ جرأت میں، نازِ تہور میں گم
لپکی تلوار اور کر گئی اپنا کام — ہو گیا مردِ ناداں کا قصہ تمام

مقتول کا ساتھی بارگہ اقدس میں

بھاگ کر اس کا ہمراز اے جانِ جاں — پہنچا خدمت میں سرکار کی بے گماں
تھوڑی ہی دیر میں حضرتِ بوبصیر — اب پہنچ ہی گئے دوستو بالآخر
رب کے محبوب کے عالی دربار میں — خدمتِ والائے شاہِ ابرار میں
عرض پیرا ہوئے اے حبیب خدا — ہو چکا پورا پیماں جو تھا آپ کا
بولے سرکار سن بندۂ کبریا — شرط پیمان لاگو ہے جو باخدا
صورتِ ہذا پہ تشنہ تکمیل ہے — عہد کی مجھ کو ملحوظ تعمیل ہے
میں نہیں سکتا دے آج تجھ کو پناہ — تجھ پہ موقوف ہے جا کہیں بھی چلا

مکہ کے نومسلم فرار ہوکر ساحلِ بحر پر پہنچنے لگے

ساحلِ بحر پر بندۂ باصفا بھاگ کر دوستو جا مقیم ہو گیا
تھوڑے ہی عرصہ میں ملتِ خوش گماں بھاگ کر اب بو جندل بھی پہنچے وہاں
شہر مکہ میں جو بندۂ خوش خصال لیتا ایماں کی پا ' دولتِ لازوال
بھاگ کر جا پہنچتا وہاں برملا تھے جہاں پر مکیں بندگانِ صفا

مومنین کی اس جماعت نے قریشِ مکہ کی نیندیں حرام کردیں

رفتہ رفتہ جو ان اہل ایمان کی حق نگر جاں نثارانِ رحمٰن کی
دوستو ہو گئی اک جماعت تیار ساحلِ بحر پر بندگانِ وقار
حق پرستوں کے اس جیش نے کر دیا۔ بڑھ کے مسدود جب راستہ شام کا
ہو گئیں اہل مکہ کی نیندیں حرام رہ گیا دوستو ہو کے پہیہ ہی جام
ان کی سوداگری کار اور بار کا کاروانِ معیشت کی رفتار کا

سفیرانِ قریش کی دربار رسالت میں حاضری اور عہد نامہ سے مذکورہ شرط ختم کرنے کی درخواست

ہو کے زچ آئے دن کی مہمات سے ایسے حالات سے اور صدمات سے
دوستو اہل مکہ کا اک وفدِ خاص ہو کے مجبور سرکارِ عالم کے پاس
پہنچا اور آ کے گویا ہوا برملا شرطِ مذکور نے بندۂ باصفا
کر دی ہیں اہلِ مکہ کی نیندیں حرام آپ سے ہے گذارش بصد احترام
شرطِ مذکور پیمان سے دیں اڑا مانیں گے۔ اس کو احسان بھی آپ کا

رحمت دو جہاں نبیٔ مختار نے دونوں عالم کے ہمدرد و غمخوار نے
ان کے کہنے پہ دی بندگانِ خدا عہدِ مذکور سے شرطِ ہذا اٹھا

سرورانبیاء ﷺ نے ابوجندل اوران کے ساتھیوں کو اپنے پاس بلوالیا

رب کے محبوب و دلدار ' خیرالبشر نبیٔ مختار نے بھیجا اک نامہ بر
جانب اصحاب بو جندل و بوبصیر دین حقہ کے تھے جو نرالے سفیر
طیبہ آئیں چلے ساتھ احباب کے اپنے اصحاب مردانِ نایاب کے
پہنچا جب نامہ بر بندگانِ نصیر آخری سانس تھے لے رہے بو بصیر
ہاتھ میں لے کے نامے کو چوما ہی تھا جسم سے ہو گئی روحِ نوری جدا
جبکہ بوجندل اک جاں نثار آپ کا سچا شیدائی ' اک نبیٔ مختار کا
اپنے ہمراہیوں کی جماعت کے ساتھ نامہ سرکار کا اب لئے اپنے ہاتھ
آ گیا خدمت شاہِ ابرار میں رب کے محبوب کے عالی دربار میں
عمر بھر بندۂ حق نگر ' باخدا خدمت شاہِ دوراں میں حاضر رہا
دور فاروق میں بندۂ نیک نام کر گیا نوش آخر شہادت کا نام
شام کے ملک میں درمیانِ جہاد ہو گیا کامراں بندۂ خوش نہاد

شرطِ مذکورہ جسے مسلمان اپنے لئے باعث ہزیمت سمجھتے تھے ان کے لئے کامرانیوں کا نقطہ آغاز بن گئی

اب کرو غور اے بندگانِ خدا رہروان وفا ' کشتگانِ صفا

شرط وہ جس کو سب بندگانِ صفا سمجھے تھے سخت نقصان دہ باخدا
واسطے اہلِ ایماں بفضلِ خدا جاں نثاران و عشاقِ خیرالوریٰ
بن گئی کس طرح کامرانی کا باب باعثِ شوکت اور نصرتِ لاجواب
اور کس طرح سے بے حساب و کتاب واسطے اہلِ مکہ سراسر عذاب
شرط میں پنہاں جو پہلو تھا خیر کا اس سے تھے باخبر شاہِ ہر دو سرا
اللہ کے فضل سے اس کے احسان سے اللہ کی دین سے، اذنِ رحمٰن سے
جبکہ اصحاب نایاب تھے بے خبر پس اسی واسطے بندگانِ ہنر
شرط مذکور پہ سخت رنجور تھے ہاتھوں جذبات کے اپنے مجبور تھے
بعد کے دور میں اب بفضل خدا رب کی نصرت کا جو اک نیا در کھلا
اور جس طرح خود اہل مکہ سبھی دشمنانِ خدا، دشمنانِ نبی
شرط ہذا کے ہاتھوں ہوئے خود خراب بن گئی واسطے ان کے ہی وہ عذاب
اہل ایمان پر جا کے عقدہ کھلا شرط میں پنہاں پہلو تھا اک خیر کا
حق نگر اہل ایمان کے واسطے جاں نثارانِ اسلام کے واسطے

فرمان مصطفوی ﷺ پر سر تسلیم خم کر لینا ہی شیوۂ ایمان ہے

اس لئے چاہیے اہل ایمان کو حق نگر جاں نثارانِ رحمٰن کو
رب کی رحمت پہ رکھیں نظر وہ سدا سرِ تسلیم کر لیں بلا چوں و چرا
اپنا خم آپ کے حکمِ ذیشان پر رب کے محبوب کے عالی فرمان پر
ہے یہی شیوۂ مومناں باخدا ہے اسی میں خدا کی رضا اور عطا
ہے یہی جانِ ایمان اور روحِ دیں روح اسلام کی، روحِ دینِ مبیں

رب کے محبوب کے عالی فرمان پر ہم فدایانِ اسلام اور حق نگر
کر دیں خم بہر تسلیم سب اپنے سر دل میں عسرت کو دیں نہ جگہ ذرہ بھر
مانیں حکم آپ کا اس طرح باخدا جس سے ہو کاملاً حقِ تسلیم ادا

صلح حدیبیہ کے ثمرات و مضمرات

صلح ہذا کو خود رب ذیشان نے فتح مبیں کے ساتھ تعبیر فرمایا

واسطے اہل اسلام تھی بالیقیں صلح حدیبیہ ایک فتحِ مبیں
حق تعالیٰ نے تھا اپنے فرمان سے واضح دو ٹوک فرمانِ ذیشان سے
کر دیا اسی حقیقت کو خود آشکار خوب اچھی طرح ملتِ ذی وقار
اس سفر سے ' میرے ہمدم و ہمنوا واپس آتے ہوئے خاتم الانبیاء
پہنچے جب اک جگہ بندۂ حق نما نام جس کا کہ خطۂ ضجنان تھا
لے کے حاضر ہوئے جبرئیلِ امیں عالم بالا سے اک پیامِ حسیں
سورۂ فتح کی آیتیں اولیں جن میں تھا اے میرے محترم سامعیں
واقعہ ہذا کا تذکرہ دلنشیں برملا ساتھ الفاظِ فتحِ مبیں
سنتے ہی دوستو یہ نویدِ حسیں برزبانِ قرآں اس طرح بالیقیں
ہو گئے حق پرستوں کے دل باغ باغ ہو گئے شاد مردانِ عالی دماغ
یہ حقیقت ہوئی ملتِ ذی وقار جاں نثارانِ اسلام پر آشکار
صلح جس پر ہو تم غمزدہ باخدا جن شرائط کو تم پاتے ہو ناروا
چشمِ مولا میں ہے ایک فتحِ مبیں ہے فتوحات کا باب اک دلنشیں

بعد کے واقعات نے اس امر پر مہرِ تصدیق ثبت کردی

دامنِ صلح میں بندگانِ غفار — وہ جو مستور تھیں برکتیں بے شمار
تھوڑے ہی عرصہ میں صدقۂ مصطفیٰ — اللہ کے فضل سے بندگانِ صفا
باری باری جب ہونے لگیں آشکار — کہتا ہوں آپ سے حلقۂ ذی وقار
ہو کے مجبور کرنا پڑا اعتراف — برملا سارے لوگوں کو اور صاف صاف
صلح تھی یہ حقیقت میں اور بالیقیں — مومنوں کے لیے ایک فتحِ مبیں

اشاعت اسلام کی رفتار میں حیرت انگیز ترقی

اس کی برکت سے اے بندگانِ صفا — چھٹ گئی وہ جو تھی ایک جنگ کی فضا
اہل مکہ کے اور طیبہ کے درمیان — اٹھ گئیں آنے جانے پہ پابندیاں
ہوگیا اس لئے پہلے سے تیز تر — دعوتِ دین کا سلسلہ خاص کر
فوج در فوج راغب ہوئے باخدا — جانب حق قبائل بفضلِ خدا
اس کا اندازہ اے بندگانِ صفا — اس حقیقت سے ہو جاتا ہے برملا
اس سفر میں تھے ہمراہ سرکار کے — نبیٔ رحمت لقب شاہ ابرار کے
بندگانِ خدا چودہ سو کے قریب — اور دو سال بعد اپنے رب کے حبیب
سرور سروراں جو چلے برملا — فتح مکہ کی خاطر بفضلِ خدا
آپ کے ساتھ تھے آپ کے جاں نثار — اللہ کے فضل سے دوستو دس ہزار

ایک مثالی معاشرے کا قیام

امن کے اس حسیں دور میں باخدا — سرور انبیاء کو یہ موقع ملا

وہ علاقے جو ہیں آ چکے بالیقیں تحت اسلام کے، اس کے زیر نگیں
ان علاقوں میں احباب عالی مزاج کر دیا جائے قائم مثالی سماج
رو سے اسلام کی اب بفضل خدا سکہ چلنے لگے دینِ توحید کا

وسط عرب شمالی عرب اور خیبر و تبوک کی طرف
پیش قدمی اور کامیابیاں

صلح ہذا کا، صدقہء خیر الوریٰ دوستو فائدہ یہ بھی کیا کم ہوا
اہل مکہ کی جانب سے پانے کے بعد اطمینانِ جلی ملتِ خوش نہاد
آپ نے کی توجہ بفضلِ متیں ان علاقوں کی جانب بھی اب بالیقیں
جو تھے وسطِ عرب یا بسمتِ شمال جن پہ قابض تھے سب فتنہ گر، بدخصال
اس کی برکت سے ہی بندگانِ فراز نصرتوں سے ہوئے اہل حق سرفراز
وہ قبائل جو تھے، بندگانِ صفا اہل مکہ کے احلاف اور ہمنوا
ایک اک کرکے آتے گئے بالیقیں تحت اسلام کے، اس کے زیر نگیں
ایسے ہی بعد از صلح حدیبیہ نصرتِ ربی سے، صدقہء مصطفیٰ
سب کے سب اہم تر خطہ ہائے یہود خیبر و القریٰ اہلِ شر کے جنود
آ گئے قبضے میں اہل اسلام کے صدقۂ مصطفےٰ فضلِ رحمٰن سے

کامرانیوں کے باب کھلنے پر سرورِ انبیاء ﷺ کا اظہارِ تشکر

سال آئندہ جب شاہِ ہر دو سرا آئے بیت اللہ میں کرنے عمرہ قضا
بعد از حلق فرمایا سرکار نے اپنے اصحاب سے نبئ مختار نے
ہے یہی حق پرستو وہ فتحِ مبیں دی گئی جس کی تھی اک نویدِ حسیں

ایسے ہی آٹھ ہجری میں جب باخدا　　اللہ کے فضل سے مکہ فتح ہوا

اور ہوئیں پیش سرکار کو بے گماں　　اللہ کے پاک گھر کعبہ کی کنجیاں

کر کے سمتِ عمر اپنا روئے سخن　　نطق آرا ہوئے بادشاہِ زمن

ہے یہی وہ عمر ایک فتح مبیں　　دی گئی جس کی تھی اک نویدِ حسیں

اور پھر جب کہ تھا موقعہِ دلربا　　حج کا الوداعی بفضلِ خدا

نبیٔ رحمت نے عشاقِ ربِ زمن　　کر کے سمتِ عمر اپنا روئے سخن

اب کہا برملا ، بندۂ باصفا　　کشتۂ غیرتِ ملی سُن باخدا

ہے یہی وہ سبحان اللہ فتح مبیں　　جس کی دی میں نے تھی اک نویدِ حسیں

اس پہ گویا ہوئے بندۂ لاجواب　　آپ سے با ادب عمر ابن خطاب

میرا ایماں ہے یہ شاہِ ہر دو سرا　　سرور سروراں ، خاتم الانبیاء

کوئی فتح نہیں اس صلح سے بڑی　　سارے اسلام میں میرے پیارے نبی

صدیقِ اکبرؓ کا قول اور ایک ایمان افروز مشاہدہ

واقعہ ہذا ہے بالیقیں ، بالیقیں　　کامرانی کا باب اور فتحِ مبیں

کہتے ہیں اس طرح بندۂ حق نگر　　عاشقِ مصطفےٰ حضرتِ بوبکر

اس صلح سے بڑی فتح کوئی نہیں　　سارے اسلام میں کہتا ہوں بالیقیں

راز تھا ایک یہ سربسر جانِ جاں　　اللہ اور اس کے محبوب کے درمیاں

اس کی تفہیم سے لوگ تھے بے خبر　　اسی لئے تھے رہے جلد بازی وہ کر

ربِ رحمٰن لیکن نہ تھا جلد باز　　جانتا تھا وہی خوب تر اپنے راز

کہتے ہیں بوبکر بندۂ باصفا　　ہے میرے سامنے منظرِ دلربا

حج کے موقعہ پہ سرکار خیرالبشر   جانور اپنے تھے جب رہے ذبح کر
اس سے آپ کا جاں نثار حق نگر   عاشق مصطفیٰ سہیل ابنِ عمرو
پیش کرتا تھا خدمت میں سرکار کی   لا لا کے جانور دینِ حق کا ولی
پوری توقیر سے اور بصد احترام   شوق و جذبِ فرواں لئے تیز گام
اور جب رب کے محبوب خیرالوریٰ   اپنے موئے حسیں تھے رہے ترشوا
اب وہ چن چن کے موئے حسیں آپ کے   نبیؐ رحمت لقب ' شاہِ لولاک کے
رکھتا تھا اپنی آنکھوں پہ اور برملا   ان پہ تھا گویا قرباں ہوئے جا رہا
جاری رکھتے ہوئے راہوارِ کلام   کہتے ہیں اس طرح بندۂ نیک نام
عاشق مصطفیٰ ' بندۂ حق نگر   شیدا اسلام کے ' حضرتِ بوبکر
آ گیا ذہن میں میرے وہ باخدا   اس سے اس کا انکار جو برملا
یومِ حدیبیہ پر تھا اس نے کیا   بے سبب سر بسر ' سر بسر ناروا
لکھے جانے پہ تسمیہ ' اسمِ رسول   صلح نامے پہ اے عاشقانِ رسول
لائق حمد ہے رب خیرالوریٰ   ہے اُسی کے لیے ساری حمدوثنا
اپنے اس بندے کو جس نے توفیق دی   حق کی سمت آنے کی اور اسلام کی
چن لیا جس کا دل اس نے اسلام کے   واسطے ' نورِ ایمان کے واسطے
رکھتا تھا بغض جو رب کے محبوب سے   دونوں عالم کے بندۂ مرغوب سے
بن گیا اس کا اب عاشق و جاں نثار   اس کے دیں کا ہوا خادم و پاسدار
ظلم و ظلمت کی راہ چھوڑ آیا سہیل   عالم رشد میں لوٹ آیا سہیل
نکلا ظلمت سے اور نور میں آ گیا   رحمتیں ' برکتیں ' عظمتیں پا گیا
بن گیا اک فدا کارِ خیرالبشر   دشمن دین و ایماں جو تھا سربسر

سایۂ رحمتِ دین میں آ گیا خلد کی نعمت بے بہا پا گیا

سال ششم میں نافذ ہونے والے چند شرعی احکام

فرضیت حج اور حالتِ احرام میں شکار کی ممانعت

سال ہذا میں ہی حکم نازل ہوا حج کی فرضیت کا بفضلِ خدا
اور ایسے ہی حالت میں احرام کی کرنے سے صید وارد ہوئی اِک نہی
حاجیوں کے لئے بندگانِ خدا اے میرے ہمسفر ' رہروانِ وفا

نمازِ استسقاء کی ابتدا

ماہ رمضان میں آپ کے جاں نثار لے کے حاضر ہوئے اپنے دل بیقرار
خدمت شاہِ ابرار میں برملا حالت کسمپرسی میں آ کر کہا
ہو چلا ہے رسول اللہ عرصہ دراز بندے رب کے نہیں ہو سکے سرفراز
آبِ باراں سے سرکار شاہِ امم ہو چلی ہے یہ حالت خدا کی قسم
قلت آب سے لوگ بے حال ہیں سخت کلفت میں ہیں اور بدحال ہیں
پینے کو قطرہ تک بھی میسر نہیں صورت حال ہے سخت اندوہگیں
گھاس ناپید اور فصلیں نایاب ہیں جانور بھوک کے مارے بے تاب ہیں
رحمتِ دوجہاں ' شاہِ ہر دو سرا کیجئے رب تعالیٰ سے اپنے دعا
برسے برسات اور یہ مصیبت ٹلے آپ کے صدقے میں یہ شبِ غم ڈھلے

نمازِ استسقاء اور دعائے مصطفوی ﷺ کا اعجاز

رب کے محبوب ساتھ اپنے اصحاب کے نکلے آبادی سے عید گاہ تک گئے

کی وہاں باالجماعت ادا اک نماز　منی بر دو رکعت ملتِ پاکباز
قدرے معمول سے مختلف تھی نماز　منی بر خاص انداز و راز و نیاز
بعد ازاں رب کے محبوب نے کی دعا　اے میرے مولا اے رب ارض و سما
آب سے سرفراز اپنے بندوں کو کر　ٹال دے ان کا دکھ مالکِ بحر و بر
بیٹھے تھے اب وہیں بندگانِ خدا　دیکھتے دیکھتے صدقہء مصطفیٰ
چاروں اطراف سے بادل آنے لگے　رحمت باری کے ابر چھانے لگے
تھوڑی ہی دیر میں مینہ برسنے لگا　آسمانوں کا دامن چھلکنے لگا
مینہ برستا رہا سات دن سات رات　حد سے بڑھنے لگا اب جو آبِ حیات
کثرتِ آب سے بن گئیں بستیاں　دور و نزدیک تک اک یمِ بیکراں
جھونپڑے اور مکانات گرنے لگے　دور و نزدیک ملبے بکھرنے لگے
راستے منقطع ہو گئے باخدا　ناگہانی کا عالم ہوا اک بپا

سرورِ انبیاء ﷺ کے دربار میں دوبارہ حاضری

لوگ پھر چل کے پہنچے سبھی باخدا　رب کے محبوب کے پاس ہی برملا
عرض پیرا ہوئے آپ سے یوں غلام　رب کے محبوب و مختار خیرالانام
ابرِ باراں نے تو اس دفعہ باخدا　ہیں دیئے جاں نثاروں کے چھکے چھڑا
کیجئے رب تعالیٰ سے اپنے دعا　روک دے سلسلہ ہم پہ برسات کا
ہنس پڑے سن کے اصحاب سے برملا　نبیؐ رحمت لقب آج یہ ماجرا
سربسر نور دندان سرکار کے　نبیؐ رحمت لقب شاہِ ابرار کے
ہنسنے سے دوستو جب ہوئے آشکار　مسکراہٹ لگی نور کا آبشار

رب کے محبوب کی ، بندگانِ صفا آپ کے پیارے اصحاب کو باخدا
مملوئے پیار اس دلبرانہ ادا پر گئے رہ کے ہو دوستو سب فدا
جتنے حاضر تھے عشاق سرکار کے رب کے محبوب کے نبیٔ مختار کے

بادلوں پر محبوب خدا کا براہِ راست تصرف

نبیٔ مختار نے اب میرے ہمنوا انگلی سے بادلوں کو اشارہ کیا
اور کہا رحمت ربی کے مظہرو ہرسو اطراف میں جا کے اور چھوڑ دو
شہرِ خوباں کی شہرِ نبی کی حدود لشکرِ میکائل ، بادلوں کے جنود
ہے برسنا تو جا ہرسو اطراف میں طیبہ کے اردگرد اس کے اکناف میں
چھٹ گئے ابر فرمانِ ذیشان پر سر زمینِ مدینہ سے اب خاص کر
وادیوں اور پہاڑوں پہ ہی برسے جا جس طرح حکم سرکار نے تھا دیا

سرورِ انبیاء ﷺ کی دوشانیں، عبدیت ومحبوبیت

واقعہ ہذا نے بندگانِ صفا کر دیا واضح اک نقطۂ دلربا
پہلوئے دلنشیں دین و ایمان کا رب کے محبوب کی عظمت و شان کا
شانیں رکھتے ہیں دو جو شہِ انبیاء سرورِ سروراں ، خاتم الانبیاء
مظہر ہے دونوں شانوں کا یہ واقعہ اللہ کے اذن سے بندگانِ صفا
عبد ہیں اللہ کے رب کے پیارے نبی اور ہیں بالیقیں اُس کے محبوب بھی
دونوں ہی شانوں میں بندگانِ متیں آپ کا کوئی ثانی یا ہمسر نہیں
عبد کی حیثیت سے بفضلِ خدا جاں نثاران و عشاق خیر الوریٰ
بنتا ہے بالیقیں ، بالیقیں حق یہی مانگے رب سے سدا اُس کا پیارا نبی

سامنے اس کے ہی وا کرے باخدا — ہر سے ہر قدم اپنا دامن سدا
اس لیے مرتبہ پہلی جب اک سوال — لے کے خدمت میں حاضر ہوئے خوش خصال
اور کیا مسئلہ پیش سرکار کو — اُس کے حل کے لیے حق نگر دوستو
دیئے سرکار نے ہاتھ اپنے اُٹھا — روبرو حق تعالٰی کے بہرِ دعا
اِس سے مقصود تھی ایک تعلیم بھی — اپنے اصحاب کی عاشقانِ نبی
تاکہ آئندہ جب اس طرح کا کوئی — مسئلہ پیش آئے تو حق کے ولی
کس طرح سے کریں پیش اپنی دعا — روبروئے خدا صدقۂ مصطفٰے
مسئلہ اپنا عشاقِ خیرالبشر — لے کے حاضر ہوئے اب جو بارِ دگر
اس دفعہ رب کے محبوب نے کیا کیا — اک بلا واسطہ حکم جاری کیا
حسبِ فرمان شہر نبی کی حدود — چھوڑ کر سب کے سب بادلوں کے جنود
وادیوں اور پہاڑوں پہ ہی برسے جا — اے میرے ہمسفر رہروانِ وفا
شانِ محبوبیت کا ہے مظہر اتم — آپ کا یہ عمل سامعیں محترم
آپ کو جو میسر تھا اک اختیار — رب کے دربار سے بندگانِ وقار
اس کو روبہ عمل لائے شاہِ امم — اذن سے حق تعالٰی کے اور دم بدم
نبیٔ رحمت لقب شاہِ ہر دو سرا — سرورِ سروراں ' خاتم الانبیاء
عبد ہیں حق تعالٰی کے محبوب بھی — دونوں شانیں ہیں یہ بندۂ خوب کی
اپنی جس شان کو لائیں روبہ عمل — جس طرح جس گھڑی جیسے ختم الرسل
سربسر آپ کا ایک اعزاز ہے — ایک یکتا شرف شانِ اعجاز ہے
عالمِ ہستی میں شاہِ ہر دوسرا — ہے عقیدہ میرا بندگانِ صفا
رب کے نائب ہیں اور اس کے مختار ہیں — ہر طرح کے تصرف کے حق دار ہیں

جاری و ساری ہے اقتدار آپ کا　عالمِ آب و گل میں بحکم خدا
جس کو جو حکم دیں سرور انبیاء　ہے عمل اس پہ واجب بلا چوں چرا
چاہیں تو ڈوبے سورج کو کرکے دعا　منزل طے شدہ سے دیں واپس لوٹا
اور اگر چاہیں تو اک اشارے سے ہی　چاند کو کر دیں دولخت رب کے نبی
اللہ کے اذن سے کائناتی نظام　دیں بدل آنِ واحد میں خیرالانام
باوجود اس کے سرکار کون و مکاں　رکھتے ہیں عبدیت ہی کا سکہ رواں
ہر قدم روز و شب اور شام و سحر　لاتے ہیں شاذ ہی بندگانِ بشر
شانِ محبوبیت آپ روبہ عمل　ہے یہی آپ کا اسوہٗ بے بدل
عبدیت میں ہی رہتے ہیں سرشار آپ　گرچہ ہیں بالیقیں نبیٔ مختار آپ
عبد کی حیثیت سے ہی سر آپ کا　ہے جھکا ہر گھڑی روبروئے خدا
اس سے لیکن نہ ایسا سمجھ لے کوئی　ہیں ہماری طرح ہی خدا کے نبی
دنیا کے کارخانے میں بے اختیار　بندۂ محض ہیں سرورِ نامدار
ایسا ہرگز نہیں ایسا ہرگز نہیں　عبدِ ماذون ہیں رحمتِ عالمیں
رب کے محبوب ہیں سرور نامدار　کاملاً اس کی دنیا میں بااختیار
اذن سے حق تعالیٰ کے ماذون ہیں　ضعف اور عیب سے آپ مامون ہیں
رب کے نائب ہیں اور اس کے مختار ہیں　اس کی مخلوق ساری کی سردار ہیں
ہاتھ میں آپ کے ہے دو عالم کا راج　عالمِ بحر و بر ملت خوش مزاج
آپ کے تابع فرمان ہے بالیقیں　دنیا و عقبیٰ میں بندگانِ متیں
جاری و ساری ہے آپ کا اقتدار　اللہ کے اذن سے ملتِ ذی وقار
کوئی دنیا میں مخلوق چھوٹی بڑی　ٹال نہیں سکتی بات سرکار کی

حکم ظہار

حکمِ ظہار کا پس منظر

سال ہذا میں ہی بندگانِ ستار — حق نے فرمایا نازل تھا حکمِ ظہار
اس طرح سے ہوا اس کا شانِ نزول — ہے بیاں دوستو اک صحابِ رسول
نام تھا اوس جن کا بفضلِ خدا — ابن صامت تھے جو بندۂ باصفا
ایک دن اپنی بیوی سے وہ ہو گئے — جب خفا اس طرح اس سے کہنے لگے
ہو میرے واسطے ایسے تم بے گماں — جس طرح سے ہوا کرتی ہے ایک ماں
عرف میں قبلِ اسلام اس کو ظہار — تھے کہا کرتے افرادِ اعلیٰ شعار
ایسا کہنے سے ہو جایا کرتی طلاق — پیدا زوجین میں جاتا ہو اک فراق
بعدِ اسلام عشاقِ پروردگار — یہ ہوا اولیں واقعۂ ظہار
سخت نادم ہوئے بندۂ باصفا — حضرتِ اوس جب غصہ ٹھنڈا ہوا

خولہؓ زوجۂ اوسؓ بارگہِ نبوی میں

زوجۂ اوس ہو کے پریشان سی — آن حاضر ہوئیں روبروئے نبی
عرض پیرا ہوئیں سرورِ انبیاء — نبیٔ رحمت لقب، شاہِ ہر دو سرا
میرے شوہر نے ڈھا ڈالا مجھ پر ستم — ناگہاں توڑا اک کوہِ رنج و الم
مجھ سی نادار پر اور بیمار پر — اک اطاعت گزار اور وفادار پر
کرکے ان کو مخاطب میرے ہمنوا — رب کے محبوب نے یوں کہا باخدا
اپنے شوہر پہ تم ہوگئی ہو حرام — اب کرو صبر تم بی بیٔ نیک نام

سن کے فرمانِ محبوب رب العلیٰ وہ لگی رونے اے بندگانِ صفا
عرض کرنے لگیں اے رسولِ خدا اے نبی محتشم ' خاتم الانبیاء
اپنے رنج و الم اور اس کرب کا کرتی ہوئی شکوہ میں روبروئے خدا

بعداز ظہار خولہؓ بی بی کے مسائل نادیدہ

عرض کرنے لگی آپ کی جاں نثار تھی ہوئی ناگہاں جو ستم کا شکار
چھوٹے چھوٹے ہیں بچے میرا باخدا نبیِؐ رحمت لقب ' شاہِ ہر دو سرا
فکر ان کی مجھے کھائے ہے جا رہی سوچ یہ مجھ کو تڑپائے ہے جا رہی
کرتی ہوں گر حوالے انہیں باخدا اپنے شوہر کے تو جائیں گے ہو فنا
اور اگر رکھتی ہوں میں انہیں اپنے پاس ہو گئی سہنا انہیں جاں گسل بھوک پیاس
نطق فرما ہوئے اس سے خیرالانام اب ہو سکتا ہے کیا بی بیؒ نیک نام
اپنے شوہر پہ تم ہو گئی ہو حرام گرچہ کر ڈالا اس نے سفیہانہ کام
صبر بن کوئی چارہ نہیں باخدا صبر میں پنہاں ہے تیرے رب کی رضا
سن کے فرمانِ محبوب رب العلیٰ روئی وہ بھر کے جی اور پھر یوں کیا
اپنے اس کرب کا اے رسولِ خدا کرتی ہوں شکوہ میں روبروئے خدا

حکمِ ظہار کا نفاذ

اسی اثنا میں اے بندگانِ صفا اے میرے ہمسفر ' رہروانِ وفا
آئے روح الامیں ' بندۂ کردگار عالم بالا سے لے کر حکمِ ظہار
حق تعالیٰ جو ہے سب کا فریاد رس سب کا ہمدرد و غمخوار اور داد رس
اس نے مغموم بی بی کی سن لی دعا ضابطہ جاری اسلام میں کر دیا

اک نیا جس کی رو سے بفضلِ خدا اے میرے ہمسفر رہروانِ صفا
نہ رہا اب ظہار ایک ایسا عمل جس سے رہ جائے انسان ہو کے خجل
واسطے اس کے حق نے مقرر کیا ایک کفارہ کچھ اس طرح باخدا
بیٹھے کر مردِ ناداں اگر یہ عمل ہو کے رہ جائے خود اپنے ہاتھوں خجل
وہ عواقب سے اس کے بفضلِ خدا سکتا ہے دے کے کچھ جان اپنی چھڑا

مشرکین سے نکاح کی ممانعت

دوستو قبل از صلح حدیبیہ مومنوں کے لیے تھا چلا آ رہا
ساتھ مشرک خواتیں کے شادی نکاح ایک جائز عمل ایک امرِ مباح
ایسے ہی مومنہ بیبیوں کا نکاح سمجھا جاتا رہا مشرکوں سے مباح
صلح کے بعد اے بندگانِ الٰہ آیا درپیش اک بی بی کا واقعہ
بعد اس کے میرے ہمدم و ہمنوا حق تعالیٰ نے جاری کیا برملا
مومنوں کے لئے اک نیا ضابطہ جس کی رو سے ہوا ایسا شادی بیاہ
دینِ اسلام میں ایک فعلِ حرام جس کی حقانیت میں نہیں کچھ کلام
جانتے ہیں سبھی بندگانِ خدا صلح میں شرط تھی ایک یہ برملا
لا کے اسلام گر کوئی فردِ بشر طیبہ میں پہنچا آ مکہ سے بھاگ کر
اس کو واپس کیا جائے گا باخدا شرط ہذا پہ ہوگا عمل برملا
واقعۂ ابو جندل و بو بصیر سلسلہ ہذا میں ہے نمایاں نظیر
ایسے ہی حق نگر بندگانِ صفا اے میرے ہمسفر ' رہروانِ وفا
کمے میں ایک تھیں بی بیٔ خوش کلام جن کا تھا حضرتِ امِ کلثوم نام
لا کے اسلام یہ بی بیٔ باصفا جب چلیں حق کی رہ ' صدقۂ مصطفیٰ

کر دیا اہل خانہ نے جینا حرام   واسطے ان کے اے سامعینِ کرام

ہر طرح کا ستم ان پہ ڈھایا گیا   دے کے تکلیفیں ناحق ستایا گیا

پاتے ہی موقعہ یہ بی بیؑ باصفا   آن پہنچیں مدینے بفضل خدا

آئے ان کے تعاقب میں شوریدہ سر   بھائی دو ان کے اے بندگانِ ہنر

پہنچے خدمت میں سرکار کی برملا   بہن کی واپسی کے لئے جب کہا

رب کے محبوب نے ان پہ واضح کیا   شقِ مذکور کا معنی و مدعا

ان کو بتلایا یوں ، ملتِ پاکباز   عورتوں پر نہیں ہوتا اس کا نفاذ

اس لئے واپسی بی بیؑ حق مگر   اب نہیں ممکن اے ، بندگانِ ہنر

یہ رہے گی یہیں اب بفضلِ خدا   ہوگئیں اس کی اب تم سے راہیں جدا

موقعۂ ہذا پر بندگانِ صفا   حق تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا

بہرہ ور ہو کے ایمان سے باخدا   جائیں آ چل کے جو بیبیاں باصفا

مومنو! کر کے ہجرت تمہارے قریں   کر لو جانچ ان کی اچھی طرح بالیقیں

ان کے ایمان کو بندگانِ خدا   جانتا ہے بہت خوب ان کا خدا

ان کے بارے میں جب جان لو بالیقیں   قلب میں ان کے ایمان ہے جاگزیں

بھیجو واپس نہ پھر ان کو کفار میں   ظلم و ظلمت کی دنیائے پُر خار میں

حاملِ ایماں یہ بیبیاں خوش خصال   واسطے کافروں کے نہیں اب حلال

ایسے ہی مومنوں کے لئے برملا   ضابطہ حق تعالیٰ نے نافذ کیا

حاملِ ایماں مردوں کا شادی نکاح   مشرکہ عورتوں سے نہیں اب مباح

ہے نکاح میں کسی کے جو عورت کوئی   مشرکہ روک رکھے نہ اُس کو کوئی

بلکہ ہو جائے اس سے الگ باخدا   زیرِ فرمان رب ، بندۂ باصفا

ہجرت کا سالِ ہفتم

ہمعصر حکمرانوں کو اسلام کی دعوت

ساتواں سالِ ہجرت ہوا جب طلوع　　فضلِ مولا سے اے رہروانِ خشوع

لایا دامن میں اک اپنے صبحِ سعید　　ساتھ اپنے ظفر مندیوں کی نوید

صورتِ صلح میں بندگانِ معید　　کامرانی کی جو ایک نوری کلید

تھی تھمائی گئی اہل اسلام کو　　جاں نثارانِ حق اہل ایمان کو

اس کی برکت سے اب اہل اسلام پر　　جلد کھلتے گئے کامرانی کے در

اک بیانِ حسیں ان فتوحات کا　　مبنی بر کامرانی مہمات کا

بابِ پیوستہ میں خوب اچھی طرح　　ہم نے ہے کر دیا رہروانِ فلاح

بابِ ہذا میں بھی بندگانِ صفا　　ہم ہیں کرنے لگے تذکرہ دلربا

اس زریں دور کے ایک اقدام کا　　تھا نہایت اہم جو بفضلِ خدا

صلح کی رو سے صدقۂ خیرالوریٰ　　ہر سو جب امن کا دور دورہ ہوا

آپ نے دعوتِ دین و ایمان کا　　شاہوں اور حکمرانوں تلک دائرہ

نصرتِ رب تعالیٰ سے پھیلا دیا　　حق پرستی کا پیغام ان کو دیا

نبیٔ رحمت لقب رب کے مختار نے　　سرورِ سروراں شاہِ ابرار نے

بھیجے مکتوب شاہان کو برملا　　جن کے ذریعے سے اے بندگان صفا

ان کو پہنچایا پیغام توحید کا　　آدمیت کی تقدیس و توقیر کا

سفیرانِ اسلام کی شاہانِ وقت کی طرف روانگی

سرور ہر دو عالم کے بن کے سفیر حق پرستی کے بن کے ظہیر و نصیر
روبروئے شہاں لے کے انمول راز عاشقانِ نبی پہنچے دور و دراز
اللہ کے فضل سے صدقۂ مصطفیٰ اور جا کے کیا حقِ دعوت ادا
ایسے ہی اک دگر بندۂ حق نگر شاہِ حبشہ کے ہاں پہنچے حضرت عمرو
روم میں پہنچے جا، بندۂ حق شناس حضرتِ دحیہ بن کلبی ہرقل کے پاس
ملکِ ایران میں اے میرے ہمنوا عبداللہ بن حذیفہ کو بھیجا گیا
ایسے ہی حق نگر بندۂ خوش کلام کسریٰ کے پاس پرویز تھا جس کا نام
دے کے مکتوبِ دعوت بفضلِ متیں یعنی حاطب کو بھیجا گیا بالیقیں
تاکہ اس پر کریں حق و باطل عیاں مصر کے شاہ یعنی مقوقس کے ہاں
حارث ابنِ ابی شمر اے دوستو تھا عرب کے نصاریٰ کا سردار جو
لے کے پہنچے جو مکتوبِ خیرالوریٰ اس تلک مردِ حق بندۂ باصفا
رکھتے تھے جو شغف دعوتِ دین کا نام کے تھے شجاع ' بندگانِ صفا
حضرمی کے پسر یعنی حضرت علاء شاہِ بحرین تک بندۂ باصفا
کر کے ذمہ ادا ہو گئے نیک نام رب کے محبوب کا ' لے کے پہنچے پیام
تھے گئے چل کے ابنِ عمرو عامری ایسے ہی جانبِ ہوذہ ابنِ علی
حق کا پیغام مکتوبِ خیرالوریٰ اس کو پہنچایا جا نامۂ دلربا

ایوانہائے اقتدار میں دعوتِ توحید کی گونج

آؤ کھو جائیں اب بندگانِ صفا کچھ سمے کے لیے صدقہء مصطفیٰ
اس حسیں دور کے ذکر و تذکار میں سر بسر نور اس دورِ انوار میں
جس میں لکھوائے تھے شاہِ ابرار نے سرورِ سروراں ' نبیٔ مختار نے
وقت کے حاکموں حکمرانوں کے نام مختلف قوموں کے پاسبانوں کے نام
دعوتِ دین کے سلسلے میں خطوط جن کے ذریعے سے توڑا گیا وہ سکوت
صدیوں سے طاری تھا جو میرے ہمنوا بادشاہی کے ایوانوں میں برملا
پوجے جاتے تھے اعلانیہ بدعناں جن دیاروں میں سلطان مثلِ بتاں
ان میں جا گونجی اب صدقہ مصطفیٰ دعوتِ دین توحیدِ رب العلیٰ
آؤ اس گونج کی اک صدائے حسیں سن کے ہم بھی ذرا محترم سامعیں
کانوں میں گھولیں رس اپنے مہمیز دیں اپنے ذوقِ سماعت کو تزئین دیں
کچھ سمے کے لیے دورِ مسعود میں جائیں ہم بھی پہنچ کوئے محبوب میں
دیکھیں آنکھوں سے خود نامہ ہائے نبی جن پہ ہے ثبت اک نوری مہرِ نبی
دید سے ان کی چمکائیں فکر و نظر اور ٹھنڈے کریں اپنے قلب و جگر
پائیں خیرات انوار سے نور کی وجد اور کیف کی جذبِ مسرور کی
بخت کو اپنے مہمیز و پرواز دیں دورِ گم گشتہ کو پھر سے آواز دیں

شاہِ حبشہ کو دعوتِ اسلام

سلسلہ ہٰذا کا بندگانِ متیں جو گرانقدر مکتوب تھا اولیں
وہ تھا بھیجا گیا شاہِ حبشہ کے نام عمرو کے ذریعے جو بندے تھے خوش کلام

شاہِ حبشہ تھا اک بندۂ حق شناس حاملِ فطرتِ نیک اور خوش سپاس

جونہی سرکار کا نامۂ دلربا اس سراپا خلوص و وفا کو ملا

چوم کر اس کو آنکھوں پہ رکھتے ہوئے اس کی تعظیم و توقیر کرتے ہوئے

تختِ شاہی سے اپنے وہ آیا اتر جذب و شوقِ فراواں لیے چشمِ تر

دیکھا مکتوب کو شوق اور پیار سے جان و دل اور فکرو نظر وارتے

پڑھ چکا نامہ جب بندۂ نیک نام قاصدِ مصطفیٰ سے ہوا ہم کلام

اور اٹھا پکار اس طرح برملا دیتا ہوں میں شہادت براہِ خدا

ہیں یہی نبیؐ امی وہ عزت مآب منتظر جن کے تھے سارے اہلِ کتاب

اور ہیں خاتم الانبیاء بالیقیں جن کی بابت ہمیں اک نویدِ حسیں

دے گئے پہلے ہی انبیاء کرام عیسیٰ اور موسیٰ ہوں ان پہ لاکھوں سلام

رب کے محبوب و دلدار خیرالانام نبیؐ رحمت کو اے سامعینِ کرام

حبشہ کے شاہ نے اب جو لکھا جواب متن و مضمون و معنی میں تھا لاجواب

جانبِ اصحمہ نامہ سرکار کا اور جواب ایک مخلص فدا کار کا

کرتے ہیں اب یہاں ہم سپردِ قلم پانے کو برکتیں رحمتیں دم بدم

رب کے دربار سے صدقہء مصطفیٰ اے میرے ہمنشیں بندگانِ صفا

مکتوبِ نبوی ﷺ

بعد از تسمیہ رہروانِ فلاح نبیؐ امی لقب نے لکھا اس طرح

ہے محمد کی جانب سے جو باخدا حق کے پیغام بر ہیں رسولِ خدا

نامۂ ہذا نجاشی کو برملا جو کہ ہے ملکِ حبشہ کا فرمانروا

بعد اس کے اسے یوں مخاطب کیا — حق کا پیغام کچھ اس طرح سے دیا
سامنے تیرے کرنے لگا ہوں بیاں — حمد اس رب کی جو ہے بڑا مہرباں
ماسوا جس کے ہستی نہیں کوئی بھی — ہو جو معبود یا لائقِ بندگی
بادشاہ ہے حقیقت میں بس اک وہی — پاک ہر عیب سے اور سب کا ولی
ہے وہی منبعٔ عافیت اور اماں — اپنی مخلوق کا ناصر و نگہباں
دیتا ہوں میں شہادت بنامِ خدا — ابنِ مریم ہیں روح اللہ اور اللہ کا
کلمہ جو اس نے مریم کو القاء کیا — اور مریم وہ اک بی بیٔ باصفا
جن کی تھی لو لگی حق تعالیٰ کے ساتھ — طاہر و پاک تھیں اور اعلیٰ صفات
پاک دامن تھیں اور سربسر خوش خصال — مل گئی ان کو اک نعمتِ لازوال
وہ ہوئیں حاملہ عیسیٰؑ پاک سے — منفرد ایک اعزاز و الطاف سے
روح سے اپنی عیسیٰ کو پیدا کیا — حق نے اور پھر اسے پھونکا جو باخدا
جسمِ مریم میں اس طرح سے باخدا — جس طرح حق نے آدم کو پیدا کیا
دستِ قدرت سے اور منفرد شان سے — یکتا انداز سے خاص احسان سے
اے شہِ حبشہ دیتا ہوں میں برملا — ایک دعوت تجھے یہ کہ ایمان لا
اللہ پہ جو کہ واحد ہے اور باخدا — شرک سے پاک ہے اور نہیں دوسرا
اس طرح کا کوئی اس لیے برملا — کر اطاعت اسی ایک کی تو سدا
پس اگر کر لی تونے میری پیروی — اور لے آیا تو اس پہ ایمان بھی
لایا ہوں ساتھ میں اپنے جو باخدا — میں جو ہوں بالیقیں اک رسولِ خدا
تجھ کو اور تیری سب قوم کو برملا — دے رہا ہوں میں اک دعوتِ دلربا
مان کر دعوت اللہ پہ ایمان لا — پڑھ دل و جاں سے تو کلمہ اسلام کا

میں نے حقِ نصیحت ادا کر دیا تجھ تلک حق کا پیغام پہنچا دیا
بھیجا ہے پاس میں نے تمہارے رسول پس میری اس نصیحت کو کر لے قبول
ساتھ ہیں اس کے کچھ بندگانِ ظفر اپنا عم زاد جعفر سا مردِ ہنر
قلب و جاں سے کرے اتباع الھدیٰ ہو سلام اس پہ جو بندۂ باصفا

بارگہ سرورِ انبیاء ﷺ میں شاہِ حبشہ کا جوابی مکتوب

ہے وہ کچھ اس طرح رہروانِ وفا بعد از تسمیہ اس نے جو کچھ لکھا
والیٔ حبشہ نجاشیٔ باحیا ہے عریضہ یہ اک از طرف اصحمہ
رحمتیں اللہ کی برکتیں بے بہا ہوں سلام آپ پہ اے رسولِ خدا
لائق بندگی کہتا ہوں بالیقیں اللہ وہ ماسوا جس کے کوئی نہیں
پانے میں دینِ اسلام کی روشنی جس نے کی خاص کر رہنمائی میری
بندہ ناچیز کو اے رسولِ خدا آپ کا نوری مکتوب موصول ہوا
اے رسول معظم حبیب خدا آپ نے بابت عیسیٰ ہے جو کچھ کہا
حامیٔ انس و جاں اے نبی محترم کہتا ہوں کھا کے اپنے خدا کی قسم
بیش یا کم یہی ہے عقیدہ میرا ذرہ بھر اس سے عیسیٰ نہیں باخدا
بندۂ حق مگر ساتھ دیگر عباد جعفرِ باصفا آپ کے عم زاد
بن کے مہماں میرے ملک کے بہتریں آئے ہیں پاس میرے بفضل متیں
آپ ہیں بالیقیں اک رسولِ خدا دیتا ہوں یہ شہادت بھی میں برملا
آپ کے پیارے عم زاد کے ہاتھ پہ آپ کی بیعت سے میں ہوا بہرہ ور
آپ کے صدقے میں رحمتِ عالمیں لایا ایمان میں اللہ پہ بالیقیں

ہوں رہا بھیج بیٹے کو سرکار کی — خدمتِ عالی میں شاہِ ابرار کی
خود بھی تیار ہوں آنے کو باخدا — حکم فرمائیں جو سرورِ انبیاء
دیتا ہوں یہ گواہی بھی میں برملا — سچ ہے ہر ایک فرمانِ خیرالوریٰ
ہوں سلام آپ پر اے رسولِ خدا — رحمتیں اللہ کی برکتیں بے بہا

نجاشی کی طرف سے مکتوب نبوی کی توقیر اور اس کا ایک قول

رب کے محبوب نے شاہِ حبشہ کے نام — لکھا تھا اک دگر نامہ بھی خوش کلام
جس میں تحریر فرمایا تھا آپ نے — نبیٔ رحمت لقب شاہِ لولاک نے
کر دے وہ اللہ کے فضل سے اپنے ہاتھ — آپ کا عقد امِ حبیبہ کے ساتھ
دونوں ہی یہ جو مکتوب تھے آپ کے — نبیٔ رحمت لقب شاہِ لولاک کے
دونوں کو بہرِ تعظیم صد احترام — قیمتی ایک ڈبیہ میں با اہتمام
کر لیا اس نے محفوظ اب با خدا — اور درباریوں سے کہا برملا
جب تلک دونوں یہ نوری درِ ثمین — حبشہ کے ملک میں بندگانِ متین
رکھے جائیں گے ساتھ ایک اعزاز کے — پوری توقیر سے ساتھ اکرام کے
حبشہ پر امن اور عافیت کی رداء — اک رہے گی تنی رہروانِ وفا

اصحمہ شاہِ حبشہ کا اعزاز

اصحمہ شاہِ حبشہ بفضلِ خدا — جب تلک در جہاں ہذا زندہ رہا
دین اسلام پر ہی رہا کاربند — گیا دنیا سے بھی سربسر ارجمند
جب گیا دنیا سے بندۂ باصفا — طیبہ میں غائبانہ جنازہ ہوا
حق کے شیدائی مخلص پرستار کا — دین کے ایک سچے وفادار کا

از طرف سرورِ سروراں برملا آج صادر ہوا حکم یہ باخدا
جلد از جلد سارے صحابہ کرام عید گاہ پہنچیں اور لے کے اللہ کا نام
آکریں اب نمازِ جنازہ ادا بھائی کی اپنے سب بندگان صفا
آپ کے حکم پر پیکرانِ ورع ہو گیا بندوں کا اک عظیم اجتماع
حق کے شیدائی حق کے پرستار کو دین کے ایک سچے فدا کار کو
رب کے محبوب نے یوں کیا سرفراز خود پڑھائی جنازے کی ان کے نماز

نذرانۂ عقیدت بحضور جاں نثارِ شافعِ یومِ نشور

حق کے شیدائی اور مصطفیٰ کے غلام شاہِ حبشہ فدا کارِ خیر الانام
اہل حق پیش کرتے رہیں گے مدام تیری خوش بختیوں عظمتوں کو سلام
غائبانہ نمازِ جنازہ تیری جس طرح سے مدینے کے اندر ہوئی
تجھ سے پہلے نہ اور بعد میں نیک نام ہے صحابی کسی کو ملا یہ مقام
تیرا ہی ہے یہ اعزاز یکتا مقام تیری خوش بختیوں عظمتوں کو سلام
حق کے شیدائی خیرالوریٰ کے غلام تیری خوش بختیوں عظمتوں کو سلام

سرورِ انبیاء ﷺ کا مکتوبِ گرامی بنام قیصرِ روم

اپنے دور کی سپر پاورز روم و ایران کی باہمی آمیزش

قبلِ اسلام روم اور ایران کی روئے ارضی پہ تھیں طاقتیں دو بڑی
صدیوں سے جاری تھی ان میں اک چپقلش ایک خونریز اور پُر الم کشمکش
دیکھے دونوں نے دورانِ قتل و قتال ہاتھوں اک دوسرے کے عروج و زوال

آخری جنگ میں روم کو باخدا تھی اٹھانی ہزیمت پڑی برملا
کتنے صوبوں سے محروم ہونا پڑا کس قدر جنگ میں اس کو کھونا پڑا
اس کا اندازہ اس سے کرو دوستو اے میرے محترم حق نگر دوستو
وہ جو تھی پاس ان کے مقدس صلیب لے گیا چھین کر وہ بھی ان سے رقیب
کشمکش ہذا میں اہل اسلام کی جو تھیں ہمدردیاں دینِ حق کے ولی
فطرتاً ساری تھیں روم والوں کے ساتھ جیسے تھے ' تھے بہر حال اہلِ کتاب

غلبہ روم کی قرآنی پیشگوئی اور اس کی تکمیل

حق تعالیٰ نے پھر غلبۂ روم کی دے دی تھی مومنوں کو بذریعہ وحی
روز روشن کی مانند واضح خبر گو تھا برعکس جو آرہا تھا نظر
رب کے قرآن نے بندگانِ صفا پیشگوئی جو کر رکھی تھی برملا
جاکے اک دن وہ پوری ہوئی من وعن صدقۂ مصطفیٰ ، بادشاہِ زمن
غلبۂ روم کی اک نوید حسیں اے میرے محترم بندگان متیں
پائی محبوب رب نے بفضل الہٰ جب کہ تھی ہو رہی صلح حدیبیہ
داغ رسوائی جب رومیوں کا دھلا جب ہوئے کامراں وہ بفضلِ خدا
دوستو اس کے شکرانے کے واسطے کرتا طے منزلیں اور کٹھن راستے
پا پیادہ چلا آیا زیرِ فلک قیصر روم خود بیتِ مقدس تلک

سفیرِ رسول ﷺ دحیہ کلبی ہرقل کے دربار میں

بیت مقدس میں تھا جن دنوں وہ مقیم اس کے دوران محبوبِ کریم
سرور انبیاء نے روانہ کیا ہاتھ دحیہ کے اک نامۂ دلربا

دوستو جس کے ذریعے اسے دی گئی　　دعوت اسلام اور دین و ایمان کی

رب کے محبوب کا نامۂ ذی حشم　　ہے کیا جارہا اب سپردِ قلم

اس لیے حق نگر بندگانِ خدا　　کشتگانِ صفا پیکرانِ وفا

ظاہراً باطناً ہر طرح سب کے سب　　آپ بن جائیے پیکرانِ ادب

پوری تعظیم سے اور بصد احترام　　ساتھ توقیر کے اور بصد اہتمام

سنیے مکتوبِ ہذا بفضلِ خدا　　رب کے محبوب کا نامۂ دلربا

سرورِ انبیاء ﷺ کا مکتوبِ گرامی

بعد از تسمیہ آپ نے برملا　　اب اسے اس طرح سے مخاطب کیا

ہے محمد کی جانب سے جو باخدا　　بندے ہیں اللہ کے اور رسولِ خدا

نامۂ ہذا اس شخص ہرقل کے نام　　ہے جو فرمانروا روم کا نیک کام

ہو سلام اس پہ جو بندۂ باصفا　　قلب و جاں سے کرے اتباع الھدیٰ

دیتا ہوں تجھ کو دعوت میں اسلام کی　　لا کے اسلام پا عافیت جان کی

لا تو اسلام اور اس طرح برملا　　مالک و مولا سے دوگنا اجر پا

اور اگر میری یہ دعوتِ حق نما　　کر دی رد تو نے تو جان لے باخدا

تیرے سارے کسانوں کے انکار کا　　بوجھ بھی تجھ پہ ہو گا براہِ خدا

اے کہ اہل کتاب آؤ اس کے قریں　　کلمہ جو ہے ہمارے تمہارے قریں

یکساں اور وہ یہ کہ ماسوائے خدا　　پوجیں گے ہم کسی کو نہ ہی باخدا

شرک کا ہم کریں گے کبھی ارتکاب　　اور نہ اس کے سوا بندگانِ وہاب

ایک دوجے کو اپنا بنائیں گے رب　　اور ہوتے ہوئے ایسی دعوت کے اب

پھریں وہ اپنے رخ تو کہو برملا رہنا شاہد ذرا بندۂ کبر

ہم مسلمان ہیں عبدِ رحمٰن ہیں سر بسر جاں سپاری کا عنوان ہیں

مہرِ نبوی ﷺ کی چمک دمک

نامہ ہٰذا کے آخر پہ سرکار نے نبیٔ رحمت لقب شاہ ابرار نے

ثبت کی مہر خود بندگانِ ہنر جس کے الفاظ مانندِ لعل و گہر

سب دکھاتے ہوئے اپنی اپنی دمک ساتھ ترتیب کے یوں رہے تھے چمک

اسم اللہ اور اس کے نیچے رسول اور اس کے تحت لفظِ اصل الاصول

یعنی اسمِ محمد نبی الھدیٰ آپ کا نامِ نامی بفضلِ خدا

قیصر روم کی تشویش اور جان لیوا اضطراب

نائب دستِ قدرت کا یہ پر جلال دیکھا مکتوب اقدس تو قیصر کا حال

ہو گیا خوف کے مارے از حد عجیب چھا گئے قلب پر ابرہائے مہیب

دل میں ہلچل ہوئی جسم جلنے لگا جاں پگھلنے لگی دم نکلنے لگا

وسوسے دل میں اس کے لگے کرنے گھر خوف و دہشت اٹھانے لگے اپنا سر

اس کو آنے لگا اب کچھ ایسا نظر وہ جو دی تھی ستاروں نے اس کو خبر

مبنی بر صدق تھی ہے ہویدا ہوا بادشاہ روئے ارضی پہ اس قوم کا

رکھتی ہے جو الگ ایک قومی شعار ایک وصفِ جداگانہ اور طرحدار

کشورِ روم کا اقتدار و وقار ہاتھوں اس قوم کے بندگانِ ستار

ہوتا پامال جب اس کو آیا نظر آج چشمِ تصور میں جو سربسر

اپنے درباریوں سے وہ کہنے لگا شخص کوئی اگر تم کو اس قوم کا

جائے مل تو اسے لاؤ تم میرے ہاں　　تا کہ میں لے سکوں اس سے شافی بیاں

حقیقت حال سے آگہی کے لیے قیصر کا اضطراب

قافلہ تاجروں کا ان ایام میں　　تھا عرب سے جو آیا ہوا شام میں
اس میں موجود تھا ابو سفیان بھی　　گرچہ تھا گم عداوت میں اسلام کی
قافلے والوں کو اب جو لایا گیا　　شاہی دربار میں بندگانِ صفا
پوچھا قیصر نے ان لوگوں سے یہ سوال　　زیرک و دور بیں بندگانِ کمال
ہے کوئی ایسا بھی تم میں مردِ صفا　　رکھتا ہو قرب جو مع رسولِ خدا
ابو سفیان سا دشمنِ مصطفیٰ　　دشمن دینِ رحمٰن و مردِ جفا
بولا اقرب ہوں میں اس سے اے بادشاہ　　رکھتا ہے جو نبی ہونے کا ادعا
کر لیا شاہِ رومہ نے اس کو قریب　　اے میرے محترم بندگانِ منیب
بن گیا ایک منظر عجیب و غریب　　دیکھیے دشمنِ مصطفیٰ کے نصیب
پہنچا جو بن کے ہرقل کے دربار میں　　ایک شاہد عجب مدحِ سرکار میں
تجھ پہ قربان اے ربِ خیرالانام　　ایک دشمن سے تو نے لیا کیسا کام
حکمتیں اپنی جانے تو ہی خوب تر　　مالکِ دوجہاں ربِ خیرالبشر

ابوسفیان ہرقل کے دربار میں

دوستو روئیداد اگلی اور داستاں　　من و عن ہم سناتے ہیں اور بے گماں
ابو سفیان کے اپنے الفاظ میں　　ان کے اسلوب میں ان کے انداز میں
جو انہوں نے سنائی بفضلِ خدا　　جب چکے خیر سے تھے وہ ایمان لا

کہتے ہیں اس طرح بندۂ با صفا — سب سے آگے دیا اس نے مجھ کو بٹ

باقی سب قافلے والے تھے بالیقیں — بیٹھے پیچھے میرے بندگان متیر

ترجماں کی وساطت سے شہ نے کہا — قافلہ والوں سے بندگان خ

ابو سفیان سے میں کروں گا سوال — پوچھوں گا ساتھ تفصیل کے اس سے حال

بارے میں شخص محبوب کے با خدا — جو نبی ہونے کا رکھتا ہے اد

دے اگر مجھ کو کوئی غلط یہ جواب — اور لگے کھولنے دشمنی کی کتاب

مجھ کو کر دینا آگاہ تم برملا — بے جھجک یہ کہ ہے جھوٹ کیا سچ کی

کہتے ہیں ابو سفیاں براہِ خدا — ہوتا خدشہ نہ گر مجھ کو اس بات ک

لوگوں میں جھوٹا مشہور ہو جاؤں گا — مفتری اور کذاب کہلاؤں گ

ساتھ قیصر کے دوراں سوال و جواب — جھوٹ سے کام لے لیتا میں بے حساب

افترا میں رہے بندگانِ وقار — مانع میری انا میرا ذاتی وقار

قیصرِ روم اور ابوسفیان کے درمیان تفصیلی سوال وجواب

پوچھا قیصر نے سفیاں سے پہلا سوال — خانداں کیسا رکھتا ہے وہ خوش خصال

جو نبی ہونے کا رکھتا ہے ادعا — بولا سفیان سا دشمنِ مصطفیٰ

خانداں رکھتا ہے بندۂ دوربیں — ہے عرب بھر میں جو سب سے افضل تریں

پوچھا قیصر نے کیا اس سے پہلے کبھی — ہے کہا خانداں میں سے اس کے کسی

شخص نے کہ ہے وہ بھی خدا کا نبی — بولا سفیاں نہ ایسا ہوا ہے کبھی

پوچھا قیصر نے کیا بادشاہ بھی کوئی — ہے ہوا خانوادے میں اس کے کبھی

اس پہ پھر اس کا تھا مردِ عالیجناب — برملا طور پر اک نہی میں جواب

ابو سفیان سے اب جو پوچھا گیا ۔۔۔ کون ہیں پیروکار اس کے اتنا بتا

صاحبِ مال ہیں یا کہ مفلس غریب ۔۔۔ کس طرح کے ہیں وہ بندگانِ عجیب

اس پہ سفیان نے بے جھجک یہ کہا ۔۔۔ مانتے ہیں غریب اس کو اور ضعفاء

پوچھا قیصر نے جب اس سے اگلا سوال ۔۔۔ اے میرے ہمنشیں بندۂ خوش خصال

ماننے والوں کی اس کے تعداد کیا ۔۔۔ بڑھ رہی ہے یا ہے گھٹ رہی یہ بتا

بولا سفیان سا دشمنِ مصطفیٰ ۔۔۔ بڑھ رہی ہے مسلسل بفضلِ خدا

پوچھا قیصر نے اب یہ اہم اک سوال ۔۔۔ بول سفیان اے بندۂ باکمال

چھوڑ کر دین اس کا کوئی باخدا ۔۔۔ ہو گیا کوئی مرتد بھی مجھ کو بتا

اس پہ بھی اس کا تھا بس نفی میں جواب ۔۔۔ اور کہتا بھی کیا بندگانِ وہاب

لذت ایمان کی صحبتِ مصطفیٰ ۔۔۔ جائے بن جس کے فکر و نظر کی غذا

دور سکتا ہے جا کس طرح سے وہ اب ۔۔۔ جادۂ کیف اور مستی سے خندہ لب

جب یہ پوچھا گیا بندۂ باصفا ۔۔۔ پر لگا ہے کبھی کذب یا جھوٹ کا

ایک الزام یا دوش در زندگی ۔۔۔ بولا سفیاں نہ ایسا ہوا ہے کبھی

پوچھا قیصر نے اب برسرِ انجمن ۔۔۔ کیا ہے وہ شخص اک فردِ وعدہ شکن

بولا سفیان ایسا نہیں باخدا ۔۔۔ پکا ہے شخص وہ اپنے پیمان کا

پوچھا سفیاں سے ہرقل نے اگلا سوال ۔۔۔ کیا ہوا ہے تمہارا جدال و قتال

شخص مذکور سے اب دے اتنا بتا ۔۔۔ بولا سفیاں کئی بار ایسا ہوا

جب یہ پوچھا گیا کیا نتیجہ رہا ۔۔۔ ابو سفیان نے یہ کہا برملا

آئے غالب کبھی وہ کبھی جیتے ہم ۔۔۔ ہے یہی بات سچی خدا کی قسم

پوچھا قیصر نے اے بندۂ خوش خصال ۔۔۔ تجھ سے ہے آخری میرا اب یہ سوال

مجھ کو سچ سچ بتا اس کی دعوت ہے کیا لوگوں سے شخصِ مذکور کہتا ہے کیا
بولا سفیان وہ بندۂ باصفا دیتا ہے بندوں کو درس توحید کا
ہم کریں صرف اللہ کی بندگی ذوق اور شوق سے بارضا و خوشی
شرک کا نہ کریں ہم کبھی ارتکاب اس گناہ سے کریں ہم سدا اجتناب
صدقہ دیں، روزہ رکھیں پڑھیں ہم نماز بولیں سچ اور بنیں متقی پاکباز
عفت اور صلہ رحمی کریں اختیار بن کے بندے رہیں نیک خو باوقار

سوال وجواب کی روشنی میں ہرقل کا اعترافِ حقیقت

بعد از گفتگو ابو سفیان کو دشمنِ مصطفیٰ دین و ایماں تھا جو
واضح دو ٹوک الفاظ میں برملا اس طرح اس نے کرکے مخاطب کہا
ابو سفیان جو تم نے یہ ہے کہا ہے شریف النسب بندۂ باصفا
رکھتا ہے جو نبی ہونے کا ادعا بات ایسے ہی ہے بندۂ کبریا
آیا کرتے ہیں پیغمبرانِ خدا اعلیٰ اقوام ہی میں بفضلِ خدا
اور یہ جو کہا تم نے پہلے کبھی اس کے کنبے میں کوئی رسول و نبی
بن کے آیا نہیں حق یہ ہے باخدا ہوتا ایسا نہ گر تو میرے ہمنوا
بن قائل کئے میں سمجھتا یہی پہلے کے قول کی یہ بھی ہے پیروی
کر رہا بندۂ باصفا بالیقیں سچا ہو لازماً یہ ضروری نہیں
اور یہ بھی جو تم نے کہا باخدا اس کے آباء میں کوئی نہ تھا بادشاہ
ہوتا ایسا اگر تو میرے ہمنشیں ابوسفیان اے بندۂ دور بیں
میں سمجھتا کہ وہ بندۂ باصفا طالب اور رسیا ہے تخت اور تاج کا

ساتھ ہی یہ جو تم نے کہا برملا پاک ہے جھوٹ سے بندۂ باصفا
میں نے اس سے نتیجہ نکالا یہی بالیقیں بالیقیں ایک مردِ ولی
جو نہیں باندھتا جھوٹ انسان پر کیسے باندھے گا وہ جھوٹ رحمان پر
دعوے میں اپنے سچا ہے وہ سر بسر داعیٔ حق ہے وہ حق نما حق نگر
یہ بھی بتلایا تم نے بلا چوں چرا پیروکار اس کے ہیں غرباء ضعفاء
کہتا ہوں برملا حق ہے یہ بات بھی کرتے ہیں رب کے نبیوں کی جو پیروی
ہوتے ہیں بالعموم اور بفضل خدا لوگ کمزور نادار اور بے نوا
یہ جو سفیان تم نے بتایا مجھے پیروکار اس کے ہیں دن بدن بڑھ رہے
ہوتا ہے ایسے ہی دین و ایمان کا رفتہ رفتہ فروغ اور حسیں ارتقا
حتی کہ لیتا ہے پا وہ اپنا کمال اور بن جاتا ہے قوتِ لازوال
اور یہ بھی جو تم نے کہا برملا چھوڑ کر دین اس کا بفضلِ خدا
کوئی اب تک نہیں الٹے پاؤں پھرا حق ہے یہ بات بھی کہتا ہوں برملا
لذت ایمان کی اس کی بوئے حسیں قلب میں بندے کے اے میرے ہمنشیں
جب سما جاتی ہو جاتی ہے جاگزیں پھر کسی طور باہر نکلتی نہیں
ہے بنا دیتی بندے کو وہ باخدا حق پرستی کا اک پیکرِ باوفا
یہ جو تم نے کہا بندۂ باصفا اپنا پیمان ہرگز نہیں توڑتا
سر بسر حق ہے یہ بھی بفضلِ خدا اپنا پیماں پیمبر نہیں توڑتا
پھر جو تم نے کہا در جدال و قتال جیتے ہم اور کبھی بندۂ خوش خصال
ایسا ہی ہوتا ہے بندۂ باصفا وہ جو ہوتے ہیں پیغمبرانِ خدا
پڑتی ہے دیکھنا ان کو اک ابتلا دشمنِ دین کے ہاتھ سے برملا

ہوتے لیکن ہی ہیں وہی بالاخیر کامران و ظفر بندگان نصیر
آخرش ابوسفیان کو برملا اس طرح کرکے اس نے مخاطب کہا
تعلیمات اس کی اور دعوت دلربا جس طرح تونے کی ہے بیاں باخدا
ایسا ہی گر ہے تو کہتا ہوں برملا ایک نہ ایک دن بندۂ باصفا
سب ہی آجائے گی اس کے زیرنگیں میرے قدموں کے نیچے جو ہے یہ زمیں
زور دیتے ہوئے اب یہ اس نے کہا ابو سفیان یہ مجھ کو معلوم تھا
آنے والا ہے وہ ہادی و پیشوا رکھتا ہے منفرد شان جو باخدا
تھا نہ میرا مگر دوستا یہ خیال ہوگا تم میں سے وہ بندۂ خوش خصال
مجھ کو اس بات کا گر جو ہوتا یقیں پاس اس کے پہنچ جاؤں گا بالیقیں
پھر اٹھاتا سفر کی مشقت ضرور اس کے دیدار سے پاتا لطف و سرور
پاتا میں جو اگر بندۂ باکمال اس کی صحبت کی اک نعمت لازوال
دھوکے پیر اس کے کرلیتا میں بالیقیں ٹھنڈے قلب و نظر اے میرے ہمنشیں

قیصر روم کے دربار میں ہلچل مچ گئی

ایک پر کیف مسعود ماحول میں ایک مبروک محبوب ماحول میں
نامۂ والا شاں رب کے محبوب کا آج دربار میں جو سنایا گیا
ہو گیا پیدا واں ایک منظر عجب ہو گیا غل بپا اور شور و شغب
جس قدر تھے وہاں روم کے امراء لیا دربار ان سب نے سر پہ اٹھا
شور ہی شور تھا چاروں جانب بپا شور پر زور ہی میں میرے ہمنوا
کر دیے شہ نے مہمان رخصت سبھی یعنی سفیان اور اس کے ساتھی سبھی

نکلے ہرقل کے دربار سے باخدا کرکے یکتا خدائی فریضہ ادا
بے نیازی تیری مالکِ دوسرا کس طرح تونے اک بندۂ بے وفا
ابوسفیان سے نصرت دین کا لے لیا کام پیارے کی تحسین کا
ارفع ہے سوچ سے شانِ قدرت تیری ناصر و نگہباں، مومنوں کے ولی
اے میرے مالک و خالقِ کائنات مالک بحروبر خالقِ شش جہات

آ گیا آڑے ایمان کے اقتدار

بعد ازاں روم کا شاہ و فرمانروا آیا واپس حمص جو کہ تھا روم کا
شہر اک مرکزی اور صدرِ مقام اور کیا آتے ہی سب سے پہلے یہ کام
جس قدر اس کی ملت کے تھے امراء شاہی دربار میں ان کو بھیجا بلا
کار پردازوں کو بندۂ ارجمند حکم شاہی ہوا کردیئے جائیں بند
جس قدر باب ہیں سب کے سب دم بدم زیرِ غور آنا ہے مسئلہ اک اہم
ہو چکے بند جب قصرِ شاہی کے در امراء کو مخاطب کئے خاص کر
دوستو بولا وہ بندۂ خوش نہاد اہلِ رومہ کے اربابِ بست و کشاد
چاہتے ہو اگر تم فلاح باخدا رشد و عرفان کی نعمتِ بے بہا
اور اس سلطنت کا بقا و دوام تو خرد مند، افرادِ عالی مقام
لاؤ ایمان اس پہ براہِ خدا رکھتا ہے پاس جو دعوتِ حق نما
غیر مانوس اور ایک دعوت عجیب سن کے قیصر سے وہ سب کے سب بدنصیب
طعنے تشنے کے نشتر لگے داغنے اس پہ اور سب ہی باہر لگے بھاگنے
بند تھے چونکہ سب قصرِ شاہی کے در رہ گئے ہو کے محبوس سب فتنہ گر

دیکھا قیصر نے جب بندگانِ کمال ان کا غیظ و غضب اور یہ اشتعال
رہ گیا ہو کے وہ مصلحت کا شکار آگیا آڑے ایمان کے اقتدار
آن واحد میں اس نے لیا پینترا اب بدل اور اس طرح گویا ہوا
کشورِ روم کے بندگانِ کمال تم کو خوش آئے یہ عزتِ لازوال
میں تو تھا اس طرح سے رہا آزما اور تھا یہ فقط دیکھنا چاہتا
کتنے مخلص ہو اپنے عقیدے میں تم اپنے دیں کی محبت میں ہو کتنے گم
میں نے پایا تمہیں دیں پہ ثابت قدم خوب مخلص بہ ایمان بھی دم بدم
ہو نصیب اپنا دیں اپنا ایماں تمہیں اپنا یکتا شرف عزت و شاں تمہیں
لائق صد ادب روم کے زعماء ہو کے ناراض جاؤ نہ یوں برملا
سنتے ہی قولِ قیصر سبھی امراء آئے واپس پلٹ اور پھر برملا
گر گئے سجدے میں شاہ کے روبرو مع خشوع و خضوع سب کے سب تندخو

ہرقل مصلحت کا شکار ہو کر دولتِ ایمان سے محروم رہا

وائے قسمت تیری روم کے شہریار کتنا ناداں تھا تو قیصرِ نابکار
رہ گیا ہو کے تو مصلحت کا شکار آگیا آڑے ایمان کے اقتدار
دنیوی جاہ کو تو نے ترجیح دی جان پایا نہ تو قدر ایمان کی
تجھ کو پیارے رہے کرسی و اقتدار جادۂ حق کا نہ بن سکا راہوار
پا گیا گرچہ کچھ روز کا اقتدار دیکھنے کو ملا قیصری کا خمار
بن کے مسجود گرچہ رہا چند سال آخرش حصے میں آیا تیرے زوال
دی تھی تجھ کو ستاروں نے جو اک خبر اس پہ بھی نہ سکا کان تو اپنے دھر

جاہِ دنیا میں تو کھو گیا اس قدر　منفعت آخرت کی نہ آئی نظر
ہائے قسمت تیری بندۂ بے ہنر　آخرت میں چنا تونے عسرت کا گھر

مکتوب نبوی بنام مقوقس شاہِ مصر

والیٔ مصر یہ بندۂ کرد گار　تھا حقیقت میں قیصر کا ہی کاردار
لے کے سرکار کا نامۂ دلربا　پہنچے دربار میں اس کے جو باصفا
بندے رحمٰن کے ان کا حاطب تھا نام　تھے نہایت ذکی بندۂ خوش کلام
قصر شاہی میں جب بندۂ حق نگر　پہنچے تو وہ جو دربان تھا باہنر
آیا پیش آپ سے باادب سر بسر　پورے اعزاز و اکرام سے خاص کر
خدمتِ شاہ ہو گئے باریاب　تھوڑی ہی دیر میں بندۂ لاجواب
والیٔ مصر نے بھی بصد احترام　بڑھ کے حاصل کیا نامۂ ذی مقام
رب کے محبوب کا نبیٔ مختار کا　خاتم الانبیاء شاہِ ابرار کا
پڑھنے کے بعد مکتوب سرکار کا　نبیٔ امی لقب شاہِ ابرار کا
اس نے لکھوا دیا پیارا پیارا جواب　جانبِ نبیٔ خاتم رسالتمآب
نوری مکتوب محبوبِ رحمٰن کا　اور جواب اک خرد مند انسان کا
کرتے ہیں اب یہاں ہم سپرد قلم　جاں نثارانِ حق عاشقانِ حرم
آپ بھی اپنے قلب اور فکر و نظر　آبِ تقدیس سے کرکے پاکیزہ تر
سنیۓ مکتوبِ اقدس بصد احترام　پایۓ عشق اور ذوق و ہستی کے جام

سرورِ انبیاء ﷺ کا مکتوبِ گرامی

بعد از تسمیہ آپ نے برملا بندۂ باصفا کو مخاطب کیا
ہے محمد کی جانب سے جو باخدا بندے ہیں اللہ کے اور رسولِ خدا
نامۂ ہٰذا مردِ مقوقس کے نام ہے جو فرمانروا مصر کا نیک نام
ہو سلام اس پہ جو بندۂ باصفا قلب و جاں سے کرے اتباعِ الھدیٰ
دیتا ہوں تجھ کو دعوت میں اسلام کی لا کے اسلام پا عافیت جان کی
لا کے اسلام اے بندۂ کبریا اپنے ایمان کا دوگنا اجر پا
اور اگر میری یہ دعوتِ دلربا کر دی رد تونے تو جان لے باخدا
ملتِ قبطیہ کا بھی سارا گنہ ہو گا گردن پہ تیری بقسمِ الٰہ
اے کہ اہلِ کتاب آؤ اس کے قریں کلمہ جو ہے ہمارے تمہارے قریں
یکساں اور وہ یہ کہ اللہ کے ماسوا پوجیں گے ہم کسی کو نہ ہی باخدا
شرک کا ہم کریں گے کبھی ارتکاب اور نہ اس کے سوا بندگانِ وہاب
ایک دوجے کو اپنا بنائیں گے رب اور ہوتے ہوئے ایسی دعوت کے اب
پھیریں رخ وہ اگر تو کہو برملا رہنا شاہد ذرا بندۂ کبریا
ہم مسلمان ہیں عبدِ رحمان ہیں سر بسر جاں نثاری کا عنوان ہیں
دوستو نامہ ہٰذا کے آخر پہ بھی تھی رہی جگمگا نوری مہرِ نبی

قاصدِ نبوی ﷺ کی طرف سے مقوقس کو حق شناسی کی تلقین

نامہ ہٰذا کے مضمون کی برملا کھل کے تائید کرتے ہوئے باخدا
اس طرح حضرت حاطب نے اس سے کہا مصر کے بادشہ جان لے برملا

تجھ سے پہلے بھی کتنے ہی ذی اقتدار آئے اور چلدے بندۂ کردگار
حق پرستی سے جب انہوں نے برملا کی جو دامن کشی ہو گئے سب فنا
پیشتر اس کے کہ تیرے انجام سے لوگ سیکھیں سبق ان کے انجام سے
سیکھ تو اک سبق بندۂ کبریا لا کے اسلام پا نورِ حق کی ضیاء

مکتوب نبوی ﷺ کی توقیر اور اس کا جواب

دردمندانہ یہ دعوتِ دلربا غور سے سن لی اور بعد ازاں کیا کیا
ایک حسیں ڈبیہ فیل کے دانت کی اس نے منگوائی اور عاشقانِ نبی
کر لیا اس میں محفوظ بااہتمام نوری مکتوب سرکارِ خیرالانام
پھر بلا بھیجا کاتب جو تھا عربی داں اور لکھوایا اس سے بصد امتناں
رب کے محبوب کو خط عقیدت بھرا آئینہ دارِ اخلاص و رنگ صفا

مکتوب مقوقس بنام سرورِ انبیاء ﷺ

بعد از تسمیہ اس نے جو کچھ کہا وہ ہے کچھ اس طرح بندگانِ صفا
پسر عبداللہ حضرت محمد کے نام از طرف مقوقس بندۂ خوش کلام
قبطیوں کا جو فرمانروا ہے عظیم ہو سلام آپ پر نبیؑ رب کریم
ہے پڑھا میں نے اچھی طرح آپ کا نوری مکتوب یہ نامۂ دلربا
سمجھا ہے اس میں مذکور دعوت کو بھی باخدا خوب اچھی طرح سے اخی
مجھ کو اس بات کا علم تھا باخدا آئیں گے بالیقیں اک نبی الھدیٰ
لیکن اس بارے میں میرا تھا یہ خیال ہونگے وہ شام سے بندۂ خوش خصال
آپ کے پیارے قاصد کی تکریم بھی ہے دل و جاں سے کی میں نے پیارے اخی

دو کنیزیں بھی سرکار خیرالوریٰ آپ کی خدمتِ عالی میں ہوں رہا

بھیج میں دونوں ہی رکھتی با خدا مرتبہ قبطیوں کی نگہ میں بڑا

اک خلعت اور اک توسنِ باہنر نذر ہے آپ کی ہو سلام آپ پر

حضرت ماریہ قبطیہؓ کا اعزاز

تھیں کنیزیں جو دو نیک خو نیک نام ماریہ اور سیرین تھے ان کے نام

بہنیں تھیں دو سگی بیبیاں خوش خصال رب کے محبوب نے باتمام و کمال

رکھی جب سامنے دعوت اسلام کی پا گئیں خیر سے نعمت ایمان کی

بی بیؑ با صفا حضرتِ ماریہ پا گئیں اللہ اللہ کیا مرتبہ

آیا حصے میں ان کے یہ جاہ و حشم پا گئیں شاہِ ہر دو سرا کا حرم

کتنی خوش بخت تھیں بی بیؑ خوش صفات بن گئیں مادرِ مومناں مومنات

سرورِ انبیاء ﷺ کے لختِ جگر

حضرت ابراہیمؓ انہیں کے بطنِ اقدس سے تھے

انہیں کے بطنِ اقدس سے سرکار کے نوری فرزند تھے ایک پیدا ہوئے

یعنی حضرت براہیم نورِ نظر رب کے محبوب کے نوری لخت جگر

رہنے کے بعد در عالمِ رنگ و بو چند ایام ہی طائرِ خوش گلو

جا بسے خلد میں اور کھلے بن کے پھول سر بسر مظہرِ رنگ و بوئے رسول

نورِ نظر کی رحلت پر سرورِ انبیاء ﷺ اشکبار ہو گئے

ان کی رحلت کے پہ اے بندگان غفار شاہِ ہر دو سرا ہو گئے اشکبار

جب کہا لوگوں نے اے رسولِ خدا　آپ سے بڑھ کے ہے کون یہ جانتا
کرنے والا عطا ہے جو انعام کا　لے بھی لیتا ہے واپس تو پھر با خدا
کس لیے آپ کی آنکھ ہے اشکبار　کس لیے رب کے محبوب ہیں سوگوار
سن کے فرمایا اے بندگانِ صفا　دونوں عالم کے غمخوار نے برملا
غمزدہ دل ہے اور آنکھیں بھی اشکبار　باوجود اس کے ہم بندگانِ ستار
حرف اپنی زباں پر کوئی ایسا بھی　لانے والے نہیں جس میں ناراضگی
حق تعالیٰ کی ہو بندگان الٰہ　ہے یہی راہ بس حق پرستی کی راہ
ہاں مگر تیرے جانے پہ ہیں اشکبار　اے براہیم ہم آج ہیں سوگوار

سرورانبیاء ﷺ کی طرف سے وضاحت

آیا ہے اس طرح بھی روایات میں　گنج ہائے حدیث اور حکایات میں
روز جس یہ ہوا واقعہ رونما　آفتاب اتفاقاً تھا گہنا گیا
اس پہ کچھ لوگوں نے یہ کہا برملا　ہے اسی وجہ سے آج ایسا ہوا
خدمتِ شاہ میں جونہی پہنچی یہ بات　لائے تشریف مسجد میں مولا صفات
اور کہا زور دے کر بفضلِ خدا　جان لو جان لو بندگانِ خدا
سورج اور چاند اللہ کی آیات ہیں　ان سے وابستہ جتنی حکایات ہیں
وہ حقیقت نہیں کہتا ہوں برملا　رکھو اپنا عقیدہ یہی تم سدا
ہو کسی شخص کی موت یا ہو حیات　اس کا کوئی تعلق نہیں ان کے ساتھ

حضرت ماریہؓ کی بہن سیریں حضرت حسانؓ کے عقد میں

آئی تھیں مصر سے دوسری جو کنیز　ماریہ کی بہن بی بی خوش تمیز

آئیں وہ عقد میں حضرت حسان کے　　وہ جو شاعر تھے محبوبِ رحمٰن کے
آپ کے نعت گو آپ کے جاں نثار　　ہوں سلام ان پہ اور رحمتیں بے شمار

چند اشعار سواریِ مصطفیٰ ﷺ کی نذر

مصر کے شاہ نے رب کے محبوب کو　　بھیجا تھا خاص خچر جو اک دوستو
دودھیا رنگ تھا اس کا دلدل تھا نام　　تھا نہایت وفادار اور تیز گام
با ہنر ایک خادم تھا سرکار کا　　پایا جو قرب نبیوں کے سردار کا
بیش از بیش اس کو ملی برکتیں　　عمر میں نام میں کام میں گام میں

قاصدِ مصطفیٰ ﷺ اور مقوقس کے درمیان گوشۂ تنہائی میں ملاقات اور مقوقس کی محرومی

لکھتے ہیں واقدی بندۂ باصفا　　ایک شب شہ نے حاطب کو بھیجا بلا
قصر میں اپنے اور ان سے کی گفتگو　　رب کے محبوب کے بارے میں خوش گلو
ان سے کہنے لگا بندۂ باصفا　　مجھ کو اس بات کا علم تھا باخدا
آئے گا بالیقیں اک نبی الھدیٰ　　ہو گا جو مردِ حق خاتم الانبیاء
لیکن اس بارے میں تھا میرا یہ خیال　　ہو گا وہ شام سے بندۂ خوش خصال
اس کے برعکس وہ خاتم الانبیاء　　ہے عرب کے علاقے میں ظاہر ہوا
چونکہ خطہ عرب کا ہے بے آب سا　　ہے ہدف قحط کا مرکز افلاس کا
قوم میرے کرے گی نہ اس کو قبول　　مانے گی نہ محمد کو اپنا رسول
میں نے گر مان لی دعوت اسلام کی　　حق پرستی کی اور دین و ایمان کی
چھوڑنا ہو گا تخت اپنا اور مجھ کو تاج　　وارنا ہو گا ایمان پر اپنا راج

یہ گوارا نہیں بندۂ باصفا مجھ کو صورت کسی کہتا ہوں برملا

سوچ خود ہی ذرا ہمدمِ باوفا کس طرح کر لوں سودا یہ میں ناروا

کس طرح چھوڑ دوں تخت اور اقتدار وعدۂ فردا پہ بندۂ کردگار

سرورِ انبیاء ﷺ کی پیشگوئی

قاصدِ مصطفیٰ نے مقوقس کی بات آ کے جب کی بیاں سرورِ کائنات

رب کے محبوب نے یہ کہا برملا ساتھ کامل یقیں کے بفضلِ خدا

ملک کے بارے میں اس نے جو ناروا رکھا ہے بخل ملحوظ اک برملا

ملک اس کا نہ باقی رہے گا کبھی اس سے چھن جائے گا تخت اور تاج بھی

پیشگوئی جو تھی شاہِ ابرار کی غیب پر مطلع نبیٔ مختار کی

جا کے اک روز پوری ہوئی من وعن حرف با حرف عشاقِ ربِ زمن

مکتوبِ نبوی ﷺ بنام منذر بن ساوی حاکمِ بحرین

آٹھ ہجری میں سرکار خیرالانام رب کے محبوب نے بھیجا منذر کے نام

ایک نامۂ اقدس بذریعہ علاء تھے پسر حضرمی کے جو اک باصفا

شاہِ بحرین نے جونہی سرکار کا پڑھا مکتوب اقدس بفضلِ خدا

ہو گئی روشنی اس کو حق کی نصیب پا گیا نورِ ایمان وہ خوش نصیب

تھے عرب خطۂ ہذا میں جس قدر اور کچھ عجمی بھی بندگانِ ہنر

دعوتِ حق پہ ایمان لائے سبھی لوگ وہ بعض تھے جو ازل سے شقی

یعنی دشمن نبی کے مجوس و یہود سر تا پا فتنہ گر شیطنت کے وفود

ہو سکے نہ وہ ایمان سے بہرور بن سکے اہلِ حق کے نہ وہ ہمسفر

لکھا منذر نے اک نامہ سرکار کو | نبیؐ رحمت لقب شاہِ ابرار کو
جس کے ذریعے سے دی سارے حالات کی | اطلاع آپ کو پوچھا رب کے نبی
آئندہ کے لیے اب کیا جائے کیا | دیجئے رہنمائی رسولِ خدا
اس پہ سرکار نے جو لکھا اس کے نام | نامہ اک مشتمل بر ہدایت تمام
وہ تھا کچھ اس طرح بندگانِ صفا | پایئے پڑھ کے سب روح و دل کی جلاء

سرورِ انبیاء ﷺ کا مکتوب گرامی

بعد از تسمیہ رہروانِ فلاح | نبیؐ رحمت لقب نے لکھا اس طرح
ہے محمد کی جانب سے جو باخدا | حق کے پیغامبر ہیں رسول خدا
نامہ یہ ساوی کے بیٹے منذر کے نام | حق نگر بیش از بیش تجھ پر سلام
سامنے تیرے کرنے لگا ہوں بیاں | حمد اس رب کی جو ہے بڑا مہرباں
ماسوا جس کے ہستی نہیں کوئی بھی | ہو جو معبود یا لائقِ بندگی
دیتا ہوں میں شہادت بایں امر بھی | ماسوا اللہ کے لائقِ بندگی
کوئی ہستی نہیں اور محمد جو ہیں | بندے ہیں اللہ کے اور رسول اللہ ہیں
یاد تجھ کو دلاتا ہوں میں باخدا | ایک فرمانِ ذیشانِ رب العلیٰ
کرتا ہے خیر خواہی کا جو بھی عمل | کرتا ہے واسطے اپنے ہی خوش عمل
جس نے قاصد کی میرے اطاعت ہے کی | شخصِ مذکور نے کی اطاعت میری
قاصدوں نے میرے بندۂ باصفا | تیری تعریف کی ہے بفضلِ خدا
بارے میں قوم کے اپنی میرے اخی | تونے اپنے تئیں جو سفارش ہے کی
میں نے کر لی ہے وہ من وعن ہی قبول | ذہن میں اپنے رکھو یہ واضح اصول

واسطے اہلِ ایمان و اہلِ صفا　چھوڑ دو سب کا سب وہ بفضلِ خدا
جس کے ہوتے ہوئے لائے ایمان وہ　یعنی جس پر ہوئے ہیں مسلمان وہ
سب گنہ گاروں کے ہو گئے ہیں معاف　سب گنہ، سابقہ ان کے دفتر ہیں صاف
تم بھی اسلام ان کا قبول اب کرو　ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو
جب تلک تم رہو گے یونہی نیک نام　اور کرتے رہو گے کبھی اچھے کام
اس سے تک نہیں ہو گے معزول تم　اور رہو گے اسی طرح مقبول تم
دور اسلام کے نور سے جو رہا　رہا نصرانیت پہ یہودی رہا
اس پہ لاگو ہے جزیہ بحکمِ خدا　دینا ہو گا اسے جو بلا چوں چرا

مکتوب نبوی ﷺ بنام جیفر و عبد والیانِ عمان

آٹھ ہجری میں ہی نبیؐ مختار نے　نبیؐ رحمت لقب شاہِ ابرار نے
لکھا مکتوب چشم کشا عالیشان　دوستو جانبِ والیانِ عمان
جیفر و عبد تھے خوش نصیبوں کے نام　پا کے جو نامہ سرکارِ خیرالانام
آگئے راہِ حق پہ بفضلِ خدا　پا گئے حق نگر، نور ایمان کا
نوری مکتوب سرکار کا حق شناس　لے کے تھے جانیوالے عمرو ابنِ عاص
رب کے محبوب کا نامۂ دلپذیر　پاکے جس کو ہوئے بندگانِ نصیر
نورِ اسلام و ایمان سے بہرور　تھا وہ کچھ اس طرح بندگانِ ہنر

مکتوب نبوی ﷺ کا متن

بعد از تسمیہ خاتم الانبیاء　نبیؐ رحمت نے ان کو مخاطب کیا
ہے محمد کی جانب سے جو با خدا　بیٹے عبداللہ کے ہیں بفضلِ خدا

جیفر و عبد پسراں جلندی کے نام بیش از بیش اس شخص پر ہو سلام
کی ہدایت کی جس شخص نے پیروی دیتا ہوں میں تمہیں دعوت اسلام کی
بڑھ کے حاصل کرو نعمت ایمان کی لا کے اسلام لو عافیت جان کی
جان لو بن کے میں اک رسول' اللہ کا آیا ہوں سب کے ہی واسطے باخدا
کہ ڈراؤں اسے جو بھی ہے ذی حیات کافروں پہ بھی حجت کا ہو اک ثبات
تم اگر کر لو اقرار اسلام کا کردوں گا ملک تم کو تمہارا عطا
حق کا انکار تم نے اگر کر دیا ملک ہاتھوں تمہارے نکل جائے گا
شہروں میں پھر تمہارے میرے شہسوار میرے عشاق ' عشاق پروردگار
آ کے اتریں گے مردانِ عالی مزاج ہر طرف ہو گا میری نبوت کا راج

مکتوبِ نبوی ﷺ بنام گورنر شام حارث ابنِ ابی شمر غسانی

از طرف قیصرِ روم جو شام کا والی تھا ظالم و جابر و بدنما
تھا پسر شمر کا رکھتا حارث تھا نام ملک کا اس کے غوطہ تھا صدرِ مقام
اس کی جانب یہ مکتوب بھیجا گیا از طرف سرورِ سروراں برملا

مکتوب گرامی کا متن

بعد از تسمیہ رہروانِ فلاح نبیٔ صادق لقب نے لکھا اس طرح
ہے محمد کی جانب سے جو باخدا حق کے پیغامبر ہیں رسولِ خدا
نامۂ حق نما شخص حارث کے نام جاری رکھتے ہوئے اپنا نوری کلام
آپ نے اس کو کرکے مخاطب کہا ہو سلام اس پہ جو بندۂ باصفا
قلب و جاں سے کرے اتباع الھدیٰ اور ایمان لائے بلا چوں چرا

ساتھ ہی وہ کرے اس کی تصدیق بھی　　یعنی دل سے کرے خوب تائید بھی
دیتا ہوں تجھ کو دعوت میں اسلام کی　　اللہ کی ذات پر لا تو ایمان بھی
وہ جو یکتا و واحد ہے سب کا رفیق　　جان لے بس اسی طور اور اس طریق
ملک تیرا رہے گا تیرے ہاتھ ہی　　اور اس ملک کا تخت اور تاج بھی

دربان جس کے مقدر کا ستارہ چمک اٹھا

قاصد مصطفٰے یعنی حضرت شجاع　　پہنچے غوطہ جونہی رہروان ورع
ان کو کرنا پڑا چند دن تک قیام　　ہو سکا نہ ملاقات کا انتظام
ہو کے مجبور جب انہوں نے برملا　　دوستو ایک دن رابطہ اب کیا
قصرِ شاہی پہ موجود دربان سے　　بولا وہ اس طرح عبد رحمٰن سے
ہو سکو گے فلاں روز تم باریاب　　اپنے مقصد میں ہو جاؤ گے کامیاب
کہتے ہیں رب کے محبوب کے نامہ بر　　یعنی حضرت شجاع بندہ حق نگر
وہ جو دربان تھا بندۂ حق شناس　　اکثر اوقات آتا چلا میرے پاس
پوچھتا مجھ سے حالات سرکار کے　　نبیِٔ رحمت لقب شاہِ ابرار کے
میں بتاتا اسے شانِ خیرالوریٰ　　عزوجاہ و شرف رب کے محبوب کا
تذکرہ سنتے ہی شاہ ابرار کا　　سرور سروراں ، نبیِٔ مختار کا
اس کی آنکھوں سے ہو جاتے آنسو رواں　　اور کہتا مجھے بندۂ خوش عناں
ہیں نبی یہ وہی بندۂ باصفا　　جن کا انجیل میں ملتا ہے تذکرا
ان پہ ایمان لاتا ہوں میں باخدا　　کرتا تصدیق بھی دل سے ہوں برملا
خوف حارث کا مجھ کو نہ ہوتا اگر　　اپنے ایماں کا دیتا میں اعلان کر

کہتے ہیں رب کے محبوب کے نامہ بر — مجھ سے اکثر کہا کرتا وہ حق نگر

رکھنا حارث سے امید ایمان کی — نہ کبھی کہتا ہوں بات تجھ سے کھری

رکھتا ہے خوفِ قیصر وہ بے انتہا — خود بھی ہے ایک مردِ شقی بے حیا

اپنا ایمان بھی مخفی رکھوں گا میں — کیونکہ اس مرد ظالم سے ڈرتا ہوں میں

اس کو اس بات کی ہو گئی گر خبر — میری گردن اڑا ڈالے گا فتنہ گر

حارث گورنر شام کی بدنصیبی

کہتے ہیں نبیٔ مختار کے نامہ بر — یعنی حضرت شجاع بندۂ حق نگر

ایک دن جب ملاقات میں کامیاب — ہو گیا میں تو سرکار عالیجناب

رب کے محبوب کا نامۂ ذی حشم — کر دیا پیش میں نے اسے دم بدم

پڑھتے ہی نامۂ عالی سرکار کا — ہو گیا وہ شقی غصے میں بیخ پا

پھینک ڈالا اسے تلملاتے ہوئے — اور گویا ہوا بڑبڑاتے ہوئے

کون ہے شخص وہ باخدا برزمین — مجھ سے جو ملک میرا یہ سکتا ہو چھین

کرکے میں اس پہ اک حملۂ جانکاہ — روند ڈالوں گا ملک اس کا مثلِ گیاہ

کر دی تیاری بھی۔ اس نے اپنے تئیں — اب شروع حملے کی اس قدر تھا لعیں

عزم ناپاک کی اپنے قیصر کو بھی — اطلاع نامہ بر کی وساطت سے دی

قیصرِ روم کی طرف حارث کو ہوش کے ناخن لینے کا مشورہ

مردِ بدبخت کے عزمِ ناپاک کی — اطلاع قیصرِ روم کو جب ہوئی

حملے سے شاہ نے روک ڈالا اسے — سخت الفاظ میں ایسا کہتے ہوئے

عزم حملے کا دو اپنے دل سے نکال — دیکھنے کو وگرنہ ملے گا وبال

پہنچا مکتوب قیصر کا جب اس کے پاس　　آ گئے راہ پر اس کے ہوش و حواس
ہو گیا ٹھنڈا بلوا لیا اپنے پاس　　یعنی حضرت شجاع کو جو تھے حق شناس
پوچھا ان سے کہ اے بندۂ باصفا　　کب ارادہ ہے واپس وطن جانے کا
بولے وہ حق نگر کل صبح جاؤں گا　　جا کے شہر نبی کی فضا پاؤں گا
کہتے ہیں مردِ حر بندۂ باصفا　　حق نگر دوربیں قاصدِ مصطفیٰ
دے کے ہدیہ مجھے اس نے رخصت کیا　　پا سکا نہ مگر ہدیہ ایمان کا
آ گیا آڑے جو نشۂ اقتدار　　عشق کی مے کا نہ پا سکا وہ خمار
لکھی تھی تا ابد واسطے جس کے نار　　حق پرستی کا نہ بن سکا راہوار

مکتوب گرامی بنام ہوذہ بن علی والیٔ یمامہ

سنگدل بادشاہ ملکِ یمامہ کا　　شخص تھا ہوذہ ابنِ علی نام کا
بھیجا سرکار نے نامہ جو خوش کلام　　والیٔ یمامہ یعنی ہوذہ کے نام
وہ تھا کچھ اس طرح بندگانِ صفا　　جاں نثاران و عشاقِ خیرالوریٰ

مکتوب اقدس کا متن

بعد از تسمیہ خاتم الانبیاء　　نبیٔ رحمت لقب نے لکھا برملا
ہے محمد کی جانب سے جو باخدا　　حق کے پیغامبر ہیں رسول خدا
نامہ یہ جانب ہوذہ ابنِ علی　　ہو سلام اس پہ جس شخص نے پیروی
کی ہدایت کی اے بندۂ کبریا　　تجھ کو معلوم اتنا رہے برملا
پہنچے گا دین میرا بفضل خدا　　ان حدوں تک جہاں تک بحکمِ خدا
جاتے ہیں اونٹ اور تیرے خچر سبھی　　لا کے اسلام پا عافیت جان کی

بخش دوں گا تجھے ملک تیرا سبھی یعنی قائم رہے گی یہ شاہی تیری

مکتوب نبوی ﷺ کے بارے میں ہوذہ بن علی کا

ایک بندۂ دوربین سے مشورہ

لے کے خط پہنچے جب قاصدِ مصطفیٰ یعنی ابن عمرو بندۂ کبریا
بیٹھا تھا پاس ہوذہ کے ارکون بھی جس کو حاصل تھی کچھ رشد کی روشنی
پوچھا ہوذہ نے جب اس سے یہ برملا اندریں سلسلہ آپ کہتے ہیں کیا
بولا ارکون اے ہوذہ ابنِ علی کرتے تم کیوں نہیں دعوت اسلام کی
ذوق اور شوق کے ساتھ بڑھ کے قبول کہتا ہوں بالیقیں ہیں یہی وہ رسول
جن کی عیسیٰ نے دی اک بشارت کھلی جو ہے مذکور انجیل میں آج بھی
بولا ہوذہ میں ہوں ایک فرمانروا تاج ہے زیبِ سر تخت ہے زیرپا
بن گیا اس نبی کا میں گر پیروکار ملک کھو بیٹھوں گا بندۂ ذی وقار

مشورۂ حق شناسی کا دوسرا رخ

اس پہ گویا ہوا بندۂ دوربیں یعنی ارکون سن اے میرے ہمنشیں
بن گیا اس نبی کا تو گر پیروکار بن گیا حق پرستی کا تو راہوار
کہتا ہو برملا بندۂ باصفا تاج اور تخت تیرا بفضلِ خدا
بخش دے گا تجھے وہ نبی الھدیٰ ہو کے بے خوف تو اس پہ ایمان لا
سربسر ہے اسی میں تیری بہتری اتباع کر لے اس نبیٔ ذیشان کی

ہوذہ بن علی کی بدنصیبی

تھا ازل ہی سے مرقوم جو بدنصیب جاتا کیونکر بھلا راہِ حق کے قریب
ضد پہ قائم رہا اپنی منکر رہا پا سکا نہ شقی نورِ حق کی ضیاء
سن کے روداد اس کی بفضلِ خدا اس طرح نبیؐ صادق لقب نے کہا
لو ہلاک ہو گیا ہوذہ ابنِ علی اس کا جاتا رہا تخت اور تاج بھی
تھا کہا آپ نے جو باذن خدا من و عن حرف با حرف ویسا ہوا
فتحِ مکہ سے واپس بفضلِ خدا آرہے تھے مدینے جو خیرالوریٰ
آئے جبریل خدمت میں سرکار کی نبیؐ رحمت لقب شاہِ ابرار کی
اور دی رب کے محبوب کو یہ خبر ہے گیا ہوذہ ابنِ علی آج مر

مکتوب نبوی ﷺ بنام خسرو پرویز شاہِ ایران

رب کے محبوب و مختار خیرالوریٰ نبیؐ رحمت لقب نے میرے ہمنوا
ایک مکتوبِ دعوت لکھا خوش کلام خسرو پرویز اس شاہِ ایراں کے نام
سر میں جس کے سمایا ہوا تھا فتور تھا تنا رہتا جس کا سرِ پُر غرور
رب تعالیٰ کے باغی اس انسان کی سمت لے کر گئے دین حق کے ولی
حضرتِ عبداللہ نامۂ مصطفیٰ تھے پسر جو حذافہ کے اک باصفا
نامہ سرکار کا سامعیں محترم ہم ہیں کرنے لگے اب سپرد قلم
آپ بھی با ادب سنئے با احترام نوری مکتوب سرکارِ خیر الانام

مکتوب نبوی ﷺ کا متن مبارک

بعد از تسمیہ رہروانِ فلاح نبیؐ صادق لقب نے لکھا اس طرح

ہے محمد کی جانب سے جو باخدا — حق کے پیغامبر ہیں رسولِ خدا
نامۂ ہذا ایراں کے کسریٰ کے نام — ہو سلام اس پہ جو بندۂ نیک نام
جان و دل سے کرے اتباع الھدیٰ — اور ایمان بھی لائے جو برملا
اللہ پر اور رسولِ فرستادہ پر — ساتھ ہی ساتھ وہ بندۂ حق نگر
دے گواہی بھی جو اس طرح برملا — کوئی ساجھی نہیں اللہ کا باخدا
ماسوا اس کے ہستی نہیں کوئی بھی — ہو جو معبود یا لائق بندگی
اور محمد جو ہیں بندۂ باصفا — بندے ہیں اس کے اور ہیں رسول خدا
دیتا ہوں تجھ کو دعوت میں ایمان کی — اللہ پر، جان لے ایک یہ بات بھی
آیا ہوں بن کے میں اک رسول' اللہ کا — سارے ہی لوگوں کے واسطے باخدا
کہ ڈراؤں اسے جو بھی ہے ذی حیات — کافروں پہ بھی حجت کا ہو اک ثبات
لا تو اسلام اور اس طرح برملا — عافیت جان کی سرتاپا امن پا
اور اسلام کی دعوتِ دلربا — کر دی رد تونے تو جان لے باخدا
قومِ مجوسیہ کا بھی سارا وبال — تیرے سر ہوگا پاؤ گے ایسا زوال

مکتوبِ نبوی ﷺ کی توہین اور حضور ﷺ کی پیشگوئی

رب کے محبوب کا نامۂ ذی وقار — پڑھا کسریٰ نے تو بندۂ نابکار
آگیا طیش میں ہو گیا سیخ پا — آتشِ کبر میں جل اٹھا بے حیا
پھاڑ ڈالا جو تھا نامہ سرکار کا — اور ہوا بدتمیزی سے ہرزہ سرا
نبیٔ صادق لقب شاہ ابرار کو — سرور سروراں نبیٔ مختار کو
اس کی گستاخی پہ اطلاع جب ہوئی — نطق فرما ہوئے اس طرح سے نبی

جس طرح مردِ ملعون نے باخدا میرا مکتوب ہے پارہ پارہ کیا
اور ہوا مرتکب اس کی توہین کا ایسے ہی حق تعالیٰ نے ہے کر دیا
مردِ ملعون کے ملک کو لخت لخت اس سے چھن جائے گا اس کا تاج اور تخت
رب کے محبوب نے اس طرح برملا دی تھی جو غیب کی اک خبر باخدا
ہو کے پوری رہی ایک دن من وعن پارہ پارہ ہوا خطۂ پُر فتن
اور بیٹے کے ہاتھوں ہی خود نابکار وہ رہا ہو کے انجامِ بد کا شکار

شہنشاہی کے زعم میں گرفتار مردِ ملعون کی جسارت

لکھا ملعوں نے خط ایک باذان کو تھا جو والی یمن کا میرے دوستو
خط میں کرکے مخاطب اسے یہ کہا خطے میں تیرے اے بندۂ باوفا
ہے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا نامہ بھی اک مجھے اس نبی نے لکھا
تم بھلا کیا کرو بندۂ کردگار کرکے اس شخص کو برملا گرفتار
بھیج دو پاس میرے بلا چوں چرا رکھنا تاخیر ہرگز نہ اس میں روا

حکمِ کسریٰ کی تعمیل میں والیٔ یمن باذان کا اقدام

شاہ کے حکم پر بندگانِ بصیر بھیجا باذان نے ایک اپنا وزیر
نام تھا جس کا بابویہ اور دوسرا جو گیا بن کے بابویہ کا ہمنوا
نام خرخسرہ رکھتا تھا وہ نابکار بندہ تھا تند خو جاہل و بدشعار
لکھ کے خط بھی دیا ان کو باذان نے حق سے نابلد گمراہ انسان نے
رب کے محبوب کے نام جسمیں کہا فتنہ سامان نے بندۂ باصفا
آپ جائیں پہنچ میرے ہاں باخدا ساتھ ان لوگوں کے کہتا ہوں برملا

ہے اس میں پنہاں فائدہ آپ کا اس سے زائد کہوں میں بھلا اور کیا

قاصدینِ باذان بارگہِ نبوی ﷺ میں

پہنچے قاصد جو خدمت میں سرکار کی نبیؐ رحمت لقب شاہِ ابرار کی
اپنے مہمانوں کا آپ نے باخدا خوب اچھی طرح سے سواگت کیا
ایک دن پھر کیا آپ نے باریاب دونوں کو اور دیں شفقتیں بے حساب
پوچھا مقصد جو آمد کا تو برملا کھول کر وہ بھی ان لوگوں نے رکھ دیا
اس سے گرچہ اے سامعینِ کرام ساتھ جرأت کے تھے کر رہے وہ کلام
اندر اندر سے لیکن برا حال تھا دل کے ایوان میں ایک بھونچال تھا
باوجود ایسی حرکت کے خیرالانام مسکراتے ہوئے ہی ہوئے ہمکلام
پیش کی دونوں کو دعوت اسلام کی حق پرستی کی اور دین و ایمان کی
اس پہ گویا ہوئے بندگانِ جفا آپ تیار گر جو نہیں باخدا
رو سے احکام کی ساتھ ہمارے چلیں ایک خط نامِ باذان ہی لکھ کے دیں

سرورانبیاء ﷺ کی طرف سے اگلے دن آنے کی ہدایت اور کسریٰ کی ہلاکت پر اطلاع

اس پہ سرکار عالی نے ان سے کہا جائیں اور آج شب جا کریں باخدا
آپ آرام پھر آئیں کل صبح دم ہو گی اپنی ملاقات تب دم بدم
رات کو خدمتِ شاہِ ابرار میں نبیؐ مختار کے عالی دربار میں
آئے جبریل اور اس طرح عرض کی اے رسول معظم خدا کے نبی

حق تعالٰی نے کسریٰ ایران پر   کر دیا ہے مسلط خود اس کا پسر
باپ کے پیٹ میں گھونپ کر اک چھرا   بیٹے نے موذی کا کام ہے کر دیا
اگلے دن دونوں قاصد بحکمِ نبی   جب ہوئے پیش خدمت میں سرکار کی
آپ نے ان کو کرکے مخاطب کہا   جاؤ اور اپنے صاحب کو دو یہ بتا
میرے آقا و مولا نے ہے آج شب   مار ڈالا اسے جو تھا اک جھوٹا رب
کسریٰ کے بیٹے شیرویہ نے آج رات   باپ کے سینے پر چڑھ کے خود اپنے ہاتھ
پیٹ میں اس کے ہے گھونپ ڈالا چھرا   پاک قصہ ہوا مردِ ملعون کا
جاؤ اور کر دو باذان کو یہ خبر   پہنچا انجام کو کسریٰ فتنہ گر

سرورانبیاء ﷺ اور قاصدین میں گفتگو اور آپ ﷺ کی پیشگوئی

دونوں کہنے لگے بندۂ باصفا   آپ کے علم میں یہ بھی ہے کیا بھلا
آپ جو کہہ رہے ہیں یہاں دم بدم   ہوں گے اس کے نتائج خدا کی قسم
کس قدر پُر خطر کس قدر پر الم   اس پہ گویا ہوئے بادشاہِ امم
حق ہے یہ سر بسر جو ہوں میں کہہ رہا   جا کے باذان کو ایسے ہی دو بتا
ساتھ ہی یہ بھی کہ ایک دن باخدا   پہنچے گا دین میرا بفضلِ خدا
اور حکومت میری کسریٰ کی مملکت   یعنی ایران میں ہر جگہ ہر جہت
بلکہ اس جا تلک بندۂ کردگار   سکتا ہے جا کوئی جانور سم دار
ساتھ ہی اس کو کہہ دینا یہ برملا   حکمرانِ یمن بات سن باخدا
لا کے اسلام تو نے اگر پا لیا   نورِ ایمان تو پھر بفضلِ خدا
یونہی رہنے دیا جائے گا تخت و تاج   پاس تیرے تیرے ہاتھ ہی تیرا راج

جانے واپس لگے اب جو باذان کے	دونوں قاصد تو خود فضلِ رحمٰن سے
رب کے محبوب نے ان کو رخصت کیا	دے کے اک قیمتی تحفۂ دلربا

باذان کا مقدر بدلنے لگا

پہنچے جب دونوں واپس وہ باذاں کے پاس	جا کیا اس کو حالات سے روشناس
ساتھ ہی بابتِ کسریٰ جو آپ نے	دے دی تھی اک خبر شاہِ لولاک نے
جا کے اس کو بتائی سبھی ہو بہو	سنتے ہی بولا وہ بندۂ نیک خو
گفتگو یہ کسی بادشہ کی نہیں	لگتی بلکہ نبی کی ہے یہ بالیقیں
بارے میں کسریٰ کے جو انوکھی خبر	دے دی ہے اس شخص مرغوب نے سربسر
سچی گر نکلی تو بندگانِ صفا	لاؤں گا اس پہ ایمان میں برملا

چند ہی دن میں حقیقتِ حال واضح ہوگئی

گزرے اس بات کو روز تھے چند ہی	اے میرے ہمسفر عاشقانِ نبی
آیا خط ایک شیرویہ کا اس کے نام	جس میں شیرویہ نے خود ہی باالتزام
قتل کسریٰ کی باذان کو دی خبر	ساتھ ہی یہ کہا بندۂ باہنر
اب اسے مانا جائے بلا چوں و چرا	وقت کا کسریٰ فارس کا فرمانروا
یہ ہدایت بھی دی اس نے باذان کو	خوب تر غور سے بات میری سنو
بارے میں جس نبی کے بروئے عناد	رکھتا تھا باپ اک میرا عزم فساد
اس کے بارے میں مت کچھ تعرض کرو	اس کو بس اس کے ہی حال پر چھوڑ دو

باذان کا قبولِ اسلام

ہو گیا یہ یقین اب تو باذان کو	سچا ہے اپنے دعوے میں وہ دوستو

جس نے دے دی تھی پہلے ہی اور برملا　　کسریٰ کے بارے میں یہ خبر پر بلا

آفرینش میں جو لکھا تھا خوش نصیب　　ہو گئی روشنی حق کی اس کو نصیب

ساتھ احباب کے بندۂ خوش نما　　لایا اسلام اور حق نگر بن گیا

بھیج دی اپنے ایمان کی بھی خبر　　ہاتھ قاصد کے اے بندگان ہنر

بارگاہِ نبوت میں باذان نے　　مخلص و حق نگر ، عبد رحمٰن نے

دیکھ کر اس کو جو تھے یمن میں مقیم　　لوگ ایرانی سب بندگانِ کریم

لائے اسلام اور اس طرح باخدا　　پا گئے نورِ ایمان کی وہ ضیاء

مملکت فارسیہ کے بارے میں حضور ﷺ کی پیشگوئی بھی ایک دن من وعن پوری ہوگئی

ملک فارس کی بابت بحکم خدا　　آپ نے دی تھی جو اک خبر برملا

دور فاروقِ اعظم میں پوری ہوئی　　پہنچی جا روشنی نورِ ایمان کی

کشورِ کسریٰ میں اور اس کا غرور　　مل گیا خاک میں بندگانِ صبور

پرچم کبرونخوت ہوا سرنگوں　　کفر کی حکمرانی کا ٹوٹا فسوں

ہو گیا ہر جہت غلبہ اسلام کا　　بج گیا ڈنکا دین اور ایمان کا

غزوۂ خیبر

خطہ خیبر، فتنہ پرور یہود کا مرکزِ شرارت

دشمنانِ نبی دین و ایمان کا　　طبقۂ شر پسند حزب شیطان کا

اعدائے حق و تحریک اسلام کا　　خطہ خیبر کا تھا ایک مرکز بڑا

خطۂ ہذا میں ہر طرف جابجا جاں نثاران و عشاقِ خیرالوریٰ
بستے تھے فتنہ سامان اہلِ یہود چیلے ابلیس کے شیطنت کے وفود
زخم اک کھا کے سب دشمنانِ ورع نکلے تھے شہرِ نبوی سے جو قینقاع
اور پھر بعد ان کے نظیری یہود دشمنانِ نبی شیطنت کے وفود
سب کے سب فتنہ پرور یہ اہلِ دغا آکے تھے ہو گئے مجتمع اس ہی جا

یہود کی اسلام دشمنی

ہر رگ و ریشہ میں ان کے اسلام کی چونکہ تھی اک عداوت رچی اور بسی
اس لیے رہتے تھے مفسدی تاک میں ہر سے بس اسی سعیٔ ناپاک میں
کہ کسی نہ کسی طور پر باخدا حق پرستی کی تحریک کو دیں مٹا
جنگِ احزاب میں بھی میرے ہمنوا ان شیاطین نے ساتھ احزاب کا
تھا دیا مقصد ہذا کے پیشِ نظر گرچہ ناکام ہو کر رہے فتنہ گر
غزوہ احزاب میں صدقۂ مصطفیٰ حق نے جب اہلِ باطل کو رسوا کیا
رہ گئے تلملا کر یہ اہلِ دغا حزبِ شیطان کے ہمدم و ہمنوا
تھا قریظہ کا انجامِ عبرت نما سامنے ان لعینوں کے گرچہ کھلا
پھر بھی یہ فتنہ گر عزمِ ناپاک سے مبنی برفتنہ سعیٔ خطرناک سے
باز آ نہ سکے اتنے تھے بے حیا اور کرتے رہے سازشیں برملا
حق کی تحریک اسلام کے برخلاف مرکزِ دین و ایمان کے برخلاف

شہرِ نبی کو تاراج کرنے کا یہودی منصوبہ

طے ہوا کہ یہودی قبائل سبھی ساتھ ساتھ ان کے اب بنی غطفان بھی

ہو کے یکجا کریں حملہ پربلا مرکز دین و ایمان پہ برملا

تو مٹا سکتے ہیں نام اسلام کا سلسلہ دعوتِ دین و ایمان کا

اندر اندر سے اس حزب شیطان کا رابطہ ساتھ ابنِ ابی کے بھی تھا

جس نے باور کرا رکھا تھا برملا ان لعینوں کو کچھ اس طرح باخدا

جاں نثارانِ حق اہل اسلام سے مٹھی بھر اہل حق اہل ایمان سے

ڈرنے کی تم کو کوئی ضرورت نہیں کامراں ہو گے تم لوگ ہی بالیقیں

یہودِ خیبر کی سرکوبی کے لیے نبوی مہم

لوٹے جب رب کے محبوب خیرالوریٰ کارِ حدیبیہ سے بفضلِ خدا

ان لعینوں کے عزمِ خطرناک کی سازشِ پرُ خطر کارِ ناپاک کی

ہو گئی اطلاع آپ کو باخدا اس لیے پیشتر اس کے کہ بے حیا

کرکے اک جانگاہ حملہ پہ وبا ڈالیں دے اہل ایماں کو صدمہ بڑا

آپ نے جاں نثارانِ اسلام کو حق کے شیدا فدایانِ رحمان کو

کرنے کو کارروائی براہِ خدا کر دیا جاری فرمان اک برملا

ساتھ ہی اس دفعہ حکم صادر ہوا ہو گا لشکر میں شامل وہی باصفا

کارِ حدیبیہ میں تھا جو ہمرکاب یا وہ جو بندۂ حق مگر لاجواب

رکھتا اعلائے حق کا ہو ذوقِ جلی رکھتا خواہش نہ ہو مال و اموال کی

سوئے خیبر لشکرِ اسلام کی روانگی

آپ کے حکم عالی پہ اصحاب کا جنس کمیاب مردان نایاب کا

ہو گیا جلد ہی ایک لشکر تیار سولہ سو جسمیں تھے سرِ کف جاں نثار
زوجۂ نبیؐ ذیشان عزت مآب جو ہوئیں اس دفعہ آپ کی ہمرکاب
ام سلمہ تھیں خاتونِ اعلیٰ صفات مادرِ موناں مادرِ مومنات

یہود خیبر اور بنی غطفان کو ایک دوسرے سے الگ رکھنے کی نبوی حکمتِ عملی

فاصلہ گرچہ خیبر کا تھا میل سو رکھتے تھے قلب میں جو کہ ایماں کی ضو
ان فدا کاروں نے بندگانِ صفا اللہ کے فضل سے صدقۂ مصطفیٰ
طے کیا یہ کٹھن پُر بلا فاصلہ صرف سہ شب میں اور پاس خیبر کے جا
پہنچے اس جگہ پر جس کا صہبا تھا نام اس جگہ رب کے محبوب خیرالانام
سرورِ سروراں پاسبانِ فلاح رب کے محبوب گویا ہوئے اس طرح
لے چلے اب ہمیں رہنمائے طریق اب کسی ایسی راہ سے ہمارا رفیق
کہ پہنچ جائیں ہم سب بفضل خدا بے خطا باسہولت اک ایسی جگہ
جو پڑے خیبر و غطفاں کے درمیاں تاکہ یہ دو دھڑے مفسد و بد عناں
ہو کے رہ جائیں اک دوسرے سے جدا ان کے ہو سد راہ لشکرِ باصفا
کر سکیں نہ یہ اک دوسرے کی مدد ہو کے مجبور رہ جائیں احزابِ بد

سرورانبیاء ﷺ کا ایک مبارک معمول اور مناسب ترین راستے کا انتخاب

بندۂ باوفا رہنمائے طریق تھا چلا بن کے جو مومنوں کا رفیق

اس نے پہنچا دیا لشکرِ حق نگر دوستو زیرِ فرمانِ خیرالبشر
ایک ایسی جگہ جس سے رستے تھے تین جارہے اس جگہ جو کہ تھی بہترین
مقصدِ خاص کے واسطے سر بسر رب کے محبوب کے جو تھا پیشِ نظر
پوچھے سرکار نے اس سے راہوں کے نام اس نے بتلا دیئے سب بصد احترام
یہ بھی سرکار کا ایک معمول تھا ناموں سے فال لیتے تھے خیرالوریٰ
ہوتا مقصود جب نام کا انتخاب کرتے تھے اسمِ مسعود کا انتخاب
لیتے تھے نیک فال اسمِ مسعود سے اور اک فالِ بد اسمِ مذموم سے
جب بتائے گئے تینوں رستوں کے نام نبیؐ رحمت لقب کو بصد احترام
آپ نے ایسی رہ کا کیا انتخاب نام ہی میں جو بہتر تھا اور لاجواب
کرتا طے منزلیں لشکرِ حق نگر پہنچا اب جس جگہ بندگانِ ہنر
وادی تھی یہ رجیع کی بفضلِ اللہ اور تھی بالیقیں ایک ایسی جگہ
جو کہ تھی پڑ رہی ہمدمِ خوش عناں وادیٔ خیبر و غطفاں کے درمیاں
جنگی نقطۂ نظر سے بفضلِ متیں تھی مناسب بہت یہ جگہ بالیقیں

بنی غطفان کا بستیوں سے خروج اور پھر کمین گاہوں میں واپسی

بنیؑ غطفان کو جب ہوئی یہ خبر ہے، چلا آرہا لشکرِ حق نگر
اہلِ خیبر پہ کرنے کو حملہ بڑا ہو کے تیار سب بندگانِ وغا
چل پڑے اہلِ خیبر کی امداد کو پاسِ پیمان کرتے ہوئے دوستو
سمتِ خیبر میں جب کر چکے فاصلہ ایک منزل کا طے تو انہیں یوں لگا
جیسے ہو ہو گیا حملۂ پُر وبال ان کی بستی پہ اور ان کے اہل و عیال

ہو کے مجبور و بے بس رہے ہوں پکار
گھرے رنج و محن کا ہوئے ہوں شکار

جب ہوا طاری معصوم جانوں کا خوف
اپنے گھر بار اور مال خانوں کا خوف

لوٹ واپس گئے اب بلا چوں و چرا
تھے چلے بن کے جو ہمدم و ہمنوا

اہل خیبر کے احزابِ شیطان کے
دشمنِ حق عدو دینِ رحمٰن کے

رحمۃ اللعالمین ﷺ کی اک دعائے دلربا

کارواں اہل حق کا بفضلِ خدا
جب علاقے میں خیبر کے داخل ہوا

مانگی سرکار نے اک دعا دلربا
جس کے الفاظ ہی یہ رہے تھے بتا

رب کے محبوب ہیں رحمتِ عالمیں
سب کے ہمدرد و غمخوار ہیں بالیقیں

ہو خطا کار کوئی یا ہو پاکباز
دور ہو حق سے یا حق سے ہو سرفراز

آپ ہیں چاہتے بندگانِ صفا
بہتری سب کی خیر اور سب کا بھلا

واسطہ دے کے مولا کو رب ہونے کا
آپ نے اس طرح اس سے مانگی دعا

ہیں طلب کرتے ہم مالکِ دو جہاں
تجھ سے رحمت تیری اور امن و اماں

خطۂ ہٰذا کے واسطے سربسر
اس کے باشندوں کے واسطے خاص کر

ساتھ ہی اہلِ ایمان کے واسطے
حق نگر فوجِ رحمان کے واسطے

خطۂ ہٰذا کے پنہاں شر سے پناہ
اور اس کے مکینوں کے شر سے پناہ

رب کے محبوب کا یہ بھی معمول تھا
جاں نثاران و عشاقِ خیرالوریٰ

ہوتے داخل کسی بستی میں آپ جب
سرور سروراں نبیٔ رحمت لقب

ان ہی الفاظ میں مانگتے تھے دعا
مانگتے جس میں فوز و فلاح اور بھلا

بستی اور اس کے باشندوں کے واسطے
سارے چھوٹے بڑے زندوں کے واسطے

یہودِ خیبر کی تیاریاں اور غفلت کی نیند

اہلِ خیبر نے سن رکھی تھی باخدا　بعض لوگوں سے یہ اک خبر برملا
رکھتے ہیں اہلِ اسلام عزمِ وغا　سکتے ہیں کر کسی وقت حملہ بڑا
اس لیے وہ بھی چوکنے تھے خوب تر　آکے ہر صبح میدان میں فتنہ گر
کرتے تھے جنگی مشقیں بلا اشتعال　رہنے کو چاق و چوبند اور باکمال
پہنچا جس رات اب لشکرِ مومنیں　اب مضافاتِ خیبر میں ان کے قریں
ایسی غفلت کی نیند ان پہ طاری ہوئی　اٹھ سکے نہ نہاں خانوں سے مفسدی
مطلعِ شرق پر ابھرا جب آفتاب　آچکا تھا زمانے میں اک انقلاب
نکلے جب کسیاں تھامے کدالیں سبھی　اپنے باغات کھیتوں کی جانب شقی
لشکرِ اہلِ حق دیکھا بڑھتا ہوا　اپنے قلعوں کی جانب براہِ خدا
دل گئے خوف کے مارے ان کے دہل　بعض کی تو گئیں ڈر سے چیخیں نکل
پلٹے واپس ہراساں ہوئے مفسدی　لی پناہ جا کے گڑھیوں میں اور پھر شقی
خوب اچھی طرح قلعہ بند ہو گئے　حملے کا اندفاع کرنے کے واسطے

سرورِ انبیاء ﷺ کا ایک قولِ زریں

چیختے خوف سے اپنے سر پیٹتے　اور ہراساں ہوئے اس طرح بھاگتے
دیکھا جب رب کے محبوب نے برملا　ان لعیں فتنہ پردازوں کو باخدا
ہاتھ اٹھائے ہوئے کرتے نعرہ بلند　رب کی تکبیر کا بندۂ ارجمند
شاہ ابرار گویا ہوئے برملا　بالیقیں آج ویران خیبر ہوا
جب کبھی ہم کسی ملتِ پُر فتن　کے قریں جا ہوا کرتے ہیں خیمہ زن

تو ڈرایا جنہیں جاتا ہے از عتاب — صبح ان لوگوں کی ہوتی ہے پر عقاب

یہود کی دفاعی تیاریاں اور جنگی حکمت عملی

دیکھا جب فتنہ پردازوں نے باخدا — جنگ بن کوئی چارہ نہیں اب رہا
جنگ کے واسطے ہو گئے وہ تیار — خوب اچھی طرح ملتِ ذی وقار
بچوں کو اور اپنی خواتین کو — کر دیا ایک جا مجتمع دوستو
قلعے میں ایک جس کا کتیبہ تھا نام — ایسے ہی اسلحہ اور جنسِ طعام
مال و اموال ناعم میں رکھے گئے — اور جاں باز سارے اکٹھے ہوئے
قلعے میں ایک تھا نام جس کا نطات — وقت کا اپنے تھا گویا وہ سومنات
گرچہ بیمار تھا ابنِ مشکم سلام — باوجود اس کے یہ بندۂ بے لگام
آفروکش ہوا قلعہ میں روسیاہ — کر سکے تاکہ مفسد برانگیختہ
خوب اچھی طرح اپنی افواج کو — کر سکے جاری جنگی ہدایات کو

سرورِ انبیاء ﷺ کا خطبۂ دلپذیر

رب کے محبوب نے دیکھا جب باخدا — ہیں شقی فتنہ ساماں تیارِ وغا
آپ نے اک دیا خطبۂ پر اثر — جس میں کی واضح و مبرہن خاص کر
غایتِ حملہ ہذا و روحِ جہاد — اور فرمایا اے رب کے مخلص عباد
راہ پر حق پرستی کی ثابت قدم — تم رہو گے اگر دم بدم یم بہ یم
ہو گے تم لوگ ہی باخدا فتحیاب — اور مالِ غنیمت بھی تم بے حساب
پاؤ گے اس مہم میں بفضلِ خدا — ساتھ ساتھ اس کے بے پایاں رب کی رضا

فتحِ خیبر کے لیے سرورِ انبیاء ﷺ کی حکمتِ عملی

خطہ خیبر کا تھا مختلف قطعوں پر منقسم اس طرح بندگانِ ظفر
کہ ہر اک قطعہ پر واقع تھے کچھ قلعے جابجا پختہ و خام چھوٹے بڑے
وقتِ واحد میں گر بندگانِ ہنر حملہ کر ڈالتے ایک ہی قلعہ پر
تو پھر اس بات غالب امکان تھا کہ کہ دفاع اپنا یہ پیکرانِ دغا
کرتے ہو کر بہم اس لیے باخدا حق تعالیٰ کے محبوب نے کیا کیا
لشکرِ حق نگر اہلِ ایمان کا مختلف دستوں میں منقسم کر دیا
اور دیا چاک و چوبند اور سربکف ایک اک دستے کو اپنا اپنا ہدف
مقصد اس سے یہ تھا بندگانِ ہنر ہر قلعے کے مکینوں کے پیشِ نظر
جب دفاع ہوگا خود جان اور مال کا ہو سکیں گے اکٹھے نہ سب ایک جا
حکمت عملی یہ اب رہی کامیاب دوستو سارے احزابِ خانہ خراب
جب رہے منتشر ایک دوجے سے دور ایک کے بعد اک بندگانِ صبور
فتح ہوتے گئے سب قلعے باخدا اونچا ہوتا گیا پرچم اسلام کا

جنگ کا آغاز اور اس سلسلے میں سرورِ انبیاء ﷺ کی ہدایات

ہوا آغاز از قلعہ جاتِ نطاۃ جنگ کا اور یہاں سرورِ کائنات
رحمت دو جہاں نے میرے ہمنشیں قبل از جنگ زریں ہدایات دیں
اپنے اصحاب کو حق کے احزاب کو جنس کمیاب مردانِ نایاب کو
نطق فرما ہوئے سرورِ انبیاء مت کرو غیر سے آرزوئے وغا
خوب کرتے رہو بندگانِ کمال حق تعالیٰ سے امن و اماں کا سوال

کیونکہ ہو بے خبر تم سب اس راز سے — کس طریقے سے اور کیسے انداز سے
جنگ میں جائے گا آزمایا تمھیں — جائے گا وقت کیسا دکھایا تمھیں
ہاں مگر جنگ بن جب کوئی راستہ — سامنے نہ رہے بندگانِ الہ
تو کرو اپنے مولا سے تم یہ دعا — بن کے سرتاپا تصویرِ صدق و صفا
ہے ہمارا بھی تو ان کا بھی تو ہی رب — تیرے ہی رزق پر پلتے ہیں بندے سب
دستِ قدرت میں ہیں تیرے پیشانیاں — ہوں ہماری یا ہوں ان کی ربِ جہاں
موت بھی ان کی اے مالکِ عالمیں — دست قدرت میں ہے تیرے ہی بالیقیں
جب چکو مانگ مولا سے اپنے دعا — بیٹھ جاؤ زمیں پر بفضلِ خدا
جم کے اچھی طرح رب کے مخلص عباد — اب جو حملہ کریں بندگانِ فساد
تو ہو جاؤ کھڑے اور کرکے بلند — نعرہ تکبیر کا سب کے سب ارجمند
کر دو آغازِ پیکار تم بے خطر — رکھو رب کی رضا اپنے پیشِ نظر

قلعہ ہائے ناعم اور قموص کی فتح

اللہ کے فضل سے صدقۂ مصطفیٰ — جو قلعہ فتح امروز پہلا ہوا
وہ تھا ناعم کا اور بعد اس کے قموص — آیا زیرِ نگیں ملت پُر خلوص
داستاں اس کے آنے کی زیرِ نگیں — ہے بڑی روح پرور یقیں آفریں
ایک اونچی جگہ واقع تھا یہ قلعہ — رقبے میں بھی کشادہ تھا مضبوط تھا
مرحبِ فتنہ گر تھا قلعہ کا رئیس — پکا شیطاں تھا جو اور مردِ خسیس
کرنے کو کارروائی براہِ خدا — بھیجا سرکار نے دستۂ باصفا
اک جری سربراہی میں صدیق کی — اترے میدان میں یارِ غارِ نبی

لانے کو قلعۂ ہذا زیرِ نگیں انہوں نے صرف کی کاوشِ بہتریں
ہو سکے نہ مگر دوستو کامیاب بعد ان کے عمر کو بفضلِ وہاب
اب جو سونپی گئی اک مہم یہ کٹھن از طرف سرورِ دین شاہِ زمن
نکلا پھر بھی نتیجہ نہ اس کا کوئی گرچہ کاوش میں خامی بھی تھی نہ کوئی

سرورِ انبیاء ﷺ کا ایمان افروز ارشاد

معاملہ جب شکارِ طوالت ہوا اے میرے ہمسفر رہروانِ وفا
نطق فرما ہوئے سرورِ کائنات اصلِ ہر دو جہاں زینتِ شش جہات
دوں گا میں ہاتھ میں اس کے کل یہ علم رکھتا ہے بجتور جو خدا کی قسم
اللہ اور اس کے محبوب سے دل میں پیار جانتا ہی نہیں کوئی راہِ فرار
ہاتھ سے اس کے حق دے گا فتحِ مبیں لشکرِ اہلِ اسلام کو بالیقیں
قلعہ پہ دسترس بھی وہ مردِ وغا قوتِ بازو کے بل پہ جائے گا پا

صحابہؓ کا اضطراب و تجسس کہ کون خوش نصیب

اس اعزاز سے بہرہ ور ہوگا

جب سنا آپ کے پیارے اصحاب نے جنسِ کمیاب مردانِ نایاب نے
قول یہ دلربا رب کے محبوب کا دونوں عالم کے بندۂ مرغوب کا
رات بھر سب رہے مضطرب بے قرار صبح ہونے کا کرتے رہے انتظار
ان کو لاحق رہی بس یہی جستجو ہو گا وہ کون مردِ جری نیک خو
جو علم سے کیا جائے گا سرفراز پائے گا ایک اعزاز یہ دلنواز
صبح دم آئے جو عالی دربار میں آپ کی بارگاہِ گہر بار میں

ذہنوں میں سب کے تھا بس یہی اک سوال   ہو گا وہ بختور کون اور خوش خصال
پائے گا دستِ سرکار سے جو علم   کون ہو گا سزا وارِ لطف و کرم

شیرِ خدا علی المرتضٰی کا اعزاز

اس فضائے تجس میں خیرالوریٰ   نطق فرما ہوئے بندگانِ صفا
ہیں کہاں اس سے بندۂ کبریا   اللہ کے شیر یعنی علی مرتضٰی
جب بتایا گیا، سرورِ انبیاء   ان کو آشوب ہے چشم کا باخدا
بولے سرکار کہ لایا جائے انہیں   رب کے محبوب کے عالی دربار میں
جب ہوئے پیش خدمت میں سرکار کی   چشم بے کل لیے آج حضرت علی
پوچھا سرکار نے میرے پیارے علی   غیر حاضر تھے تم واللہ کیا بات تھی
عرض پیرا ہوئے مصطفٰی کے غلام   رب کے محبوب سرکار خیر الانام
چشم میں چونکہ آشوب تھا با خدا   اس سبب سے ہی میں غیر موجود تھا
تھے علی کس قدر مرد اعلیٰ نصیب   کر لیا شاہِ دوراں نے ان کو قریب
اور بڑے پیار سے بندگانِ صفا   آپ نے ازرہِ لطف بہرِ عطا
چشم میں ان کی ڈالا لعابِ دہن   سب ہی جاتا رہا ان کا رنج و محن
صحتِ چشم لوٹی جونہی دم بدم   ان کو سونپا گیا مصطفائی علم

شیرِ خدا کی روانگی اور سرورِ انبیاء ﷺ کی طرف سے ضروری ہدایات

زیرِ چرخ بریں آج رشک آفریں   تھا مقدر علی کا بفضلِ متیں
بے پناہ شفقتوں اور دعاؤں کے ساتھ   سرور سروراں نبیؐ مولاصفات
رب کے محبوب نے ان کو رخصت کیا   حملے کے واسطے اذنِ عالی دیا

ساتھ ہی برملا یہ ہدایت بھی دی دینا اشرار کو دعوت اسلام کی
پا گئے وہ اگر نور ایمان کا تو بتانا انہیں خوب اور برملا
کہ سبھی حق انہیں کرنا ہونگے ادا اللہ اور اس کے محبوب کے باخدا
اے علی ذہن میں بات رکھنا سدا واسطے سے تیرے رب ہر دو سرا
دیدے ایمان کی نعمتِ بے بہا ایک بھی شخص کو بندۂ باصفا
افضل و ارفع ہے سرخ اونٹوں سے بھی واسطے تیرے یہ بات میرے علی

شیرِ خدا بر سرِ معرکہ

پہنچے جب قلعے کے پاس شیر خدا انتخابِ نبیؐ بندۂ حق نما
ایستادہ کیا پرچمِ مصطفیٰ سامنے قلعے کے اور پھر برملا
اہل قلعہ کو دی دعوت اسلام کی ہاں مگر وہ جو تھے پہلے دن سے شقی
کس طرح سے بھلا حق کی آواز پر دھرتے کان اپنے وہ مفسد و فتنہ گر
تل گئے الٹا سب بندگانِ وغا ہونے کو معرکہ زن شقی بے حیا

انفرادی مقابلوں کا آغاز اور چند نامور یہودی سپوتوں کا عبرتناک انجام

قلعے سے نکلا اک بندۂ بد کلام چیلا شیطان کا جس کا حارث تھا نام
دندناتا ہوا سٹپٹاتا ہوا تیغ داری کے جوہر دکھاتا ہوا
پیکر کبر کا توڑنے کو غرور نکلے میدان میں شیرِ ربِ نشور
یعنی مولا علی انتخابِ نبی اور لی جا خبر پیکرِ کبر کی

دیکھتے دیکھتے ناری کو باخدا ضربِ کاری سے داخل جہنم کیا
موذی کے ساتھ تھے جس قدر فتنہ گر لوٹ واپس گئے سب کے سب نا ظفر
جب چکا دیکھ انجامِ عبرت نما بھائی مرحب کا وہ بندۂ بے حیا
آیا میدان میں ایک موذی غنیم تھا تنومند خاصار لحیم و جسیم
نام عامر تھا مردِ خطرناک کا کرنے کو سامنا مردِ سفاک کا
نکلے پھر اک دفعہ شیرِ خیرالوریٰ یعنی حضرت علی بندۂ حق نما
کر دیا اس کو بھی بندگانِ سعید شیرِ اسلام نے اب جہنم رسید
اترا میداں میں اب بندۂ بے لگام نامور فتنہ گر جس کا یاسر تھا نام
اس کی لینے خبر نکلے حضرت زبیر رکھتے تھے دل میں جو خاص باطل سے بیر
آن واحد میں کشتۂ مکر و دغا دستِ مومن سے واصل جہنم ہوا

سرورِ انبیاء ﷺ کی طرف سے حضرت زبیرؓ کی عزت افزائی

اس فدا کارِ اسلام کی خاص کر آج تحسین کرتے ہوئے سربسر
نطق فرما ہوئے سرورِ انبیاء سرورِ سروراں شاہِ ہر دو سرا
تجھ پہ قرباں ہوں عم میرے اور ہوں نثار خالہ جاں میری کے شوہرِ نامدار
شیدا اسلام کے میرے پیار زبیر تیرے رنگِ صفا تیرے جذبوں کی خیر
ہوتا ہے ہر نبی کا حواری کوئی ہے حواری میرا بالیقیں اک توئی

مرحب کی مبارزطلبی اور لن ترانیاں

کہتے ہیں سلمہ بن اکوع مردِ جری بعد ازاں نکلا میداں میں جو مفسدی
وہ تھا خود مرحب اک مردِ شوریدہ سر سربراہِ قلعہ بندۂ بے ہنر

رکھتا تھا اس سے یمن کی ساختہ سر پہ وہ خود اک بندۂ روسیاہ
آج اس فتنہ گر مردِ خونخوار کے آگ اگلتے ہوئے لب پہ اشعار تھے
شعر کیا تھے انگارے رہے تھے برس لفظوں میں گویا شعلے رہے تھے برس
کہہ رہا تھا شقی مفسد و فتنہ گر اہل خیبر ہیں سب جانتے سربسر
کہ میں مرحب ہوں اک مردِ شوریدہ سر طاق ہوں خوب فن اپنے میں باہنر
سورما چاک و چوبند مردِ جری سازو ساماں سے اچھی طرح لیس بھی
مجھ پہ جب بھی کبھی حملہ کرتے ہیں شیر کرنے کے واسطے اپنے اعداء کو ڈھیر
میں بھڑک اٹھتا ہوں بن کے شعلۂ نار دیتا ہوں کر بھسم بندگانِ وقار
دیکھتے دیکھتے آن کی آن میں دو بدو ہو کے دشمن کو میدان میں

جاں نثارِ حق عامر بن اکوع کی شہادت

سامنا کرنے اس مرد ملعون کا نکلے جو حق نگر بندۂ باصفا
تھے پسر اکوع کے اور عامر تھا نام سلمہ کے بھائی بندۂ عالی مقام
دوبدو ہو کے بندۂ پروردگار اب کیے انہوں نے ایک دوجے پہ وار
ڈھال پہ روکا عامر نے مرحب کا وار اپنی تلوار سے جب کیا اس پہ وار
چھوٹی تلوار تھی ان کی جو باخدا اس بنا پہ گیا وار ان کا خطا
گھٹنے پہ جا لگی اپنی تلوار ہی جب گرے اپنے ہی ہاتھوں مردِ جری
کر دیا بڑھ کے مرحب نے ان کو شہید ہو گئے راہیٔ خلد مردِ سعید

شیرِ خدا اور مردِ بے حیا مرحب آمنے سامنے

کودتا شیر کی طرح چنگھاڑتا اژدھا بن کے لہراتا پھنکارتا

مرحبِ فتنہ گر بندۂ بے حیا پڑھتے پڑھتے رجز دندنانے لگا
خاک میں اس شقی کا ملانے غرور کاٹنے فتنہ گر کا سرِ پر فتور
اترے میداں میں پھر شیرِ خیر الوریٰ انتخابِ محمد علی مرتضیٰ

تحدیثِ نعمت کا علوی انداز

سرخ جبے میں ملبوس شیرِ خدا تھے پڑھے جا رہے شعر جو برملا
اس سے ان کا مفہوم تھا اس طرح جانتے ہیں مجھے بندگانِ سلاح
میں ہوں وہ اک فدا کارِ خیرالانام والدہ نے دیا جسکو حیدر ہے نام
تیغ ہوں حق کی میں شیر دل خوفناک دیتا دشمن کو ہوں زخم اندوہناک
بدلے میں صاع کے ایک ظرفِ کبیر دوں گا میں ماپ کے تجھ کو بھی بالاخیر
گویا تھے کہہ رہے بندۂ باصفا اللہ پر تکیہ رکھتے ہوئے برملا
مرحبِ فتنہ گر بندۂ تند خو وار سے میرے بچ کے نہ جائے گا تو
تجھ سے شیطاں کو بافضل ربِ معید بالیقیں میں کروں گا جہنم رسید

مرحب کا عبرت آموز انجام اور قلعہ ناعم کی فتح

اٹھی حیدر کی شمشیرِ خارہ گداز اور لگی کرنے مرحب سے راز و نیاز
کاٹتی خود اور چیرتی اس کا سر آئی جبڑے تلک موذی کے وہ اتر
کر گئی کام جو ذوالفقارِ علی نار میں پہنچا جا ایک مرد شقی
سمجھا جاتا تھا جو بندۂ بے اماں پورے خطے میں اک نامور پہلواں
پہنچا انجام کو بدنیت بدنہاد چیلا شیطان کا اور بنائے فساد
مردِ ملعون کا بندۂ حق نگر شیرِ خیرالوریٰ لائے سر کاٹ کر

کر دیا پیش خدمت میں سرکار کی سرور انبیاء شاہِ ابرار کی
قتل جب قلعے کا سربراہ ہو گیا یعنی مرحب سا اک بندۂ بدنما
قلعے کے فتح ہونے میں بھی ذرہ بھر اب نہ تاخیر ہوئی بندگانِ ہنر
آگیا اہل ایماں کے زیرِ نگیں قلعۂ ہذا بھی محترم سامعیں

قلعۂ صعب کی فتح اور مال غنیمت کا حصول

اک قلعہ بعد اس کے جو فتح ہوا صعب تھا نام اس کا میرے ہمنوا
قلعے میں جو ذخیرہ تھا خوراک کا اہل ایماں کے قبضے میں سب آگیا
ساتھ ہی اسلحہ بندگانِ خدا سب کا سب جو کہ زیرِ زمیں تھا پڑا
ہاتھ میں آگیا وہ بھی اصحاب کے ربِ کے محبوب کے پیارے احباب کے

قلعہ ہائے نطاۃ کے بعد شق کے قلعوں کی طرف پیش قدمی

ہو گئے فتح جب قلعہ ہائے نطاۃ شاہِ کون و مکاں سرورِ کائنات
متوجہ ہوئے بندگانِ صفا شق کے قلعوں کی جانب بفضلِ خدا
نصرتِ مولا سے صدقۂ مصطفیٰ جس قدر تھے قلعے سب کے سب با خدا
ایک کے بعد اک فتح ہوتے گئے قبضے میں اہل ایماں کے ہوتے گئے

حصون کتیبہ کی فتح، مال غنیمت اور اسیران جنگ

ہو گئے جو قلعہ ہائے شق و نطاۃ فتح اب سب کے سب وقت کے سومنات
ساتھ رسوائی کے زخم خوردہ یہود چیلے ابلیس کے شیطنت کے وفود
پسپا ہوتے ہوئے مفسدی بے حیا سب حصونِ کتیبہ میں ہی پہنچے جا

مورچہ بند ہوئے بندگانِ متاع ڈٹ گئے کرنے کے واسطے اب دفاع
سیم و زر مال و دولت خواتین کا طفل و صبیان افراد مسکین کا
اہل ایمان نے ان قلعہ جات کا رکھا گھیراؤ جاری بفضلِ خدا
پوری یکسوئی سے جانفشانی کے ساتھ جب کئی روز تک سرورِ کائنات
رب کے محبوب کے صدقے میں آ گئے یہ قلعہ جات بھی سب کے سب خیر سے
اہل حق اہل ایماں کے زیرِ نگیں ایک کے بعد اک محترم سامعیں
اسلحہ سیم و زر مال کے ساتھ ساتھ اس مہم میں لگے اہل ایماں کے ہاتھ
کافی تعداد میں اب یہاں مرد و زن حسب دستور انہیں اور بروئے چلن
کر لیا اہل ایمان نے اب اسیر زیرِ دام آ گئے دشمنانِ نصیر

اہلیانِ وطیح وسلال کے ساتھ معاہدہ

سب قلعہ جاتِ خیبر بفضلِ خدا فتح تھے ہو چکے صدقۂ مصطفیٰ
رہ گئے باقی دو بندگان کمال نام تھے جن قلعوں کے وطیح و سلال
اہل اسلام نے ان قلعہ جات کا اے میرے ہمسفر، بندگانِ صفا
جاری گھیراؤ رکھا بفضلِ خدا پورے چودہ دنوں تک براہِ خدا
گرچہ تھے فتنہ پرداز ان کے مکیں دھوکے میں طاق اور پورے پورے لعیں
پھر بھی اترے نہ میدان میں برملا ہونے کو اہل حق سے نبرد آزما
رب کے محبوب نے بندگان صفا نصب کی منجنیقیں بقصدِ وغا
تاکہ ان کو دیا جائے نقصاں بڑا دیکھنے کو ملے وقت ان کو کڑا
ہو کے مجبور و لاچار یہ بدخصال خود بخود دیں گے اک روز ہتھیار ڈال

جب گئے جان اچھی طرح یہ لعیں ایک انجام بد بالیقیں بالیقیں

دیکھنے کو ملے گا انہیں باخدا ہو گئے مائلِ گفتگو بے حیا

اک بنامِ کنانہ یہودی رئیس آ ہوا ربّ کے محبوب کا ہم جلیس

اور کی گفتگو صلح کے واسطے سرورِ انبیاء نبیؐ ذیشان سے

کر دیا آپ نے خون ان کا معاف پا گئے عافیت سارے اشرار صاف

مال و زر مزروعہ رقبوں سے برملا ان کو البتہ محروم ہونا پڑا

کنز تھا ابنِ اخطب کا مدفون جو کھنڈروں میں میرے حق مگر دوستو

اس کو محفوظ رکھنے کی جو باخدا کی لعینوں نے اک کاوشِ ناروا

ہو گئی وہ بھی ناکام اور نامراد اور پکڑے گئے مفسد و بدنہاد

کنانہ اور ربیع بندگانِ شقی اس کی پاداش میں فتنہ گر مفسدی

پہنچے انجامِ بد کو بلا چوں چرا خون تھا چونکہ ان کا مباح ہو چکا

کنانہ ابنِ اخطب کا داماد تھا زوجہ تھیں اس کی جو بی بیؒ باحیا

تھیں نہایت وجیہ اور صفیہ تھا نام خانداں بھر میں تھیں لائقِ احترام

صفیہ بنت حیؒ ابنِ اخطب کا قبول اسلام اور منفرد اعزاز

مرد و زن اس مہم میں ہوئے جو اسیر قبضے میں آ گئے لوگ جو بالآخر

لشکرِ اہلِ اسلام کے بے گماں ان میں شامل تھیں اک بی بیؒ خوش عناں

ابنِ اخطب کی بیٹی بحکمِ خدا بیوہ کنانہ کی بی بیؒ باصفا

ابنِ اخطب قبیلے کا سردار تھا قوم کا اپنی اک مرد مختار تھا

بیٹی بھی اس کی تھیں زیرک و خوش کلام نیک خو خوبرو لائقِ احترام

اپنے اوصاف میں سب سے ممتاز تھیں حسنِ اطوار کا تھیں مرقع حسیں
جاری تھا ان کی شریانوں میں خون جو حضرت ہارون کا تھا میرے دوستو
ان کی نسلی وجاہت کے پیشِ نظر اے میرے ہمسفر بندگانِ ہنر
ایک اعزازِ یکتا بفضلِ خدا اِن کو سرکار نے اِس طرح سے دیا
ان کو اپنے لیے کر لیا منتخب رکھا ملحوظ بی بی کا عالی نسب
ازرہِ لطف سرکار نے برملا اس طرح ان کو کر کے مخاطب کہا
دیتا ہوں تجھ کو میں بی بیٔ باوقار آج اس بات کا برملا اختیار
کہ اگر چاہیں تو آپ کو باخدا کر دوں آزاد میں اور پھر برملا
آپ جائیں چلی رشتہ داروں کے پاس اور اگر چاہیں تو جائیں بن حق شناس
اور اسلام لا کے بفضلِ خدا حق کے پیغامبر کے بروئے عطا
اب حرم میں چلی آئیں اور بالیقیں جائیں پا اک شرف اعلیٰ و دلنشیں
دیکھ کر رب کے محبوب و مختار کا ایک احسان اور رنگِ لطف و عطا
عرض پیرا ہوئیں بی بیٔ ذی وقار کرتی ہوں اے خدا کے نبی اختیار
آج میں اللہ اور اس کے محبوب کو دونوں عالم کے بندۂ مرغوب کو

سرورانبیاء ﷺ کی طرف سے لطفِ کریمانہ کی انتہا

لطف کی ان پر کرتے ہوئے انتہا رب کے محبوب مختار نے کیا کیا
کر دیا ان کو آزاد اور بعد ازاں عقد فرما لیا ان سے رفعت نشاں
بیٹی تھیں چونکہ وہ ایک سردار کی اپنی ملت کے اک مرد مختار کی
ان کی دلجوئی اور عزت افزائی کی ہر طرح سے مناسب تھی صورت یہی

عقد میں ان کو خود لے لیں خیرالوریٰ بادشاہِ زمن سرورِ انبیاء
کتنی خوش بخت تھیں صفیہؓ باصفا جن کو اس طرح اعزازِ یکتا ملا
ہو گئے مہرباں ان پہ رب کے حبیب پہنچا اوجِ ثریا پہ ان کا نصیب

سرورانبیاء ﷺ کے استفسار پر دورِ گذشتہ کا ایک واقعہ جو حضرت صفیہؓ نے آپ کو سنایا

سبز تھا رنگ صفیہ کی اک آنکھ کا آئیں جب عقد میں آپ کے باخدا
پوچھا سرکار نے کیا ہوا ماجرا رنگ ہے اس طرح کیوں تیری آنکھ کا
رب کے محبوب کی زوجۂ ذی وقار مخلص و منتخب بندۂ کرد گار
کرتی ہیں اس طرح سے بیاں واقعہ روبروئے نبی شاہِ ہر دو سرا
اے نبی محترم سرور انبیاء قبلِ اسلام اک روز میں باخدا
بیٹھی تھی اپنے گھر میں جو شوہر کے پاس بندہ تھا وہ شقی اور ناحق شناس
میں نے اس کو سنایا جونہی ایک خواب یہ کہ ہے آگرا ٹوٹ کر ماہتاب
گود میں میری تو سنتے ہی برملا ہو گیا وہ شقی غصے میں سیخ پا
اور کہنے لگا لگتا ہے باخدا رکھتی ہو آرزو دل میں تم برملا
جاؤ بن ملکہ تم اس شہنشاہ کی جس کو کہتی محمد ہے دنیا سبھی
ساتھ ہی غصے میں آکے تھپڑ رسید کر دیا چہرے پہ میرے اس ناسعید
اور بے دین نے اے رسول خدا مجھ کو تکلیف دی گہرا صدمہ دیا
بس اسی روز سرورِ انبیاء آنکھ میری کا ہے رنگ بدلا ہوا

مہم خیبر کے دوران ایک خطرناک سازش

نبیؐ رحمت لقب شاہ ہر دو سرا شان سے فاتحانہ بفضلِ خدا
جب ہوئے داخل اے محترم سامعیں ایک قلعہ میں تو ایک عورت لعیں
سرتاپا شیطنت کی جو تصویر تھی بیٹی حارث کی مرحب کی ہمشیر تھی
زوجہ تھی ابنِ مشکم کی زینب تھا نام رکھتی تھی دل میں جو بغضِ خیرالانام
اس شقیہ نے کی بندگانِ ہنر سازش اک خونچکاں تاکہ پہنچے ضرر
سرورِ دو جہاں نبیؐ مختار کو دونوں عالم کے غمخوار و دلدار کو
شقیہ نے بظاہر عقیدت کے ساتھ خدمتِ شاہ کونین میں اپنے ہاتھ
اب کیا پیش جو بندگانِ ظفر بکری کا لحم اچھی طرح بھون کر
لحم تھا زہر اندر پکایا گیا زہر تھا اس کے اندر ملایا گیا
آپ نے لقمہ اس کا اٹھایا ہی تھا ڈال کر اس کو منہ میں چبایا ہی تھا
ہو گئی زہر پر آپ کو جو خبر کھل گئی آپ پر سازش پرُ خطر
غیب پر مطلع خاتم الانبیاء نطق فرما ہوئے اس طرح برملا
بکری کے بازو نے دی ہے مجھ کو خبر زہر میں ہے یہ ڈوبا ہوا سر بسر
کھاؤ مت اس کو تم بندگانِ خدا کھانے سے سب ہی لو ہاتھ اپنے اٹھا
آج حاضر تھے جو بندگانِ عتیق رب کے محبوب کے جاں نثار و رفیق
دوستو ان میں شامل تھے حضرت بشر کھا گئے لقمہ وہ بندۂ حق مگر
یک بیک ہی گئی ان کی رنگت بدل لمحہ بھر کے لیے بھی سکے نہ سنبھل
زہر تھا سخت مہلک اور اندوہگیں کر گیا کام فی الفور اور بالیقیں

دیکھتے دیکھتے بندۂ باصفا چھوڑ کر دنیا خلدِ بریں پہنچے جا

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

کتنی ملعون تھی وہ موذی و فتنہ گر سر تاپا شیطنت مفسد و بنتِ شر

جس نے کی اس قدر سازشِ پر بلا دینے کو حق کی تحریک کو باخدا

ایک نقصاں بڑا ایک صدمہ عظیم صدقۂ مصطفیٰ اور بفضلِ کریم

حق کی تحریک کو اس کا موذی غنیم دے سکا نہ مگر کوئی نقصاں عظیم

آج خالی گیا وار شیطان کا فتنہ پرداز اعدائے رحمان کا

صحائفِ تورات کی تکریم

غزوۂ ہذا میں اہلِ ایمان کو جاں نثارانِ حق حزبِ رحمان کو

تھا ملا آج جتنا غنیمت کا مال اے میرے ہمنشیں بندگان کمال

اس میں شامل تھے کچھ نسخے تورات کے آسمانی صحائف کے اوراق کے

اس لیے روبروئے رسالتماب آکے کچھ رہنمایانِ اہلِ کتاب

عرض پیرا ہوئے بندۂ لاجواب ہے یہ تورات ہماری مقدس کتاب

اس لیے ہے گذارش ہماری جناب آج ہمیں آپ کرتے ہوئے فیضیاب

کر دیں واپس اگر نسخے تورات کے ہونگے تہ دل سے ممنون ہم آپ کے

رب کے محبوب نے اپنے اصحاب کو جنسِ کمیاب مردانِ نایاب کو

حکم صادر کیا سب کے سب نسخہ جات جس قدر بھی ہیں تورات کے باصفات

کر دیئے جائیں واپس بلا چوں چرا رکھی جائے نہ تاخیر اس میں روا

آپ کے حکم پر سب کے سب باخدا جتنے بھی تھے صحائف بلا چوں چرا

کر دیئے اہل ایمان نے واپس انہیں   عزت اور خوش سگالی کے ماحول میں

سرورِ انبیاء ﷺ کے اقدامِ کریمانہ کا برملا اعتراف

آپ کے اس کریمانہ اقدام کا   اک عیسائی محقق نے بھی برملا
اپنی تصنیف میں تذکرہ ہے کیا   خوب اچھی طرح رہروانِ وفا
پیش بھی اس نے ہے اک تقابل کیا   آپ اور دیگروں کے میاں برملا
یعنی کس طرح سے فاتحین یہود   اور نصاریٰ نے بن شیطنت کے وفود
ہے صریحاً روا رکھی ہے بے حرمتی   اور توہین تورات و انجیل کی
جب ہوئے وہ کسی جنگ میں فتح مند   زیر کر کے عدو کو ہوئے ارجمند
آئے بن کے مصدق نبی جو کوئی   سب صحیفوں کا اے عاشقانِ نبی
اس کے شایاں یہی ہے یہی باخدا   ایسا کردار دکھلائے وہ حق نما
جیسا کردار دکھلایا سرکار نے   خاتم الانبیاء شاہِ ابرار نے

ایک حسن اتفاق، حضرت جعفر ابنِ ابی طالبؓ

اور ان کے رفقاء کی حبشہ سے واپسی

رب کی قدرت سے اک اتفاقِ حسیں   یہ بھی کیا خوب ہوا وہ سبھی مومنیں
چھوڑ کر اپنا گھر بار اہل و عیال   جا بسے تھے جو حبشہ میں وہ خوش خصال
فتح خیبر کے دن پہنچے واپس یہاں   ایسے اصحاب میں بندۂ خوش عناں
اک فدا کارِ حق رب کے محبوب کے   چچا کے لاڈلے بیٹے جعفر بھی تھے
بھائی حیدر کے اک فردِ عالی مقام   بے بدل اک فدا کارِ خیر الانام

دیکھا سرکار نے جب انہیں باخدا   بڑھ کے جذبات میں چوم ماتھا لیا
ان کو سینے سے اپنے لگاتے ہوئے   رب کے محبوب اس طرح گویا ہوئے
میں نہیں جانتا واللہ کس بات کی   مجھ کو ہے آج کے دن زیادہ خوشی
فتح خیبر کی یا تیرے آنے کی ہے   تیری آمد یا اعزازِ حیدر کی ہے

ہجرت حبشہ کا اعزاز رکھنے والی ایک بی بیؑ باصفا کے

ایمان افروز جذبات

ایک دن اسماء اک بی بیؑ حق نگر   بیٹھی تھیں خیر سے بی بی حفصہ کے گھر
اس سے بیتِ نبوی میں حضرت عمر   آئے اور پوچھا یہ بی بیؑ حق نگر
کون ہیں حفصہ، ہمرہ تیرے ہم جلیس   بولیں وہ ابا جاں اسماء بنت عمیس
آئی ہیں حبشہ سے بی بیؑ حق نگر   اک طویل اور سمندر کا کرکے سفر
ازرہِ خوش طبعی بولے حضرت عمر   رکھتے ہیں سبقت ہم بی بیؑ حق نگر
تم پہ ہجرت مدینہ میں جو خاص کر   اس لیے ہم فدایانِ خیر البشر
رکھتے ہیں بڑھ کے تم لوگوں پہ باخدا   حق رسول اللہ پہ جان لو برملا
آگئیں غصے میں سن کے قولِ عمر   حضرتِ اسماء وہ بی بیؑ حق نگر
اور گویا ہوئیں ایسا ہر گز نہیں   ایسا ہر گز نہیں بندۂ دوربیں
بات جو سچ کہوں بندۂ باصفا   وہ ہے کچھ اس طرح جان لو باخدا
تم میں موجود تھے رب کے پیارے رسول   تم سے ہو جاتی کوئی خطا کوئی بھول
دیتے کر اس کی اصلاح وہ باخدا   ہوتا بھوکا کوئی دیتے کھانا کھلا
تم کو حاصل رہیں ان گنت شفقتیں   برکتیں رحمتیں آپ کی صحبتیں

اس کے برعکس ہم لوگوں نے برملا / دیکھے دن عسرتوں کے براہِ خدا

جھیلیں ہم لوگوں نے ان گنت سختیاں / ہم رہے ایسے افراد کے درمیاں

رکھتے تھے ہم سے جو خاص بغض و عناد / رہتے تھے ہم سے مائل بہ فتنہ فساد

چھوڑ گھر بار اپنا اور اپنا وطن / راہ میں حق پرستی کی رنج و محن

دیکھے ہم نے کئی سال تک باخدا / جھیلی اک منفرد ابتلا پُربلا

ہم نے جو کچھ کیا بندۂ باصفا / اللہ اور اس کے پیارے کی خاطر کیا

بڑھ کے ہم لوگوں سے کوئی کیونکر بھلا / سکتا ہے ہو۔ کوئی اقربِ مصطفیٰ

فرطِ جذبات میں بی بیٔ حق نگر / آکے گویا ہوئیں اب لیے چشمِ تر

کھاؤں گی کچھ نہ ہی کچھ پیوں گی ذرا / اس سمے تک میں اے بندۂ باصفا

جب تلک خدمتِ شاہِ ابرار میں / رب کے محبوب کے عالی دربار میں

میں بیاں کر نہ دوں بندۂ باصفا / آپ نے بارے میں جو ہمارے کہا

روبروئے نبی بادشاہِ زمن / رکھوں گی واقعہ سب کا سب من وعن

اپنی جانب سے نہ کچھ بڑھاؤں گی میں / اور نہ ذرہ برابر گھٹاؤں گی میں

کرکے پیشِ نبی آج کا واقعہ / پاؤں گی رب کے محبوب کا عندیہ

مہاجرین حبشہ کی بابت سرورِ انبیاء ﷺ کا ارشادِ عزت افزا

لائے تشریف جب سرورِ انبیاء / اپنے گھر دونوں عالم کے حاجت روا

اللہ اور اس کے محبوب کی جاں نثار / شیدا اسلام کی بی بیٔ ذی وقار

عرض پیرا ہوئیں شاہِ ہر دو سرا / نبیٔ رحمت لقب خاتم الانبیاء

آج حضرت عمر نے بھلا کیا کیا / مجھ کو ہے برملا اس طرح سے کہا

اس پہ گویا ہوئے یوں رسالتماب کیا دیا بی بی پھر تم نے ان کو جواب

کہتی ہیں اس طرح بی بیؒ باحیا میں نے بتلا دیا من و عن برملا

تھا دیا میں نے جو اک عمر کو جواب سن کے گویا ہوئے یوں رسالتماب

بڑھ کے تم لوگوں سے بی بیؒ حق نگر مجھ پہ رکھتا نہیں حق کوئی بشر

ابنِ خطاب اور ان کے احباب نے ان خدا مست مردانِ نایاب نے

کی ہے صرف ایک ہجرت براہِ خدا جب کہ تم کشتی والوں نے تو برملا

اللہ کی راہ میں کی ہیں دو ہجرتیں جھیلی ہیں بہرِ حق دو گنا عسرتیں

مہاجرین حبشہ کی خوشیوں کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا

کہتی ہیں بی بیؒ حق نگر حق نما اللہ اور اس کے محبوب کی عاشقہ

رب کے محبوب کے عالی فرمان کا آپ کے نوری فرمانِ ذیشان کا

ہو گیا علم اہلِ سفینہ کو جب بندگانِ خدا جوق در جوق سب

آتے تھے پاس میرے بفضل خدا اور سنا کرتے فرمانِ خیرالوریٰ

نگہ میں شے کوئی بندگانِ عزیز ان کی تھی نہ کوئی اس سے بڑھ کر عزیز

کہتی ہیں بی بیؒ حق نگر ذی وقار سنتے تھے مجھ سے فرمان یہ بار بار

بندۂ حق نگر حضرت اشعری زیبا ہے جن کو حق والوں کی سروری

رہتی تھی خوشیوں کی نہ کوئی انتہا ان کی جب سنتے فرمانِ خیرالوریٰ

مقتولین یہود اور شہدائے اسلام کی تعداد

اس مہم میں ہوئے جو جہنم رسید دشمنانِ نبی دشمنانِ معید

سات کم سو تھے وہ بندگانِ دغا جبکہ وہ حق نگر کشتگانِ صفا

جن کے حصے میں آیا شہادت کا جام — ہو گئی تا ابد جن پہ دوزخ حرام
کھل گئے واسطے جن کے جنت کے در — پندرہ جاں نثارانِ خیرالبشر
چار تھے اہلِ ہجرت بفضلِ خدا — جن کے اعزاز میں بابِ جنت کھلا
جبکہ باقی سبھی دیں کے انصار تھے — نبیٔ رحمت کے سچے فدا کار تھے

اراضیات خیبر کی کاشت و برداشت

بعد از فتح کامل بفضلِ خدا — رو سے پیمان کی جیسے طے تھا ہوا
رب کے محبوبِ مختار نے برملا — اہلِ خیبر کو کرکے مخاطب کہا
سب کے سب ارضِ خیبر سے جائیں نکل — اور لیں خود بخود اپنا مسکن بدل
وہ ہوئے عرض پیرا اراضی سبھی — رہنے دی جائے جو ان کے قبضے ہی
جاری رکھیں گے وہ خوب محنت کے ساتھ — کاشت اور اس کی برداشت اپنے ہی ہاتھ
ہو گی اس طرح سے جس قدر پیداوار — ثمرہ و مظہرِ رحمتِ کردگار
بانٹ لیں گے باہم اس کو دونوں فریق — نصف اور نصف بر عادلانہ طریق
ان کی عرضی پہ سرکار خیرالوریٰ — نبیٔ رحمت لقب نے بفضلِ خدا
انہیں کر ہی دی مشروط اجازت عطا — اتنا کہتے ہوئے بندگان خدا
ہاں مگر جب تلک ایسا چاہیں گے ہم — جاری رہ سکتا ہے سلسلہ یہ بہم

حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی بطور عامل تقرری

رب کے محبوب نے اندریں سلسلہ — اب جنہیں اپنا عامل مقرر کیا
تھے پسر وہ رواحہ کے اک خوش کلام — حضرت عبداللہ اک مردِ عالی مقام
جاتے ہر سال وہ بندۂ باصفا — اہلِ خیبر کے ہاں جیسے طے تھا ہوا

جس قدر ہوتیں اجناس اور میوہ جات　مظہرِ رحمت رازقِ شش جہات
دیتے انہیں دو حصوں میں تقسیم کر　اللہ کے فضل سے بندۂ حق نگر
حصہ اک اہل خیبر کو کرتے عطا　جبکہ حصۂ ثانی بفضلِ خدا
بیتِ اموال میں آ کراتے جمع　رکھتے نہ ذرہ بھر دل میں کوئی طمع

صحابیٔ رسول ﷺ عظمتِ کردار کا کوہِ گراں

اک دفعہ اہل خیبر نے لو کیا کیا　چاہی دینی انہیں رشوتِ برملا
اس ارادے سے کہ اب انہیں باخدا　اب کسی طور جائے آمادہ کیا
اپنی مرضی کی تقسیم پہ خاص کر　رکھ دیا لا کے طشت ایک پیشِ نظر
سونے کے زیوروں سے جو لبریز تھا　دیکھ کر ان کی یہ حرکتِ ناروا
ایسے گویا ہوئے مصطفٰی کے غلام　چاہتے ہو مجھے تم کھلانا حرام
جان لو خوب تر دشمنانِ خدا　آیا ہوں جس کی جانب سے میں باخدا
ہستی وہ میری مطلوب و محبوب ہے　مجھ کو ہر چیز سے بڑھ کے مرغوب ہے
جبکہ نظروں میں تم میری مبغوض ہو　ہیچ و بے اصل ہو اور معیوب ہو
مجھ کو حاصل ہے جو نعمتِ بے بہا　دولت ایمان کی حبِ خیرالوریٰ
روبرو اس کے سب مال و زر دنیوی　رکھتا ہے حیثیت اک پرِ کاہ کی
فرق میں دانہ بھر کا بھی سن لو روا　رکھ نہیں سکتا تقسیم میں باخدا
پیکر زہد کا بندۂ لاجواب　اب سنا ان لعینوں نے جونہی جواب
یک زباں سب کے سب اور بلا اختیار　فتنہ گر فتنہ سامان اٹھے پکار
ایسے ہی عدل پہ آسمان و زمیں　بالیقیں قائم ہیں قائم ہیں بالیقیں

اہلِ فدک کے ساتھ معاہدہ صلح

جاری تھی جن دنوں روز و شب دم بدم　　اہل خیبر کی سرکوبی کی یہ مہم
بھیجا سرکار نے بندگانِ وقار　　پاس اہل فدک اپنا اک جاں نثار
نام جس کا محیصہ تھا اس کو ہوا　　جاری فرمانِ ذیشانِ خیرالوریٰ
جا کے دیں اولاً ان کو اسلام کی　　دعوتِ حق نما دین و ایمان کی
کرنے میں دعوتِ دینِ فطرت قبول　　گر کریں پیش و پس بندگانِ جہول
انہیں دیں پھر بتا بات یہ برملا　　حق سے نابلد او بندگانِ ہوا
سرور انبیاء شاہ ہر دو سرا　　تم پہ بھی دیں گے کر بالیقیں برملا
پوری تیاری کے ساتھ لشکر کشی　　پھر اسی طور پر بندگانِ شقی
اہل خیبر پہ ہے کی گئی جس طرح　　سوچ لو اپنا انجام اہل سلاح

اہلِ فدک کی غلط فہمی

کہتے ہیں رب کے محبوب کے نامہ بر　　میں نے پہنچا دیا من و عن سر بسر
رب کے محبوبِ مختار کا یہ پیام　　خوب اچھی طرح حلقۂ خوش کلام
لینے کے واسطے مجھ کو ان سے جواب　　پڑ گیا رکنا کچھ روز تک بالحساب
تھے وہ خوش فہمیٔ ہذا میں مبتلا　　کہ قلعہ جاتِ خیبر میں جب سورما
اور جاں باز موجود ہیں دس ہزار　　رکھتے ہیں ساز و سامان بھی بے شمار
پا سکیں گے نہ مقصود اہلِ صفا　　لوٹیں گے ہو کے ناکام وہ باخدا

اہلِ فدک در حقیقت غزوۂ خیبر کے نتائج کا انتظار کر رہے تھے

کہتے ہیں رب کے محبوب کے نامہ بر باصفا اک فداکارِ خیرالبشر
ان کے اس خبثِ باطن کا جب باخدا میں نے اپنے تئیں اک لیا جائزہ
اب سفر واپسی کی بفضل خدا میں نے کر دی تیاری شروع برملا
جب ہوئی عزم کی میرے ان کو خبر آ ملے مجھ سے کچھ نامور فتنہ گر
اور کہا جلدی نہ کیجئے باخدا موقع کچھ سوچنے کا ہمیں برملا
دیجئے آپ اے بندۂ لاجواب دیں گے ہم آپ کو ایک مثبت جواب
باتیں تھیں ساری یہ بندگانِ صفا دھوکے پہ مبنی حیلۂ مکر و دغا
اصل میں وہ شقی مفسد و نابکار تھے رہے کر اسی بات کا انتظار
ہوتا ہے غزوہ خیبر کا انجام کیا اس مہم کا نکلتا نتیجہ ہے کیا

فتح خیبر کے بعد اہل فدک کی مایوسی اور صلح کی پیشکش

جب خبر پہنچی سب قلعہ ہائے نطاۃ ہو گئے فتح اور سرورِ کائنات
شاہِ کونین کے پیارے اصحاب کا جنسِ کمیاب مردانِ نایاب کا
ہو گیا قبضہ خیبر پہ اور باخدا سب کے سب فتنہ گر نامور سورما
مرحب و عامر ایسے سبھی مفسدی حارث و یاسر ایسے لعین و شقی
مر گئے موتِ ذلت بحکمِ خدا پا گئے ایک انجامِ بد بے حیا
اڑ گئے ان لعینوں کے ہوش و حواس بھیجا سردار اک شاہِ دوراں کے پاس
اور کی ظاہر اے رہروانِ صفا خواہشِ صلح در بارۂ خیرالوریٰ
جس کو سرکار نے بخشا عزِ قبول ہوتا ہے رب کے پیاروں کا جیسے اصول

اہلِ اسلام و اہلِ فدک کے میاں　　طے ہوا معاہدہ ایک رفعت نشاں
رو سے جس معاہدے کی بفضلِ خدا　　طے ہوا اس طرح بندگانِ خدا
ہے اراضی فدک کی جو بھی سب کی سب　　بانٹ دی جائے گی وہ دو حصوں میں اب
حصہ اک پاس رکھیں گے اہلِ فدک　　دوسرا حصہ محبوبِ ربِ فلک
رکھیں گے اپنی تحویل میں برملا　　رو سے پیمان کی بندگانِ خدا

اراضیاتِ فدک کا انتظام وانصرام

حصہ ہذا سے حق مگر دوستو　　آمدن سب کی سب تھی ہوا کرتی جو
رب کے محبوبِ مختار خیرالوریٰ　　کرتے تھے خرچ اس کو بفضلِ خدا
اپنے اہل و عیال اپنے گھر بار پر　　بنیٔ ہاشم کے کمزور افراد پر
دورِ فاروق میں ناگزیر ہو گیا　　جب فدک کے ان اشرار کا انخلاء
آپ نے نصف حصہ کی قیمت ادا　　کر دی جب فتنہ سامانوں کو باخدا
اور دیا خطہ ہذا سے ان کو نکال　　لے گئے اپنے ہمراہ اپنا وبال
چیلے ابلیس کے یہ فدک کے یہود　　شکل انسان میں شیطنت کے وفود

خلافت راشدہ میں بھی یہ انتظام انہی خطوط پر جاری رہا

بندوبست اس اراضی کا اور انتظام　　اپنے دورِ مبارک میں خیرالانام
جس طرح سے کیا کرتے تھے برملا　　آپ کے بعد بھی بندگانِ صفا
آپ کے جانشینوں نے رکھا اُسے　　جاری و ساری ویسے ہی اور خیر سے
جن میں شامل ہیں خود شیرِ خیرالوریٰ　　اک خلیفۂ راشد علی مرتضیٰ

قضیۂ فدک کی حقیقت

اندریں سلسلہ مسئلہ برملا جو ہوا ہے بیاں بندگانِ خدا
اہلِ بیت اور اصحاب کے درمیاں ہر دو طبقاتِ نایاب کے درمیاں
وہ ہے اک قصہ افراط و تفریط کا واضح و برملا طور پر اور کیا
چاہیئے اہل ایماں کریں اجتناب ان مسائل سے اے بندگانِ وہاب
اور رہیں اس طرح کے مباحث سے دور ڈالتے ہیں جو کر آئینہ چور چور
وحدتِ ملتِ نبیٔ مولا صفات وحدتِ امتِ سرورِ کائنات

سرور انبیاء ﷺ کا ایک عظیم معجزہ، غروب ہوتے ہوئے سورج کی واپسی

غزوہ خیبر کے دوران سرکار کے ہاتھ سے دوستو یوں تو ظاہر ہوئے
اللہ کے اذن سے کتنے ہی معجزات منفرد اور حیران کن واقعات
اندریں سلسلہ کرتے ہیں ہم بیاں ذکر صرف ایک کا حلقۂ خوش گماں
جو کتب میں حدیثوں کی مذکور ہے خوب معروف ہے خوب مشہور ہے
ایک دن رب کے محبوب پیارے نبی دین حق کے ولی یعنی حضرت علی
مرد خوش بخت کی گود میں اپنا سر رکھے آرام تھے کر ہے حق نگر
طاری تھیں کیفیاتِ نزولِ وحی رب کے محبوب پر اور حضرت علی
آج اعزازِ یکتا سے تھے فیضیاب رکھتے تھے چونکہ وہ بندۂ لاجواب
گود میں اپنی سر رب کے محبوب کا دونوں عالم کے بندۂ مرغوب کا
گود میں تھے لیے بیٹھے چونکہ عظیم نعمتِ بے بدل فضلِ رب نعیم

اس لیے انتہا کی بلندی پہ تھا آج نجم ان کے اعزاز و اقبال کا
چونکہ خدمت میں حاضر تھے سرکار کی نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار کی
اس لیے اب تلک مولائے کائنات عصر کی کر ادا نہ سکے تھے صلوٰۃ
جاری رکھتے ہوئے شمس اپنا سفر چشمِ عالم سے تھا چھپ گیا سر بسر
رب کے محبوب کی چشمِ معجز نما جب کھلی پوچھا اپنے علی سے بتا
پڑھ لی ہے یا نہیں پیارے تم نے نماز عصر کی حق نگر بندۂ پاکباز
اس پہ گویا ہوئے بندۂ حق نگر اب تلک تو نہیں پڑھی خیرالبشر
اٹھ گئے دستِ اقدس بغرضِ دعا رب کے محبوب کے ربروئے خدا
عرض پیرا ہوئے رب کے دربار میں مالک ہر دو عالم کی سرکار میں
اے خدا تیری اور تیرے محبوب کی فرماں برداری میں تیرا بندہ علی
آج تھا منہمک اور مشغول تھا اس لئے مالک و خالقِ دوسرا
ڈوبے سورج کو دے آج واپس لوٹا کر سکے وہ نماز اپنی تاکہ ادا
کہتی ہیں اسماء اک بی بیٔ حق نگر دیکھا تھا شمس کو ڈوبتے سر بسر
میں نے خود اور پھر بندگانِ ظفر دیکھا اس کو طلوع ہوتے بارِ دگر
جاری خیبر سے تھا ملتِ حق نگر اب مدینے کو جب واپسی کا سفر
آیا درپیش صدقۂ خیرالانام واقعہ جس جگہ اس کا صہبا تھا نام
راوی بھی واقعہ کے بفضلِ خدا سب کے سب ہیں ثقہ عادل و باصفا

واپسی سفر کے دوران نمازِ فجر کا قضا ہو جانا

واپسی کے سفر میں ہی اب اک جگہ آیا درپیش اس طرح کا واقعہ

کہتے ہیں بُو ہریرہ بفضلِ خدا ایک شب رب کے محبوب خیرالوریٰ
کرتے ہیں دوستو افتتاحِ سفر رات کے اولیں حصے میں خاص کر
ڈھل گئی رات جب اہل ایمان کو نیند محسوس ہونے لگی دوستو
آپ نے سب کو شب باشی کی باخدا ازرہِ لطف کر دی اجازت عطا
سونے سے پہلے سرکار نے برملا اس طرح اب صحابہ سے اپنے کہا
ہے کوئی ایسا بھی بندگانِ ہنر جو رہے جاگتا آج شب رات بھر
تاکہ کل صبح صادق بوقتِ نماز دے جگا وہ ہمیں بندۂ سرفراز
ایسا نہ ہو کہیں رہروانِ حرم سوئے رہ جائیں غفلت میں ہم دم بدم
جائے ہو پھر قضا دن کی پہلی نماز کر سکیں بندے رب سے نہ راز و نیاز

فخرِ حبشہ حضرت بلالؓ کی پیشکش

عرض پیرا ہوے بندۂ خوش خصال خدمتِ شاہ دوراں میں حضرت بلال
پیش ہوں رب کے محبوب خیرالوریٰ خدمتِ ہذا کے واسطے باخدا
بعد از لازمی لابدی اہتمام جتنے بھی تھے غلامانِ خیرالانام
چل دیے سب ہی آغوش میں نیند کی سو گئے ساتھ ہی ان کے رب کے نبی
رکھنے کو خود کو بیدار حضرت بلال کرتے ہیں کیا بھلا بندگانِ کمال
کر دیے انہوں نے نفل پڑھنے شروع پوری یکسوئی سے مع خشوع و خضوع

فداکارِ رسول ﷺ نیند کی آغوش میں

جب تلک چاہا رب ان کے نے برملا وہ رہے کرتے ایسے نوافل ادا
اب جونہی فجر تھی ہونے والی طلوع تھوڑی ہی دیر میں بندۂ باخشوع

وہ لگائے ہوئے اونٹ اپنے سے ٹیک　ذکر میں منہمک مع خشوع مردِ نیک
بیٹھے تھے شرق کو رخ کیے باخضوع　تاکہ ہو جس سے صبح صادق طلوع
اپنے احباب کو دیں گے جا کے جگا　سب پڑھیں گے صلوٰہ مع حبیب خدا
قدرتِ مولا سے اب ہوا ان پہ جو　نیند کا غلبہ اے محترم دوستو
وادئ خواب میں خیر سے پہنچ جا　اپنے احباب کو بھی سکے نہ جگا

سرورانبیاء ﷺ کی بیداری اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے محبوبانہ استفسار

دیر میں تھوڑی جب دھوپ تیز ہو گئی　سب سے پہلے کھلی آنکھ سرکار کی
نطق فرما ہوئے بندۂ خوش خصال　اے فدا کارِ اسلام پیارے بلال
ساتھ تو نے ہمارے اخی کیا کیا　رہ گئے سوئے ہم تم سکے نہ جگا
عرض پیرا ہوئے مصطفیٰ کے غلام　خاتم المرسلیں انبیاء کے امام
آپ کو جس نے رکھا سلائے اسی　ذات نے مجھ کو بھی میرے پیارے نبی
نیند میں رکھا اور جاگنے نہ دیا　مالک و مولا کی ایسے ہی تھی رضا
نطق فرما ہوئے سرور انبیاء　سچ کہا تو نے اے بندۂ باصفا
سچ کہا بالیقیں بندۂ خوش خصال　سچ کہا تو نے اے میرے پیارے بلال

لشکرِ اسلام کی روانگی اور صلوٰۃ الفجر کی قضا

رب کے محبوب نے بندگانِ خدا　اب دیا حکم اس جگہ سے کوچ کا
جاکے کچھ دور ٹھہرے رسالتمآب　ساتھ احباب کے بندۂ لاجواب
فخر حبشہ نے دی اس جگہ پر اذاں　طرزِ مخصوص میں خوش گلو خوش عناں
اور پڑھی باالجماعت سبھی نے نماز　اقتدا میں نبی کے ہوئے سرفراز

قرب ربانی سے بندگانِ خدا کشتگانِ صفا پیکرانِ وفا
پڑھ چکے سب فدایانِ حق جب صلوٰۃ نبیؐ رحمت لقب سرورِ شش جہات
نطق فرما ہوئے ان سے یوں برملا اے صحابہ میرے بندگانِ خدا
بھول جاؤ اگر جو کبھی تم نماز ایسے میں کیا کرو بندگانِ فراز
جونہی یاد آئے پڑھ لو اسے باخدا جیسا کہ حکمِ ربی ہے یہ برملا
یاد کے واسطے میری پڑھو نماز پاسدارانِ حق بندگانِ فراز

نماز قضا ہونے میں حکمت کیا تھی

ایک ارشاد ہے رب کے محبوب کا دونوں عالم کے بندۂ مرغوب کا
نیند میں سوتی ہیں گرچہ آنکھیں میری دل مگر رہتا ہے میرا بیدار ہی
آج لیکن رہے سوئے جو مصطفیٰ پنہاں تھی اس میں حکمت تو کیا باخدا
تھا ہوا ایسا اے بندگانِ خدا کشتگانِ صفا پیکرانِ وفا
امت وسطیٰ کی تربیت کے لیے تاکہ وہ مسئلہ ہذا کو جان لے
جائے گر ہو قضا اب کسی کی نماز کر سکے نہ وہ مولا سے راز و نیاز
اب اسے وہ کرے تو کرے باخدا کس جگہ کس سے اور کیونکر ادا

غزوہ وادی القریٰ

جو علاقہ تھا خیبر کے گرد و نواح اس میں شامل تھی یہ وادی بھی اک سفاح
بستے تھے اس میں بھی فتنہ پرور یہود شکلِ انسان میں شیطنت کے وفود
وادی میں ہر طرف تھیں ان اشرار کی بستیاں دور و نزدیک پھیلی ہوئی
رکھتے تھے فتنہ گر اپنی کثرت پہ ناز اپنی تعداد اور اپنی قوت پہ ناز

اور تھے سمجھے بیٹھے یہ اپنے تئیں
ہیں وہ اہلِ سلاح سورما بہتریں
اس لیے اہل اسلام کو برملا
سکتے ہیں وہ آسانی سے نیچا دکھا

اہلِ وادی القریٰ کو دعوتِ اسلام

جاں نثارانِ حق فتح خیبر کے بعد
جارہے تھے جو واپس وطن بامراد
جس سے اس علاقے سے ان کا گزر
اب ہوا اے میرے ہمدم و ہمسفر
وقت تھا عصر کا سورج اپنا سفر
ختم کرنے کو تھا برسرِ بحر و بر
رب کے محبوب نے بندگانِ صفا
ازرہِ لطف و الطاف و بحرِ عطا
دے دی ان لوگوں کو دعوت اسلام کی
حق پرستی کی اور دین و ایمان کی
ان لعینوں نے لیکن بروئے عناد
مسترد کر دی یہ دعوتِ خوش نہاد
اور لگے کرنے لڑنے کی تیاریاں
مارنے اور مرنے کی تیاریاں
بستے تھے بدو بھی جس قدر آس پاس
وہ بھی سب فتنہ پرداز ناحق شناس
آگئے ان لعینوں کی امداد کو
ہو کے تیار اچھی طرح دوستو

عزائمِ یہود کے پیشِ نظر کارروائی کے لیے لشکرِ اسلام کی تیاری

آپ نے بھی فدایانِ خیرالبشر
ان کے جنگی عزائم کے پیش نظر
دے دیا حکمِ تیاری اصحاب کو
واسطے جنگ کے اے حق نگر دوستو
حسب ارشادِ محبوبِ رب العلی
ہو گئے ایستادہ بفضلِ خدا
اہلِ اسلام بھی اب صفیں باندھ کر
سربکف چاق و چوبند اور باہنر

حضرتِ سعد کو پرچم اسلام کا واسطے مہم ہذا کے سونپا گیا
ہو چکے جب کھڑے حق نگر صف بہ صف خوب تیار اچھی طرح سربکف
دعوت اسلام کی مفسد و فتنہ گر لوگوں کو آپ نے اب دی بارِ دگر
دین و ایماں کی یہ دعوتِ دلربا انہوں نے مسترد کر دی پھر برملا

فتنہ پردازوں کی ہٹ دھرمی اور اس کا انجام

دیکھا جب ان لعینوں کا یہ رنگ ڈھنگ کر دیا ہو کے مجبور اعلانِ جنگ
سرور انبیاء نے بھی اب برملا سارے اشرار کو گھیرے میں لے لیا
چار دن ان کا گھیراؤ جاری رہا واسطے ان کے اک ضرب کاری رہا
ان کی جانب سے اب وقفے وقفے کے بعد آکے للکارتے بندگانِ فساد
اہلِ ایمان میں سے بفضلِ خدا اب کوئی نہ کوئی عاشقِ مصطفیٰ
آکے میداں میں اس سے چکاتا حساب گرتا دوزخ میں جا کر وہ خانہ خراب
کوئی موذی جہنم رسید ہوتا جب ہر دفعہ شاہِ ابرار رحمت لقب
آگے بڑھتے ہوئے دوستو کرتے وا واسطے ان کے در توبہ کا برملا
دیتے دعوت انہیں دین و ایمان کی حق پرستی کی اور دین اسلام کی
ہاں مگر وہ جو تھے پہلے دن سے شقی پا سکے روشنی وہ نہ اسلام کی
ان لعینوں کا گھیراؤ جاری رہا جب شب و روز پیہم بصورت بلا
خود انہوں نے دیئے اپنے ہتھیار ڈال جھک گئے بندوں کے روبرو بدخصال
جو نہ تیار تھے جھکنے کو باخدا روبروئے خدا رب خیرالوریٰ
قبضے میں آیا جو بندگانِ کمال غزوۂ ہذا میں اب غنیمت کا مال

اس کو تقسیم فرما دیا آپ نے　اپنے اصحاب میں شاہِ لولاک نے
مزروعہ رقبوں سے اور مکانات سے　کھیت و کھلیان سے اور باغات سے
ان کو رہنے دیا آپ نے بہرہ ور　اب انہیں شرطوں پر بندگانِ ظفر
جن پہ سرکار نے بہرِ لطف و عطا　اہلِ خیبر سے اک معاملہ تھا کیا

ایک صحابی کا بطور والی تقرر

آپ نے اک صحابی عمرو بن سعید　تھے جو اک صاحبِ عدل و مردِ سعید
اب انہیں خطۂ ہذا پہ کاردار　اور والی مقرر کیا باوقار
اور جاگیر اک بندۂ باصفا　جمرہ بن ہوذہ کو کی یہاں پر عطا

وادیٔ تیما پر اسلامی عملداری

آچکے خیبر و القریٰ بالیقیں　دوستو اہل حق کے جو زیرِ نگیں
رہ گئی تھی فقط ایک بستی یہاں　جس میں آباد تھے فتنہ گر بدعناں
چیلے ابلیس کے یعنی اہل یہود　شکل انسان میں شیطنت کے وفود
اہل خیبر کی رسوائی اور القریٰ　والوں کا ایک انجامِ عبرت نما
ان خطا کاروں کے آیا جب سامنے　خوف کے مارے مفسد لگے کانپنے
صلح کے واسطے خود بخود باخدا　عرض پیرا ہوئے آپ سے برملا
آپ نے ان کی عرضی کو بخشا قبول　اس طرح بندگانِ ظلوم و جہول
بچ گئے دے کے جزیہ براہِ خدا　ایک انجام بد سے بفضل خدا
کھیت و کھلیان باغات اور رقبہ جات　آپ نے سارے رہنے دیے ان کے ہاتھ
شرط یہ تھی کہ وہ ان سبھی کا خراج　دیں گے باقاعدہ، ملتِ خوش مزاج

مہاجرین کی سیر چشمی اور اموال انصار کی واپسی

زیرِ مواخات طبقۂ انصار نے ان خدا مست عشاقِ سرکار نے
کھیتوں کھلیانوں اور اپنے باغات میں مال و اموال اراضی کے قطعات میں
کر لیا تھا شریک اہلِ ہجرت کو جو تھے گئے جس کی برکت سے یکجان ہو
صدقۂ مصطفیٰ اور بفضلِ خدا بھائی چارے کا یہ سلسلہ دلربا
سایۂ انس و الفت میں چلتا رہا گود میں مہر کی پیار پلتا رہا
فتحِ خیبر کے دوراں بفضلِ خدا از فدک وادیٔ تیما اور القریٰ
جب ملا مومنوں کو غنیمت کا مال اس میں سے حق نگر بندگانِ کمال
اہلِ ہجرت کو جو اپنا حصہ ملا اللہ کے فضل سے صدقۂ مصطفیٰ
وہ تھا کچھ اس قدر بندگانِ ہنر اے میرے محترم ہمدم و ہمسفر
اب انہیں ایسے میں نہ ضرورت رہی مالِ انصار کی ارض و باغات کی
اس لیے ان خدا مستوں نے کیا کیا پیار کے یہ تحائف بشکر و ادا
سب ہی لوٹا دیئے اپنے انصار کو ان وفا کیش عشاقِ سرکار کو

عمرۃ القضاء

سال پیوستہ میں بندۂ حق نما خاتم الانبیاء کرنے عمرہ ادا
تھے روانہ ہوئے ساتھ اصحاب کے اپنے احباب مردانِ نایاب کے
اہل مکہ نے لیکن بروئے عناد کرنے کی عمرہ اے ملتِ خوش نہاد
حق نگر کارواں کو سعادت نشاں تھی اجازت نہ دی اتنے تھے بدگماں
ہاں مگر موقعہ ہٰذا پہ طرفین میں پایا طے معاہدہ اک فریقین میں

جس کو کہتے ہیں سب صلح حدیبیہ　بارے اس صلح کے ہم بفضلِ خدا
بابِ پیوستہ میں کر چکے ہیں بیاں　ساتھ تفصیل کے حلقۂ خوش گماں
کرنے کے واسطے عمرہ ہذا قضا　اب جو تیار ہوئے شاہِ ہر دوسرا
تو سبھی وہ فدایان خیرالبشر　سال پیوستہ جو تھے شریکِ سفر
ہو گئے سب ہی تیار وہ باخدا　ماسوا ان کے جو بندگانِ خدا
کشتگانِ صفا پیکرانِ وفا　واصلِ خلد تھے ہو گئے برملا
غزوہ خیبر کے دوران یا حق نگر　جانبِ آخرت کر گئے تھے سفر
آپ کی ہمرکابی کے پیشِ نظر　اور بھی کتنے ہی بندگانِ ہنر
چل پڑے دوستو کرنے عمرہ ادا　ہمسفر بن کے سرکار کے باخدا

بوقت روانگی قربانی کے اونٹوں کے علاوہ کچھ سامانِ حرب بھی ہمراہ لے لیا گیا

جانے سے قبل اب شاہِ لولاک نے　اک فدا کار بو رہم کو آپ نے
واسطے شہرِ خوباں بفضلِ خدا　اپنی جانب سے والی مقرر کیا
جب روانہ لگے ہونے خیرالوریٰ　ساتھ اصحابِ نایاب کے برملا
رکھ لیا ساز و سامان بھی ساتھ ساتھ　جنگ کا آپ نے آج اونٹوں کے ساتھ
جو تھے قربانی کے واسطے نامزد　پانے کو مرضیٔ مولا ربِ صمد

بعض اصحاب کا استفسار اور سرورِ انبیاء ﷺ کی طرف سے وضاحت

آپ سے عرض کی بعض اصحاب نے　کچھ خدا مست مردانِ نایاب نے
آپ ہیں آج لے کر چلے برملا　اسلحہ ساتھ اپنے حبیبِ خدا

جبکہ طے یہ ہوا تھا فریقین میں بر مقامِ حدیبیہ طرفین میں
آئیں گے سالِ آئندہ جب باخدا جاں نثارانِ حق کرنے عمرہ ادا
لائیں گے تیغ وہ انبیاء کے امام ایک ہی ساتھ اور وہ بھی اندر نیام
نطق فرما ہوئے سرورِ انبیاء بالیقیں اس طرح ہی سے طے تھا ہوا
اسلحہ سازو سامان یہ سب کا سب اے فدایانِ حق اے فدایانِ رب
چھوڑ دیں گے کسی جگہ ہم باخدا مکہ سے باہر ہی پیکرانِ وفا
یہ تو اقدام اک ازرہِ احتیاط ہے کیا میں نے مردانِ عالی بساط
یعنی گر اشقیاء مکہ کے توڑ دیں اپنا پیمان اور ہم پہ حملہ کریں
ایسی صورت میں ہم رہروانِ ورع کر سکیں حملے کا توڑ اپنا دفاع

قافلہ عشاقِ حرم کی روانگی اور مرالظہران پر ورود

رب کے محبوب و مختار شاہِ زمن اپنا احرامِ عمرہ کئے زیب تن
چل پڑے تلبیہ ورد رکھے ہوئے اپنے مولا کو لبیک کہتے ہوئے
گونج میں تلبیہ کی بفضل خدا کرتا طے منزلیں محوِ ذکرِ خدا
اب جونہی پہنچا یہ قافلہ تیز گام ایک جا مرالظہران تھا جس کا نام
اپنے اصحاب کو آپ نے برملا رکنے کے واسطے اذن جاری کیا
سازو سامان اور اسلحہ ساتھ تھا جس قدر سب کا سب آپ نے باخدا
ایک محفوظ جگہ پہ رکھوا دیا حفظ کو اس کی پہرہ بھی لگوا دیا
دو سو اصحابِ نایاب سرکار کے پہرے کی غرض سے اس جگہ رک گئے

اہل مکہ کی تشویش اور سرورِ انبیاء ﷺ سے بذریعہ وفد رابطہ

آمدِ قافلہ کی ہوئی جب خبر   /   اہل مکہ کو تو بندگانِ ہنر
اڑ گئے ہوش ان کے وہیں باخدا   /   رہ گئے گھر کے خدشات میں برملا
سربراہی میں مکرز کی اک دُور بیں   /   نوجوانان پر مشتمل بہتریں
بھیجا وفد ایک خدمت میں سرکار کی   /   نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار کی
آکے گویا ہوئے آپ سے نوجواں   /   مردِ اعلیٰ نسب بندۂ خوش عناں
آپ نے کی نہیں عہد شکنی کبھی   /   نہ جفا کاری ہے آپ کا شیوہ ہی
برخلاف عہد کے لیکن اس مرتبہ   /   لائے ہیں ساتھ سامانِ جنگ اسلحہ
حالانکہ رو سے پیمان کی برملا   /   تھا فریقین میں اس طرح طے ہوا
ہو گی تلوار ہی بندۂ خوش کلام   /   ہاتھ میں آپ کے وہ بھی اندر نیام

حضور ﷺ کی طرف سے پاسداریٔ عہد کی یقین دہانی اور اہل مکہ کا اظہارِ اطمینان

ان کی اس بات پر سرورِ انبیاء   /   نطق فرما ہوئے رہروانِ وفا
بندگانِ خدا رکھو کامل یقیں   /   لے کے ہتھیار میں ہرگز ہرگز نہیں
ہوں گا داخل حرم میں بفضلِ خدا   /   رکھوں گا پاس میں اپنے پیمان کا
اس پہ گویا ہوئے سب سفیرِ قریش   /   رکھتے ہیں آپ سے سب امیرِ قریش
بس" یہی اک توقع بفضلِ خدا   /   رکھیں گے پاس آپ اپنے پیماں کا
مطمئن ہو کے سرکار کے قول پر   /   اے میرے ہمسفر بندگانِ ہنر
مکرز ابن حفص بندۂ خوش لباس   /   آیا واپس جو اب اہل مکہ کے پاس

پوچھا احباب نے بندۂ باوفا گفتگو کا تیری کیا نتیجہ رہا
اس نے بتلا دیا قولِ خیرالوریٰ رب کے محبوب نے اس سے جو کچھ کہا
نبیٔ صادق لقب کا بیانِ حسیں سن کے وہ سب کے سب محترم سامعیں
ہو گئے مطمئن ان کے دور ہو گئے ذہنوں پر جو مسلط تھے سب وسوسے

عشاقِ حرم کا حرمِ مکہ میں داخلہ

رب کے محبوب مکہ میں داخل ہوئے آج لبیک لبیک کہتے ہوئے
جب ہوئے رونق افروز خیرالوریٰ حرمِ مکہ میں شاہِ ہر دوسرا
آپ کے ساتھ اصحاب تھے دو ہزار جبکہ اس دن تھی ذوالحج کی تاریخ چار
وقت تھا صبح کا اک سرور آفریں تھا سماں ہر طرف ایک نور آفریں

روؤسائے قریش کی بدبختی اور شقاوت اپنے عروج پر

کچھ اندازہ کرو بندگانِ صفا اس شقاوت کا اور بغضِ دیرینہ کا
رکھتے تھے دل میں جو روؤسائے قریش دشمنانِ نبی اور شیطاں کے جیش
رب کے محبوب اور اس کے اصحاب سے ان خدا مست مردانِ نایاب سے
چل دیے سب کے سب بندگانِ فتن چھوڑ کر شہر کو سوئے کوہ و دمن
تاکہ رحمت لقب نبیٔ مختار کا سرور سروراں شاہِ ابرار کا
رخِ انور بھی نہ دیکھنے کو ملے اس قدر روسیہ تھے شقی ہو چکے
آتشِ بغض میں جلتے جلتے سبھی ہو چکے تھے شقی اس قدر مفسدی
رب کے محبوب اور اس کے شہکار کا شاہِ ہر دوسرا نبیٔ مختار کا
چہرہ تک دیکھنا بھی گوارا نہ تھا آنے کا روبرو ان کے یارا نہ تھا

رب کے محبوب کا چہرۂ والضحیٰ کھاتا ہے برملا جس کی قسمیں خدا
منحصر ہے فقط جس کے دیدار پر ایک صحابیت کا شرف باظفر
دیکھنا اس کا ان کو گوارا نہ تھا ہونے کا روبرو اس کے یارا نہ تھا
کتنے بدبخت تھے کتنے ہی بے حیا بے حیائی کی تھے چھو رہے انتہا

سرورِ انبیاء ﷺ صحابہؓ کے جھرمٹ میں

رب کے محبوب تھے ناقۂ شاندار یعنی قصویٰ پہ جاہ و حشم سے سوار
ساتھ اصحاب تھے حلقہ باندھے ہوئے چادرِ نور کے سائے میں چل رہے
رکھتا تھا ہر فدا کارِ خیرالانام ایک ہی تیغ اور وہ بھی اندر نیام

اہلِ مکہ کا گمانِ باطل

حلقوں میں برملا اپنے شیطاں کے جیش تھے کہا کرتے کچھ اس طرح سے قریش
اہلِ ایماں کو یثرب کے حالات نے موسمِ ناموافق کے صدمات نے
کر دیا ہو گا اچھی طرح سے نحیف ہو چکے ہونگے کمزور وہ اور ضعیف
ہونگے بے رنگ رُخ پچکے پچکے سے گال عمرہ کرنے کو جب آئیں گے اگلے سال
چوٹی پر چڑھ گئے وہ قعیقان کی اس ارادے سے کہ فتنہ گر مفسدی
اب کریں گے نظارہ یہاں بیٹھ کر اہلِ ایمان کے ضعف کا خاص کر
اہلِ حق کی ہنسی اب اُڑائیں گے سب وہ کریں گے طواف آ کے کعبہ میں جب

حضور ﷺ کی طرف سے صحابہؓ کو اضطباغ اور رمل کی ہدایت

ان کے اس خبثِ باطن پہ خیرالوریٰ مطلع ہو چکے تھے بفضلِ خدا
قافلہ حق کے عشاق نایاب کا صحنِ مکہ میں اب جونہی داخل ہوا

سب فداکاروں نے مردِ عالی دماغ رکھا تھا اچھی طرح سے کر اصطباغ
ساتھ ہی آپ نے اپنے اصحاب کو ان خدامت مردانِ نایاب کو
رکھی تھی دے ہدایت بھی یہ واشگاف آج کرتے ہوئے رب کے گھر کا طواف
پہلے سہ چکروں میں کریں سب رمل تاکہ ذہنوں سے اعداء کے جائے نکل
وہ غلط فہمی اور تأثر ناروا جو لیے بیٹھے ہیں بابت اہلِ صفا

اہلِ مکہ کی غلط فہمیاں اپنی موت آپ مرگئیں

آج اصحاب نایابِ خیرالبشر جاں نثارانِ حق بندگانِ ظفر
سینے پھیلائے کندھے اٹھائے ہوئے سختی سے اپنے پاؤں جمائے ہوئے
خانہ کعبہ کا جو کر رہے تھے طواف ساتھ محبوبِ رب فخرِ عبد مناف
ہو گئیں دور ساری غلط فہمیاں رکھتے تھے بارے میں ان کے جو بدگماں
یہ کہ یثرب کے حالات نے باخدا سخت موسم کے صدمات نے برملا
اہل ایماں کو ہے کر دیا ناتواں ناطۂ روح و دل رشتۂ جسم و جاں
ہو کے کمزور ہے رہ گیا اور ضعیف جس وجہ سے سبھی ہو چکے ہیں نحیف

شمعِ مصطفوی ﷺ کے پروانے اپنی ذمہ داریوں سے غافل نہ تھے

کہتے ہیں رب کے محبوب کے جاں نثار آپ کے اک فدا کار خدمت شعار
رب کے محبوب جب کر رہے تھے ادا اللہ کے فضل سے عمرۂ دلربا
ہم نے لے رکھا تھا ان کو حصار میں اور ملائک نے حلقۂ انوار میں
تاکہ کوئی شقی مفسد و فتنہ گر رب کے محبوب کو دے سکے نہ ضرر
جاں نثاروں کے حلقے میں عالیجناب اس طرح لگ رہے تھے رسالتماب

جیسے تاروں کے جھرمٹ میں ہے ماہتاب　　بانٹتا جلوہ سامانیاں بے حساب

اندرونِ کعبہ سرورانبیاء ﷺ کی شب بیداری اور ذکروفکر

آیا ہے اس طرح بھی روایات میں　　عمرہ ہذا سے منسوب حالات میں
سرور انبیاء کر چکے جب طواف　　گئے کعبہ میں فرزندِ عبدِمناف
اور رہے منہمک والیٔ بحر و بر　　ذکر و فکر اور عبادت ہی میں رات بھر

اذانِ بلالی پر اشقیائے مکہ کی برہمی اور خبثِ باطن کا مظاہرہ

حتیٰ کہ جب ہوئی صبح صادق طلوع　　فخرِ حبشہ جو تھے خوش گلو باخشوع
چڑھ گئے چھت پہ کعبہ کی اور دی اذاں　　ان کے اظہارِ جرأت پہ اب ناگہاں
ٹوٹ گویا پڑا ایک کوہِ الم　　سب روؤسائے مکہ پہ رب کی قسم
بولا بوجہل ملعوں کا ناداں پسر　　یہ بھی اچھا ہوا کتنا میرا پدر
آج حاضر نہیں در جہاں خدا　　بچ گیا دیکھنے سے یہ دن باخدا
ایسے ہی اک شقی جس کا خالد تھا نام　　آج گویا ہوا بندۂ بد لگام
کتنا اچھا ہوا بندگانِ خدا　　میرا والد جو اس دنیا سے اٹھ گیا
دیکھنے کو اسے نہ ملا یہ ملال　　کہ چڑھا کعبہ کی چھت پہ حبشی بلال
اس طرح ہے کیے جا رہا نابکار　　شوروغل بے سبب اور چیخ و پکار
ایسے ہی دوسرے فتنہ پردازوں نے　　اور شیطان ملعوں کے ہمرازوں نے
خبثِ باطن کا اپنے کیا برملا　　ایک اظہارِ بے لاگ اور بدنما

سعیٔ صفا ومروہ کے بعد اونٹوں کی قربانی اوران صحابہؓ کرام کی عمرے کے لیے طلبی جو بیرون مکہ اسلحہ کی حفاظت پر مامور تھے

کہتے ہیں ابنِ عباس مردِ صفا نبیٔ رحمت نے اے بندگانِ خدا
اب صفا مروہ کے درمیاں کی سعی اونٹنی پر سوار ہو کے اور پھر نبی
سرور دین و دنیا نے قرباں کیے وہ شتر جو تھے قربانی کے واسطے
کر چکے عمرہ جب شاہِ ہر دو سرا اور اصحاب نایاب بھی باخدا
ان میں سے دو سو اصحاب کو آپ نے بھیج اس جا دیا شاہِ لولاک نے
جس جگہ سازو ساماں براہِ خدا رکھ کے تشریف لائے تھے خیرالوریٰ
اور بلوا لیا ان فدایان کو ٹھہرے تھے جو وہاں حفظِ سامان کو
اندرونِ حرم تا کہ وہ بھی سبھی جاں نثارانِ حق عاشقانِ نبی
کر سکیں آ کے عمرہ بصد احترام کعبہ کی دید سے ہو سکیں شاد کام

سہیل بن حویطب کی بارگہ نبوی ﷺ میں دریدہ دہنی

مکہ میں ہو گئے آپ کو باخدا تین دن اب جو آئے ہوئے برملا
چوتھے دن ظہر کی اب جو آئی گھڑی اہل مکہ کی جانب سے اک مفسدی
تھا پسر جو حویطب کا حاضر ہوا اور بے باکی کے ساتھ گویا ہوا
اے محمد سنیں رو سے پیمان کی مہلتِ طے شدہ ختم ہے ہو گئی
اس لیے کر دیں خالی ہمارا نگر سکتی ہے بات بڑھ بھی بصورت دگر
آپ نے مانگی کچھ دن کی مہلت مزید وہ جو تھا اپنی فطرت میں پکا یزید
بولا گستاخ لہجے میں یوں بے حیا ہو نہیں سکتا ایسا کبھی باخدا

جاں نثارِ نبی حضرت سعد بن عبادہ کے روح پرور جذبات

جب سنا سعد نے اس کا طرزِ کلام آ گئے جوش میں مصطفیٰ کے غلام
اور غضبناک انداز میں برملا اس طرح اس کو کر کے مخاطب کہا
ماں مرے تیری او مردِ ناداں سہیل ڈال کے رکھ دوں گا تیرے منہ میں نکیل
یہ زمیں تیری ہے نہ تیرے باپ کی ہو گی جب تک رضا شاہ لولاک کی
ٹھہریں گے اس جگہ بندۂ نیک خو مردِ بے حیثیت کون ہوتا ہے تو
جو کرے اس طرح گفتگو آپ سے نبیٔ رحمت لقب شاہ لولاک سے

سرورِ انبیاء ﷺ کی طرف سے تلقینِ صبر

دیکھ کر ان کی ایمانی غیرت کا رنگ کشتۂ عشق کے جذبوں کا رنگ ڈھنگ
مسکراتے ہوئے سرورِ انبیاء ان سے گویا ہوئے بندۂ باصفا
جانے دو آیا ہے چل کے مفسد لعیں در پہ اس کے جو ہے رحمت عالمیں
اس کی دل شکنی ہم کو مناسب نہیں صبر سے کام لے بندۂ دوربیں

مکۃ المکرّمہ سے واپسی

ساتھ ہی اپنے اصحاب و احباب کو جنسِ کمیاب مردانِ نایاب کو
دے دیا کوچ کا حکم سرکار نے نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار نے
ساتھ ہی سختی سے یہ ہدایت بھی دی شام کے بعد کوئی مسلمان بھی
اب رہے نہ یہاں بندگانِ خدا کر دیں بس افتتاحِ سفر برملا
آپ بھی اپنی ناقہ پہ ہو کے سوار چل پڑے بطحا سے لے کے دل سوگوار

کہہ دیا الوداع شہرِ محبوب کو حق تعالیٰ کے گھر شہرِ مرغوب کو

سید الشہداء حضرت حمزہ کی نوعمر صاحبزادی عمارہ کو ساتھ لے جانے کے لیے حضرت علیؑ کی درخواست

سید الشہداء حضرتِ حمزہ کی بیٹی عمارہ اک طفلِ معصوم سی
رہتی تھی اپنی ماں یعنی سلمہ کے پاس جو کہ تھی تادمِ ہذا ناحق شناس
خدمت شاہِ کونین میں برملا عرض پیرا ہوئے یوں علی مرتضیٰ
ہم بھلا کب تلک ایسے نبیؑ کریم اپنے مرحوم چچا کی بیٹی یتیم
طفلِ معصوم کو سرور انبیاء چھوڑے رکھیں گے. کفار میں برملا
بات ان کی درست اور معقول تھی اس لیے آپ نے عاشقانِ نبی
اب انہیں دے دی ازراہِ لطف و عطا یہ اجازت کہ وہ بندۂ باصفا
لے کے جا سکتے ہیں بچی کو اپنے ساتھ سر پہ رکھ سکتے ہیں بچی کے اپنا ساتھ

طفلِ معصوم کے معصوم جذبات اور خاتون جنت کا دامانِ شفقت

جونہی مولا علی پہنچے سلمہ کے گھر لینے کو اپنے ہمراہ نورِ نظر
دیکھتے ہی انہیں بندگانِ ظفر لاڈلی حمزہ کی ننھی لختِ جگر
زیرِ وارفتگی چچا جاں چچا جاں ان کو کہتی ہوئی ننھی معصوم جاں
جسم سے ان کے فوراً گئی وہ چمٹ ہو کے بے خود سی ان سے گئی وہ لپٹ
بڑھ کے مولا علی نے بھی اب برملا طفلِ معصوم کو باہنوں میں لے لیا
دے دی آغوشِ زہرا میں معصوم جاں اور کہا دخترِ رحمتِ عالماں

بیٹی ہے میرے چچا کی یہ خوش جمال　　رکھنا ہو گا تمہیں خوب اس کا خیال

بچی کی پرورش کے لیے استحقاقِ حضانت کا قضیہ

اور سرورانبیاء ﷺ کا فیصلہ

پہنچے جب اہلِ جنت بفضلِ خدا　　واپس اپنے وطن شہر خیرالوریٰ
آپ کے پاس آئے علی مرتضیٰ　　حضرتِ جعفر اور زید بن حارثہ
آ کے جتلایا ان سب نے سرکار کو　　اپنا حق بچی پہ نبیِؑ مختار کو
تھا ہر اک اہلِ ایماں کا موقف یہی　　ہو سپرد اس کے بچی خدا کے نبی
رحمت دوجہاں پرورش کے لیے　　دینی تعلیم اور تربیت کے لیے
سب کا دعویٰ سنا آپ نے غور سے　　ازرہِ عدل انصاف کے طور سے
رکھتے تھے فوقیت بندۂ حق نما　　دونوں پہ جعفر اک مردِ صدق و صفا
اہلیہ ان کی تھیں بچی کی خالہ جاں　　اس لیے آپ نے ملتِ خوش گماں
اب یہ کہتے ہوئے فیصلہ دے دیا　　حق میں ان کے ہی اے بندگانِ خدا
واسطے ایک انسان کے بے گماں　　ماں کی ہے جانشیں کوئی تو خالہ جاں
اس لیے رکھیں گے بچی کو اپنے پاس　　بندۂ حق نگر جعفرِ حق شناس

ہجرت کا سال ہشتم

مکہ کے جگر پارے سرورِ انبیاء ﷺ کے قدموں میں

اپنے دامن میں ہجرت کا سال آٹھواں ساتویں کی طرح ملتِ خوش گماں
لے کے آیا فتوحاتِ رفعت نشاں عزت و کامرانی کا سیلِ رواں
اہلِ باطل پہ ہونے لگی واشگاف یہ حقیقت کہ فرزندِ عبدِ مناف
داعیٔ دین و ایماں بفضلِ خدا عام انساں نہیں بلکہ ہیں باخدا
حق تعالیٰ کے اک برگزیدہ رسول ان کا انکار ہے ایک امرِ فضول
اس لئے رکھتے تھے وہ جو قلبِ سلیم سینوں میں اپنے وہ بندگانِ حلیم
مائلِ حق شناسی بفضلِ خدا اب لگے ہونے صدقۂ خیرالوریٰ

عمرو بن العاصؓ، خالد بن ولیدؓ اور عثمانؓ بن طلحہ کا قبولِ اسلام

بدلے حالات میں بندگانِ ہنر جاں نثاران و عشاقِ خیرالبشر
عالمِ کفر کی نامور شخصیات جن میں شامل ہیں مردانِ اعلیٰ صفات
خالد ابنِ ولید اور عمرو ابنِ عاص بن گئیں دیکھتے دیکھتے حق شناس
ایسے ہی طلحہ کا بیٹا عثمان بھی چھوڑ کر کافرانہ رہِ زندگی
ہو گیا بہرہ ور نورِ ایمان سے صدقۂ مصطفیٰ فضلِ رحمٰن سے
کفر کے یہ فلک بوس کہسار سب کس طرح سے ہوئے نبیؐ رحمت لقب

سرور ہر دو عالم کے قدموں میں ڈھیر
کس طرح زیرِ دام آئے یہ تینوں شیر
اس کی تفصیل ہے بندگان خدا
حیرت انگیز جاں پرور و دلربا
دینے کے واسطے قلب و جاں کو جلا
پانے کے واسطے اپنے من کی غذا
آؤ پلٹیں کچھ اوراق تاریخ کے
جھانک کر ہم جھروکے سے تاریخ کے
دیکھیں تو وہ جو تھے دینِ حق کے رقیب
آ گئے کس طرح مصطفیٰ کے قریب
کس طرح جاگ اٹھے ان کے سوئے نصیب
کس طرح بن گئے دین حق کے نقیب
کس طرح رونما یہ ہوا انقلاب
کس طرح پایا فیضِ رسالتماب
انہوں نے لو سنو ہم سے رفعت نشاں
غورِ کامل سے یہ اک حسیں داستاں

عمروؓ بن العاص کے قبولِ اسلام کی کہانی خود ان کی زبانی

اہلِ حق کے خلاف میں ہر معرکے میں پیش پیش تھا

کہتے ہیں مردِ خوش بخت بندۂ خاص
مردِ حق یعنی حضرت عمرو ابن عاص
تھی عداوت میرے قلب میں جاگزیں
واسطے دینِ اسلام کے بدتریں
بن کے اعدائے اسلام کا ہمنوا
بدر اور احد میں مَیں تھا شامل ہوا
قتل ہونے سے لیکن میں تھا بچ گیا
دونوں ہی مرتبہ بندگانِ صفا
پیش جب معرکہ آیا احزاب کا
اس میں بھی آ کے میں ساتھ شامل ہوا

غزوۂ احزاب میں عالمِ کفر کی شکست نے میرے لیے غور و فکر کے دریچے کھول دیئے

غزوہ ہذا میں جب سارے احزاب کو
اہلِ باطل کے مروان نایابہ کو

اک ہزیمت اٹھانی پڑی شرمناک اور ملی ایک رسوائی اندوہناک
سوچ میں میں میرے دوستو پڑ گیا پے بہ پے ان شکستوں کی ہے کیا بنا
جبکہ ہر موقعہ پہ کفر کے لشکری اپنی تعداد میں رکھتے تھے برتری
برملا طور پہ سازو ساماں میں بھی تھی ہر اک موقعہ پر ہوتی صورت یہی
باوجود اس کے ہم نہ ہوئے کامراں ایک بھی موقعہ پر ملتِ خوش گماں
جب کیا غور میں نے بفضل خدا ایسے حالات پہ تو مجھے یوں لگا
اک نہ اک دن محمد اور ان کے جواں اپنے مقصد میں ہو جائیں گے کامراں
غالب آ جائے گا یہ گروہِ قلیل طبقۂ دشمناں اس کا ہو گا ذلیل

عالم مایوسی میں بیرون مکہ گوشہ نشینی

بر مقامِ رہط ہو کے مایوس سا گوشۂ تنہائی میں مقیم ہو گیا
شدتِ یاس میں بندگانِ صفا کر لیا ختم احباب سے رابطہ
ہو گیا اس جگہ اب میں گوشہ نشیں تھا جہاں سایہ ہی اک میرا ہمنشیں

صلح حدیبیہ کے بعد میری مایوسی مزید بڑھ گئی

بعد تھوڑے ہی عرصہ کے اب باخدا ان فریقین میں امن قائم ہوا
برمقام حدیبیہ تو برملا میرے دل نے مجھے اس طرح سے کہا
سالِ آئندہ تک بندۂ باصفا اہلِ اسلام کے رہبر و رہنما
داخل ہو جائیں گے مکہ میں بالیقیں پرچم فاتحانہ لئے دلنشیں
میری خواہش یہ تھی بندگانِ ہنر دیکھنے کو ملے نہ مجھے سر بسر

دن وہ جب مکہ میں اہلِ ایمان کا داخلہ ہوگا اس شان سے برملا

پیغمبرِ اسلام سے بغض وعداوت کا نقطۂ عروج

قلب میں میرے بغضِ محمد کی آگ تیز تھی ہو چلی اس قدر اور بے لاگ
کہ لیا فیصلہ میں نے اپنے تئیں کر یہاں تک کہ اب بندگانِ متیں
بچہ بچہ بھی گر اہلِ مکہ کا اب لائے ایمان اسلام پر خندہ لب
پھر بھی اسلام میں نہ کروں گا قبول گرچہ بن جاؤں گمنام رستوں کی دھول
لتھڑا مایوسی میں غرق صدمات میں جانگسل سخت دشوار حالات میں
سوچتا تھا کہ جاؤں تو جاؤں کہاں آپ کو اپنے جا کر چھپاؤں کہاں
ارضِ مکہ سے گرچہ مجھے پیار تھا میرا مولد تھا یہ شہرِ دلدار تھا
اس کے باوصف میں اتنا غیور تھا ہاتھوں حالات کے اتنا مجبور تھا
کہ نہ تھا چاہتا رہنا پل بھر یہاں چاہتا تھا چلا جانا اب میں وہاں
جس جگہ نہ سنوں نام اسلام کا ذکر تحریکِ نو دین و ایمان کا
اک عجب کشمکش کا رہا میں شکار ہو کے گوشہ نشیں بھی رہا بے قرار

شہر مکہ سے کوچ کرنے کیلئے اکابر قبیلہ سے مشورہ اور ان کا اظہارِ اعتماد

بڑھ گیا قلب کا جب میرے اضطراب آیا واپس پلٹ کے عالی جناب
اور قبیلے کے لوگوں کو بھیجا بلا کرنے کو مشورہ بندگانِ صفا
اہلیانِ قبیلہ میری بات کو دیتے تھے اہمیت خوب تر دوستو

اس لئے میرے احباب چھوٹے بڑے
آ گئے سب ہی لبیک کہتے ہوئے

میں نے ان سے کیا دوستو یہ سوال
رکھتے ہو بارے میں میرے تم کیا خیال

بولے سب یک زباں ہو کے یوں برملا
مرد ہو دُور بیں تم بفضلِ خدا

زیرک و باحیا دور اندیش ہو
صائب الرائے ہو مرد درویش ہو

اب کہا میں نے او بندگان خدا
جانتے ہو سبھی لوگ تم باخدا

دعوت نو محمد کی تحریک کا
سلسلہ دینِ آباء کی تفضیح کا

بڑھتا ہی جا رہا ہے خدا کی قسم
روز افزوں ترقی پہ ہے دم بدم

ہونے کو اب ہمیں اس سے عہدہ برآ
کچھ نہ کچھ کرنا ہو گا براہِ خدا

بول اٹھے سبھی بندۂ باحیا
رائے ہے تیری کیا اندریں سلسلہ

میری نظر میں شاہِ حبشہ کے زیرِ نگیں رہنا اس سے کہیں بہتر تھا کہ ہم محمد ﷺ کے غلام بن کر رہیں

میں نے ان سے کہا بندگانِ جری
میرا تو مشورہ آپ کو ہے یہی

کہ چلے جائیں ہم شاہِ حبشہ کے ہاں
نیک فطرت ہے وہ بندۂ خوش عناں

جا کے اس کی پنہ میں رہیں ہم سبھی
اب کریں جا بسر حبشہ میں زندگی

ایسے میں گر محمد اور ان کا پیام
جائے ہو کامراں سرخرو شاد کام

اور عرب ان کے آ جائے زیرِ نگیں
جائے چھا ہر طرف ان کا دینِ مبیں

ایسے حالات میں ہم بفضلِ الٰہ
ہوں گے دور ان سے حبشہ میں زیرِ پناہ

اس لئے پہنچے گا نہ ہمیں کچھ ضرر
ان خدا مستوں سے بندگانِ ہنر

جاری رکھتے ہوئے راہوارِ کلام
میں نے ان سے کہا یہ بصد اہتمام

کہتا ہوں بات اک صاف اور برملا　　دل کی جو سب کے آواز ہے باخدا
حبشہ کے شاہ کے رہنا زیرِ نگیں　　ہم کو مرغوب ہے اس سے بڑھ کر کہیں
کہ رہیں ہم محمد کے بن کے غلام　　ڈالیں کر اپنی آزادیاں ان کے نام

میرا استدلال اور اکابر قبیلہ کی رضامندی

اور اگر آ گئے غالب ان پر قریش　　تو وہ اپنا قبیلہ ہیں اور اپنے جیش
فتح ان لوگوں کی ہو گی اپنی رداء　　ان سے ہم لوگوں کو ہو گا ڈر نہ ذرا
جانتے ہیں سبھی وہ ہمارا مقام　　کرتے ہیں قلب سے عزت و احترام
ہم کو پہنچائیں گے نہ کوئی وہ ضرر　　رکھیں گے پاسِ رشتۂ خوں سر بسر
جس قدر لوگ موجود تھے باخدا　　یک زباں بولے سب واہ واہ برملا
کیسی تجویز تو نے عمرو ابنِ عاص　　رکھی ہے سامنے سب کے بندۂ خاص
ایسے حالات میں اس سے بہتر کوئی　　راستہ ہی نہیں بات ہے سچ یہی

شاہ حبشہ کیلئے تحائف کی خریداری اور روانگی

کرنے کو نذرِ شہ تحفے کچھ قیمتی　　لے لئے ساتھ اور چل پڑے ہم سبھی
سوئے حبشہ جو تھا خطۂ دلربا　　واسطے بے سہاروں کے جائے پناہ
تھوڑے ہی عرصہ میں بندگانِ خدا　　کارواں پہنچا منزل پہ احرار کا
حبشہ میں جا کے ہم بندگانِ حزیں　　ہو گئے خامشی سے اقامت گزیں

حبشہ میں قاصد نبوی عمرو ابن امیہ الضمری سے ملاقات

ایک دن میں نے دیکھا عمرو کو وہاں　　ہاتھ میں تھامے تھا بندۂ خوش عناں

شے کوئی میں نے پوچھا تو اس نے کہا
لے کے آیا ہے وہ نامۂ دلربا

رب کے محبوب کا شاہ حبشہ کے نام
جس میں محبوب یزداں نے با اہتمام

اِک اسے کی ہے تاکید یہ برملا
کہ رکھے جعفر اور بندگان صفا

اہل اسلام کے ساتھ حسنِ سلوک
اور یہ بھی کہ وہ بندۂ خوش سلوک

حضرت امِ حبیبہ کا کر دے نکاح
ساتھ محبوبِ رب رہروانِ فلاح

بندۂ باصفا قاصدِ مصطفیٰ
شاہ حبشہ کے دربار میں پہنچا جا

پیش اس کو کیا نامۂ دلربا
نبیٔ رحمت لقب رب کے محبوب کا

کر کے ذمہ ادا ہو گیا نیک نام
قاصدِ شاہِ کونین خیرالانام

ایک شیطانی تجویز جو میرے ذہن میں آئی

پہنچا واپس میں جب اپنے احباب میں
دور بیں صائب الرائے اصحاب میں

میں نے کر کے مخاطب انہیں یہ کہا
ہے عمرو ان دنوں حبشہ آیا ہوا

میرا تو دوستو بن رہا ہے خیال
شاہ حبشہ سے جا کر کروں یہ سوال

کہ عمرو کو ہمارے حوالے کرے
اندریں سلسلہ/ نہ کسی سے ڈرے

اور پھر ہم عمرو کی دیں گردن اڑا
دیں چکھا آنے کا بن کے قاصد مزا

ہم پہ ہو جائیں گے خوش ہمارے قریش
سب رؤسائے مکہ معزز قریش

خدمتِ ہذا کی روشنی میں وہ سب
دیں گے کر بارضا و خوشی خندہ لب

کمے سے اب معاف اپنی غیر حاضری
بولو کیا رائے ہے بندگانِ جری

زور اور شور سے سب نے تائید کی
میری تجویز کی خوب تحسین کی

شاہِ حبشہ کے دربار میں حاضری اور تحائف خیر سگالی کی سپردگی

ہونے میں شہ کے دربار میں باریاب
ہو گیا ایک دن میں بھی جب کامیاب

حسبِ دستور میں شاہ کے روبرو
سجدے میں گر گیا بن کے جو نیک خو

شاہ نے مجھ کو کر کے مخاطب کہا
مرحبا بندۂ باصفا مرحبا

دور سے اتنی جو چل کے تم آئے ہو
تحفۂ خاص بھی کوئی لے آئے ہو

عرض کی میں نے حبشہ کے فرمانروا
ملک سے اپنے لے آیا ہوں باخدا

نادر اور بہتریں چمڑے کی مصنوعات
آپ کے شایاں کچھ قیمتی تحفہ جات

خدمتِ شاہ میں اب بصد احترام
کر دیئے پیش میں نے تحائف تمام

شکریہ کہہ کے اس نے جو سب لے لئے
کچھ تو درباریوں کو عطا کر دیئے

جو بچے باقی ان کے لئے برملا
شاہِ حبشہ نے فرمان جاری کیا

کر لئے جائیں یہ تحفہ ہائے عرب
مال خانۂ کشور میں محفوظ سب

میں نے دبے لفظوں میں اپنا مدعا شاہِ حبشہ کو پیش کر دیا

دیکھا جب میں نے حبشہ کا فرمانروا
مہرباں حد سے بڑھ کر ہے بہرِ عطا

ایک موقع غنیمت سمجھتے ہوئے
تختِ شاہی کی جانب سرکتے ہوئے

با ادب اس کی خدمت میں گویا ہوا
کشورِ حبشہ کے عالی فرمانروا

دیکھا ہے شاہی دربار سے باخدا
شخص اک میں نے باہر نکلتا ہوا

ہے یہ دشمن ہمارے کا اک نامہ بر
آیا ہے اس کی جانب سے یہ خاص کر

جس نے صدمے ہمیں ہیں دیئے بے حساب
اور مروائے ہیں بے حساب و کتاب

ملت قرشیہ کے عوامی سپوت نامور اور نامی گرامی سپوت
اس لئے حبشہ کے شاہِ عزت مآب باادب ہے گذارش ہماری جناب
شخصِ مذکور کو آپ دے دیں اگر زیرِ قبضہ ہمارے تو اس بے ہنر
مرد کو اس کے انجام سے ہمکنار کر کے ہم بے وطن اور غریب الدیار
لوگ کر لیں گے سرد آتشِ انتقام اور ہو جائیں گے کچھ نہ کچھ نیک نام
اپنے احباب و اصحاب کے روبرو دین کے اپنے ارباب کے روبرو

شاہ حبشہ کی برہمی اور خلاف توقع شدید ردعمل

جب سنی شاہ نے یہ سفیہانہ بات میری تو برملا اٹھ گیا اس کا ہاتھ
منہ پہ میرے کیا اک طمانچہ رسید مل گئی روسیاہی کی مجھ کو رسید
ہو گیا جاری نتھنوں سے میرے لہو کر لو اندازہ خود حلقۂ نیک خو
میری ذلت کا جو دیکھنے کو ملی گڑ گیا در زمیں بہرِ شرمندگی
جب ملی ایک رسوائیٔ بیکراں چاہتا تھا میں یہ حلقۂ خوش گماں
کاش پھٹ جائے جو آج گر یہ زمیں جیتے جی غرق ہو جاؤں اس میں کہیں
چہرے سے اپنے خوں صاف کرتے ہوئے سر جھکائے ہوئے ہاتھ ملتے ہوئے
میں نے اس سے کہا بندۂ باصفا مجھ کو معلوم ہوتا اگر باخدا
بات سے میری ہو جائیں گے خاص کر ظلِ سبحان ناراض کچھ اس قدر
پیش کرتا نہ میں آپ کے روبرو خواہشِ ناروا بندۂ نیک خو

میری معذرت پر شاہ حبشہ کی ندامت اور اپنے عقیدے کا اظہار

میری اس بات پہ ہو کے نادم کہا شاہ نے اے عمرو بندۂ کبریا

تو نے قاصد کو اس کے ارے بے حیا
اک ضرر دینے کا ہے ارادہ کیا
آیا کرتا ہے روح الامیں جس کے پاس
جو فرستادہ ہے حق کا اور حق شناس
کہتے ہیں اس طرح بندۂ دور بیں
گرچہ تھے اس سے اک شقی بدتریں
شاہ کے قول نے بندگانِ وہاب
کر دیا دل میں پیدا میرے انقلاب
میں نے دل میں کہا او عمرو ابنِ عاص
بنتا اپنے تئیں ہے تو بندۂ خاص
اس حقیقت کو تو اب خدا کی قسم
ہے لگا جاننے کل عرب اور عجم
ایک تو ہے کہ جو اس سے محروم ہے
کیا یہی لے کے آیا تو مقسوم ہے
ہو گیا کشمکش کا عجب میں شکار
اندر اندر سے بازی گیا دل کی ہار

شاہ حبشہ کا اعلانیہ اظہارِ اسلام اور مجھے اسلام کی دعوت

شاہ کو کر کے میں نے مخاطب کہا
کشورِ حبشہ کے نیک فرمانروا
دیتے ہو تم بھی اس بات کی بالیقیں
کیا گواہی کہ ہے سچا دینِ مبیں
بولا نجاشی اے بندۂ باصفا
دیتا ہوں میں شہادت براہِ خدا
سربسر صدق ہے دعوتِ مصطفیٰ
مشتمل حق پہ ہے دینِ خیرالوریٰ
اے عمرو مردِ حر بندۂ ذی وقار
کر لو تم بھی اسی دین کو اختیار
جاؤ گے دنیا و آخرت کی سبھی
تم بھی پا نعمتیں میرے پیارے اخی
میرا ایمان ہے کہ حبیبِ خدا
داعیِ دینِ حق خاتم الانبیاء
ایک دن غلبہ پا جائیں گے بالیقیں
اپنے اعدا پہ اے بندۂ دوربیں
جس طرح حضرتِ موسیٰ فرعون پر
رب کی نصرت سے غالب ہوئے سربسر

نجاشی کے ہاتھ پر قبولِ حق

میں نے کر ڈالا برجستہ اس سے سوال — اے شہ حبشہ اے بندۂ باکمال
ان کی جانب سے لینے کو بیعت میری — تم ہو تیار کیا دینِ حق کے ولی
بولا نجاشی بندۂ صدق و صفا — کیوں نہیں کیوں نہیں ہاتھ آگے بڑھا
بہرِ بیعت بڑھا اس گھڑی میرا ہاتھ — دیدیا ہاتھ میں شاہ حبشہ کے ہاتھ
بندہ ناچیز اک صدقۂ مصطفیٰ — پا گیا نعمتِ دینِ رب العلیٰ

شاہ حبشہ کا مشفقانہ سلوک عزت افزائی اور میری احباب میں واپسی

شاہ نے ازرہِ پیار لطف و عطا — دھویا خوں میرا خود بندگانِ صفا
شاہی پوشاک دی کرنے کو زیبِ تن — اب مجھے صدقۂ دینِ شاہ زمن
آج پہنے ہوئے فاخرانہ لباس — پہنچا واپس میں جب اپنے یاروں کے پاس
ہو گئے دیکھ کر مجھ کو خوش باخدا — شاہی پوشاک میں بندگانِ وفا
مجھ سے گویا ہوئے بندۂ باصفا — کیا بنا تیری عرضی کا کچھ تو بتا
ازروئے مصلحت میں نے اتنا کہا — تھی ملاقات یہ اولیں باخدا
اس لئے میں نے بات ایسی چھیڑی نہیں — مصلحت کے نہیں اس کو سمجھا قریں
پھر کبھی جاؤں گا اور کروں گا یہ بات — اس کی خدمت میں مردانِ عالی صفات
اس پہ سب نے کہا بندۂ باکمال — خوب رکھا تو نے مصلحت کا خیال
آخر اس میں ہمیں اتنی جلدی ہے کیا — گر نہیں آج تو کل بفضلِ خدا
اپنا مقصود پا لیں گے ہم۔ بالیقیں — شاہی دربار سے بندۂ دوربیں

احبابِ قبیلہ سے علیحدگی اور شہرِ نبوی کا قصد

کہتے ہیں اس طرح سے یہ بندۂ خاص — مردِ پرعزم یعنی عمرو ابنِ عاص
میں بہانہ کوئی کر کے احباب سے — ہو گیا اب جدا اپنے اصحاب سے
اپنے جذبوں میں طوفاں سموئے ہوئے — اک جہانِ تصور میں کھوئے ہوئے
پہنچا ساحل پہ سیدھا براہِ خدا — کرنے کو افتتاحِ سفر برملا
کشتی اک جانے کے واسطے تھی تیار — ہو گیا میں بھی جلدی سے اس میں سوار
پہنچی لے کر مجھے بندگانِ صفا — کشتی وہ جس جگہ اب بفضلِ خدا
اس بندرگاہ کو حلقۂ خوش کلام — رکھا تھا لوگوں نے دے شعیبہ کا نام

ہداۃ کی بستی میں ورود اور خالد بن ولید سے اتفاقیہ ملاقات

اب یہاں سے خریدا میں نے اک شتر — جاری رکھتے ہوئے سوئے طیبہ سفر
مرالظہران سے اب گزرتا ہوا — پہنچا اک بستی میں جا بفضلِ خدا
نام تھا جس کا بلدِ ہداہ دوستو — اس سے ہوتا ہوا جو چلا دوستو
شہرِ نبوی کی جانب بفضلِ خدا — لے کے جذبات میں ایک طوفان سا
چلتے چلتے ہوا اب جو میرا گزر — پاس اک خیمے کے بندگانِ ہنر
آدمی دو وہاں مجھ کو آئے نظر — جب کیا غور میں نے ذرا خاص کر
ایک تو ان میں تھے خالد ابنِ ولید — دید جن کی بنی واسطے میرے عید

میرا ہمدمانہ استفسار اور خالد بن ولید کا جواب

زیرِ وارفتگی میں نے ان سے کہا — اے میرے دیرینہ ہمدم و ہمنوا

اس سے اس جگہ بندۂ باہنر | عزم رکھتے ہو کیا اپنے پیشِ نظر
فرطِ جذبات میں بولے ابنِ ولید | کیوں نہ دوں تجھ کو اک روح پرور نوید
میں تو ہوں جا رہا شاہِ دوراں کے ہاں | پانے ایمان کی دولتِ بیکراں
سچ پوچھو تو ہے بات یہ باخدا | ہیں رہے لوگ تیزی سے اسلام لا
قابلِ ذکر اب کوئی ایسا نہیں | شخص وہ جس نے اے بندۂ دوربیں
اس حقیقت کو نہ کر لیا ہو قبول | اس لئے بہتر ہے کر لیں ہم بھی قبول
دعوت دین و ایماں بفضلِ خدا | رکھیں تاخیر ہرگز نہ اس میں روا
ہم نے تاخیر کر دی اگر کچھ مزید | جانے بوجھے رہے راہِ حق سے بعید
تو وہ دن اب نہیں دور میرے اخی | پہنچیں گے حق پرستوں کے جب آہنی
ہاتھ اور لیں گے گردن ہماری دبوچ | اس لئے چاہیے لینا انجام سوچ
اپنا اچھی طرح اب ہمیں باخدا | ہمدمِ دیرینہ بندۂ باصفا

میری منزل بھی ہے کوچہ مصطفیٰ ﷺ

میں نے اس سے کہا خالد ابنِ ولید | واللہ تاخیر ہو گی نہ اب کچھ مزید
میں بھی ہوں شہرِ نبوی کو ہی جا رہا | میری منزل بھی ہے کوچہ مصطفیٰ
راہی ہیں دونوں ہم ایک ہی راہ کے | چاہنے والے ہیں ایک کی چاہ کے

عثمان بن طلحہ کی طرف سے جذبات خیرسگالی کی فراوانیاں

اتنے میں دوسرا بندۂ کبریا | جو تھا خیمے کے اندر بفضل خدا
آیا باہر نکل ایسے کہتا ہوا | مرحبا مرحبا بندۂ باصفا

مرحبا میرے بھائی عمرو ابن عاص — مرحبا مرحبا ایک بندۂ خاص
کون تھا مردِ حق بندۂ باصفا — جس نے مجھ کو کہا مرحبا مرحبا
اس قدر فرحت اور شادمانی کے ساتھ — زیرِ وارفتگی شادکامی کے ساتھ
بیٹا طلحہ کا اک مردِ ذیشان تھا — ہمدم و جانِ من یار عثمان تھا

ایک صاحب نظر کا قول بلیغ

اپنے من میں لئے اک سہانی لگن — پانے کو عزِ دیدارِ شاہ زمن
سوئے منزل تھے جب ہم رواں اور دواں — پانے کو ایک اعزازِ رفعت نشاں
پہنچے اب جونہی ہم بئرِ عنبہ کے پاس — تھا وہاں پر کھڑا بندہ اک حق شناس
جب پڑی شخصِ مذکور کی باخدا — ہم پہ پہلی نظر بندگانِ صفا
فرطِ جذبات میں آ کے اٹھا پکار — ان دو افراد کے بندگانِ وقار
یوں چلے آنے سے مکہ نے باخدا — ہاتھوں میں اب ہمارے ہی دی ہے تھما
باگ دوڑ اپنی اور عزت و آبرو — زینتِ میکدہ اپنے جام و سبو

وہ قولِ بلیغ اپنے اندر کتنی وسعتیں رکھتا تھا

کہتا ہے ذوق جاوید اس جا میرا — اے میرے ہمسفر ہمدمِ باوفا
کھینچ کر رکھ دوں تصویر اک دلنشیں — منظرِ دلربا کی بطرزِ حسیں
تھا جسے دیکھ کر ایک اہلِ نظر — آج اٹھا تڑپ بندۂ حق نگر
کاسۂ دل لئے کوئے محبوب میں — دیکھے جو اس نے اک سعیٔ مرغوب میں
عالمِ کفر کے دو گرامی سپوت — منفرد سورما اور نامی سپوت

جن پہ تھا کارِ مکہ کا دار و مدار — کفر کی آبرو اس کا عز و وقار
چہرۂ شرک کا سارا غازہ سنگھار — رونقِ رزم اور زینتِ کارزار
ہیں گئے عشق کے ہاتھوں امروز ہار — اور چلے آئے ہیں آج ہو کے فرار
ربِ عالم کے محبوب کے پاؤں میں — نخلِ رحمت کی ٹھنڈک بھری چھاؤں میں
منہ سے بے ساختہ اس کے نکلے یہ بول — گوشِ فطرت میں جو رس گئے ایک گھول
صاحبِ طرزِ شمشیر زن خوش خرام — سورماؤں کے آنے سے یوں تیزگام
پیکرانِ صفا بندگانِ صفا — ہو مبارک تمہیں مژدۂ جانفزا
مکہ نے گویا ہے اب بلاچوں چرا — ہاتھوں میں ان تمہارے ہی دی اب تھما
باگ دوڑ اپنی اور عزت و آبرو — زینتِ میکدہ اپنے جام و سبو

سرورِ انبیاء ﷺ کو ہماری آمد کی خبر مل چکی تھی

اتنا کہتے ہوئے بندۂ باصفا — مسجدِ نبوی کی سمت میں مڑ گیا
اس کی نسبت ہمارا یہی ہے خیال — دینے کے واسطے تھا گیا خوش خصال
رب کے محبوب کو اک بشارت حسیں — آج اس خیر کے امر کی بالیقیں
اب قدم بوس ہونے کو سرکار کے — نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار کے
حاضر ہیں ہو رہے خالد اور ابنِ عاص — لائی ہے کھینچ کر آج انہیں پیاسِ خاص

شہرِ نبوی میں داخلہ

پہنچے جب تینوں ہم رب کے پیارے کے دیس — دکھیوں اور غمزدوں کے سہارے کے دیس
اترے جا برمقامِ حرہ برملا — باندھے اپنے شتر اس جگہ باخدا

غسلِ تازہ کیا اور بدلا لباس — کرنے کو تشنگی دور اور اپنی پیاس
چل پڑے جانبِ مسجدِ نبوی ہم — دل میں ارماں بسائے ہوئے دم بدم

سرورانبیاء ﷺ کا چہرۂ انور ہمیں دیکھ کر فرطِ مسرت سے دمک اُٹھا

پہنچے مسجد کے جب دوستو ہم قریں — تھا سماں طاری جاں پرور و دلنشیں
اس سمے عصر کی روح پرور اذاں — تھی ہوئے جا رہی ملتِ خوش گماں
جونہی داخل ہوئے نبوی مسجد میں ہم — کیا بتائیں تمہیں سامعیں محترم
ہم پہ جذبات تھے طاری کیا اس سمے — اور فیضان تھے جاری کیا اس سمے
دیکھا کیا ہم نے کیا ہم کو آیا نظر — کچھ نہیں یاد عشاقِ خیرالبشر
یاد بس اتنا ہے اتنا ہی باخدا — جونہی دیکھا ہمیں چہرۂ مصطفیٰ
ازرہِ شادمانی دمکنے لگا — رنگ جذبات نوری چمکنے لگا

سعید روحیں ایک دوسرے کو پہچان رہی تھیں

آپ کے گرد جتنے بھی اصحاب تھے — آپ کے جاں نثار اور احباب تھے
وہ بھی سب اس سمے خوب مسرور تھے — قلب ان کے مسرت سے معمور تھے
آفرینش سے جو جان پہچان تھی — روحوں کی باعثِ راحتِ جان تھی
تھے تکے جا رہے آج چہرے سعید — ایک دوجے کے سب بندگانِ سعید
فرط جذبات میں شادمانی کے ساتھ — الفت و پیار کی اک روانی کے ساتھ

دستِ مصطفیٰ ﷺ پر قبولِ اسلام

تھی فلک پہ تنی اک رداء نورؔ کی — وجد اور کیف کی جذبِ مسرور کی

نوری برسات میں بندگانِ ہنر — آج صدقۂ سرکار خیرالبشر

خدمت شاہ ابرار میں برملا — پہلے خالد بڑھے اور بفضل خدا

دستِ اقدس پہ بیعت کی اسلام کی — حق پرستی کی رہ دین و ایمان کی

بعد ان کے بیعت سے ہوئے بہرہ ور — طلحہ کے بیٹے عثماں میرے ہمسفر

بارگہ نبوی میں میری عرضداشت

اور آخر میں مجھ کو سعادت ملی — ہاتھ میں لے کے میں آج دستِ نبی

غایتِ شادمانی میں گویا ہوا — آپ کے عالی دربار میں برملا

رب کے محبوب و مختار خیرالبشر — بیعت ہذا ہے میری اس شرط پر

سابقہ سب گنہ میرے کر دیں معاف — بارِ عصیاں سے ہو جاؤں پاک اور صاف

سن کے عرض میری آپ نے یوں کہا — اے عمرو مردِ حر بندۂ باصفا

لانا اسلام کا سارے عصیاں کا بار — دیتا ہے دورِ ماضی کے سر سے اتار

ایسے ہی کارِ ہجرت براہِ خدا — عصیاں نابود کر دیتا ہے برملا

کہتے ہیں اس طرح بندۂ خوش خصال — مجھ کو اس بات کا آ سکا نہ خیال

اس سے کہ میں خدمت میں سرکار کی — یہ بھی عرضی کروں پیش میرے نبی

صاف ہو جائیں صدقۂ خیرالبشر — بعد کی عمر کے بھی گناہ خاص کر

سرورِ انبیاء ﷺ کی خصوصی شفقت جو ہمیں حاصل رہی

کہتے ہیں یہ فدا کارِ خیرالبشر — لا کے اسلام جب بن گئے حق نگر
دونوں ہم اللہ کے فضل سے بالیقیں — بعد اس روز کے بندگانِ متیں
جب بھی مشکل پڑی مرحلہ سخت سا — آیا درپیش سرکار نے برملا
ہم فدا کاروں کو سب پہ ترجیح دی — ٹھہرے ہم دونوں ہی انتخابِ نبی
آیا جب دور بوبکر صدیق کا — ان کا بھی حسبِ سابق وطیرہ رہا
ابنِ خطاب کو جب خلافت ملی — امتِ مسلمہ کی نظامت ملی
ساتھ میرے رہا ان کا طرزِ عمل — حسبِ سابق ہی صدقۂ ختم الرسل
البتہ ساتھ خالد کے حضرت عمر — کچھ بدل سے گئے بندۂ حق نگر
ان سے ناراض لگتے تھے وہ باخدا — وجہِ ناراضگی جانتا ہے خدا

عالمِ کفر کے نامور جرنیل خالد بن ولید کے قبولِ اسلام کی داستاں

کس طرح پہنچا خدمت میں سرکار کی — نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار کی
عالمِ کفر کا یہ عوامی سپوت — نامور اور نامی گرامی سپوت
اور ہوا نورِ ایمان سے بہرہ ور — کس طرح سے بنا بندۂ حق نگر
واقعہ اس کے اسلام لے آنے کا — نعمتِ ربِ رحمٰن پا جانے کا
ساتھ تفصیل کے حلقۂ خوش عناں — کر چکے ہم ہیں کچھ دیر پہلے بیاں
کس طرح سوچ میں اس کی اک انقلاب — آیا اور کس طرح بندۂ لاجواب
مائلِ ایماں و حق شناسی ہوا — کس طرح حق پرستی کا قائل ہوا

یہ بھی ہے اک حسیں دلربا داستاں وجد انگیز چشم کشا داستاں
سنتے ہیں اس سے اب اس کے الفاظ میں اس کے اسلوب میں اس کے انداز میں
اس کے اسلام لانے کی ہم داستاں کہتا ہے اس طرح مردِ رفعت نشاں

خالد بن ولید کے قبول اسلام کی کہانی خود ان کی اپنی زبانی

حق تعالیٰ نے جب یہ ارادہ کیا پاؤں انعام میں صدقۂ مصطفیٰ
ڈال دی قلب میں میرے اسلام کی الفتِ بے بہا رغبت ایمان کی
میرے جذبوں کا رخ پھر گیا برملا حق پرستی کی جانب بفضلِ خدا

میرے لیے لمحہ فکریہ اور ایک سوالیہ نشان

قبلِ حدیبیہ جس قدر باخدا تھے ہوئے معرکے بندگانِ صفا
اہل اسلام و کفار کے درمیاں ان سبھی میں مَیں شامل ہوا بے گماں
بن کے اجداد کے دین کا پاسباں قومی غیرت کا پرچم لئے جانِ جاں
پہنچا ہر بار میں اس نتیجے پہ ہی بے ثمر ہی رہے گی ہماری سعی
اک نہ اک دن یقیناً بفضلِ خدا کامراں ہوں گے محبوبِ ربِ العلی
ان سے ٹکراتے رہنا خدا کی قسم ہے ضیاعِ وقت و قوت کا اک دم بدم

صلح حدیبیہ کے موقع پر میں ہی لشکر اسلام کے سدراہ ہوا تھا

آئے تھے جب رسولِ خدا برملا اللہ کے فضل سے کرنے عمرہ ادا
دستہ جو روکنے راستہ برملا گھڑ سواروں کا تھا ایک بھیجا گیا
دستہ مذکورہ کا میں ہی سالار تھا اسپ پر نامرادی کے اسوار تھا

صف بہ صف ہم فدایانِ لات و منات — جب کھڑے ہو گئے ڈالے ہاتھوں میں ہاتھ
رک گئی پیش قدمی میرے ہمنوا — لشکرِ اہلِ اسلام کی برملا
یاد ہے آج بھی مجھ کو یہ بالیقیں — کی ادا تھی وہاں رحمتِ عالمیں
رب کے محبوبِ یکتا نے اپنی نماز — اور تھے جب وہ مصروفِ راز و نیاز
عجز سے اپنے آقا و مولا کے ساتھ — جاں نثاروں کو اپنے لئے اپنے ساتھ
ہم نے تھا حملے کا اک ارادہ کیا — پا سکے نہ مگر حملے کا حوصلہ
لگتا ہے آپ کو ہو گئی تھی خبر — تھا ہمارے جو اقدام پیشِ نظر
اس لئے عصر کی بندۂ پاکباز — رب کے محبوب نے جو پڑھی تھی نماز
وہ پڑھی بر طریقۂ خوفِ جلی — جس سے ظاہر ہوا اللہ جن کا ولی
اور نگہبان ہو بندگانِ صفا — دے نہیں سکتا نقصان کوئی ذرا
اس لئے اپنا لشکر لئے باخدا — میں وہیں سے ہی دائیں طرف مڑ گیا
آگے بڑھتے ہوئے ہو گئے خیمہ زن — برمقامِ حدیبیہ شاہِ زمن
اس جگہ ہر دو اطراف کے درمیاں — ہو گئی صلح جب ماورائے گماں
میں نے دل میں کہا خالدِ باصفا — سوچ باقی بھلا اب ہے کیا رہ گیا
اب تجھے چاہیے یاں سے جانا نکل — چاہیے لینا مسکن ہی اپنا بدل

میں ہر قیمت پر مکہ کو خیرباد کہہ دینا چاہتا تھا

ذہن میں تھا میرے یہ سوالی نشاں — جاؤں مکہ سے باہر تو جاؤں کہاں
جاتا ہوں حبشہ تو اس کا فرمانروا — ہے چکا خود محمد پہ ایمان لا
کافی تعداد میں اس کے زیرِ نگیں — ہیں مسلماں بھی رکھتے رہائش وہیں

اور اگر جاتا ہوں شاہِ روما کے ہاں
پانے کو عافیت اور جہانِ اماں

تو مجھے چھوڑنا ہو گا آبائی دین
زیست کے ہوں گے دن دیکھنے بدترین

بن کے رہنا ہو گا عجمیوں کا غلام
رات دن شاہ کو کرنا ہو گا سلام

میری غیرت نہ اس کو کرے گی قبول
کیا اسی کار میں لیے راہوں کی دھول

چھانوں گا اور دیکھوں گا یہ دن برے
ایسا ہو نہ کبھی رب نہ ایسا کرے

ہجرت کیلئے جب کوئی مقام موزوں نظر نہ آیا تو مکہ ہی میں گوشۂ تنہائی تلاش کرلیا

اس لئے جب رہا نہ کوئی چارہ کار
سامنے تو لگا یہ مجھے باوقار

کہ رہوں خامشی سے پڑا گھر میں ہی
اور بسر ڈالوں کر اپنی یہ زندگی

توڑ کر رشتے گوشۂ تنہائی میں
نہ پڑوں اب کسی کارِ رسوائی میں

سرورِ انبیاء ﷺ کی برائے عمرہ آمد اور ہماری روپوشی

اب اسی کشمکش کا ہوئے میں شکار
جبکہ ایامِ ہستی رہا تھا گزار

آئے محبوبِ رب کرنے عمرہ قضا
ساتھ احباب نایاب کے باخدا

ہو گیا میں بھی روپوش جیسے سبھی
ہو گئے تھے قریشی اکابر شقی

کیونکہ ہم ازروئے کینہ بغض و عناد
آپ کا داخلہ در عروس البلاد

دیکھنے کے روادار نہ تھے ذرا
اس قدر سینوں میں تھا ہمارے بھرا

بغض منبعٔ انوار کے واسطے
رب کے محبوب و مختار کے واسطے

میرا بھائی ولید بن ولید کاروانِ محمدی ﷺ میں شامل تھا

یہ بھی قدرت کا تھا کھیل مردِ سعید — کہ میرا دوسرا بھائی یعنی ولید
ساتھ اہل اللہ کے تھا شریکِ سفر — چونکہ تھا بن چکا سرتاپا حق نگر
اس نے مجھ کو کیا ہر جہت میں تلاش — پا سکا نہ مجھے باوجودِ تلاش
جب لگا جانے کر کے وہ عمرہ ادا — دے گیا خط میرے نام اک دلربا

ایک دردمند بھائی کا اپنے بھائی کے نام خط

بھائی کے نام اس کے سگے بھائی کا — خیر پر مبنی اک نامۂ دلربا
ہیں لگے کرنے اب ہم سپردِ قلم — اس لئے آپ بھی سامعیں محترم
اس کو سنئے ذرا دل کے در وا کیے — سارے ابوابِ فکر و نظر وا کیے
دیکھیں گے آپ اس نامے میں برملا — خیر خواہی کا ایک نقطۂ انتہا
درد اور سوز کا ایک سیلِ رواں — فطری جذبات کا ایک آتش فشاں
کیسے اسلوب میں اور حکمت کے ساتھ — سر ملاتے ہوئے سازِ فطرت کے ساتھ
داعیٔ دین اک بندۂ حق نما — ایک خوابیدہ دل کو رہا ہے جگا
نکہتوں اور چھاؤں بھری راہ پر — نور کی کہکشاؤں بھری راہ پر
بھائی کو کیسے بھائی رہا ہے بلا — قلب کے تار اس کے رہا ہے ہلا
کرنے کو اس کا اندازہ ذوق نظر — چاہیئے چاہیئے درد و سوزِ جگر
مثلِ آئینہ فکر و نظر چاہیئے — قلب بالیدہ مثلِ گہر چاہیئے
خیر خواہانہ نقطہ نظر چاہیئے — روشنی من کی اور چشم تر چاہیئے

چاہیے درد کی دولتِ بے بہا سوز و ہمدردی اور قلب و جاں کی ضیاء

وہ خط جس کا ایک ایک مقام سنہری حروف میں لکھے جانے کے لائق ہے

بعد از تسمیہ یوں مخاطب کیا بھائی نے بھائی کو بندگانِ خدا

ہے میرے واسطے امر یہ باخدا سخت حیران کن اور تعجب فزا

کہ رہی آج تک ہے نظر سے تیری کیسے حقانیت مخفی اسلام کی

حالانکہ تو ہے اک شخصِ بالغ نظر اپنی دانش میں بے مثل اور باہنر

سربسر خیر اور سچا اسلام سا دین رہ سکتا ہے کس طرح سے بھلا

تیری نظروں سے مستور پیارے اخی بات ہے سر بسر یہ تعجب بھری

تھے رہے پوچھ مجھ سے بفضلِ خدا تیرے بارے میں سرکار خیرالوریٰ

ہے کہاں چھپ گیا تیرا بھائی ولید حق پرستی سے کیوں بھاگتا ہے بعید

میں نے کی عرض سرکار خیرالوریٰ مجھ کو امید ہے مولا لے آئے گا

جلد ہی اس کو قدموں میں سرکار کے آئے گا ایک دن جان و دل وارتے

یہ بھی فرمایا سرکار نے برملا تیرے بارے میں او بندۂ باحیا

بندہ خالد سا اک زیرک و باہنر کیسے رہ سکتا ہے جاہل و بے خبر

حق پرستی کی رہ یعنی اسلام سے رشد کے نور سے نور ایمان سے

اللہ کے دشمنوں مشرکوں کے خلاف ظالموں بے اماں کافروں کے خلاف

کرتا گر وہ مدد دین اسلام کی تو اسی میں تھی اس کے لیے بہتری

وصف جو خاص ہیں اس کے کردار میں — اس کی سیرت میں اور طور و اطوار میں

اس بنا پر اسے ہم بفضلِ خدا — دیتے ترجیح بھی دوجوں پر برملا

اے میرے لاڈلے بھائی ابنِ ولید — وقت اب کچھ نہ ضائع کرو تم مزید

ہو چکا جو کچھ اس کا تدارک کرو — پانے کو نعمتِ رشد آگے بڑھو

تم نے ماضی میں ضائع کیے کتنے ہی — موقعے اس طرح جاں سے پیارے اخی

موقعِ ہذا کو اب نہ ضائع کرو — اپنی نادانیوں کا تدارک کرو

پانے کو نعمتِ رشد آگے بڑھو — ذرہ بھر بھی نہ تاخیر اب تم کرو

خط کے مندرجات نے میرے قلب وباطن میں ایک تلاطم پیدا کردیا

بھائی کے دردمندانہ اور دلکشا — سربسر خیر خواہانہ اور دلربا

خط نے تو میری آنکھیں بفضلِ خدا — آن کی آن میں رکھ دیں کر کے ہی وا

اور یمِ قلب میں موجزن ہو گیا — اک تلاطم سا اک سخت طوفان سا

جاگ اٹھا مجھ میں اسلام لانے کا شوق — نعمتِ ربِ رحمٰن پانے کا ذوق

رب کے محبوب کے بارے میں جو عناد — رکھتا تھا دل میں میں حلقۂ خوش نہاد

باقی رہ نہ گیا قلب میں ذرہ بھر — ہو گئے مجھ کو محبوب خیرالبشر

انہی ایام میں میں نے دیکھا یہ خواب — کہ نکل کر میں خطے سے یکسر خراب

اب چلا آیا ہوں ارضِ شاداب میں — ارضِ ظلمت سے خطۂ نایاب میں

سفرِ مدینہ کیلئے رفیقِ سفر کی تلاش

کر لیا میں نے اک عزمِ پختہ بایں — امر کہ خدمتِ رحمتِ عالمیں

سرور انبیاء نبیٔ مختار میں — جا کے دوں حاضری نوری دربار میں
اب میرے سامنے اک یہی تھا سوال — جائے گر مل رفیقِ سفر خوش خصال
کام ہو جائے گا میرا آسان تر — گذرے گا جب رفاقت میں اس کی سفر
قلبِ مضطر لئے اور لئے چشمِ تر — پائیں گے جا کے دیدارِ خیرالبشر
گھر سے نکلا جونہی یہ ارادہ لئے — ہمسفر پانے کی دل میں نیت لئے
ہو گیا سامنا میرا صفوان سے — بیٹے امیہ کے مردِ نادان سے
کر کے اس کو مخاطب یوں میں نے کہا — اپنی حالت نہیں دیکھتے تم ذرا
کس قدر ہو چکے ہیں میرے ہمنوا — سب ہی بدحال ہم بندۂ باصفا
جبکہ ہے دائرہ دین و ایمان کا — دعوتِ دینِ محبوبِ رحمان کا
تیزی سے ہر جہت در عرب اور عجم — پھیلتا جا رہا اب خدا کی قسم
کیا یہ بہتر نہیں بندۂ دوربیں — چل کے ہم پہنچیں خود رحمتِ عالمیں
سرور ہر دو عالم کے دربار میں — چھوڑ کر ظلمتیں بلد انوار میں
اس سے بڑھ جائے گی عزت و آبرو — ہم خطاکاروں کی بندۂ نیک خو
بات پر میری لیکن وہ اٹھا بھڑک — اور گویا ہوا اس طرح بے دھڑک
آئے گو دنیا ساری لے اسلام بھی — لاؤں گا پھر بھی اسلام میں نہ کبھی
اتنا کہہ کے وہ نادان مردِ خفا — چل دیا اپنے گھر بڑبڑاتا ہوا
میں نے سوچا یہ ہے شخص مردِ خفا — بھائی اور باپ جس کے بحکمِ خدا
غزوۂ بدر میں مارے ہیں جا چکے — اس قدر دل گرفتہ ہے یہ اس لئے
اس سے امیدِ ایمان بے سود ہے — اس کی قسمت میں ایمان مفقود ہے
پھر ملاقات میری بفضلِ خدا — پسرِ بوجہل سے ہو گئی برملا

عکرمہ جو میرا دیرینہ یار تھا — سوچ میں اپنی جو مردِ مختار تھا

میں نے اس سے بھی بالکل وہی کچھ کہا — جو میں ابنِ امیہ سے تھا کہہ چکا

اس کا بھی سخت مایوس کن تھا جواب — جس میں شامل تھی اک نفرتِ بے حساب

اہلِ اسلام و اسلام کے واسطے — دینِ حق دینِ رحماں کے واسطے

میں نے اس سے مگر ایک وعدہ لیا — نہ بتائے گا ہرگز ارادہ میرا

فردِ واحد کو بھی شہر مکہ میں وہ — دفن اس راز کو دل میں کر دے گا وہ

گھر واپسی اور ایک مخمصہ

لوٹا جب گھر میں واپس بفضلِ خدا — اپنے خادم کو کر کے مخاطب کہا

کس کے پالان کر دے تو میرا شتر — اچھی طرح سے تیار مردِ ہنر

آتا ہوں مل کے واپس میں عثمان کو — رکھو تیار تم میرے سامان کو

میں نے دل میں کہا گرچہ نادان ہے — یار پکا میرا لیکن عثمان ہے

بات کرنے میں اس سے بفضلِ خدا — ہے بھلا کیا قباحت بھلا حرج کیا

پھر خیال آیا او خالدِ سادہ خو — بات کس طرح کی دل میں رکھتا ہے تو

غزوۂ احد میں اس کے کتنے نبیل — ہو چکے اہلِ ایماں کے ہاتھوں قتیل

اس لئے مانے گا کب وہ مردِ خفا — بات تیری ان حالات میں باخدا

پھر خیال آیا آخر قباحت ہے کیا — دینے میں ایک دعوت براہِ خدا

گر گیا مان تو پائے گا وہ نجات — اور اگر ضد پہ قائم رہا بدصفات

مجھ کو تو کم سے کم دے گا نہ کچھ ضرر — رکھے گا کچھ تو پاسِ قرابت مگر

عثمانؓ بن طلحہ جس کا نصیب جاگ اٹھا

اس لئے آ گیا چل کے میں اس کے پاس — رکھ دیا دردِ دل بندۂ حق شناس
پوری دلسوزی سے یار کے روبرو — اور کہا اس سے اے بندۂ نیک خو
ساتھ چل میرے اور چل کے بگڑی بنا — چل کے ایماں کی پا دولتِ بے بہا
کر لی دعوت میری بے تامل قبول — اس نے برعکس ان بندگانِ جہول
بندگانِ شقی کے بفضلِ خدا — دے دیا عندیہ مجھ کو اسلام کا

شہر نبوی ﷺ کی طرف روانگی

طے ہوا امر یہ دونوں کے درمیاں — کل سحر چشمہ یاجج پہ ہم بے گماں
اب کریں گے ملاقات اور باخدا — پہلے پہنچے گا جو بندۂ کبریا
دوسرے کا کرے گا وہاں انتظار — پھر کریں گے سفر جانبِ کوئے یار
صبح دم دوسرے دن بفضلِ خدا — چشمے پر آ ملے جیسے طے تھا ہوا
اور پھر کر دیا افتتاحِ سفر — جانبِ طیبہ صدقۂ خیرالبشر

شہر نبوی کے قریب ایک بستی میں عمرو بن عاص سے ملاقات

اور ان کی رفاقت میں روانگی

پہنچے جب دونوں ہم ایک بستی کے پاس — مل گئے اتفاقاً عمرو ابنِ عاص
خوشیوں کی نہ رہی اب کوئی انتہا — جب ملے ایسے میں ہمدمِ باصفا
میں نے پوچھا عمرو جا رہے ہو کدھر — اس نے بتلایا کہ کوئے خیرالبشر

میں نے اس سے کہا بندۂ باصفا میری منزل بھی ہے کوچۂ مصطفیٰ
لینے سوز جگر میں بھی ہوں جا رہا دیکھنے اس کا در میں بھی ہوں جا رہا
ملتی ہے درد مندوں کو جس سے شفا دین و ایمان کی نعمتِ بے بہا
چاہتا ہوں کہ اب اڑ کے پہنچوں وہاں ملتی ہے غم کے ماروں کو جس جا اماں

کوچۂ مصطفیٰ کی غلامی کا شوق

سرور انبیاء کی غلامی کا شوق کوچۂ مصطفیٰ کی سلامی کا شوق
اپنے دل میں لئے شہر نبوی چلے رہروانِ وفا پیار کے قافلے
پہنچے جب ہم مدینے بفضل خدا اترے حرہ پہ اور بندگانِ صفا
غسل تازہ کیا اور بدلا لباس آج بر آئی تھی اپنی دیرینہ آس
آمدِ گنہ گاراں کی بھی سربسر رب کے محبوب کو ہو چکی تھی خبر

شہرِ نبوی میں بھائی سے ملاقات

دل میں طوفاں لئے جا رہے تھے جبھی تینوں مہمان ہم سوئے کوئے نبی
میرا بھائی مجھے راہ میں مل گیا فرطِ جذبات میں مجھ سے کہنے لگا
پہنچو جلدی کرو بندگانِ خدا کیونکہ فرما رہے ہیں حبیبِ خدا
مسجدِ نبوی میں آپ کا انتظار جب سنا ہم نے یہ بندگانِ وقار
اپنی خوش بختی پر ناز کرتے ہوئے حق کی آواز پہ کان دھرتے ہوئے
ہو گئے پہلے سے بڑھ کے ہم تیز گام پانے کو نعمتِ دیدِ خیرالانام

مسجد نبوی میں داخلہ اور دیدار نبوی ﷺ

پہنچے جب نبوی مسجد میں ہم باخدا — سامنے پا کے محبوبِ رب العلیٰ
ہم گئے اپنی اس اعلیٰ بختی پہ جھوم — ہو کے بے خود گئے آج مستی میں گھوم
شاہِ ہر دوسرا تھے تکے جا رہے — مجھ کو اور تھے تبسم بھی فرما رہے
پیشِ خدمت کیا میں نے بڑھ کر سلام — آپ نے بھی دیا مجھ کو بالالتزام
شفقتوں سے مزین حسیں تر جواب — جس میں تھیں برکتیں رحمتیں بے حساب

میرا قبول اسلام اور سرور انبیاء ﷺ کی طرف سے

بے پایاں شفقتوں کا اظہار

عرض کی میں نے دیتا ہوں میں برملا — یہ شہادت کہ اللہ کے ماسوا
کوئی ہستی نہیں لائق بندگی — اور ہیں آپ اس کے رسول و نبی
سن کے میری شہادت بفضل خدا — سرور انبیاء نے کہا برملا
ساری تعریفوں کا وہ ہی حقدار ہے — حمد کا اک وہی بس سزاوار ہے
رشد سے جس نے تجھ کو کیا بہرہ ور — مجھ کو امید تھی بندۂ باہنر
کہ تیری عقل و دانش تجھے بالیقیں — خیر تک دے گی پہنچا بفضل متیں

سابقہ کردار پر ندامت کا اظہار اور حضور ﷺ سے

بخشش کی دعا کیلئے درخواست

میں نے کی عرض سرکار خیرالوریٰ — سرور انبیاء شاہ ہر دوسرا

کتنے موقعوں پہ میں بندۂ بدنہاد آپ کی دشمنی میں بروئے عناد
آپ کے سامنے تھا کھڑا ہو گیا آپ کو دکھ دیئے کس قدر ناروا
آپ اللہ سے رحمتِ عالمیں کیجئے یہ دعا احکم الحاکمیں
معاف کر دے میری ان خطاؤں کو وہ بخش دے میرے سارے گناہوں کو وہ
اس پہ فرمایا نبیوں کے سردار نے نبئ رحمت لقب شاہ ابرار نے
قبلِ اسلام کے عصیاں ہیں جس قدر لانے سے رب پہ ایمان وہ سربسر
آنِ واحد میں ہو جائیں گے سب معاف دفترِ عصیاں ہو جائے گا تیرا صاف
میں نے پھر عرض کی خاتم الانبیاء واسطے میری بخشش کے بھی ہو دعا
جس پہ سرکارِ عالم نے بہرِ دعا ہاتھ اپنے دیئے دونوں اوپر اٹھا
اور کہا اے خدا مالک بحر و بر میرے حاجت روا والئ خشک و تر
کی ہے خالد نے جو اک سعی ناروا راہ سے روکنے کی تیری برملا
جس قدر جتنی بھی بار بہرِ عطا بخش دے اس کی یہ کاوشِ پر خطا

دیگر رفقاء کا قبول اسلام

کہتے ہیں حق کے متوالے مردِ سعید عاشقِ مصطفیٰ خالد ابن ولید
جس نے کی بیعتِ مصطفیٰ میرے بعد وہ تھے حضرت عمرو بندۂ خوش نہاد
اور آخر میں جو بندۂ باہنر بیعتِ مصطفیٰ سے ہوئے بہرہ ور
وہ میرے دیرینہ یار عثمان تھے پیکرِ صدق اک عبدرحمٰن تھے

حضرت خالد بن ولید کا ایک قول

کہتے ہیں یہ فدا کارِ خیرالبشر سال تھا آٹھ ہجری کا ماہِ صفر

طیبہ میں جب ہماری ہوئی حاضری پائی ہم نے ضیاء نورِ ایمان کی
پائی یہ روشنی میں نے جس روز سے کہتا ہوں یا خدا بعد اس روز کے
آیا اسلام پر جب بھی کوئی کٹھن مرحلہ، آپ نے صدقہء پنجتن
اب کسی دوسرے کو نہ سمجھا کبھی میرے ہم پلہ مجھ کو ہی ترجیح دی

غزوہ موتہ

صلح حدیبیہ کے بعد اشاعت اسلام کا فروغ اور
قریش و یہود کی شکست خوردگی

بعد از صلح حدیبیہ بالیقیں دعوتِ دین اسلام دینِ مبیں
جس قدر تیزی سے بندگانِ نصیر ساتھ تھی کامیابی کے وسعت پذیر
اس کے پیشِ نظر دشمنانِ نبی رہ گئے تھے دہل کے سبھی کے سبھی
خالد ابنِ ولید اور عمر ابنِ عاص جیسے جرنیل اور سورما خاص خاص
جب چلے آئے دامن میں اسلام کے سائے میں رب کی رحمت کے فیضان کے
جتنے تھے سرغنے دینِ اصنام کے اندر اندر سے سب کھوکھلے ہو گئے
اس لئے بعد از غزوہ احزاب یہ پا سکے نہ کبھی حوصلہ اب یہ کہ
مرکزِ دین و ایماں پہ میلی نظر ڈالیں یا اس کو پہنچائیں کوئی ضرر
ایسے ہی جس طرح غالب حکمت کے ساتھ ہادیٔ انس و جاں سرور کائنات

رب کے محبوب نے شیطنت کے وفود
کر لئے زیر اور شر و مکرِ یہود
رہ گیا سب بکھر کے بفضل خدا
اور عرب بھر میں صدقۂ خیرالوریٰ
سکہ چلنے لگا دین و ایمان کا
اس کے پیش نظر بندگانِ خدا
قوتیں جتنی تھیں دینِ نو کے خلاف
خطۂ ہذا میں دیں کی ضو کے خلاف
رہ گئیں ہو کے اب سب کی سب بے اثر
جا چھپے اب کمیں گاہوں میں فتنہ گر

روم وایران کی دو مستبد عالمی قوتیں

اندریں دور اے رہروانِ وفا
جاں نثاران و عشاقِ خیرالوریٰ
سرزمینِ عرب شرق اور غرب میں
رکھتی تھی اپنے دو مستبد قوتیں
قوتیں وہ جنہوں نے سب اظلام کا
رکھا پھیلا تھا ہر سمت میں دائرہ
خطہ دنیا میں ایسا نہ تھا اب کوئی
جس تلک نہ پہنچ پائی ہو ظلم کی
موجِ اندوہگیں یا کہ سیلِ بلا
جو دو ان قوتوں نے تھا رکھا اٹھا
ہر طرف جا بجا کرۂ ارض پر
دیکھو جس سمت در عالمِ بحر و بر

فروغ اسلام پر وقت کی سامراجی طاقتوں کی تشویش

اس صنم خانہ دنیا میں برملا
رب کی وحدانیت کی بفضلِ خدا
دعوتِ نو نے کی جب بلند اک صدا
ڈنکا بجنے لگا دینِ اسلام کا
لوگوں کے ذہنوں سے صدقۂ مصطفیٰ
زنگ اترنے لگا دینِ اصنام کا
اور لگا بننے تحریکِ اسلام کا
پودا نخلِ تناور بفضلِ خدا
ہو گئیں اس سے بیدار یہ قوتیں
دیتی تھیں ذرہ بھر حیثیت نہ جنہیں

ان کی جانب سے چوکنا ہونے لگیں — چار و ناچار اب یہ سمجھنے لگیں
کہ اگر اس ابھرتی ہوئی قوم کا — ہم نے بروقت اک اندفاع نہ کیا
تو پھر آ سکتا ہے وقت ایسا بھی کل — بات جب جائے گی دسترس سے نکل

قیصر روم کی طرف سے مرکز اسلام پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں

قبل ہی اس کے کہ ریلا اسلام کا — جائے ہمراہِ خود کل جو لیکر بہا
کشورِ روم کا سارا جاہ و حشم — ناگہاں ٹوٹے ملت پہ کوہِ الم
کر لیا پیشگی کیوں نہ جائے دفاع — ممکنہ حملے کا کارگر اندفاع
اس لئے قیصر روم نے دوستو — ساتھ سنجیدگی کے شروع دوستو
کر دی تیاریٔ لابدی برملا — زور اور شور سے بندگان خدا
اور کرنے لگا بندۂ نابکار — اب کسی موقعٔ خاص کا انتظار
جب کیا جائے اک حملۂ پر ضرر — مرکزِ دین و ایمان پر خاص کر

فروغ اسلام پر عیسائی والیانِ ریاست کا معاندانہ طرز عمل

دینِ اسلام کی دعوتِ دلربا — تھی لگی پھیلنے بندگانِ خدا
ماورائے عرب ان علاقوں میں بھی — تھے عملداری میں جو بھی روم کی
بات یہ روم کے مستبد حکمراں — کس طرح سکتے تھے کر گوارا یہاں
اس لئے والیٔ شام نے باخدا — جاری کر رکھا تھا حکم یہ برملا
شام کا رہنے والا کوئی اپنا دیں — لے بدل تو بطورِ سزا اب وہیں
جائے دی فوراً ہی اس کی گردن اڑا — رکھی جائے روا نہ رعایت ذرا

اہلِ ایماں پہ اس ڈھب کا ظلم و ستم کیسے کر سکتے تھے سامعیں محترم
آپ برداشت محبوبِ ربِ العلیٰ نبیٔ رحمت لقب شاہِ ہر دو سرا

قاصدِ مصطفیٰ ﷺ کا بہیمانہ قتل

اسی اثناء میں اے بندگانِ الٰہ آیا درپیش ایسا بھی اک واقعہ
جس سے رہ نہ سکا دھارا حالات کا بن لئے اک اثر بندگانِ صفا
ہوا یہ کہ دو عالم کے سردار نے نبیٔ رحمت لقب شاہ ابرار نے
لکھا تھا نامہ جو شاہ بصریٰ کے نام دعوتِ دین پر مشتمل خوش کلام
نامہ بر آپ کے حارثِ باصفا پہنچے جب لے کے یہ نامۂ دلربا
اس جگہ شام میں جس کا موتہ تھا نام آ ملا ان سے اک بندۂ بے لگام
نام تھا جس کا شرجیل مردِ دغا تھا رئیس ایک جو قیصرِ روم کا
حضرت حارث سے گویا ہوا بدگماں کون ہو اور ہو جا رہے تم کہاں
بولا کیا تم مبلغ ہو اسلام کے نامہ بر ہو علمدارِ اسلام کے
اس سے گویا ہوئے بندۂ باصفا بالیقیں میں ہوں اک قاصدِ مصطفےٰ
سنتے ہی مردِ ملعون نے کیا کیا رسی سے باندھ کر بندۂ باصفا
داعیٔ دین کا کر دیا سر قلم ناروا ایک قاصد پہ ڈھایا ستم

قاصد نبوی ﷺ کا بہیمانہ قتل کوئی معمولی واقعہ نہ تھا

شاہ کونین نے بندگانِ متیں جب سنی یہ خبر ایک اندوہگیں
ہو گئے سخت افسردہ از حد ملول کیوں کہ حرکت ہی تھی یہ خلاف اصول

ظلم پر مبنی اور سر بسر ناروا	آئینہ دار سفاکیت برملا
سمجھا جاتا نہ تھا کرۂ ارض پر	اے میرے محترم بندگان ہنر
قتلِ قاصد روا یوں کسی جگہ بھی	ہر جگہ جاری تھا ضابطہ اک یہی
اس طرح قتلِ معصوم اور خوش خصال	بے سبب ظاہری اور بلا اشتعال
ایک ناقابلِ عفو عصیان تھا	سخت سنگین یہ جرم و عدوان تھا

مجرموں کی گوشمالی کیلئے نبوی اقدام

اس لئے رب کے محبوب و مختار نے	نبیٔ صادق لقب شاہ ابرار نے
لینے کے واسطے خون کا انتقام	دیا ترتیب اک لشکرِ تیز گام
اور روانہ کیا اللہ کے فضل سے	کرنے کے واسطے راست اقدام کے

اسلامی لشکر کی روانگی اور اس کی قیادت کے بارے میں ہدایات

سہ ہزار اہلِ ایمان کا کارواں	جب روانہ کیا سرور دو جہاں
نبیٔ رحمت لقب شاہ ابرار نے	خاتم الانبیاء نبیٔ مختار نے
زید بن حارثہ کو مقرر کیا	سپہ سالارِ لشکر بفضلِ خدا
اور کہا راہِ حق پہ یہ مردِ سعید	جائیں ہو لڑتے لڑتے اگر جو شہید
تو پھر ان کی جگہ جعفر ابنِ ابی	طالب ہوں گے امیرِ سپاہِ جری
اور اگر وہ بھی پی کے شہادت کا جام	راہیٔ خلد ہوں بندۂ خوش کلام
ابن رواحہ بندۂ صدق و صفا	آئیں گے ان کی جا بندگانِ خدا
اور اگر وہ بھی بندۂ رب العلیٰ	شیدا اسلام کے عاشق مصطفٰے

جائیں ہو لڑتے لڑتے بالآخر شہید اندریں صورتِ حال مردِ سعید
جس کو سب اہل ایماں کریں منتخب ہو کے یک رائے مرضی سے اور خندہ لب
مومنوں کی قیادت کرے گا وہی سمجھا جائے گا وہ انتخابِ نبیؐ

راہِ وفا کے شہید کی آخری آرامگاہ پر حاضری اور موقع پر موجود لوگوں کو دعوت اسلام دینے کی ہدایت

ہادیٔ انس و جاں نبیؐ مختار نے سرورِ سروراں شاہِ ابرار نے
جب کیا دستِ اقدس سے اپنے عطا حضرتِ زید کو پرچم اسلام کا
دی ہدایت انہیں بندگانِ ہنر پہنچیں وہ جس سے خطۂ موتہ پر
سب سے پہلے کریں کام یہ باخدا صف بہ صف سب فدایانِ خیرالوریٰ
بھائی کی اپنے تربت پہ دیں حاضری اس کے گوشۂ خلوت پہ دیں حاضری
گویا تھے کہہ رہے سرورِ کائنات حامیٔ انس و جاں نبیؐ مولا صفات
حق کا پیغام بر ایک مردِ عجیب جو تھا قاصد میرا دین حق کا نقیب
دیس سے دور پردیس میں بے خطا بے سبب بے گنہ مار ڈالا گیا
پیش کرتے ہوئے چاہتوں کے خراج سب کے سب اس کو مردانِ عالی مزاج
اس کے مرقد پہ دیں باادب حاضری مرکزِ مہر و الفت پہ دیں حاضری
اس کے مرقد پہ اسلام کے جاں نثار باادب صف بہ صف سربکف شہسوار
جانے سے پیشتر جانبِ کارزار پیش جاکر سلامی کریں شاندار
موقع پر لوگ موجود ہوں جس قدر دعوت اسلام کی دیں انہیں بے خطر
کر لیں گر دعوتِ دینِ حقہ قبول چھوڑ کر کفر کو بندگان جہول

واسطے ان کے بہتر نہیں کوئی بات ۔ اس سے اور جو اگر بے اماں بدصفات
دینِ فطرت سے اعراض کرتے ہوئے جادۂ بدنصیبی پہ چلتے ہوئے
کر دیں انکار تو بندگان صفا جنگ ان سے کریں سب براہِ خدا

آدابِ جنگ کی نبوی تعلیمات

حق کے لشکر کو کرتے ہوئے الوداع جنگ کے بارے میں اے رہروانِ ورع
نبیٔ رحمت لقب نے ہدایات دیں اپنی افواج کو زریں و بہتریں
جنگ ہے نام ہی کشت اور خون کا ایک عنواں ہلاکت کے مضمون کا
کھیلِ وحشت ہے یہ اور ہلاکت کا کھیل ہوتی ہے اس میں خونریزی کی ریل پیل
ڈالتا ہے تباہی کی جو داغ بیل رکھتا تہذیب سے جو نہیں کوئی میل
رحمتِ عالماں نے مگر باخدا کارِ غارتگری کو نیا رخ دیا
خاکۂ جنگ میں رنگِ شائستگی بھر دیا سرتا پا اور کوشش یہ کی
کم سے کم جائیں رہ قہرسامانیاں ممکنہ حد تک اس کی تباہ کاریاں
وحشتوں سے بھرے خونِ انساں سے تر موت کے کھیل میں بندگان ہنر
آج کے دور تک پہلو اصلاح کے جتنے اور جس قدر لائے ہیں جا چکے
درحقیقت وہ سب بندگانِ خدا خوشہ چینی ہے سرکار خیرالوریٰ
نبیٔ رحمت کے اس خوانِ رحمت کی ہی پلتی ہے جس پہ مخلوقِ خالق سبھی

وہ ہدایات کیا تھیں

رب کے محبوب نے بندگانِ صفا جاں نثاروں کو کر کے مخاطب کہا

ساتھ تم لوگوں کے بندگانِ وہاب — اس مہم میں جو ہیں ہو رہے ہمرکاب
ساتھ ان کے روا رکھنا حسنِ سلوک — خیر اور خیرخواہی پہ مبنی سلوک
اللہ کے نام پر جنگ رکھنا روا — اللہ کے منکروں سے براہِ خدا
بن کے رہنا دیانت کے تم پاسدار — رب کو بھاتا نہیں دامنِ داغدار
اس لئے دھوکے سے بچ کے رہنا سدا — رہنا بن کے جبل حسنِ کردار کا
نہ اٹھانا کبھی ہاتھ صبیان پر — صنفِ نازک پہ یا بوڑھے انسان پر
ایسے ہی خانقاہوں میں ہوں جس قدر — لوگ گوشہ نشیں بندگانِ ہنر
قتل سے ان کے بھی کرنا تم اجتناب — اور نخلِ تمر کو نہ کرنا خراب
کاٹنا نہ کوئی تم شجر باخدا — نہ مکاں، کرنا تم منہدم برملا
دے کے زریں ہدایات اصحاب کو — اپنے عشاق مردانِ نایاب کو
نبیٔ رحمت لقب نے دعاؤں کے ساتھ — بے پناہ شفقتوں اور عطاؤں کے ساتھ
زیرِ سایۂ رحمت بفضلِ خدا — منزلِ عشق کی رہ پہ رخصت کیا

راہ جہاد میں سبقت لے جانیوالوں کا مقام و مرتبہ

جمعہ کا دن تھا جب لشکر اسلام کا — موتہ کی اس مہم پر روانہ ہوا
رک گئے عبداللہ بن رواحہ بایں — وجہ کہ اقتدا میں رسولِ امیں
اب صلوٰۃ الجمعہ خیر سے وہ ادا — کر کے ہوں گے روانہ بفضلِ خدا
جائیں گے ساتھ مل اپنے احباب کے — تیز رو چل کے مردانِ نایاب سے
دیکھا جب ان کو نبیوں کے سردار نے — مسجدِ نبوی میں شاہِ اسرار نے
پوچھا اے مردِ حر ہو ابھی تک یہاں — عرض پیرا ہوئے رحمتِ عالمیاں

سوچا میں نے صلوٰۃ الجمعہ آپ کی
اقتدا میں لوں پڑھ میرے پیارے نبی

تیز رو چل کے میں سرورِ کائنات
پا لوں گا کاروانِ سعادت کا ساتھ

نطق آرا ہوئے سرورِ انبیاء
نبیؐ صادق لقب شاہ ہر دو سرا

اے میرے عاشقِ صادق و جاں نثار
کر بھی دے خرچ تو بندۂ کردگار

ساری دولت جو ہے کرۂ ارض پہ
پھر بھی سکتا نہیں بندۂ حق نگر

تو کبھی اس مقام اور درجے کو پا
جو گئے رب کے دربار سے آج پا

صبح دم چلنے والے فدایانِ دیں
اللہ کے فضل سے بندگانِ متیں

والیٔ شام اور قیصر روم کی جنگی تیاریاں' عساکر باطل کی موتہ روانگی

لشکرِ اہلِ اسلام کے کوچ کی
تھی خبر اہلِ باطل کو بھی ہو چکی

اس لئے کرنے کو حملے کا اندفاع
ہو گئے مستعد قاتلانِ ورع

مردِ ملعون شرجیل جس شخص نے
فتنہ سامان جس مردِ بدبخت نے

داعیٔ دین و ایماں کو کر کے شہید
شر کی سلگائی تھی بندگانِ معید

پہلی چنگاری اس شخص کو سربسر
اب بنایا گیا مہتمم خاص کر

جنگی تیاریوں کا براہِ وغا
اس نے جمع کیا بندگان خدا

لاکھ افراد کا ایک لشکر جرار
غیظ میں ملتہب پا پیادہ سوار

لخم و جذام غسان بہراء و قیس
مشتمل ان قبائل پہ شیطاں کے جیش

ہو گئے مارنے مرنے کو جب تیار
دوسری سمت سے سامعیں باوقار

لے کے اپنی سپاہ قیصر روم بھی
لاکھ پہ مشتمل بے امان و شقی

آ ہوا خیمہ زن بر مقامِ مآب
بلقاء کے خطے میں بندگانِ وہاب

لشکرِ باطل کی تعداد اور اس کی جنگی تیاریوں کے پیش نظر

بعض اہل ایماں کی تشویش

اہلِ باطل کے لشکر کی تعداد پر جب ہوئے مطلع بندگانِ ہنر
بعض کے دل میں پیدا ہوا اضطراب کیوں کہ تھا فرق افواج میں بے حساب
اک طرف اہل ایماں فقط سہ ہزار جبکہ دو لاکھ کا ایک لشکر جرار
دوسری سمت تھا بندۂ خوش گماں کوئی نسبت نہ تھی دونوں کے درمیاں
سازو ساماں میں بھی فوج شیطان کی رکھتی تھی واضح فوقیت و برتری
اس لئے فطری تھا عنصرِ اضطراب پیدا ہو جانا ذہنوں میں یوں بے حساب
پڑ گئے سوچ میں بندگانِ خدا ایسے حالات میں اب کیا جائے کیا
بعد از مشورہ اس طرح طے ہوا خدمتِ شاہِ کونین میں باخدا
مسئلہ ہذا کو پیش کر کے لیا جائے سرکار سے آپ کے عندیہ
حکم جو آپ دیں سرورِ انبیاء اس پہ ہی ہو عمل پھر بلا چوں چرا

حضرت عبداللہ بن رواحہ کا نعرۂ مستانہ

بات تھی گرچہ یہ ایک طے ہو چکی اس پہ راضی تھے سب عاشقانِ نبی
لیکن عبداللہ سے بندۂ باصفا پیکر صدق نے رہروانِ وفا
اب کیا ایک مستانہ نعرہ بلند موقعٔ ہذا پہ حلقۂ ارجمند

ڈال کر رکھدی تاروں پہ جس نے کمند
ایسے ہی لوگ آتے ہیں رب کو پسند

فرطِ جذبات میں بندۂ باصفا
سب کو کر کے مخاطب یہ کہنے لگا

اے میری قوم کے بندگانِ جری
بات ہو کر رہے آج کس طرح کی

آج ہو کر رہے تم اسے ناپسند
نکلے تھے چاہ میں جس کی تم ارجمند

تھا وہ ذوقِ شہادت ہی جو باخدا
کھینچ کر لایا تم کو یہاں برملا

اس سے اعراض کیا معنی سوچو ذرا
قاضیٔ دل سے لو فتویٔ جاں فزا

ہم فدایانِ حق اپنی تعداد کے
اپنی قوت یا کثرت کے بل بوتے پے

ہوا کرتے نہیں بندگانِ صفا
اپنے دشمن سے میداں میں جنگ آزما

نعمتِ دین جس سے ہیں ہم سرفراز
درحقیقت ہے قوت ہماری کا راز

اس لئے سب بڑھاؤ قدم بے خطر
دو میں سے ایک تو بندگانِ ہنر

نیکی پا جاؤ گے بالیقیں بالیقیں
راہِ حق میں شہادت یا فتحِ مبیں

قولِ عبداللہ نے بندگانِ صفا
کر کے تبدیل ہی رکھ دی ساری فضا

مچ گئی ہلچل اک سب کے جذبات میں
وسوسوں میں گھرے تھے جو صدمات میں

فرطِ جذبات میں بول اٹھے سبھی
ہو کے ہم صوت سارے بطرزِ جلی

ابنِ رواحہ جو کچھ کہا سچ کہا
سچ کہا بالیقیں بالیقیں سچ کہا

حق وباطل کے لشکر آمنے سامنے

پہنچا بلقاء میں جب لشکرِ مومناں
ہو گیا سامنا اب خلافِ گماں

اس کا اس جگہ قیصر کی افواج سے
لشکرِ کفر شیطاں کے احزاب سے

حاکمِ بصریٰ کا لشکرِ پرفتن
تھا مشارف میں جو اک جگہ خیمہ زن

اس سے ہٹتا ہوا لشکرِ حق نگر پہنچا اب جس جگہ بندگانِ ہنر
نام تھا اس کا موتہ بالآخر یہی جا بنی رزم گاہ عاشقانِ نبی
حق و باطل کی افواج اب برملا اپنے اپنے عزائم لئے باخدا
ہوگئیں اب کھڑی صف بہ صف دوبدو آنکھوں میں ڈالے آنکھیں ہوئے روبرو

آغاز جنگ اور علمدار اسلام حضرت زید بن حارثہ کی شہادت

دونوں جانب تھا موجود جب اشتعال جذبوں میں موجزن ذوقِ قتل و قتال
صورتِ جنگ وہ کر گیا اختیار ایک دوجے کی جانب بڑھے شہسوار
آن کی آن میں بندگانِ صفا پڑ گیا معرکہ ایک گھسان کا
جا بجا ہر طرف خون گرنے لگا دھرتی کے سینے پہ خوں بکھرنے لگا
زید بن حارثہ بندۂ باصفا آج دادِ شجاعت تھے یوں باخدا
دے رہے کہ بنے اک پیامِ اجل ڈھائے تھے جا رہے بندگانِ تجمل
موذیوں پہ قیامت بفضلِ خدا تھے رہے گویا کشتوں پہ پشتے لگا
تھے تہس اور نہس وہ کیے جا رہے آج کفار کو حق کی شمشیر سے
تیزی سے تھے رہے تیغ اپنی گھما چاروں اطراف جب بندۂ حق نما
آ گئے ایک موقعہ پہ کفار کے نرغے میں ایسے کہ پھر نکل نہ سکے
تاک کر مارا اک ناری نے باخدا ایک نیزہ جونہی سینے میں برملا
ہو گئی محوِ پرواز روحِ سعید سوئے جنت چلے راہِ حق کے شہید

حضرت جعفر بن ابی طالب کی شانِ شجاعت اور منفرد اعزازِ شہادت

پیشتر اس کے کہ پرچم اسلام کا فرش پر گرتا آگے بڑھے باخدا

بجلی کی تیزی سے ابوطالب کے لال
اور لیا ہاتھ میں جا کے اس کو سنبھال

سائے میں اس علم کے بفضلِ خدا
دشمنوں کے دیئے گویا چھکے چھڑا

دشمنانِ نبی حزبِ شیطان کے
لشکرِ روسیاہ حزبِ نادان کے

تھے رہے جب شجاعت کے جوہر دکھا
مردِ حق حق نگر جعفرِ باصفا

اک شقی نے کیا دائیں بازو پہ وار
رکھا تھا جس میں اس بندۂ کردگار

مردِ خوش بخت نے پرچم اسلام کا
تھام مضبوطی سے بندگانِ صفا

کر گیا کام جب مرد ملعوں کا وار
رہ گیا کٹ کے اب بازوئے نامدار

گرنے لیکن نہ ہرگز دیا باخدا
آپ نے بر زمیں پرچم اسلام کا

آپ نے دوستو لے کے اللہ کا نام
اب لیا ہاتھ بائیں میں پرچم کو تھام

اور لڑتے رہے صرف اک ہاتھ سے
پوری جرأت سے اور عزم بے باک سے

تھے رہے جب وہ پیماں الستی نبھا
اک عجب شان سے بندگانِ خدا

اک شقی نے کیا بڑھ کے جوان پہ وار
کٹ گیا دوسرا بازوئے ذی وقار

ہاشمی شیر نے صدقۂ مصطفیٰ
مظہرِ شوکتِ دین اسلام کا

ذی وجاہت علم پرچمِ دلنشیں
نہ دیا گرنے اس بار بھی بر زمیں

بلکہ قطع شدہ بازوؤں میں اسے
سینے کے ساتھ اپنے دبوچے ہوئے

روبرو ناریوں کے کھڑے ہو گئے
شان میں آج کتنے بڑے ہو گئے

عمِ محبوبِ رحمٰں کے لختِ جگر
بھائی حیدر کے یہ بندۂ حق نگر

گر گئی تیغ جب اس فدا کار کی
آج میدان میں اس علمدار کی

ہو گیا سہل تر کارِ غارتگراں
نیزے بھالے لئے جھپٹے سب بے اماں

کر دیا سینہ چھلنی فدا کار کا　　دین کے ایک مخلص وفادار کا

بہہ گیا آخری قطرہ جب خون کا　　خاتمہ اس سعادت کے مضمون کا

ہوا کچھ اس طرح بندگانِ ہنر　　اس کو سنیئے ذرا اپنے دل تھام کر

اک شقی بڑھا اور اس سیہ کار نے　　مردِ بدبخت ملعوں گنہ گار نے

اپنی شمشیر کے وار سے کر دیا　　جسم دو لخت حق کے فدا کار کا

اک روایت میں مذکور ہے برملا　　جسمِ اطہر پہ جعفر کے تھے باخدا

تیر و تلوار کے نوے سے بیشتر　　زخم موجود اے بندگانِ ہنر

سب کے سب تھے مگر رہروانِ وفا　　سینے یا چہرے پر صدقۂ مصطفٰے

رکھتے تھے زخمِ واحد بھی نہ پشت پر　　اپنی وہ مردِ حر بندۂ حق نگر

عبداللہ بن رواحہ کی علمداری اور شاندار قیادت

اسپ پر خوش نصیبی کے ہو کے سوار　　جب ہوئے اپنی منزل سے وہ ہمکنار

بڑھے ان کی طرف بندۂ نیک نام　　عبداللہ ابنِ رواحہ اب تیز گام

ہاتھ میں لے لیا پرچم اسلام کا　　پوری مضبوطی سے صدقۂ مصطفٰے

نرغے میں گرچہ حق کے فدا کار تھے　　دشمنان نبی یعنی کفار کے

پھر بھی سب اہل ایمان رب کے عباد　　تھے رہے آج دے وہ شجاعت کی داد

کچھ اندازہ کرو بندگانِ خدا　　اس تفاوت کا جو آج موجود تھا

حق و باطل کی افواج کے درمیاں　　تھا تناسب بھی کوئی بھلا جانِ جاں

باوجود اس کے یہ شیر اسلام کے　　مخلص و باوفا بندے رحمٰن کے

تھے لڑے جا رہے استقامت کے ساتھ　　پوری پامردی سے اور شجاعت کے ساتھ

علمدارِ اسلام کا اپنے نفس کے ساتھ ایمان افروز مکالمہ

آیا ہے اس طرح بھی روایات میں — جانگسل غزوہ ہذا کے حالات میں
جبکہ حالات تھے جانگسل جانگداز — اہلِ اسلام پر بندگانِ فراز
آیا اک لمحہ ایسا خطرناک سا — کہ گئے ابنِ رواحہ بھی ڈگمگا
جاں بچانے کی خاطر لگے سوچنے — بھاگ جانے کی خاطر لگے سوچنے
رحمت حق تعالیٰ نے ان کی مگر — دستگیری کی صدقۂ خیرالبشر
نفس سے اپنے ہوتے ہوئے ہمکلام — شیر حق یہ علمدارِ خیرالانام
آج گویا ہوئے اس طرح برملا — اور جھنجھوڑ کر اس طرح سے کہا
اے میرے نفسِ نادان اتنا بتا — آج تو بچ کے ہے چاہتا پانا کیا
رکھتا ہے دل میں تو اپنے کس کی طلب — کس کی چاہت میں ہے ہو رہا جاں بلب
بیوی سے اپنی کیا چاہتا ہے وصال — اس سے دوری کا غم دے رہا ہے ملال
ہے اگر ایسا تو بندۂ بے لگام — جان لے کر لیا میں نے اس کو حرام
تا ابد خود پہ امروز دے کے طلاق — پالیا باخوشی ایک ابدی فراق
اور اگر تجھ کو محبوب ہیں وہ غلام — تیری خدمت میں جو وقف ہیں صبح و شام
کر دیا میں نے ان کو براہِ خدا — آج آزاد بندۂ حرص و دغا
اور اگر تجھ کو مرغوب ہیں اپنے باغ — لانے کو راہ پر آج تیرا دماغ
کر دیے صدقہ سب اللہ کی راہ میں — اس کے پیارے کی الفت میں اور چاہ میں

نفسِ نادان کو زجر و توبیخ

بول اب نفسِ نادان اب بول تو — اڑنے کے واسطے اپنے پر تول تو

دیتا ہوں میں قسم جان لے باخدا — تجھ کو ہو گا اترنا براہِ خدا
رن کے میدان میں بن کے اللہ کا شیر — اک شجیع و فدا کار مردِ دلیر
اترا تو نہ اگر بارضا و خوشی — آ گئی آڑے گر چاہتِ زندگی
کودنے کے لئے رن کے میدان میں — ہونے کو تیغ زن راہِ رحمٰن میں
کر دیا جائے گا تجھ کو مجبور آج — پائے گا اس سے خود کو معذور آج
اہلِ حق جوق در جوق ہیں آ گئے — سر بکف ہو کے دشمن پہ ہیں چھا گئے
تم مگر خلد سے بندۂ کردگار — چاہتے ہو ملے کوئی راہِ فرار
تجھ پہ افسوس ہے تجھ پہ افسوس ہے — تجھ پہ افسوس صد بار افسوس ہے
عرصہ تک دیکھا ہے تم نے آرام و عیش — دیکھ کر دو بدو آج دشمن کے جیش
چاہتے ہو کہ ہو اس بلا سے فرار — بھاگنے میں نہیں کرتے محسوس عار
سن لو بتلا دوں اے بندۂ بے وفا — رکھتے ہو تم بھلا اپنی اوقات کیا
کہنہ مشکیزے میں قطرۂ آب ہو — شومئی جاں گرفتارِ گرداب ہو

نفس شوریدہ سر آ گیا زیرِ دام

کر گیا کام پند و نصیحت کا تیر — آ گئی کام جب سرزنش بالآخر
نفسِ شوریدہ سر آ گیا زیرِ دام — پھر ہوئی تیغِ حق بے دھڑک بے نیام
نکلے میدان میں بندۂ خوش کلام — جرأت و استقامت سے اور تیز گام
تن بدن کا رہا نہ انہیں کوئی ہوش — قابلِ دید تھا ان کا جوش و خروش
اپنے اعداء پہ افتاد ڈھانے لگے — ناریوں کو ٹھکانے لگانے لگے

عبداللہ بن رواحہ کی شہادت

دیکھا جب رومیوں نے بفضلِ خدا
بھاری ہے شیر اک صدقۂ مصطفےٰ

اپنے مدمقابل اک انبوہ پر
موڑ کر رکھ دیئے ان سبھوں نے ادھر

نیزوں بھالوں کے اور اپنے تیروں کے رخ
اپنی شمشیروں اور سب ظہیروں کے رخ

دیکھتے دیکھتے طائرِ خوش گلو
اڑ گیا پانے کو خلد و جنت کی بو

دے کے نذرانہ سر بندۂ کردگار
ہو گیا کامراں پا گیا وصلِ یار

تینوں علمدارانِ اسلام ایک ہی قبر کی گود میں سلائے گئے

تینوں ہی یہ علمدار اسلام کے
پورے اعزاز سے اور آرام سے

ایک ہی قبر کی گود میں باخدا
اب سلائے گئے صدقۂ مصطفےٰ

تاقیامت اکٹھے یہ اللہ کے شیر
یہ فدایانِ حق بندگانِ دلیر

ایک ہی گوشۂ خلد میں محوِ خواب
رہنے کے بعد اٹھیں گے یومِ حساب

بانہوں میں بانہیں ڈالے بفضلِ خدا
آئیں گے حشر میں صدقۂ مصطفیٰ

مرجعِ خلق ہے تربتِ عاشقاں
چشمۂ فیض اور راحتِ قلب و جاں

وجہِ تسکیں، عزیمت کا سامان ہے
مظہرِ رحمتِ ربِ رحمٰن ہے

خالد بن ولید کی علمداری اور بے مثال حکمت عملی

تینوں ہی یہ شجیع انتخابِ نبی
پا چکے باری باری جو بو خلد کی

فوجِ اسلام کا پرچم ذی وقار
اب تھمایا گیا بندۂ کردگار

ہاتھ میں جن کے تھے خالد ابنِ ولید
ایک سالار بے مثل مردِ سعید

حکمتِ عملی انہوں نے کی اختیار
اگلے دن یہ کہ افواج کی بے شمار

اب بدل کے ہی رکھ دیں صفیں سربسر
ساری ترتیب ہی دی بدل خاص کر

آمنے سامنے جب ہوئے لشکری
حق و باطل کے تو اب کے صورت یہ تھی

چہرے تھے سب نئے سر بسر اجنبی
دیکھ کر جن کو سمجھے یہی مفسدی

ہیں کھڑے صف بہ صف جو جواں تازہ دم
مل گئی ہے انہیں اک کمک تازہ دم

دیکھے جب سامنے تازہ دم شہسوار
رہ گئے ہو کے مرعوب مردانِ عار

ہو گئے پست دل ان پہ طاری ہوا
خوف کچھ ایسا کہ بندگانِ جفا

بوکھلائے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے
اسپ بھی ہو کے بے کل بدکنے لگے

بھانپ کر لشکرِ کفر کا اضطراب
پہ سالار نے بھی بفضلِ وہاب

اب دیا بول ہلہ بے خوف و خطر
حزبِ شیطان پہ اور دیا وہ ضرر

کہ جدھر دیکھو شیطان کے لشکری
ہو کے مضروب اب گر رہے تھے سبھی

مجاہدینِ اسلام جرأت واستقامت کی ایک لازوال

داستان رقم کر رہے تھے

دور طیبہ سے اک اجنبی دیس میں
اجنبی خطے اک شہرِ پردیس میں

مٹھی بھر جاں نثارانِ حق باخدا
ساتھ بے جگری کے تھے نبرد آزما

روم کے لشکرِ قاہرہ کے خلاف
کفر کی قوت باہرہ کے خلاف

عاشقانِ نبی سر پہ باندھے کفن
ضربِ کاری سے تھے آج رنج و محن

کر رہے تھے رقم اک عجب داستان
دے رہے اہل باطل کو اور جانِ جاں
دوستو صدقۂ رحمتِ عالمیں
جراتوں سے بھری داستانِ حسیں

سرورِ انبیاء ﷺ مسجد نبوی میں بیٹھے سب کچھ دیکھ رہے تھے

بیٹھے مسجد میں اپنی بفضلِ خدا
غیب پر مطلع خاتم الانبیاء
ہر بر اقدام پہ مطلع تھے نبی
جنگ کے دیکھتے تھے یہ منظر سبھی
مسجدِ نبوی سے بندگانِ متیں
یک بیک گونجی لو اک صدائے حسیں
صلوٰۃ الجامعہ صلوٰۃ الجامعہ
اس طرح سے کوئی دے رہا تھا صدا
اس طریقۂ اعلان و انداز سے
لوگ مانوس تھے جو ان الفاظ سے
کرنے والے ہیں کوئی ضروری خطاب
وہ گئے جان یہ کہ رسالتماب
آئے بھاگے چلے تا کہ خیرالانام
اس لئے جوق در جوق سارے غلام
ہو سکیں درس سے آپ کے فیضیاب
رب کے محبوب کا سن سکیں وہ خطاب

حضور ﷺ نے تمام حالات سے صحابہؓ کو بھی مطلع فرما دیا

بھر گئی جاں نثاروں سے بہر خدا
چند ہی لمحوں میں مسجدِ مصطفیٰ
نوری منبر پہ کرنے کو نوری خطاب
ہو گئے جلوہ آرا رسالتماب
نطق فرما ہوئے ایسے شاہ زمن
پھیر کر سمت اصحاب روئے سخن
آج ان اخوان کے حال سے باخبر
میں نے چاہا کہ دوں کر تمہیں سربسر
ہیں رہے اپنا پیمانِ ایماں نبھا
دیس سے دور جو بندگان صفا
آج افسردہ ہیں اپنے رب کے حبیب
دیکھا لوگوں نے لیکن یہ منظر عجیب

اور بھرائی آواز ہے اشکوں سے تر بتر چشمِ سرکار ہے
آنکھوں سے جاری اشکوں کی برسات میں اک عجب کیفیت فرطِ جذبات میں
نطق فرما ہوئے سرورِ انبیاء والیٔ انس و جاں شاہ ہر دوسرا
لو سنو غور سے بندگانِ خدا پیکرانِ وفا کشتگانِ صفا
لشکرِ حق یہاں سے روانہ ہوا اور چلتا ہوا موتہ تک پہنچا جا
اس جگہ دو عساکر ہوئے روبرو اپنے اپنے عزائم لئے دوبدو
زید جو حق کے پہلے علمدار تھے اک جری اور بے مثل سالار تھے
ہو گئے لڑتے لڑتے بالآخر شہید پا گئے اک نئی زندگی کی نوید
مولا کے اس وفادار کے واسطے حق کے سچے پرستار کے واسطے
جان و دل سے کرو بندگانِ خدا روبروئے خدا مغفرت کی دعا
زید کے بعد جعفر نے تھاما علم ہاشمی خون کا خوب رکھا بھرم
حتیٰ کہ عہد اپنا نبھاتے ہوئے زخم پہ زخم اک کاری کھاتے ہوئے
کر گئے نوش وہ بھی شہادت کا جام چل دیے خلد کو بندۂ خوش خرام
واسطے ان کے بھی بندگانِ صفا مانگو مولا سے تم مغفرت بے بہا
بعد جعفر کے بندۂ صدق و صفا ابن رواحہ نے تھاما اسلام کا
ذی وجاہت علم پرچمِ ذی وقار پیکرِ استقامت بنے صد ہزار
راہ میں حق پرستی کی نذرانہ سر دے دیا خندہ لب بندگان ہنر
اور گئے آج پا نعمتِ وصلِ یار ہو گئے اپنی منزل سے وہ ہمکنار
واسطے ان کے بھی بندگانِ وہاب مانگو مولا سے تم مغفرت بے حساب
بعد عبداللہ کے خالد ابنِ ولید ہے ہوئے تھامے پرچم کو مردِ سعید

بندہ ہے حق تعالیٰ کا وہ بہتریں
بھائی بھی ہے قبیلے کا وہ بہتریں

مردِ حر ایک بے مثل سالار ہے
خالد اک حق تعالیٰ کی تلوار ہے

ہے کیا جس کو اللہ نے بے نیام
کرنے کے واسطے اہلِ باطل کا کام

اس کی سرکردگی میں بفضلِ خدا
حق نے ہے کر دیا لشکرِ باصفا

یعنی اسلام کے شیروں کو فتحیاب
واسطے ان کے ہے کامرانی کا باب

کھل گیا اللہ کے فضل سے سربسر
اور وا ہو چکا فتح و نصرت کا در

خالد بن ولید کیلئے سیف اللہ کا لقب

اک روایت میں ہے آیا اس طرح بھی
عرض پیرا ہوئے رب کے پیارے نبی

رب کے دربار میں مالکِ دوسرا
خالد باصفا بندۂ حق نما

تیری تلواروں میں ایک تلوار ہے
تیرا اور تیرے دیں کا وفادار ہے

کر مدد اس کی اے مالکِ بحر و بر
میرے حاجت روا رازقِ خشک و تر

قول ہے اس طرح اہلِ تحقیق کا
جاں نثاران و عشاق خیرالوریٰ

بس اسی روز سے خالد ابنِ ولید
مردِ حر مردِ خوش بخت مردِ سعید

پا گئے خلق میں خوبصورت لقب
یعنی سیف اللہ صدقۂ محبوبِ رب

معنی ہی جس کا اللہ کی تلوار ہے
اس لقب کا خالد تو ہی حقدار ہے

سپہ سالارِ اسلام خالد بن ولید کی بے مثل شجاعت نے جنگ کا نقشہ بدل دیا

حق کی تلوار خالد نے مرد جری
تھی جس انداز سے جنگ موتہ لڑی

ایک حقِ شجاعت ادا کر دیا — دشمنِ حق کو نقصان بھاری دیا
ایسے حالاتِ سنگیں میں دو لاکھ کے — نرغے میں تھے گھرے وہ جو کفار کے
مٹھی بھر اہلِ حق بندگانِ خدا — پیکرانِ وفا کشتگانِ صفا
صاف ان کو نکالا بفضلِ خدا — کفر کے نرغے سے صدقۂ مصطفٰے
ہو گئے بندۂ شیر دل کامیاب — گرچہ کرنی پڑی ہمتِ بے حساب
ہاتھ سے دین کے اس فدا کار کے — حق تعالیٰ کے سچے پرستار کے
ایک ہی روز میں ٹوٹیں تلواریں نو — اپنی اپنی دکھاتی ہوئی آج ضو
سات دن تک رہا گرم میدانِ جنگ — اور جاری رہا شغلِ تیر و تفنگ
خون آشام تلواریں چلتی رہیں — آتشِ قہر بن کے برستی رہیں
ایسے حالاتِ سنگین میں باخدا — جب کہ تھے مفسدی پورے ستر گنا
جیش میدان میں اہلِ اسلام سے — جاں نثارانِ حق اہلِ ایمان کے
وہ فدا کار اور بندگانِ سعید — جو ہوئے معرکہ خیر و شر میں شہید
صرف بارہ تھے صدقۂ خیرالوریٰ — اللہ کے فضل سے بندگانِ خدا

حضور ﷺ نے حضرت یعلیٰ کے سامنے تمام حالاتِ جنگ من وعن بیان فرمادیئے

حضرتِ یعلیٰ سرکار کے جاں نثار — بعد کچھ روز کے بندۂ ذی وقار
آئے واپس جو اے رہروانِ ورع — دینے حالات کی آپ کو اطلاع
پہنچے جب حق نگر نبیٔ مختار کی — خدمتِ عالی میں شاہِ ابرار کی.

ان کو کر کے مخاطب کہا آپ نے
یعلی تم جو اگر چاہو بندۂ رب
اور اگر چاہو تو میں بفضلِ خدا
ساتھ تفصیل کے سب کی سب داستاں
عرض پیرا ہوئے مصطفٰی کے غلام
تاکہ سن کے میں حالات سرکار سے
اپنے ایمان کو آج تزئین دوں
رب کے محبوب و مختار شاہِ زمن
اذن سے حق تعالیٰ کے حالاتِ جنگ
اور گویا ہوئے خاتم الانبیاء
جس طرح ساتھ تفصیل کے داستاں
ایسا ہی ہے ہوا خاتم الانبیاء
اس پہ گویا ہوئے خاتم الانبیاء
میرے رب نے زمیں کو ہی بہرِ عطا
واسطے میرے حتیٰ کہ میں بالیقیں
اب لگا دیکھنے بندۂ پارسا
جب کیا ذکر نبیوں کے سردار نے
خالد باصفا حق کی شمشیر کا
اس سے لفظ تھے بر زبانِ نبی

غیب پر مطلع شاہِ لولاک نے
کر بیاں سکتے ہو مجھ سے حالات سب
سکتا ہوں کر بیاں من و عن باخدا
جنگ میدان کی بندۂ خوش گماں
آپ ارشاد فرمائیں خیرالانام
نبیٔ رحمت لقب رب کے مختار سے
اپنے ایقان کو حسنِ تمکین دوں
دیتے ہیں کر بیاں جب سبھی من و عن
رہ گئے اس پہ یہ حق نگر ہو کے دنگ
نبیٔ رحمت لقب شاہ ہر دوسرا
آپ نے کی بیاں رحمتِ عالماں
ذرہ بھر اس سے کم ذرہ بھر نہ سوا
اے صحابی میرے بندۂ باصفا
تھا دیا اب اٹھا بندۂ کبریا
منظرِ جنگ سب بیٹھے بیٹھے یہیں
اس کے ہی اذن سے اور بفضلِ خدا
والیٔ انس و جاں شاہِ ابرار نے
ساتھ کفار کے ان کی مڈبھیڑ کا
جنگ کی بھٹی لو اب بھڑک ہے اٹھی

اہلِ باطل کا جانی نقصان کس قدر ہوا

معرکہ ہذا میں حزبِ شیطان کے سورما کتنے واصل جہنم ہوئے

ان کی تعداد کے بارے میں بالیقیں لب کشائی بایں وجہ ممکن نہیں

معرکہ پیش آیا یہ پردیس میں سینکڑوں میل دور اجنبی دیس میں

جبکہ تعداد بھی حزبِ شیطان کی بیش تھی اہل ایماں سے درجے کئی

تھا مسلمانوں کا بندگانِ صفا واسطہ ایک سیلِ بلا سے پڑا

اس لئے نکتۂ مرکزی بالیقیں صرف اپنا دفاع ہی تھا ان کے قریں

ایسے حالات میں بندگانِ خدا حزبِ شیطان کے جانی نقصان کا

نہ سکے حق نگر کچھ بھی اندازہ کر کس قدر حصے میں آیا ان کے ضرر

اس کے بارے میں تاریخ خاموش ہے صرف آگاہ ربِ خطا پوش ہے

ہاں مگر جس قدر جاں نثاری کے ساتھ صدقۂ مصطفیٰ فضلِ باری کے ساتھ

معرکہ زن ہوئے شیر اسلام کے عاشقانِ نبی بندے رحمٰن کے

جس مہارت سے خالد ہوئے تیغ زن صدقۂ مصطفیٰ بادشاہِ زمن

سات دن تک مسلسل براہِ خدا خاک اور خون کا کھیل جاری ہوا

اس کے پیش نظر لگتا ہے برملا جانی نقصان جو اہلِ شر کا ہوا

ہو گا وہ سینکڑوں میں بفضلِ خدا خاصی تعداد میں بندگانِ صفا

کہنا اس ضمن میں کچھ تیقن کے ساتھ کیسے ممکن ہے مردانِ عالی صفات

غیب کا علم ہے حق تعالیٰ کے پاس اذن سے اس کے محبوبِ اعلیٰ کے پاس

جس کی خاطر بنائے گئے دو جہاں جس کی خاطر سجی بزم کون و مکاں

جو ہے محبوب رب اس کا مختار ہے　　عارف کامل سرالاسرار ہے

اندریں سلسلہ باقی معذور ہیں　　اپنی تخلیق میں عبد مجبور ہیں

جنگ کا نتیجہ کیا رہا

بعض لوگوں کا ہے حلقۂ خوش خصال　　سلسلہ ہذا میں اس طرح کا خیال

تھے ہوئے اہل حق رن میں ناکامیاب　　ان پہ وا نہ ہوا کامرانی کا باب

لوٹے ناکام وہ بندگانِ ہنر　　بے نتیجہ رہیں کاوشیں سربسر

ہے غلط فہمی پہ مشتمل یہ خیال　　بات ہے اس طرح بندگانِ کمال

کامیابی یا ناکامی دو اور دو چار کا معاملہ نہیں ہوتا

معاملہ کامیابی و ناکامی کا　　ہرگز ہوتا نہیں دو اور دو چار کا

اس کی تعیین کے واسطے باخدا　　رکھنا پڑتا ہے اے بندگانِ ذکا

کتنے سارے عوامل کو پیشِ نظر　　کتنے گوشوں کو ارباب فکر و نظر

سامنے سب عوامل کو رکھتے ہوئے　　سارے ہی پہلوؤں کو پرکھتے ہوئے

جاتا ہے اخذ پھر اک نتیجہ کیا　　پایا کیا کھویا کیا کیا لیا کیا دیا

فتح یا کامیابی کے ہرگز نہیں　　معنی یہ اے فدایانِ ربِ متیں

کر دیا جائے مدمقابل کو زیر　　جڑ ہی سے اب دیا جائے اس کو اکھیڑ

ہاتھ آئے بکثرت غنیمت کا مال　　باہنر عبد اور باندیاں خوش خصال

فتح و نصرت کا یہ ہرگز ہرگز نہیں　　ایک معیار اے ملتِ دوربیں

فتح وناکامی کے تعیّن کیلئے حقیقی معیار کیا ہے

فتح و ناکامی کا بندگان الہٰ ایک بے لاگ کرتے ہوئے فیصلہ
ایک تو ہر دو اطراف کی باخدا چاہیئے رہنا پیشِ نظر برملا
قوت افرادی اور ان کی تیاریاں اور جنگی وسائل سبھی بے گماں
ہے اہم اس سے بھی ایک یہ بات بھی چاہیئے سامنے رہنا پیارے انکی
یہ کہ ہر دو فریق اپنے اہداف کیا رکھتے تھے سامنے بندگان خدا
رزم آرائی سے اپنے اہداف تک کون پایا پہنچ اور کس حد تلک
پا گیا جو فریق اپنے اہداف کو گرچہ اس نے اٹھایا ہو نقصاں بھی تو
سمجھا جائے گا وہ جنگ میں فتح مند کامیاب و ظفر کامراں سر بلند

مہم ہذا کا مقصد کشور کشائی ہرگز ہرگز نہیں تھا

سامنے اپنے رکھتے ہوئے برملا واضح معیار ہذا بفضلِ خدا
آؤ دیکھیں ذرا لشکر اصحاب کا جنس کمیاب مردان نایاب کا
لوٹا ناکام یا کہ ہوا کامراں کیا نتیجہ رہا جنگ کا جانِ جاں
بات ہے ایک یہ بندگانِ ہنر بڑھ کے سورج سے بھی روشن و صاف تر
مقصد اس کارروائی کا ہرگز نہ تھا کوئی کشور کشائی براہ خدا
یا کسی قوم کو لانا زیرِنگیں بلکہ تھی بات اتنی میرے ہمنشیں

مہم ہذا کا مقصدِ وحید

قتل ناحق جو تھا ظالموں نے کیا اہل حق کو جو تھا ظالموں نے دیا

زخم اک جانگسل موذی و خونچکاں
لے کے اک قاصدِ حق کی معصوم جاں

اس پہ تھی لازمی ہو گئی سربسر
گوشمالی لعیں زادوں کی خاص کر

اس مہم کا تھا مقصود یہ باخدا
کہ انہیں یہ دیا جائے باور کرا

جاں نثارانِ حق دین کی آن پر
عزت و آبرو اپنی اور شان پر

سکتے ہیں بے جھجک اپنی جانیں لٹا
اور اعداء کو اپنے سبق بھی سکھا

اس لئے آئندہ کوئی شوریدہ سر
نہ کرے حرکت ایسی کبھی بھول کر

اس مہم کا ہدف بندگانِ خدا
بس یہی تھا نہ تھا اس سے کم یا سوا

اہلِ حق نے محض اصولوں کی بنیاد پر وقت کی ایک سپر طاقت کو للکارا

تھی جسارت ہی یہ ایک اتنی بڑی
اس پہ خاموش رہ سکتے تھے نہ نبی

اس لئے آپ نے یہ اٹھایا قدم
تھا گیا ڈھایا جو ناروا اِک ستم

قرض تھا اہلِ ایماں پہ اس کا جواب
اور اگر نہ دیا جاتا یہ با حساب

کرتے اس سے بھی بڑھ کے شرانگیزیاں
نظمِ طاغوت کے ناصر اور نگہباں

مقصد اقدام ہذا سے جو باخدا
اہلِ حق چاہتے پانا تھے اک کھلا

ہو گیا ان کو حاصل بفضلِ خدا
اس مہم جوئی میں صدقۂ مصطفیٰ

مٹھی بھر جاں نثاروں نے پردیس میں
سینکڑوں میل دور اجنبی دیس میں

جا کے للکارا اس قوم کو برملا
دور کی جو تھی اک قوتِ قاہرہ

سات دن تک رہا جاری قتل و قتال
خاک اور خون کا کھیل اک پر وبال

خون آشام تلواریں چلتی رہیں
آتشِ قہر بن کے برستی رہیں

ایسے حالات سنگین میں باخدا
جبکہ تھے دشمنِ دین ستر گنا

بیش میدان میں اہل اسلام سے جان نثاران حق اہل ایمان کے
صرف بارہ نفس بندگانِ معید اب ہوئے دوستو راہ للہ شہید
باقی سب لوٹے واپس بفضل خدا خیر سے اپنے گھر صدقہء مصطفیٰ
اس سے بڑھ کر بھلا کامیابی کوئی کامرانی کوئی فتحیابی کوئی
ہے تصور میں آ سکتی اور کیا بھلا کوئی معمولی ہے بات یہ باخدا

غازیانِ موتہ پرناکامی کاالزام لگاناان کے جذبوں کی توہین ہے

بالیقیں عاشقانِ رسالتمآب کامراں لوٹے واپس ہوئے کامیاب
ان کو ناکام کہنا میرے ہمنوا ان کے جذبوں کی توہین ہے برملا
بالیقیں بالیقیں اک جسارت کی بات ایک حرماں نصیبی شقاوت کی بات
چاہیے مانگتے رہنا رب کی پناہ بخشش و مغفرت صدقہء مصطفیٰ
ایسے فکر و نظر ایسے اقوال سے ایسے افکار سے قیل اور قال سے

غازیانِ اسلام جب کشورکشائی کاعزم لیکر نکلے توقیصروکسریٰ کی سلطنتیں ان کے قدموں میں ڈھیرہوگئیں

بات ہے اصل میں بندگان خدا اے میرے محترم ہمدم و ہمنوا
اس مہم میں نہ تھا مقصد مومنیں لانا خطۂ ارضی کو زیرنگیں
یا کہ پا لینا ڈھیروں غنیمت کا مال باہنر عبد یا باندیاں خوش جمال
ہاں مگر دور ما بعد اللہ کے شیر نکلے میداں میں جب مصطفیٰ کے دلیر
تاکہ اونچا کریں پرچم اسلام کا حق پرستی کا اور دین و ایمان کا
چشم تاریخ نے دیکھا منظر بھی یہ اے میرے محترم سامعیں یہ بھی کہ

قیصر و کسریٰ سے. وقت کے کوہسار — جن کی ہیبت سے تھراتے تھے کارزار

ہو گئے اہل ایماں کے قدموں میں ڈھیر — جس طرف بھی بڑھے مصطفیٰ کے دلیر

عزت و کامرانی نے چومے قدم — روم و ایران ہوں' ہو عرب یا عجم

آ گئے اہل ایماں کے زیرِ نگیں — اور اسلام کا پرچمِ دلنشیں

ساتھ اک کروفر کے لہراتا رہا — ان علاقوں پہ صدقۂ خیرالوریٰ

فتح مکہ

مرکز توحید عرصہ دراز سے جھوٹے خداؤں کے قبضہ میں تھا

کرۂ ارض پر کعبۂ دلنشیں — رب کی توحید کا مرکزِ اولیں

حق تعالیٰ کا گھر اور بیتِ عتیق — کتنی صدیوں سے تھا بندگانِ رفیق

صبح وحدت سے انجان و ناآشنا — بلکہ تھا اس پہ بھی اب تو پہرہ لگا

کفر اور شرک کی اک شبِ تار کا — ایک لیلِ سیہ تیرہ و تار کا

تھے سجے اس میں اب پتھروں کے صنم — بندگی جن کی تھی ہو رہی دم بدم

مرکزِ رشد اصنام آلود تھا — اس میں توحید کا رنگ نابود تھا

کرنے کے واسطے پاک اصنام سے — کعبہ کو اس ضلالت کے سامان سے

بھیجا اللہ نے اپنے محبوب کو — اپنے پیارے کو بندۂ مرغوب کو

آ کے جس نے کیا نعرہ توحید کا — کفر و شرک و ضلالت کی تردید کا

ہو کے بے خوف کوہ صفا پہ بلند — جس کو سنتے ہی اربابِ نخوت پسند

ہو گئے سب کے سب آپ کے برخلاف — اور اس حق کی آواز کے برخلاف

باطل پرستوں کی طرف سے داعیٔ توحید کی مخالفت

جس کو کردار کی عظمتوں کے سبب
تھے کہا کرتے مکے کے سردار سب
صادق القول اور ایک شخصِ امیں
قوم کا اپنی اک بندۂ بہتریں
سن کے اب اس سے پیغام توحید کا
کفر و شرک و ضلالت کی تردید کا
آ پیاسے ہوئے اس کے ہی خون کے
کیسے کیسے شقاوت کے مضمون کے
رکھ دیئے کر کے اب ان ستم کاروں نے
ان لعین و شقی ان جفا کاروں نے
ایک سے ایک بڑھ کے قلمبند باب
کس طرح دکھ دیئے آپ کو بے حساب
اس کا اندازہ اس سے کرو دوستو
اے میرے محترم حق نگر دوستو
مکی سرداروں کی روسیاہ بیویاں
بغض و کینہ میں جلتی ہوئی دیویاں
دن کے اوقات میں جا کے جنگل سے خار
آتیں لے اور پھر برسرِ راہگذار
رات کے سائے میں ان کو دیتیں بچھا
تاکہ جب رب کے محبوب خیرالوریٰ
نبیؐ رحمت لقب انبیاء کے امام
صبح دم سمت کعبہ ہوں محو خرام
زخمی ہو جائیں سرکار کے پائے ناز
اور پہنچ نہ سکیں کرنے راز و نیاز
کعبہ میں اپنے رب ربِ ذیشان سے
اپنے حاجت روا ربِ رحمان سے
مقصد ان سب سفیہانہ حرکات کا
ان اذیت بھرے گہرے صدمات کا
تھا یہی کہ رکھا جائے باز آپ کو
ہادیٔ انس و جاں شاہ لولاک کو
اس نئے دین وحدت کی تبلیغ سے
اس کی دعوت سے تلقین و ترویج سے
روکنے کے لئے دینِ توحید کا
راستہ ان جفاکاروں نے باخدا
کیسے کیسے روا رکھے ظلم و ستم
کیسے کیسے دیئے درد و رنج و الم

ان خدا مست مردان نایاب کو
رب کے محبوب اور ان کے اصحاب کو

انتہائے ستم الاماں الاماں
ہے جگہ اپنی یہ اک الگ داستاں

اہل ایمان کی ثابت قدمی اور اس کے نتیجے میں کامیابیاں

پانچ ہجری تلک بندگان جلیل
سالہا سال کا ایک دور طویل

مومنوں کے لئے تھا نہایت کٹھن
عرصۂ ابتلا دور رنج و محن

ہاں مگر حق نگر سامعیں محترم
جوں جوں بڑھتا گیا ظالموں کا ستم

توں توں ہی جاں نثارانِ حق کے قدم
فضل مولا سے صدقۂ شاہِ امم

راہ پہ حق پرستی کی جمتے گئے
اور وہ استقامت سے ڈٹتے گئے

رب کی توحید پہ دین و ایمان پہ
جب خیرالوریٰ نبیؐ ذیشان پہ

اور عرب بھر میں جتنے شیاطین تھے
دشمنان نبی اور بے دین تھے

رفتہ رفتہ وہ ہونے لگے سرنگوں
ایک اک کر کے گرنے لگے سب ستوں

خالد ابن ولید اور عمرو ابنِ عاص
جیسے جرنیل اور سورما خاص خاص

آ گئے چل کے خود نخلِ ایمان کے
سائے میں رحمتِ رب رحمان کے

تحریک اسلام میں فتح مکہ کی اہمیت

اہل ایمان کو صدقۂ مصطفیٰ
دیکھنے کو وہ دن بھی بالآخر ملا

کہ وہ پیارا نگر رب کے محبوب کا
دونوں عالم کے بندۂ مرغوب کا

جس سے ہجرت پہ مجبور خیرالوریٰ
تھے گئے ایک دن ہو براہ خدا

اب اسی شہر میں لے کے لشکر جرار
اپنے اصحاب کا بندۂ ذی وقار

رب کے محبوب ذیشان داخل ہوئے
اک عجب تمکنت اک عجب شان سے

اے میرے محترم بندگان صفا
تم پہ ہو مہرباں رب خیرالوریٰ

رب کے محبوب کی بعثتِ حق نما
آپ کی سب کی سب کاوشِ دلربا

رکھتی تھی اک یہی مقصدِ اولیں
کہ جو بیت اللہ ہے مرکز اولیں

رب کی وحدانیت اس کی توحید کا
آدمیت کی تقدیس و توقیر کا

اس کا کردارِ اصلی باذن خدا
جائے لوٹایا واپس بفضل خدا

جتنے جھوٹی خدائی کے ہیں دعویدار
قبضے سے ان کے ہو رب کا گھر واگذار

اس لئے آج کا دن بفضل خدا
دن تھا بعثت کے مقصد کی تکمیل کا

آج اصنام سے پاک ہوا رب کا گھر
رہ گئے ہو کے اوہام زیر و زبر

رب کی وحدانیت کا طلوع آفتاب
ہو گیا دہر میں بکھرا شیطاں کا خواب

تاریخ حق پرستی کا مبارک ترین دن

فتح مکہ کا دن بالیقیں بالیقیں
دن ہے تاریخ کا اک مبارک تریں

کہ اسی دن سے سکۂ اصنام بند
ہو گیا چلنا اور ملت ارجمند

مبنی بر جہل جتنی خرافات تھیں
جتنی گمراہیاں اور بدعات تھیں

سب کی سب ہو گئیں یک بیک کالعدم
اور انسان کو مل گئی دم بدم

حق شناسی کی اک نعمتِ بے بہا
خود شناسی کی بھی دولتِ دلربا

کتنی برکات دامن میں انسان کے
پڑ گئیں صدقے میں نبیؐ ذیشان کے

فتح مکہ کے دن بندگان کمال
اس کے ادراک کو ایک ذوقِ جمال

مثلِ آئینہ قلب و نظر چاہیے
سر بسر نور فکر و نظر چاہیے

فتح مکہ کا پس منظر

صلح حدیبیہ کے پیش نظر مشہور مکی قبائل کے اہلِ حق اور مشرکینِ مکہ کے ساتھ معاہدہ ہائے دوستی

جو حدیبیہ میں صلح نامہ ہوا
اس کو گر غور سے دیکھا جائے ذرا

اس میں شامل شرائط میں یہ شرط بھی
درج تھی دوستو با حروف جلی

کہ فریقین دس سال تک برملا
معرکہ زن نہ ہوں گے باہم باخدا

اور عرب میں ہیں جتنے قبائل سبھی
ساتھ آزادی کے رشتۂ دوستی

رکھ سکیں گے فریقین میں سے کسی
ایک کے ساتھ اب با رضا و خوشی

ہو گی اس پہ رکاوٹ نہ قدغن کوئی
نہ کوئی جبر اور نہ ہی بندھن کوئی

رو سے اس شرط کی سامعیں ذی وقار
ہر قبیلہ جو تھا صاحبِ اختیار

اس نے ہر دو فریقین میں سے کسی
ایک کے سنگ اب رشتۂ دوستی

کر لیا قائم اور اس طرح برملا
اس کے حلقہ احلاف میں آ گیا

بنو کنانہ نے دے دیا اپنا ہاتھ
اپنی مرضی سے خود اہل مکہ کے ہاتھ

جبکہ خزاعہ نے رشتۂ دوستی
اہل اسلام سے عاشقانِ نبی

کر لیا استوار اور بفضل خدا
رب کے محبوب کے سائے میں آ گیا

بنو خزاعہ نے رشتۂ دوستی کیلئے اہل ایمان کا انتخاب کیوں کیا

عہد یہ اصل میں ایک تجدید تھا
اس زریں عہد کی بندگان صفا

دور ماضی میں جو اک ہوا تھا کبھی — تھا ہوا وہ جو اک رشتۂ دوستی
رب کے محبوب کے محترم دادا جاں — اور خزاعہ کے لوگوں کے درمیاں
لکھا تھا عبد مطلب نے یوں باخدا — اپنے اس عہد نامے میں کھل کے ذرا
ہے یہ پیماں فریقین کے درمیاں — ایسا اک پختہ بے لاگ و رفعت نشاں
جس کا ضامن ہے رب اور جسے باخدا — نہ کیا اب فراموش سکتا ہے جا
اس سے تک نبھائیں گے ہم اپنا ساتھ — متحد ہو کے اور دے کے ہاتھوں میں ہاتھ
جب تلک جلوہ افروز ہے آفتاب — کوہ ثبیر پر بندگانِ وہاب
اور قائم ہے ذیشان کوہِ حرا — آب اور تاب سے اپنی جا باخدا
یعنی محشر تلک اپنا قول و قرار — اب رہے گا یونہی قائم و پائیدار
آئے گا اس میں رخنہ نہ کوئی ذرا — پاسِ پیماں رہے گا ہمیں اب سدا
حضرتِ عبدِ مطلب کی یہ دلربا — پیاری تحریر اے بندگان خدا
جب سنائی گئی شاہ ابرار کو — نبیٔ رحمت لقب رب کے دلدار کو
نطق آراء ہوئے شاہ ہر دوسرا — والی انس و جاں سرورِ انبیاء
مبنی بر دوستی ایک پیمان جو — تھا ہوا دورِ ماضی میں اک دوستو
اس کو کرتا نہیں ختم یا کالعدم — دینِ اسلام بلکہ اسے دم بدم
کرتا ہے زندہ اور پختہ سے پختہ تر — اللہ کے فضل سے بندگانِ ہنر

اہل مکہ کی طرف سے صلح شکنی کی جسارت

صلح کے تقریباً کوئی دو سال بعد — اہل مکہ سے اک رب کے مخلص عباد
ایسی سرزد ہوئی حرکتِ ناروا — جس نے رکھ دی بدل کے ہی ساری فضا

رہ گیا ہو کے پیماں تک کالعدم — کھل گیا باب عداوت کا پھر دم بدم

دیکھنا اب ہے یہ بندگان سلاح — اہل مکہ کو آخر ہوئی کس طرح

صلح شکنی کی یہ جرأتِ بدنما — اصل میں کارفرما عوامل تھے کیا

اہل مکہ کا گمانِ باطل

بعض تاریخ دانوں کا یہ ہے خیال — غزوۂ موتہ میں نامی اور باکمال

سورما تین علمدار اسلام کے — راہ پر حق کی جو تھے شہید ہو گئے

اور جس طرح خالد سے اک باصفا — ایک بے مثل اور نامور سورما

تھے بچا لائے مشکل سے کفار کے — نرغے سے مٹھی بھر غازی اسلام کے

سانحہ ہذا سے بندگان دغا — ہو گئے اس غلط فہمی میں مبتلا

کہ فدایانِ اسلام میں بالیقیں — اب رہا باقی پہلے سا دم خم نہیں

اس لئے توڑ دیں ہم جو پیمان بھی — تو انہیں ہو سکے گی نہ جرأت کبھی

اب ہمیں آ کے للکاریں میدان میں — ہوں نبرد آزما راہ رحمٰن میں

تھی غلط فہمی یہ حزبِ شیطان کی — دشمنِ دین اعدائے رحمٰن کی

ہو گئی دور جو بندگانِ صفا — جلد ہی جبکہ سرکار نے برملا

اب اٹھایا قدم ایسا اک برمحل — دوستو مبنی بر حکمت بے بدل

کہ لگے آنے دن میں بھی تارے نظر — ان جفا کاروں کو بندگان ہنر

اور اٹھانی پڑی خفتِ بیکراں — آ گئے اپنے ہی دام میں بے اماں

بنو کنانہ اور بنو خزاعہ کی دیرینہ عداوت جو پھر عود کر آئی

بنو خزاعہ اور بندگان جفا — یعنی کنانہ تھے آ رہے باخدا

دشمن اک دوجے کے اور مسلم حریف ‏ دورِ ماضی سے اے بندگان حبیب
سلسلہ قتل و غارت کا ان میں چلا ‏ آ رہا تھا کئی قرنوں سے برملا
دور ہذا میں اب جبکہ اسلام نے ‏ سر بسر خیر آوازِ اسلام نے
ایک تحریکِ نو دینِ رحمان نے ‏ دلربا دعوت دین و ایمان نے
جب عرب سارے کو بندگان خدا ‏ خیر سے راغب اپنی طرف کر لیا
ہو گئے بند سب ایسے قتل و قتال ‏ معرکے خاک اور خون کے پر وبال
صلح حدیبیہ کے سبب باخدا ‏ رک گیا اب جونہی جنگ کا سلسلہ
کفر اور اہل اسلام کے درمیاں ‏ تو کنانہ سمجھ بیٹھے یہ بے گماں
بنی خزاعہ سے لینے کا انتقام ‏ موقعہ ہے ایک یہ زریں اور سستے دام
اس لئے چاہیے ہونا نہ باخدا ‏ ضائع قیمت کسی پہ اسے اب ذرا

بنوخزاعہ پر بنوکنانہ کا شب خون اور اہل مکہ کی طرف سے

بنوکنانہ کی اعلانیہ مدد

بنی خزاعہ کے مرد و زن ایک شب ‏ اپنے اپنے گھروں میں تھے خوابیدہ جب
کر دیا غیر نے حملۂ پر وبال ‏ ان کی آبادیوں پر بلا اشتعال
خون ان کا بہایا گیا بے دریغ ‏ زن و صبیان لائے گئے زیرِ تیغ
اس ستم کاری میں ساتھ کھل کے دیا ‏ اہل مکہ نے بھی ان شیاطین کا
جتنے بھی قرشی تھے نامور روٗوساء ‏ سب کے سب فتنہ گر بے ہنر سورما
سب ہی شامل ہوئے خون کے کھیل میں ‏ اس ستم کاری کی ریل اور پیل میں

عکرمہؔ شیبہؔ صفوانؔ ابنِ حفص اور ان جیسے سب بندگانِ ہوس
اپنے مکروہ چہروں پہ ڈالے نقاب مختلف دھارے بہروپ خانہ خراب
عورتوں تک کو بسمل بناتے رہے اور کشتوں پہ پشتے لگاتے رہے
طفل و صبیان پر ظلم ڈھاتے رہے خون کی دے کے لوری سلاتے رہے

ستمگروں نے حدودِ حرم کا تقدس تک پامال کر دیا

جاں بچانے کی خاطر حدودِ حرم اب جونہی پہنچے کچھ کشتگانِ ستم
ذرہ بھر نہ کیا بندگانِ فراز ظالموں نے حدودِ حرم کا لحاظ
خونِ ناحق وہاں بھی بہایا گیا ہو کے بے خوف ہر ظلم ڈھایا گیا
بلکہ ان ہی میں سے بعض نے جب کہا اپنے سردار نوفل کو یوں برملا
چاہیے کچھ تو پاسِ حدودِ حرم چاہئیں جانا رک اس جگہ تو قدم
پیکرِ کبر نے اک رعونت بھرا مارا نعرہ بہانگِ دہل یوں کہا
آج کے دن کا کوئی نہیں ہے خدا خونِ اعداء بہاتے چلو برملا
اے بنو بکر کرتے نہیں تم خیال جب حرم سے چراتے ہو لوگوں کا مال
اور امروز جب لینے کو انتقام آیا ہے موقعہ دشمن سے یوں تیز گام
آ رہا ہے تمہیں بندگان کمال بے محل کچھ حدودِ حرم کا خیال
موقعہ ہے آج کوئی نہ سستی کرے اور نہ اس طرح کے وسوسوں میں پڑے
بلکہ دشمن جہاں بھی ملے باخدا اس کی دی جائے فوراً ہی گردن اڑا

قریشِ مکہ کے زیرک افراد کا احساسِ ندامت

مکہ کے سورما سرورانِ قریش شکلِ انسان میں جو تھے شیطاں کے جیش

جو عداوت میں اسلام کی باخدا — تھے چکے اندھے ہو بندگانِ دغا
نقضِ پیماں کی کر تو بیٹھے خطا — نادم ہونے لگے جلد ہی باخدا
لوگ کچھ ان میں جو دور اندیش تھے — سوچ میں اپنی جو تھوڑے درویش تھے
کرنے لعنت ملامت لگے برملا — ان ستم کار سرداروں کو باخدا
حارث اور عبداللہ بن ابی ربیعہ — دونوں چل کے گئے بندگانِ خدا
عکرمہ بن ابی جہل و صفواں کے پاس — اور کہا یک زباں دونوں سے صاف صاف
کی ہے تم نے جو یہ حرکتِ ناروا — چاک ہے کر دیا رشتہ پیماں کا
اب بھگتنے کو اس کے نتائج تیار — جاؤ ہو تم سبھی اور کرو انتظار
اس کڑے وقت کا بندگانِ خراب — جب پڑے گا تمہیں دینا اس کا حساب

حضور ﷺ اس ظلم وستم پر باذنِ الٰہی مطلع تھے

جس طرح بے گناہوں کو مشقِ ستم — تھا بنایا گیا در حدودِ حرم
اس کے بارے میں میں تھی آپ نے دم بدم — اے میرے دوستو اگلے دن صبح دم
زوجۂ عالیہ عائشہ کو خبر — من و عن دے دی اے بندگانِ ہنر
عرض پیرا ہوئیں زوجہ محترم — رب کے محبوب سرکار شاہِ امم
باقی ہے اہل مکہ میں کیا اتنا دم — کہ اٹھائیں کوئی اس طرح کا قدم
حالانکہ تیغوں نے ہے انہیں باخدا — رکھ دیا کر کے بے حیثیت اور تباہ
نطق فرما ہوئے سرورِ انبیاء — نبیٔ رحمت لقب شاہِ ہر دو سرا
ہے دیا انہوں نے توڑ پیماں جو — نہ سمجھتے ہوئے اپنے انجام کو
اس میں بھی پنہاں ہیں حکمتیں باخدا — حق تعالیٰ کی اے عائشہ بے بہا

عرض پیرا ہوئیں زوجۂ خوش کلام　　خیر تو ہو گا انجام خیرالانام
بولے سرکار ہاں خیر ہی خیر ہے　　واسطے اہل حق خیر ہی خیر ہے

دورانِ وضو رسالتمآب ﷺ کا رجز خواں کی فریاد پر لبیک کہنا

دوسری اک روایت میں ہے اس طرح　　آیا اے محترم رہروانِ فلاح
کہتی ہیں میمونہ زوجۂ مصطفیٰ　　رب کے محبوب کی زوجۂ عالیہ
رب کے محبوب تھے ایک شب میرے ہاں　　اب بوقتِ سحر رحمتِ عالماں
کرنے کے واسطے جو تہجد ادا　　تھے رہے کر وضو سرورِ انبیاء
یہ سنا میں نے سرکار خیرالوریٰ　　کہتے ہیں لفظ لبیک سہ مرتبہ
اور پھر سہ دفعہ آپ نے برملا　　لہجے میں شفقتوں کے نُصِرتُ کہا
لائے تشریف جب سرورِ انبیاء　　عرض پیرا ہوئی میں رسول خدا
تھا کوئی آدمی جس سے خیرالانام　　آج اس طرح تھے ہو رہے ہمکلام
نطق فرما ہوئے رحمتِ عالماں　　یہ بنی کعب کا تھا کوئی نغمہ خواں
تھا رہا ایک جو مجھ سے فریاد کر　　لہجۂ حزن و اندوہ میں سر بسر
تھا رہا وہ بتا یہ مجھے باخدا　　وائے بیکساں شاہ ہر دو سرا
ڈھایا ہے اہل مکہ نے ہم پہ ستم　　ہمنوا بن کے احلاف کا دم بدم
آپ بھی پہنچیں اے خاتم الانبیاء　　اب مدد کو ہماری بفضل خدا
اس کی فریاد پہ مادرِ مومناں　　میں نے اس سے کہا غم نہ کر میری جاں
حاضر ہوں تیری امداد کو باخدا　　حاضر ہوں حاضر ہوں بندۂ باصفا
تیری امداد کی جائے گی لازمی　　پہنچے گا تیری نصرت کو رب کا نبی

کہتی ہیں مادرِ مومناں ذی وقار
تین دن تک رہے کرتے ہم انتظار
آتی ہے واقعہ ہذا کی اطلاع
کس طرح اور کب رہروانِ ورع
تین دن بعد جبکہ سحر کی صلوٰۃ
پڑھ کے بیٹھے ہی تھے سرور کائنات
پہنچا راجز وہ اشعار پڑھتا ہوا
جس کا سرکار نے تھا کیا تذکرہ

وفد بنوخزاعہ کی دربار رسالت میں آمد

ڈھا چکا سنگدل اور ستمگر غنیم
اللہ کے بندوں پر جب قیامت عظیم
عمرو بن سالم اک بندۂ باصفا
تھا رئیس ایک جو بنی خزاعہ کا
پہنچا خدمت میں سرکار کی برملا
کرنے کو پیش تھا جو ہوا ماجرا
ساتھ تھے اس کے چالیس اسوار بھی
چھن چکی جن کی تھی اب کمائی سبھی
سب ستم خوردہ افراد مظلوم تھے
سرتاپا حزن میں ڈوبے مغموم تھے
بیٹھے تھے درمیاں آپ اصحاب کے
اپنے عشاق مردان نایاب کے
پیش کی عمرو نے داستانِ ستم
کیسے ڈھایا گیا ان پہ کوہ الم

سربراہ وفد عمرو بن سالم کی پکار

ایک اندازِ پُر سوز میں برملا
ایک مظلوم اس طرح گویا ہوا
اے میرے مالک اے میرے حاجت روا
اے میرے پیارے رب میرے مشکل کشا
ہوں دلانے لگا یاد میں برملا
عہد وہ تیرے محبوب کو باخدا
جو ہوا تھا ہمارے اور ان کے آباء
اور اجداد کے درمیاں برملا
پھر مخاطب کیئے آپ کو بالیقیں
یوں کہا مرد حق نے بطرزِ حزیں

عہد مذکور کی جان و دل سے سدا — ہم نے پابندی کی ہے رسول خدا
جبکہ قرشیوں نے رحمتِ عالمیں — تھا کیا آپ سے اک جو عہدِ حسیں
توڑ ڈالا اسے نہ کیا کچھ خیال — ڈھایا ہم پہ ستم بندۂ باکمال
ان کا تھا یہ گماں پیارے خیرالبشر — کوئی حامی ہمارا نہیں سربسر
ایک شب جبکہ ہم لوگ تھے محوِ خواب — آ گئے مجتمع ہو کے خانہ خراب
اور ہم بے گناہوں پہ ڈھایا ستم — ناگہاں توڑا سرکار کوہِ الم
ہم خزاعہ کے خوابیدہ افراد پہ — کر دیا بچوں کو خون میں تر بتر
کتنے ہی باصفا بندگان خدا — جبکہ تھے کر رہے اے رسول خدا
روبرو حق تعالیٰ رکوع و سجود — ایسے میں آئے یہ شیطنت کے وفود
اور جدا کر دیئے جسموں سے ان کے سر — صف بہ صف سوئے جنت گئے حق نگر
ہوتی ہے ظلم کی بھی کوئی انتہا — المدد المدد شاہ ہر دو سرا
آیئے اب مدد کو رسول خدا — حامی انس و جاں شاہ ہر دو سرا
اللہ کے بندوں کو ساتھ لیجے بلا — اور مدد کیجئے خاتم الانبیاء
ان وفاداروں کی جن پہ کوہِ الم — ٹوٹا اک ناگہاں بادشاہِ امم

سرورِ انبیاء ﷺ کی طرف سے امداد کی یقین دہانی

سن چکے آپ جب ظلم کی داستاں — نطق آرا ہوئے رحمتِ دو جہاں
اے عمرو غم نہ کر بالیقیں بالیقیں — تیری کی جائے گی نصرتِ بہتریں
اسی اثناء میں اک دوستو ابر کا — ٹکڑا گزرا وہاں سے گرجتا ہوا
جس پہ فرمایا نبیوں کے سردار نے — نبیٔ رحمت لقب شاہ ابرار نے

دے گیا ہے یہ مظلوموں کو بالیقیں　　نصرت ربی کی اک نویدِ حسیں

تحقیق حالات کیلئے سرورانبیاء ﷺ کا استفسار اور تین تجاویز

وفدِ خزاعہ یہ خونچکاں داستاں　　روبرو آپ کے کر چکا جب بیاں
آپ نے پوچھا او بندگان کمال　　اب تمہارا ہے اس بارے میں کیا خیال
کون ہیں لوگ وہ جو برائے ستم　　تم پہ جھپٹے ہیں اس طرح سے دم بدم
عرض پیرا ہوئے اے نبی محتشم　　ہے بنو بکر جس نے یہ ڈھایا ستم
نطق فرما ہوئے سرور انبیاء　　ہے بنو بکر تو اک قبیلہ بڑا
ان کی کس شاخ نے کھیلا یہ خونی کھیل　　کس نے رکھی روا خون کی ریل پیل
بولے خزاعہ اے بادشاہِ امم　　بنی نفاثہ نے ڈھایا ہے یہ ستم
سربراہی میں نوفل کی جو باخدا　　مرد سفاک ہے مرد مکر و دغا
اس پہ گویا ہوئے سرور دو جہاں　　ہے بنی بکر کا ہی یہ اک خانداں
بھیجتا ہوں میں اک قاصد حق شناس　　نامہ بر اپنا اک اہل مکہ کے پاس
رکھے گا سامنے ان کے جو برملا　　مختلف صورتیں بندگان خدا
ان میں سے جس کو چاہیں وہ کرلیں پسند　　جائیں بن مفسدی یا بنیں ارجمند
اس کا ہے انحصار ان کے ادراک پر　　چنتے ہیں کونسی راہ وہ خاص کر

تین تجاویز کے ساتھ قاصد نبوی ﷺ کی مکہ روانگی

رب کے محبوب نے بندگان خدا　　بھیجا اک نامہ بر بندۂ باصفا
اہل مکہ کے ہاں ضمرہ تھا جس کا نام　　پہنچا لے کے وہ پیغامِ خیرالانام

جس میں سرکار نے رؤسائے قریش　　قائدین مکہ زعمائے قریش
ان جفا کاروں کے سامنے بہترین　　اپنی جانب سے کیں صورتیں پیش تین
پہلی یہ کہ کریں وہ بلا چوں و چرا　　مقتولینِ خزاعہ کی دیت ادا
دوسری یہ کہ دیں ختم کر برملا　　بنی نفاثہ کی نصرت ناروا
تیسری یہ کہ پیمانِ حدیبیہ　　کالعدم کر دیں خود ہی وہ اعلانیہ

سرورِ انبیاء ﷺ عہد حدیبیہ قائم رکھنا چاہتے تھے

تھیں تجاویزِ محبوبِ ربِ جہاں　　مبنی بر عدل اور معتدل بے گماں
ان میں مستور اک خیر ہی خیر تھی　　امن کی اک ضمانت بھی موجود تھی
صورتیں پہلی دو بندگان خدا　　اس حقیقت کا ہیں دے رہی اک پتا
کہ یہ تھی رب کے محبوب و دلدار کی　　خواہشِ دلربا نبیِٔ مختار کی
جائے رہ عہدِ حدیبیہ برقرار　　اور برکات اس کی جو ہیں بے شمار
وہ میسر رہیں یونہی طرفین کو　　دونوں احزاب کو اور فریقین کو
ایسا نہ ہو کہ دونوں میں پھر ایک بار　　عود کر آئے جنگ و جدل کا بخار
ہو کے مسموم رہ جائے ساری فضا　　لیں مسائل جنم نو بہ نو پر بلا

عاقبت نااندیش اہل مکہ کا سفیہانہ ردعمل

رب کے محبوب کا قاصد خوش گماں　　پہنچا لے کے تجاویز جب ان کے ہاں
اپنی اپنی مجالس جمائے ہوئے　　صحن کعبہ میں تکئے لگائے ہوئے
بیٹھے تھے قرشیوں کے سبھی رؤسا　　اپنے اپنے قبائل کے سب زعماء

نامہ بر نے تجاویز سرکار کی
نبیٔ رحمت لقب شاہ ابرار کی
ان کے اجلاس میں جا کے جب پیش کیں
وہ جو معقولیت سے تھے عاری لعیں
بولے یہ جو ہیں پہلی تجاویز دو
ان پہ تو ہم نہیں سکتے آمادہ ہو
البتہ تیسری ہم کو منظور ہے
ہم کو بس اک یہی شرط منظور ہے
کرتے ہیں ختم ہم آج اعلانیہ
برسرِ عام پیمانِ حدیبیہ
فیصلہ سن کے سرکار کا نامہ بر
آ گیا واپس اور حامی خشک و تر
رب کے محبوب کو پیش کی. روئیداد
اپنے کارِ سفارت کی رب کے عباد

عاجلانہ ردعمل پر ندامت اور سرورِ انبیاء ﷺ سے رابطے کا فیصلہ

ضمرہ کے جانے کے بعد آنکھیں کھلیں
ان جفا کاروں کی اور سارے لعیں
گھر گئے وسوسوں میں ہوئے بے قرار
اترا جب ذہنوں سے قرشیت کا خمار
صلح پر مشتمل ایک پیمان کا
حشر جو انہوں نے تھا کیا برملا
بچنے کو اس کے تاریک انجام سے
اور جواباً کسی ایسے اقدام سے
اب لگا ہونے شیطانوں میں مشورہ
بیٹھے سر جوڑ کے بے ہنر روسیاہ
ابوسفیان تک بندگانِ خدا
کر کے سب کو مخاطب یہ کہنے لگا
بات ایسی نہیں بندگانِ . ہنر
کہ معمولی سمجھتے ہوئے سربسر
کر لیا جائے اب اس سے صرف نظر
بلکہ حالات ہیں جا رہے جس ڈگر
ان کو قابو میں رکھنے کی اک کارگر
صورت ہو گی کوئی بندگانِ ہنر
لازمی پیدا کرنا ہمیں اس دفعہ
ہے اسی میں ہماری فلاح اور بقا
ورنہ انجام ہے ایک عبرت نما
ہے نوشتۂ دیوار جو باخدا

امر طے اس طرح مشورے میں ہوا　　کہ وہی جائے دربارِ خیرالوریٰ
اور کرے عرض تجدیدِ پیمان کو　　ساتھ ہی ساتھ محبوب رحمٰن کو
یہ کہے ہو کے نادم بھی وہ باخدا　　عہد کی آپ مدت بھی دیں کچھ بڑھا

ابوسفیان کی مدینے روانگی

مجلسِ شاطراں میں جو طے تھا ہوا　　روشنی میں اب اس کی میرے ہمنوا
چل پڑا جانب شہرِ خیرالانام　　ابوسفیان ہمرہ لئے اک غلام
تھا چلا جا رہا وہ بہت تیزگام　　اس ارادے سے کہ بندۂ بے لگام
جلد از جلد پہنچے وہاں باخدا　　اور لے وعدہ پیماں کی تجدید کا
رب کے محبوب اور اس کے مختار سے　　نبیٔ رحمت لقب شاہ ابرار سے
جاری رکھے ہوئے اب وہ اپنا سفر　　تیزی سے روز و شب اور شام و سحر
آن پہنچا بالآخر میرے ہمنوا　　شہر خوباں میں وہ مردِ مکر و دغا
اللہ اللہ تیری بے نیازی کی شان　　تجھ کو ہی زیبا ہے ساری آن اور بان
آج اسلام کا دشمنِ بدتریں　　ہو کے مجبور و لاچار اور کمتریں
خود کچلتا ہوا اپنے سر کا غرور　　اپنے ہی پاؤں میں اپنا ذہنی فتور
روندتا ہے چلا آ گیا بے اماں　　پانے کو سایۂ عافیت اور اماں
رحمت ہر دو عالم کے دربار سے　　آپ کی بارگاہِ گہر بار سے

ابوسفیان اپنی بیٹی زوجۂ رسول ﷺ حضرت امِ حبیبہ کے گھر

اب پہنچتے ہی طیبہ سنو جانِ جاں　　ابوسفیان پہنچا تو پہنچا کہاں

مادرِ موسناں اپنی بیٹی کے گھر یعنی خوش بخت امِ حبیبہ کے گھر
تھا بچھا نوری بستر جو سرکار کا سرورِ سروراں شاہِ ابرار کا
ابوسفیان نے بندگان صفا بیٹھنے کا جو اس پہ ارادہ کیا
مادرِ موسناں نے بھلا کیا کیا کر کے تہہ اس کو اک سمت میں رکھ دیا
بولا سفیان اے میری لختِ جگر کر دیا تو نے کیا میری نور نظر
اے میری بیٹی واللہ بتا دے مجھے کیا نہیں سمجھا بستر کے قابل مجھے
یا اسے سمجھا تو نے نہیں باخدا اپنے والد کے قابل ہے کیا ماجرا

صاحب ایمان بیٹی کا مشرک باپ کو جواب

بولیں سرکار کی زوجۂ ذی وقار رب کے محبوب کی آن کی پاسدار
نوری بستر ہے یہ نبیٔ مختار کا اس کے پیارے نبی شاہِ ابرار کا
جبکہ آپ ایک مشرک ہیں ناپاک ہیں دشمنی میں رسالت کی بیباک ہیں
اس لئے مجھ کو ہرگز گوارا نہیں رب کے محبوب کے گھر ہوں بستر نشیں
بیٹی سے سن کے اس طرح کا وہ جواب رہ گیا ہو کے مبہوت اور لاجواب
اور گویا ہوا بندۂ کردگار ہے کیا جب سے تم نے یہ دیں اختیار
تم نے چن لی ہے شر اور شقاوت کی راہ اپنے ہی خانداں سے عداوت کی راہ

بیٹی کی جانب سے باپ کو حق شناسی کی حکیمانہ تلقین

اس پہ گویا ہوئیں بی بیٔ باصفا شر نہیں بلکہ امن و سعادت کی راہ
جاری رکھتے ہوئے راہوار کلام نطق آرا ہوئیں بی بیٔ خوش کلام

سخت حیراں ہوں میں اے میرے ابا جاں
آپ کی فہم و دانش گیا سب کہاں

چھوڑ کر رب تعالیٰ کو اصنام کی
ہیں کیئے جا رہے آپ جو بندگی

آپ سے زیرک و باہنر دُور ہیں
شخص کو واللہ یہ چیز زیبا نہیں

اپنی بیٹی کو کچھ بھی دیئے اب جواب
اٹھ گیا ہو کے بوسفیاں چپ لاجواب

آ گیا چل کے خدمت میں سرکار کی
خدمتِ عالی میں شاہِ ابرار کی

ابوسفیان دربارِ رسالت میں

رب کے محبوب کے روبرو باخدا
عرض پیرا ہوا اس طرح برملا

جبکہ پیمانِ حدیبیہ تھا ہوا
اس سے میں وہاں پر ناموجود تھا

آج حاضر ہوا ہوں میں پاس آپ کے
عہدِ ہذا کی تجدید کے واسطے

ساتھ ہی آپ سے ہے میری استدعا
اس کی مدت بھی دیں تھوڑا عرصہ بڑھا

پوچھا سرکار نے ابوسفیاں بتا
آیا صرف اس لئے تُو یہاں باخدا

بولا ہاں میری آمد کا مقصد یہی
ایک ہے کہتا ہوں بے تکلف یہی

رب کے محبوب نے اب کیا یہ سوال
ابوسفیان سے بندگانِ کمال

نقضِ پیمان کی تو نہیں برملا
ان دنوں تم سے صادر ہوئی اک خطا

بات کو اب ہوئے ٹالتے برملا
اس طرح بولا بندۂ مکرو دغا

ہم تو قائم ہیں پیمان پر باخدا
اس میں چاہیں تغیر خدا کی پناہ

ہم کمی بیشی کے نہ روا دار ہیں
ہر طرح سے ادا اون کو تیار ہیں

پانی تھا اب گیا جبکہ سر سے گزر
اس لئے کیسے ہو سکتی تھی کارگر

اس طرح کی کوئی کاوشِ بے محل
ہاتھوں سے وقت چونکہ گیا تھا نکل

آ سکے نہ مگرمچھ کے آنسو ہی کام   روبروئے نبی سامعینِ کرام

صدیق اکبر سے رابطہ اور حضور ﷺ سے سفارش کی درخواست

پیش کی عرضی سفیاں نے بارِ دگر   رب کے محبوب نے بندگانِ ہنر
اب دیا اس کو لیکن نہ کوئی جواب   ہو کے مایوس بے وقعت و لاجواب
پہنچا صدیق اکبر کے ہاں باخدا   اور کیا پیش تھا دل میں جو مدعا
بولے صدیق سے بندۂ کرد گار   رب کے محبوب کے عاشق و جاں نثار
مجھ سے رکھ ایسی تو نہ توقع کوئی   امرِ ہذا میں جو کہہ چکے ہیں نبی
بس سمجھ لے کہ میرا وہی ہے جواب   ہے عمل میرا تابع رسالتماب

فاروقِ اعظم سے رابطہ اور ان کا باطل شکن جواب

بعد اس کے گیا بندۂ ناسپاس   ہو کے مایوس فاروقِ اعظم کے پاس
کشتۂ غیرتِ ملی نے اب جواب   جو دیا اس کو تھا سر بسر لاجواب
بولے فاروق اعظم ارے بے ہنر   مجھ سے رکھتا ہے امید تو فتنہ گر
کہ کروں جا کے میں روبروئے نبی   آج اس مسئلے میں سفارش تیری
کھول کر کان سن مردِ مکر و دغا   ایک چیونٹی کو بھی پاؤں گر باخدا
تجھ سے آمادہ پیکار پر در جہاں   تو کروں گا مدد اس کی میں بے گماں
پیاں اب کوئی ہم لوگوں کے درمیاں   ہو بھی جائے تو اے بندۂ بے اماں
ہے دعا رب تعالیٰ سے میری یہی   اس طرح کا ہی ہو اس کا انجام بھی
جائے ہو وہ بھی بوسیدہ اور تار تار   ٹکڑے ہو جائیں اس کے کئی صدہزار

ہے چکا ٹوٹ پیمان جو سربسر — نہ کبھی جوڑے اللہ اسے خاص کر
جب سنی گفتگو اس نے فاروق کی — تلملا اٹھا غصے میں اور مفسدی
ان سے کہنے لگا طیش میں برملا — دے تمہیں قطع رحمی کی مالک سزا

عثمان وعلی اور دیگر صحابہ سے ابوسفیان کا رابطہ

بعد اس کے گیا بندۂ ناسپاس — بعض دیگر اکابر صحابہ کے پاس
جن میں شامل ہیں عثمان و مولا علی — سب نے لیکن کہی بات اس سے یہی
رب کے محبوب و مختار خیرالوریٰ — کر لیا کرتے ہیں جب کسی بات کا
عزم اک برملا پھر کسی کی مجال — اس میں ہوتی نہیں کر سکے قیل و قال
بات پر ان کی کرنا عمل باخدا — من و عن جان و دل سے بلا چوں و چرا
ہے یہی اصلِ ایمان و دیں بالیقیں — اور پہچاں ہماری بھی اک دلنشیں

ابوسفیان سیدۃ النساءؓ کی خدمت میں

ہو کے مایوس یوں سب سے اب بے اماں — در بدر ٹھوکریں کھاتا پہنچا کہاں
رب کے محبوب ﷺ کی پیاری لختِ جگر — سیدۃ النساء یعنی زہرا کے گھر
راحتِ قلب و جاں بادشاہِ زمن — فاطمہ کے جگر گوشے یعنی حسن
صحن میں تھے رہے کھیل اور باخدا — ان کی خوشبو سے مہکی ہوئی تھی فضا
حلمِ زہرا سے پاتے ہوئے حوصلہ — پتلۂ دجل اس طرح گویا ہوا
اے محمد کی جاں اس کی نور نظر — راحت العین اور اس کی لختِ جگر
اپنے دل میں لئے خیر کی ایک آس — ہوں چلا آیا میں بی بیٔ حق شناس

چاہیں تو آپ بن سکتی ہیں سائباں
امن اور پیار کا لوگوں کے درمیاں

امن کا آپ کر دیں جو اعلاں اگر
کاوشیں میری پالیں گی اپنا ثمر

بولیں سرکار کی لاڈلی برملا
میں ہوں خاتونِ پردہ نشیں باخدا

کوئی اقدام اس طرح کا بالیقیں
میرے بس میں نہیں کام میرا نہیں

اس پہ گویا ہوا بندۂ پرفتن
اپنے لختِ جگر راحتِ جاں حسن

طفلِ ذیشان سے کہہ دیں وہ بے گماں
کر دیں امروز اعلانِ امن و اماں

اس طرح تاقیامت بفضلِ خدا
جائیں گے بن عرب بھر کے وہ رہنما

اس سے گویا ہوئیں جانِ خیرالبشر
سیدۃ النساء بی بیؑ حق نگر

لاڈلا میرا لختِ جگر تا ہنوز
جانتا ہی نہیں اس طرح کے رموز

عمر ہے اس کی کم لوگوں کے درمیاں
کیسے کر دے وہ اعلانِ امن و اماں

بات ہے اصل میں بندۂ قیل و قال
ہم میں سے یہ کسی کی نہیں ہے مجال

رب کے محبوب و مختار جب برملا
کر لیں اک عزم تو بندگان خدا

کر سکیں اس کے برعکس کوئی عمل
یا کریں دخل اندازی یوں بے محل

آپ کے فیصلے کارِ سرکار میں
دخل دیں مرتضیٰؑ شاہِ ابرار میں

ایسا ممکن نہیں ایسا ممکن نہیں
ایسا ممکن نہیں کہتی ہوں بالیقیں

ابوسفیان ایک مرتبہ پھر حیدر کرار کی سرکار میں

ہو کے مایوس ہر سمت سے برملا
پہنچا پھر اک دفعہ بندۂ بے وفا

پاسِ مولا علیؑ لے کے رنج و محن
اور گویا ہوا محترم بوالحسن

ایسے حالات میں جبکہ مایوسیاں
ہیں چکی لے مجھے گھیرے میں بے گماں

کوئی مجھ کو نصیحت کرو خوش گماں
کہ مجھے ایسے حالات کے درمیاں
کچھ ملے امن ہو رستگاری نصیب
روشنی کی کرن آئے میرے قریب
بولے مولا علی بندۂ باصفا
ناصرِ غمزداں سب کے مشکل کشا
ایسے حالات میں بندۂ بے وفا
میں نہیں سکتا بتلا تجھے باخدا
بات ایسی کوئی ٹھوس یا باثبات
دے سکے جو تجھے مشکلوں سے نجات
ہاں مگر تم کنانہ کے سردار ہو
ان کی جانب سے اک مردِ مختار ہو
خود کھڑے ہو کے اب لوگوں کے درمیاں
آج کر ڈالو اعلانِ امن و اماں
اور پھر لوٹ جاؤ وطن برملا
اپنے احلاف کو بھی دو سب کچھ بتا
اس پہ گویا ہوا بندۂ بے وفا
اے علی مرد حر مجھ کو اتنا بتا
ہو گا اس سے مجھے فائدہ بھی کوئی
یا رہے گی سعی میری بے سود ہی
ابو سفیان سے بولے مولا علی
فائدہ ہو گا ہرگز نہ اس سے کوئی
پانی ہے اب گیا جبکہ سر سے گذر
بات ایسی نہ ہو سکتی ہے کارگر
بات میں پنہاں تھا بندگانِ صفا
خیر خواہی کا جو عنصرِ دلربا
اس لئے وہ گئی سیدھی دل میں اتر
ابوسفیان کے اور وہ بے ہنر
آ گیا نبوی مسجد میں اور بے گماں
کر دیا ایک اعلانِ امن و اماں
کر کے لوگوں کو اس نے مخاطب کہا
امن کا میں نے اعلان ہے کر دیا
رکھتا ہوں تم سے بھی میں توقع یہی
رکھو گے اس کو ملحوظ تم بھی سبھی

دربارِ رسالت میں حاضری اور مکہ واپس روانگی

بعد ازاں آیا وہ بندۂ ناسپاس
سیدھا سرکار محبوبِ رحماں کے پاس

اور کہا اے محمد یہ سنئے ذرا | میں نے لوگوں میں ہے کر دیا برملا
آج کے روز اعلانِ امن و اماں | ساتھ ہی بے وفا بندۂ بے اماں
اونٹ پر بیٹھا جا اور روانہ ہوا | جانبِ مکہ بندۂ مکر و دغا

سرورِ انبیاء ﷺ کی دعا بحضور خالق ہر دوسرا

اٹھ گئے اس سے بندگانِ خدا | رب کے محبوب کے ہاتھ بہرِ دعا
عرض کی میرے رب ہستیٔ ذوالجلال | پردہ دے اہل مکہ کی آنکھوں پہ ڈال
پاسکیں نہ خبر رؤسائے قریش | کارروائی ہماری کی شیطاں کے جیش
حتیٰ کہ شہر پر ان کے ہم برملا | کر دیں حملہ اچانک اے میرے خدا

ابوسفیان کے بارے میں ایک افواہ اور بیوی کی طعنہ زنی

ابو سفیان کو اب جو رکنا پڑا | اب کئی روز تک طیبہ میں برملا
اہل مکہ میں مشہور یہ ہو گیا | دین سے اپنے سفیان ہے پھر گیا
اس نے ہے کر لیا دینِ احمد قبول | ہے لیا مان اسے رب کا سچا رسول
آیا واپس وہ جب اپنی بیوی کے پاس | اس نے بتلایا اے بندۂ ناسپاس
تیری غیر حاضری میں یہاں کیا ہوا | اہل مکہ میں مشہور تھا ہو گیا
تو نے ہے کر لیا دینِ احمد قبول | ہے لیا مان اسے رب کا سچا رسول
رہ کے تم نے اگر اتنا عرصہ وہاں | پا لیا ہوتا مقصود تو بے گماں
سمجھا جاتا یہی تم جوانمرد ہو | زیرک و دور بیں باہنر فرد ہو
تم نے لیکن دیا وقت سارا گنوا | ذرہ بھر نہ سکے اپنا مقصود پا

قوم کے اپنی اے قاصدِ بے وقار — ایک بدبخت اور بے ہنر کاردار
ہے ہوا بھی کبھی بندۂ سست گام — تیرے ہاتھوں سے کوئی بھلائی کا کام
آئے ہو ہر مہم سے سدا نامراد — خائب و خاسر اے بندۂ بدنہاد
سن کے بیوی سے کڑوی کسیلی سبھی — باتیں یہ ابوسفیان سا مفسدی
رہ گیا دانتوں کو پیس کے باخدا — غصے میں پر زباں سے نہ کچھ کہہ سکا

روئیدادِ سفارت اور مجلسِ احباب میں ایک مشاہدے کا بیان

اگلے دن جا کے مجلس میں احباب کی — روئیداد سفر اس نے جب پیش کی
یہ بھی بتلایا احباب کو برملا — جس طرح کی اطاعت براہِ خدا
کرتے ہیں رب کے محبوب کے جاں نثار — جس طرح ان پہ مرتے ہیں پروانہ وار
اس طرح کا کبھی منظرِ دلنشیں — زندگی میں کہیں میں نے دیکھا نہیں
اللہ اللہ جو دشمن ہو اسلام کا — حق کی تحریک اور دین و ایمان کا
وہ تو سرکار کے پیارے اصحاب کا — جنسِ کمیاب مردانِ نایاب کا
ساتھ ان لفظوں کے کرتا ہو تذکرا — قائل ان کی اطاعت کا ہو اک کھلا
اس کے برعکس ایمان کا دعویدار — ہو کوئی اور وہ بندۂ کردگار
شک کرے ان کے ایمان و اخلاص پہ — ان کے صدق و صفا ان کے کردار پہ
کس قدر ظلم کی بات ہے باخدا — چاہیے مانگنا اک پناہ برملا

سرورِ انبیاء ﷺ کا صحابہؓ سے مکہ پر لشکر کشی کیلئے مشورہ

ایک دن رب کے محبوب خیرالوریٰ — نکلے حجرے سے اپنے بفضلِ خدا

اور تشریف فرما ہوئے برملا پاس دروازے کے بندگان خدا
تھوڑی ہی دیر کے بعد سرکار نے نبیٔ رحمت لقب، شاہ ابرار نے
دوستو پاس اپنے طلب کر لیا اپنے صدیق کو اور ان سے کیا
راز دارانہ انداز سے باخدا مشورہ اک اہم بندگانِ صفا
کچھ سے بعد فاروقِ اعظم کو بھی پاس بلوا لیا اس طرح اب وہ بھی
مجلسِ مشورہ میں شریک ہو گئے معتمدِ با ہنر رب کے محبوب کے
دونوں احباب نے بندگانِ متیں اپنی اپنی آراء پیشِ سرکار کیں
بعد ازاں حاضری کا ہوا اذن عام جاں نثاروں کو در بارِ خیرالانام

صدیق اکبر اور فاروق اعظم کے بارے میں سرورِ انبیاء ﷺ کے کریمانہ تاثرات

آ گئے جب سبھی پیکرانِ صفا کشتگانِ وفا بندگان خدا
ان کو کر کے مخاطب کہا آپ نے نبیٔ رحمت لقب شاہِ لولاک نے
نہ بتاؤں تمہیں بندگانِ کمال ان دو اصحابِ نایاب کی میں مثال
عرض پیرا ہوئے مصطفیٰ کے غلام کیوں نہیں رب کے محبوب خیرالانام
جانبِ بوبکر چہرۂ والضحیٰ اب گھماتے ہوئے سرورِ انبیاء
نطق فرما ہوئے اپنے رب کے خلیل یعنی حضرت براہیم ' رب جلیل
اپنے مولا کے معاملے میں سدا گھی سے بھی نرم ہوتے تھے اور باخدا
ہے ابوبکر کا بھی کچھ ایسا ہی حال گھی سے بھی نرم ہے بندۂ خوش خصال

پھر گھماتے ہوئے چہرۂ دلربا — سمتِ فاروق اعظم کہا برملا
نوح اللہ کے بارے میں بیشتر — تھے ہوا کرتے پتھر سے بھی سخت تر
ہے عمر کا بھی اے بندگانِ کمال — اللہ کے معاملے میں کچھ ایسا ہی حال
بعد میں سب کو کر کے مخاطب کہا — سرورِ انبیاء نے بفضلِ خدا
لو سنو سب کے سب بندگانِ ہنر — جاؤ تیار ہو خوب سے خوب تر
کرنے کو جنگ مکہ کے کفار سے — حزبِ شیطان مردانِ عیار سے

ہردواصحاب نے کیا مشورہ دیا

پہنچی جب اپنے انجام کو باخدا — مجلسِ ہذا تو بندگانِ صفا
آ گئے اٹھ کے صدیق اکبر کے پاس — اور کہا یارِ غارِ نبی خوش سپاس
آج باتیں ہوئیں کونسی خاص خاص — جبکہ تم تنہا دونوں تھے آقا کے پاس
بولے صدیق سے عاشقِ مصطفیٰ — رب کے محبوب نے آج ہم سے لیا
مکہ پہ حملے کے بارے میں مشورہ — عرض کی میں نے تو اندریں سلسلہ
گرچہ پیماں شکن اور جفاکار ہیں — کچے شیطان مردانِ عیار ہیں
لوگ ہیں آپ کی قوم کے یہ لعیں — اس لئے اس سبب رحمتِ عالمیں
اس طرح ان پہ حملہ مناسب نہیں — رحم فرمائیں محبوبِ ربِ متیں
جبکہ بھائی عمر نے کہا برملا — حملے سے ہچکچائیں نہ خیرالوریٰ
لوگ ہیں یہ بڑے ظالم و نابکار — جھوٹے اور مفسدی پیکرانِ ضرار
کون سا ایسا بہتان ہے باخدا — اے حبیبِ خدا شاہِ ہر دوسرا
آپ پر جو انہوں نے لگایا نہیں — آپ کو کیسے کیسے ستایا نہیں

ایک اک کر کے سب بندگانِ صفا — اب گِنائے ستم آپ نے برملا
سارے الزام جو ان جفا کاروں نے — ایسے بے قدر ظالم ستم کاروں نے
تھے لگا رکھے بر سرور انبیاء — آپ کو دینے کے واسطے اک ایذا
دشمنی میں اسی بات اور چیت کی — رب کے محبوب نے عاشقانِ نبی
ہے دیا حکم مکہ پہ یلغار کا — مشورہ تھا اسی سلسلہ میں ہوا

مکہ پر لشکر کشی کیلئے رازدارانہ انداز میں تیاریاں

حسبِ فرمان سرکار خیرالوریٰ — اے میرے ہمسفر بندگانِ صفا
آپ کے جملہ اصحاب و احباب نے — ان خدا مست مردانِ نایاب نے
زور اور شور سے کر دیں تیاریاں — اپنی اپنی شروع حلقۂ خوش گماں
شہرِ خوباں کے سب رستوں پہ پہریدار — اب مقرر گئے کر دیئے باوقار
تا کہ تیاریوں کی خبر نہ کہیں — جائے باہر نکل ، بندۂ دوربیں
خود عمر ان کی جا جا کے لیتے خبر — سب کو تاکید تھی اک یہی خاص کر
دیکھیں انجان کوئی اگر اجنبی . — شخص تو خوب اچھی طرح اب سبھی
ساتھ اس کے کریں خود سوال و جواب — پوچھ گچھ ہو مفصل کریں بے نقاب
شخصِ مشکوک جو پایا جائے ادھر — موقع پر ہی وہیں وہ لیا جائے دھر

حاطبؓ بن ابی بلتعہ کی طرف سے ایک خطرناک لغزش

جاری تھیں جبکہ حملے کی تیاریاں — تھیں گئی کر لی تیار اسواریاں
حاطب ابنِ ابی بلتعہ نے کیا کیا — لکھا خط اہلِ مکہ کو اک برملا

جس میں اقدام کی رہروانِ ورع — اک وضاحت سے تھی دی گئی اطلاع
ایک عورت کے ذمے لگائی گئی — اس کی ترسیل اور یہ ہدایت ہوئی
اب اسے کہ وہ کرتے ہوئے احتیاط — رازداری کے ساتھ اور بااحتیاط
جیسے تیسے بھی ہو اہلِ مکہ کے ہاں — نامہ پہنچا دے وہ بی بیٔ بدعناں
کارِ ہذا کے بدلے اسے جانِ جاں — دی گئی کچھ رقم صورتِ شرفیاں
گوندھ کر بال اس نے سنو کیا کیا — خط مذکور بالوں ہی میں رکھ لیا
اور معروف رستوں سے ہٹتی ہوئی — پہریداروں کی نظروں سے بچتی ہوئی
ایک خاتونِ ناداں اک منچلی — کارِ مذموم پر سوئے مکہ چلی

سرورانبیاء ﷺ کی طرف سے فوری اقدام

حق تعالیٰ نے بھی اپنے محبوب کو — ہر دو عالم کے بندۂ مرغوب کو
مطلع کر دیا حرکتِ ہذا پر — رب کے محبوب و مختار خیرالبشر
رحمت ہر دو عالم نے مقداد کو — ابنِ عوام علی جیسے اصحاب کو
یہ دیا حکم کو روضۂ خاخ پر — تیز رو پہنچو تم بندگانِ ہنر
ایک عورت ملے گی تمہیں تیزگام — لینا اس کی تلاشی بصد اہتمام
پاس ہے اس کے خط ایک جو باخدا — قبضے میں اس کو لے لینا تم برملا
تینوں ہی یہ غلامانِ خیرالانام — چل دیئے ہو کے تیار اور تیز گام
اور مذکورہ خاتون کو جا لیا — راستے ہی میں کچھ دور پر باخدا

خاتون نادان سے خط کی برآمدگی

اونٹ اک تیز رو پہ تھی بی بی سوار
جب انہوں نے لیا اس کو نیچے اتار

اس کے سامان کی لی تلاشی گئی
خط نہ پایا تو سرکار مولا علی

کہتے ہیں برملا یوں اسے ڈانٹ کر
جو خبر دی ہے سرکار خیرالبشر

رب کے محبوب نے بی بیٔ بے حیا
وہ غلط ہو نہیں سکتی واللہ ذرا

اس لئے کر دو خط بی بیٔ بے حیا
تم حوالے ہمارے بلا چوں و چرا

ورنہ ہم جانتے ہیں برآمد اسے
کرنا تجھ ایسی خاتونِ چالاک سے

ہو گیا اس خطا کار کو جب یقیں
کوئی صورت مفر کی جو ممکن نہیں

کھولے بال اپنے اور خود بخود کر دیا
خط انہیں پیش اس نے بلا چوں و چرا

حاطب ابن ابی بلتعہ کی بارگہِ رسالت میں طلبی

لے کے خط پہنچے جب بندگانِ خدا
بارگاہ رسالت میں خیرالوریٰ

سرور انبیاء نے طلب کر لیا
ابنِ بلتعہ کو اور اس طرح سے کہا

مردِ نادان تم نے بھلا کیا کیا
کس طرح کی یہ اک حرکتِ ناروا

عرض پیرا ہوئے وہ شہِ مرسلیں
حامیٔ انس و جاں رحمتِ عالمیں

پختہ ہے میرا ایماں بفضلِ خدا
اللہ اور اس کے محبوب پر برملا

دین سے اپنے ہرگز نہیں میں پھرا
مجھ سے البتہ سرزد ہوئی یہ خطا

آپ کو ہے خبر خاتم المرسلیں
مکہ میں میرا غمخوار کوئی نہیں

نہ کوئی یار و ہمدرد یا رشتہ دار
جو میرے بچوں کی سرورِ نامدار

میری غیر حاضری میں کرے دیکھ بھال
رکھ سکے ان کے دکھ اور سکھ کا خیال

میں نے یہ ایک احسان اپنے تئیں
اہلِ مکہ پہ کرتے ہوئے بالیقیں

سوچا بدلے میں اس کے وہ میرے عیال
میرے گھر والوں کا رکھیں گے کچھ خیال

جب سنا عذر سرکار نے باخدا
اپنے اصحاب سے یہ کہا برملا

بات حاطب نے سچ سچ ہی دی ہے بتا
سب تمہیں من و عن بندگانِ صفا

بعض اصحاب کی طرف سخت تادیبی کارروائی کا مطالبہ

اور حضور ﷺ کی شانِ کریمی

بعض اصحاب نے آپ سے یہ کہا
ہو اجازت تو دیں اس کی گردن اڑا

ہو گیا ہے منافق یہ اور بے لحاظ
کیوں کیا جائے اب اس کا کوئی لحاظ

بولے رحمت لقب سرور انبیاء
ایسا ہرگز نہ سوچو براہِ خدا

ہے یہ بدری صحابی بفضلِ خدا
جن کی بابت ہے فرمانِ رب العلیٰ

اب جو چاہو کرو بندگانِ صفا
ہے تمہیں مغفرت میں نے کر دی عطا

جب سنا عمر فاروق نے باخدا
حق تعالیٰ کا فرمانِ عقدہ کشا

ہو گئے ان کی آنکھوں سے آنسو رواں
عرض پیرا ہوئے بندۂ خوش عناں

جانتا ہے خدا اور اس کا رسول
بہتر ہی جانیں ہم کیا ظلوم و جہول

رحمتِ عالم ﷺ کی طرف سے اظہار عفو اور ہماری صورتحال

تھی خطا گرچہ حاطب نے کی برملا
ایک سنگین سفیہانہ اور پربلا

جس میں مستور تھا احتمالِ ضرر واسطے اہل حق اک بڑا پرخطر
باوجود اس کے اللہ اور اس کے نبی کرتے ہیں درگزر چونکہ نیت بری
اس کی نہ تھی کبھی بندگانِ صفا کی فقط سرزنش ہی اسے برملا
ایک ہم ہیں کہ بھائی ہمارا اگر غلطی بھولے سے بھی جو اگر بیٹھے کر
ہم معاف اس کو کرتے نہیں عمر بھر پالتے رہتے ہیں قلب میں اپنے شر
بھائی کے بارے میں بندگانِ خدا یاد رکھتے نہیں سنتِ مصطفٰے
پیروی کئے جاتے ہیں شیطان کی راہ چلتے نہیں نبیٔ ذیشان کی

کاروانِ سعادت نشاں کی سوئے مکہ روانگی

جبکہ تاریخ دسویں تھی رمضان کی اور دن بدھ کا اے عاشقانِ نبی
رب کے محبوب ہمراہ اصحاب کے اپنے عشاق مردانِ نایاب کے
جن کی تعداد تھی تقریباً دس ہزار پاپیادہ بھی تھے جن میں شامل سوار
نصرتِ مولا پہ تکیہ رکھے ہوئے قصد سے شہرِ مکہ کے عازم ہوئے

دورانِ سفر حضرت عباسؓ کی سرورِ انبیاء ﷺ سے ملاقات

آ ملے راہ میں بندۂ حق شناس آپ کے محترم چچا حضرت عباس
لانے کے بعد ایمان جو باخدا مکہ ہی میں تھے ٹھہرے ہوئے برملا
اب وہ ہجرت کئے تھے چلے آ رہے سوئے شہرِ نبی ساتھ عیال کے
رب کی قدرت کے بھی کیا نرالے ہیں کھیل برسرِ راہ ہوا اپنے پیارے سے میل
حسبِ ارشاد سرکار خیرالوریٰ اپنے گھر والوں کو تو روانہ کیا
حضرت عباس نے سوئے شہرِ نبی اور خود ہو گئے دینِ حق کے ولی

اب شریکِ سفر نبیٔ مختار کے
سرورِ سروراں شاہِ ابرار کے
لا چکے تھے یہ اسلام قبلِ ازیں
تھی ہدایت مگر بندۂ ذُوربیں
حضرت عباس کو رب کے محبوب کی
ٹھہریں مکہ ہی میں تھوڑا عرصہ ابھی
جب بھی مانگی اجازت براہِ خدا
عمّ نے طیبہ آنے کی خیرالوریٰ
رب کے محبوب نے ہر دفعہ یہ کہا
ٹھہریں کچھ اور عرصہ بفضلِ خدا
آپ کی ہجرت اے محترم چچا جاں
آخری ہو گی اس طرح سے بے گماں
جس طرح ہے نبوت میری آخری
سب رسولوں میں ہوں میں رسول آخری

عساکرِ اسلامیہ کا مرالظہران میں ورود اور سرورِ انبیاء ﷺ کی طرف سے ایک خصوصی ہدایت

جتنے شامل قبائل تھے در کارواں
ان کو سرکار نے ملتِ خوش گماں
خود دیئے اپنے ہاتھوں بفضلِ خدا
جھنڈے اور امتیازی علم برملا
چلتے چلتے بالآخر سعادت نشاں
کارواں پہنچا اب جس جگہ جانِ جاں
نام اس جگہ کا مرالظہران تھا
خوب چٹیل وسیع ایک میدان تھا
اس جگہ رب کے محبوب نے یہ کہا
اپنے اصحابِ نایاب سے برملا
ٹھہریں گے آج کی شب یہیں باخدا
یہ عساکر الٰہی بفضلِ خدا
یہ بھی فرمان جاری ہوا ساتھ ہی
جس قدر بھی ہیں اللہ کے لشکری
اپنا اپنا کرے اب الگ ہر کوئی
آج روشن الاؤ بطرزِ جلی
ہو گئے اللہ کے فضل سے دس ہزار
آج روشن الاؤ جو اندر قطار
میلوں تک ساری وادی بفضلِ خدا
بقعۂ نور بن کے اٹھی جگمگا

صورتحال سے آگہی حاصل کرنے کیلئے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کی مرالظہران آمد

لشکرِ حق کی اے رہروانِ ورع / اہل مکہ کو بھی ہو گئی اطلاع

صورتِ حال سے پانے کو آگہی / اب چلا مکہ سے بندۂ مفسدی

ابوسفیان ساتھ ابنِ حزام کے / مرد ناداں بدیل اک مہربان کے

پہنچے جب قرب میں مرالظہران کے / تینوں کے تینوں دشمن یہ ایمان کے

ان کو خیمے دکھائی دیئے بے شمار / آگ کے رقصاں شعلے کئی صدہزار

شدتِ خوف سے لرزہ طاری ہوا / اپنا ہی وزن قدموں پہ بھاری ہوا

گھر گئے وسوسوں میں سبھی باخدا / جب نظر آیا انجامِ عبرت نما

ابوسفیان کا دورِ شقاوت اب ختم ہونے کو تھا

ابوسفیاں تھا جب وسوسوں میں گھرا / رب کی قدرت کو کچھ اور منظور تھا

بننے والا تھا وہ تھوڑی ہی دیر بعد / حق نگر مردِ خوش بخت اور خوش نہاد

نکلا تھا جو تجسس میں احرار کی / دل میں نفرت لئے شاہ ابرار کی

ملنے والی تھی اب اس کو بھی باخدا / حبِ سرکار کی نعمتِ بے بہا

ختم ہونے کو تھا اب شقاوت کا دور / واسطے اس کے اور اب سعادت کا دور

ہونے کو تھا شروع صدقۂ مصطفیٰ / بننے والا تھا وہ بندگانِ خدا

رب کے محبوب کا ایک مخلص غلام / اپنی منزل سے بس دور چند ایک گام

تھا کھڑا اب جو ہمراہ احباب کے
چڑھ گیا ہتھے اصحاب نایاب کے
لے کے حاضر ہوئے جو اسے باخدا
رب کے محبوب کے روبرو برملا
رب کے محبوب نے دعوت اسلام کی
حق پرستی کی اور دین و ایمان کی
جب اسے پیش کی بندگانِ خدا
لایا ایماں بالآخر بفضلِ خدا
بن گیا اک وفادار اسلام کا
حصہ اس کو ملا نورِ ایمان کا

ابوسفیان کے قبول اسلام کی کہانی حضرت عباسؓ کی زبانی

واقعہ اس کے ایمان لے آنے کا
نعمتِ رب رحمان پا جانے کا
قدرے تفصیل سے بندۂ حق شناس
رب کے محبوب کے چچا حضرت عباس
کرتے ہیں دوستو جس طرح سے بیاں
وہ ہے کچھ اس طرح حلقۂ خوش عناں
رب کے محبوب جب مرالظہران پر
آ ہوئے خیمہ زن کرنے کو شب بسر
اہلِ مکہ کا انجامِ عبرت نما
اب ہوئے دیکھتے بندگان خدا
خوف کے مارے تھرا گیا میرا دل
اور گیا جسم ہی میرا سارا دہل
میں لگا سوچنے بندگانِ صفا
زورِ شمشیر سے آپ نے باخدا
جو اگر کر لیا فتح مکہ تو کیا
ہو گا انجام ان کا جو ہیں اشقیا
ہو کے رہ جائیں گے ختم سارے قریش
بے مدد بے نوا بے سہارے قریش
اس لئے کاش ایسا ہو یہ بدصفات
آ کے سرکار کے روبرو راتوں رات
آپ سے آ کے کرلیں طلب بے گماں
سایۂ عافیت اور امن و اماں
عبرت آموز انجام سے برملا
جائیں گے بچ سبھی صدقۂ مصطفٰے

عمِ نبی کسی قاصد کی تلاش میں

بس اسی سوچ میں بندگانِ خدا
نکلا میں اپنے خیمے سے اور چل دیا

آپ کے نوری خچر پہ ہو کے سوار
گم اسی سوچ میں مضطرب بیقرار

کہ مجھے باخدا آدمی جو کوئی
آج مل جائے تو اس کے ہاتھوں یہی

ایک پیغام پہنچا دوں اب برملا
اہل مکہ تلک کہ بلا چوں و چرا

آپ سے آ کے کرلیں طلب بدعناں
صبح سے پہلے پہلے ہی امن و اماں

بر مقام اراک ابوسفیان سے اتفاقیہ ملاقات

تھوڑی ہی دور اے بندگانِ فراز
پہنچا میں تو سنی ایک میں نے آواز

جب کیا غور تو وہ تھی سفیان کی
اپنے ساتھی سے جو کہہ رہا تھا یہی

میں نے دیکھی نہیں آج تک باخدا
رات ایسی کوئی بندۂ باصفا

جس میں ہو خیمہ زن لشکر اتنا بڑا
اور روشن ہو یوں آگ بھی بے بہا

میں نے آواز دی یا ابا حنظلہ
تھی کیفیت یہ سفیان کی باخدا

میری آواز جو اس نے پہچان لی
ہوا مجھ سے مخاطب بصوت جلی

اس قدر خیمے اور آتشِ بے بہا
اے اباالفضل بتلاؤ ہے بات کیا

میں نے اس سے کہا بندۂ بے حیا
ڈوبے بیڑا تیرا تو سمجھتا ہے کیا

یہ رسولِ خدا ہیں رسولِ خدا
ساتھ اصحابِ نایاب کے باخدا

ابوسفیان کے دل و دماغ پر خوف کے سائے اور طلبِ مشورہ

بولا سفیان اے بندۂ کبریا
اب تو ہو جائیں گے اہل مکہ فنا

میرے ماں باپ قربان تیرے عباس
ہمدمِ دیرینہ بندۂ باسپاس

آج کے دن بتا ہم بھلا کیا کریں
کس طرح سے جئیں اور کیسے مریں

میں نے اس سے کہا کر نہ اب انتظار
پیچھے میرے تو خچر پہ ہو جا سوار

لے کے چلتا ہوں تجھ کو ارے بے اماں
پاس اس ذاتِ اقدس کے میں بے گماں

جو ہے رحمت لقب نبیٔ مختار ہے
حامیٔ بے کساں سب کی غمخوار ہے

واسطے تیرے او بندۂ بے اماں
جا کے اس سے طلب کرتا ہوں میں اماں

دیر کر نہ ذرا وقت ضائع نہ کر
وسوسوں سے نکل بن میرا ہمسفر

ورنہ ہتھے اگر آج تو چڑھ گیا
اب کسی بھی صحابی کے تو باخدا

موت کے گھاٹ دے گا وہ تجھ کو اتار
ہو جا جلدی سے بس میرے پیچھے سوار

میرے کہنے پہ وہ بندۂ کردگار
ہو گیا ساتھ خچر پہ میرے سوار

چل پڑا اب لئے میں اسے بے گماں
دوستو جانبِ رحمتِ عالماں

ابوسفیان طالبِ اماں بن کر سوئے دربارِ رسالت رواں دواں

اللہ اللہ جو دشمن تھا سرکار کا
دشمنِ اولیں شاہِ ابرار کا

دینِ اسلام کا دشمنِ اولیں
نورِ ایمان کا دشمنِ اولیں

کرتا رہتا تھا جو منصوبہ بندیاں
مل کے اشرار سے روز شب بے گماں

دینِ توحید اسلام کے برخلاف
دین و ایماں کی تحریک کے برخلاف

ضائع جس نے نہ جانے دیا کوئی بھی
موقعہ سرکار کو دینے کا دکھ کبھی

آج پانے وہ خیراتِ امن و اماں
جو چلا تو چلا کس طرف اور کہاں

اپنی بگڑی بنانے چلا برملا
سوئی قسمت جگانے چلا باخدا

عالمِ کفر کا ایک نامی رئیس ہونے کو رب کے محبوب کا ہم جلیس
اور پانے کو ایمان کی بے بہا دولتِ بے بدل نعمتِ دلربا
ساتھ عباس کے ہے چلا آ رہا اندر اندر سے شرماتا ہے جا رہا
سالوں پر مشتمل اپنے کردار پر ماضیٔ روسیاہ طور و اطوار پر

کشتۂ غیرتِ ملی عمر ابنِ خطاب سے سرِ راہ ملاقات

جاری رکھتے ہوئے راہوارِ کلام اے میرے محترم سامعینِ کرام
کہتے ہیں عم محبوبِ رب العلی یعنی عباس بندۂ صدق و صفا
چلتے چلتے ہمارا ہوا جو گزر خیمۂ عمر کے پاس سے خاص کر
کشتۂ غیرتِ ملی حضرت عمر عاشقِ مصطفیٰ بندۂ حق نگر
دیکھتے ہی مجھے اب کھڑے ہو گئے اور حیران ہو کر لگے پوچھنے
کون ہے ساتھ عباس تیرے بتا غور سے دیکھا تو انہوں نے باخدا
اب لیا خود ہی پہچان کہ سفیان ہے اولیں دشمنِ دین و ایمان ہے
بول اٹھے دیکھ کر اب اسے برملا شکر ہے اللہ کا دشمنِ مصطفیٰ
آیا ہے میرے قبضے میں تو بے گماں اس سے جب نہیں ہے کسی کی اماں
تجھ کو حاصل اے بندۂ مکر و دغا دیکھنا دوں گا اب تیری گردن اڑا

جلال و جمال پر مشتمل دو عزم دو ارادے دہلیزِ نبوی پر

پانے کو قتل کا اذن سرکار سے شاہ ہر دو سرا نبیٔ مختار سے
دوڑے حضرت عمر بندۂ نیک نام تیزی سے سوئے خیمۂ خیرالانام

تھے عمر چونکہ پیدل میں اسوار تھا ۔۔۔ بالیقیں ان سے میں تیز رفتار تھا
اس لئے پہنچا جا ان سے میں پیشتر ۔۔۔ اپنی منزل پہ اے بندگانِ ہنر
آ گئے اتنے میں بندۂ حق نگر ۔۔۔ کشتۂ غیرت ملی حضرت عمر
دونوں اک ساتھ داخل ہوئے باخدا ۔۔۔ خیمۂ نبوی میں ہم بفضلِ خدا

بارگہ رسالت میں جلالِ فاروقی کے مقابلے میں جمالِ عباسی کی پذیرائی

رب کے محبوب کے عالی دربار میں ۔۔۔ سرورِ ہر دو عالم کی سرکار میں
عرض پیرا ہوئے بادب یوں عمر ۔۔۔ رب کے محبوب و مختار خیرالبشر
یہ ہے اللہ کا دشمن کھلا روسیاہ ۔۔۔ اس کو حاصل نہیں ہے کسی کی پناہ
اس لئے ہو اجازت تو خیرالوریٰ ۔۔۔ جھٹ سے دوں موذی کی آج گردن اڑا
کہتے ہیں عمِ محبوبِ ربِ العلیٰ ۔۔۔ حضرت عباس بندۂ صدق و صفا
میں نے کی عرض اے رحمتِ عالماں ۔۔۔ میں نے دیدی ہے سرکار اس کو اماں
اتنا کہتے ہوئے بندگانِ خدا ۔۔۔ میں گیا آپ سے اب چمٹ برملا
فرطِ جذبات میں رب کے محبوب کا ۔۔۔ دونوں عالم کے بندۂ مرغوب کا
سرمبارک لیا میں نے اپنے لگا ۔۔۔ سینے سے اللہ اللہ بفضلِ خدا
بات پر برملا اپنی فاروق کا ۔۔۔ پوری شدت سے اصرار جاری رہا
حامیٔ انس و جاں رحمتِ عالماں ۔۔۔ چپ ہے اور مسلسل تبسم کناں
میں نے کی عرض اے رحمتِ دوجہاں ۔۔۔ میں نے ان بے امانوں کو دی ہے اماں
اذن ہو تو کروں پیش سرکار کی ۔۔۔ خدمتِ عالی میں شاہِ ابرار کی
اپنے ماضی پہ نادم بوسفیان کو ۔۔۔ اور ناداں بدیل ابنِ حزام کو

نطق فرما ہوئے رحمتِ عالماں
جاؤ لے آؤ تینوں کو ہی تم یہاں
آپ کے حکم پر تینوں کو باخدا
کر دیا پیش میں نے بفضلِ خدا
رب کے محبوب کے عالی دربار میں
خدمتِ اقدس شاہِ ابرار میں

ساتھیوں کا قبولِ اسلام اور ابوسفیان کی طرف سے مہلت طلبی

رات کے کافی حصے تلک ہم سبھی
اب رہے بیٹھے در بارگاہِ نبی
بابتِ حالِ مکہ رسالتماب
ان سے کرتے رہے کچھ سوال و جواب
بعد ازاں سب کو دی دعوت اسلام کی
حق پرستی کی اور دین و ایمان کی
ماسوا ابوسفیان کے باخدا
پا گئے دونوں ہی بندگان خدا
دستِ سرکار پر نعمت اسلام کی
دولتِ بے بدل دین و ایمان کی
ابوسفیاں نے کی قدرے مہلت طلب
جو عطا کر دی سرکار نے خندہ لب
اور کہا حضرت عباس سے برملا
رکھیں خیمے میں ان کو بفضلِ خدا
اور لائیں میرے پاس پھر ایک بار
صبح دم آپ انہیں اے عمِ ذی وقار

اذانِ فجر کا سماں اور نماز کے بارے میں ابوسفیان کا استفسار

جب ہوئی فجر کی دلنشیں اک اذاں
دیکھا سفیان نے حلقۂ خوش عناں
آج جتنے بھی غازی ہیں اسلام کے
ساتھ ہی ساتھ ہیں اس کو دہرا رہے
پوچھا گھبرا کے سفیان نے باخدا
کر رہے سب کے سب ہیں فدا کار کیا
اس کو بتلایا عباس نے برملا
کر رہے ہیں تیاری سبھی دوستا
پڑھنے کے واسطے دن کی پہلی نماز
کرنے کو اپنے مولا سے راز و نیاز

پوچھا سفیان نے دن میں کتنی دفعہ کرتے ہو تم عمل یہ براہِ خدا
مرتبہ پانچ ہر بندۂ حق شناس کرتا ہے یہ عمل بولے حضرت عباس

اگلے دن دربارِ رسالت میں ابوسفیان کی حاضری اور
اس کے مشاہدات وتاثرات

کہتے ہیں عم سرکار حضرت عباس آ گیا لے کے میں اس کو آقا کے پاس
حسبِ فرمان سرکارِ مولا صفات دوستو صبح دم پیشتر از صلوٰۃ
دیکھا اس نے یہاں ایک منظر عجیب مظہرِ عشق عمل اک عجیب و غریب
دیکھا اس نے کہ سرکار کے جاں نثار کرتے ہیں آپ سے عشق پروانہ وار
آپ کے مائے وضو کا قطرہ تلک گرنے دیتے نہیں آج زیرِ فلک
چہرے پہ ملتے ہیں اپنی آنکھوں پہ بھی آپ کے نوری مائے وضو کی تری
کر کے عباس کو یوں مخاطب کہا ابوسفیان نے بندگانِ خدا
جس قدر عشق و وارفتگی باخدا ہوں رہا دیکھ میں بندۂ باصفا
واسطے اپنے ہادی کے اصحاب میں ان خدا مست مردانِ نایاب میں
اس ادب احترام اور وارفتگی اور محبت کا ادنیٰ کوئی حصہ بھی
میں نے دیکھا نہیں کہتا ہوں برملا بادشاہوں کے ہاں بھی میرے ہمنوا
اب جو پڑھنے لگے بندگانِ فراز رب کے محبوب کی اقتدا میں نماز
دیکھا اس نے کہ سب جاں نثار آپ کے آپ کے پیچھے کچھ اس طرح ہیں کھڑے
جس سے آپ جھک جاتے ہیں مع خشوع کرنے کو بارگاہِ خدا میں رکوع

سب ہی جھک جاتے ہیں مع خشوع وخضوع
اقتدائے رسالت میں کرنے رکوع

اور جب سجدہ کرتے ہیں خیرالوریٰ
سب ہی سجدے میں گر جاتے ہیں برملا

ایک منظر اطاعت کا یہ دلنشیں
دیکھا جب اس نے اے محترم سامعیں

کہہ اٹھا ہو کے مجبور یہ باخدا
ابوسفیان سا بندۂ بے وفا

بادشاہی بھتیجے کی تیرے عباس
ہو گئی ہے بہت بندۂ حق شناس

اب بہت اوج پر کہتا ہوں برملا
جس پہ عباس نے یہ کہا باخدا

مرد نادان یہ بادشاہی نہیں
بلکہ شانِ نبوت ہے اک بالیقیں

دربارِ رسالت میں ابوسفیان کا اقرارِ توحید

شاہِ کون و مکاں پڑھ چکے جب نماز
کر چکے ساتھ مولا کے راز و نیاز

ابوسفیاں کو کر کے مخاطب کہا
مرد نادان او بندۂ بے وفا

اب تلک وقت کیا ایسا آیا نہیں
کر لے تو اس حقیقت کو جو دلنشیں

کہ نہیں کوئی اللہ کے ماسوا
ایسی ہستی کوئی باخدا باخدا

جو ہو معبود یا لائق بندگی
اس پہ گویا ہوا بہرِ شرمندگی

ابوسفیان سا بندۂ بے وفا
آپ پر میرے ماں باپ تک ہوں فدا

آپ کی ذاتِ اقدس ہے کتنی حلیم
عفو اور درگزر میں بھی کتنی عظیم

اللہ کے ماسوا ہوتا کوئی الٰہ
اس کی مخلوق کا کوئی حاجت روا

کچھ نہ کچھ تو دیا ہوتا اس نے ہمیں
فائدہ منفعت سخت حالات میں

لات جیسے خداؤں سے روز اور شب
میں رہا کرتا نصرت طلب جاں بلب

جبکہ آپ اپنے مولا سے لیتے رہے
مشکلوں میں مدد اور دیتے رہے

اس کی نصرت پہ ایماں کا درسِ عظیم
اپنے پیاروں کو بندۂ رب کریم

زندگی بھر ہوا جب مقابل کبھی
آپ کے میں تو سچ بات ہے اک یہی

ہر دفعہ آپ ہی بس ہوئے فتحمند
آپ ہی ٹھہرے میدان میں ارجمند

ہوتا سچا اگر کوئی میرا خدا
میری نصرت پہ قادر میرا ہمنوا

میں بھی ہوتا کبھی نہ کبھی کامیاب
مجھ پہ بھی تو کبھی کھلتا نصرت کا باب

روزِ روشن کی مانند ہے ہو چکی
واضح اب یہ حقیقت کہ بس اک وہی

سچا معبود ہے بس وہی اک خدا
مانتے ہیں جسے آپ اپنا خدا

ابوسفیان کی طرف سے اقرار رسالت میں تامل

بولے سرکار اے بندۂ کردگار
یہ حقیقت بھی کیا ہے ہوئی آشکار

میں نبی ہوں اسی ذاتِ بے مثل کا
ہو چکے مان تم جس کو سچا خدا

بولا سفیان اے بندۂ باصفا
آپ پر میرے ماں باپ تک ہوں فدا

آپ کی ذات اقدس ہے کتنی حلیم
عفو کی شان میں بھی ہے کتنی عظیم

سچی پوچھیں تو سرکار خیرالوریٰ
شبہ دل میں ہے اس بارے میں کچھ ذرا

پیکرِ جمال حضرت عباس کا رنگِ جلال اور ابوسفیان کا قبول اسلام

جب سنا حضرت عباس نے اس کا قول
ہاشمی خوں گیا گویا غصے میں کھول

بولے سفیان ہو تیرا خانہ خراب
دیتا ہے رب کے محبوب کو یوں جواب

مان لے دعوتِ حق ارے بے حیا
ورنہ دوں گا تیری آج گردن اڑا

اس پہ سفیان اس طرح گویا ہوا
دیتا ہوں اک شہادت میں یہ برملا

کہ نہیں ماسوا اللہ ہستی کوئی جو ہو معبود یا لائق بندگی
اور یہ بھی کہ سرکار خیرالوریٰ اللہ کے فضل سے ہیں رسولِ خدا

سرورِ انبیاء ﷺ کی طرف سے اظہارِ کریمی و عزت افزائی

عزت افزائی کرتے ہوئے باخدا ابوسفیان کی سرورِ انبیاء
رحمتِ عالماں نے کہا برملا شخص جو کوئی بھی بندگانِ خدا
ہو گیا داخل اب ابوسفیاں کے گھر پا گیا حق سے وہ اک اماں سربسر
عرض پیرا ہوئے مصطفٰے کے غلام ابوسفیان اے پیارے خیرالامام
دار میں میرے کتنے سکیں گے سما لوگ امروز سرکار خیرالوریٰ
اس پہ فرمایا سرکار نے باخدا ابن حزام کے گھر میں داخل ہوا
شخص جو وہ بھی پا جائے گا بے گماں نعمتِ عافیت اور امن و اماں
جاری رکھے ہوئے راہوارِ کلام نبیِٔ رحمت لقب انبیاء کے امام
نطق فرما ہوئے دوستو برملا شخص جو بھی حرم میں بفضلِ خدا
داخل ہو جائے گا آج امن و اماں وہ بھی پا جائے گا بندۂ خوش گماں
اس پہ بول اٹھے پھر مصطفٰے کے غلام ابوسفیانؓ اے پیارے خیرالانام
گھر میں رب کے بھی کتنے سکیں گے سما لوگ اے رحمتِ عالماں باخدا
نبیِٔ رحمت نے اے بندگانِ ظفر اب ہوئے کرتے وا عفوِ عامہ کا در
یوں کہا جس کسی شخص نے باخدا گھر کا دروازہ بند اپنے خود کر لیا
واسطے اس کے بھی ہے بفضلِ خدا کامل امن و اماں بندگانِ خدا
بولے سفیان بندۂ صدق و صفا رکھتا ہے بالیقیں وسعتِ بے بہا

اپنے دامن میں اب رحمتِ عالمیں ۔ آپ کا پیارا فرمان قولِ حسیں

سرورِ انبیاء ﷺ کی حضرت عباسؓ کو ایک حکیمانہ ہدایت

جب روانہ لگے ہونے خیرالوریٰ ۔ سوئے مکہ تو عباس سے یہ کہا
لے کے سفیان کو وادی میں اس جگہ ۔ جائیں ہو اب کھڑے وہ بفضلِ خدا
جس جگہ سے یہ نظارہ افواج کا ۔ کر سکیں خوب اچھی طرح باخدا
حسبِ فرمانِ سرکار عباس نے ۔ حق تعالیٰ کے اس بندۂ خاص نے
ایسا ہی اب کیا بندگان صفا ۔ جب گزرنے لگے رہروانِ وفا
صف بہ صف پے بہ پے لشکر اصحاب کے ۔ ان خدا مست مردانِ نایاب کے
رہ گیا دیکھ کر ہکا بکا انہیں ۔ دیکھا جب اس طرح جاتے مکہ انہیں
گزرا جب ایک انصار کا کارواں ۔ منفرد شان میں اور رفعت نشاں
پوچھا سفیاں نے یہ کون ہیں باخدا ۔ جن کا طور و طریقہ ہے سب سے جدا
منفرد بانکپن اور عجب ہے اٹھان ۔ چہروں سے اک انوکھی ہویدا ہے شان
بولے عباس یہ سارے انصار ہیں ۔ اپنی فطرت میں مردانِ احرار ہیں

حضرت سعد بن عبادہ کا ایک قولِ ناروا اور سرورِ انبیاء ﷺ کی طرف سے فوری تادیبی کارروائی

سعد ابنِ عبادہ جو انصار کے ۔ دستے کے رہنما اور علمدار تھے
گزرے جب پاس سے ابوسفیان کے ۔ جوش میں آ کے اس طرح گویا ہوئے
آج کا یوم ہے یومِ قتل و قتال ۔ جس میں ہو جائے گی خونریزی حلال
اندرونِ حرم اور رسوا قریش ۔ ہو کے رہ جائیں گے آج شیطاں کے جیش

جب سنا ابوسفیان نے باخدا نعرہ یہ حضرتِ سعد کا برملا
خوف کے مارے سناٹے میں آ گیا رہ گیا دم بخود ہو کے گھبرا گیا
آخرش اب جو اک دستۂ دلربا جس میں موجود تھے سرور انبیاء
خاص احباب اصحابِ ہجرت کے ساتھ محوِ سرگوشی اصحابِ شوکت کے ساتھ
گزرا تو بڑھ کے سفیان نے یہ کہا رحمتِ عالمان اے رسول خدا
سن لیا آپ نے جو کہا سعد نے پوچھا سرکار نے کیا کہا سعد نے
سعد کا قول سفیاں نے دہرا دیا آپ کو من و عن سب ہی بتلا دیا
نطق فرما ہوئے سرور انبیاء والیٔ انس و جاں شاہِ ہر دو سرا
جو کہا سعد نے ہے غلط بالیقیں ایسا ہرگز نہیں بندۂ دوربیں
آج کا دن تو ہے رب کی رحمت کا دن واسطے کعبہ کے شان و شوکت کا دن
آج کے روز تو بندۂ باصفا رب کے گھر کو مزین کیا جائے گا
اور چڑھائیں گے ہم آج اس پر غلاف اس حقیقت کو بھی کرتا ہوں واشگاف
آج کا دن ہے وہ بندۂ باصفا جب بڑھا دے گا تکریم با درجہا
اہل مکہ کی بھی ماورائے گماں ان کا رب کہتا ہوں بندۂ خوش گماں
ساتھ ہی رب کے محبوب نے دم بدم لے لیا سعد سے واپس اپنا علم
اور بیٹے کو ان کے عطا کر دیا ایک حقِ مروت ادا کر دیا
گوشمالی و تادیب کے ساتھ ساتھ رکھے ملحوظ جذبات بھی ساتھ ساتھ

ابوسفیان کی اہل مکہ کو حق شناسی کی تلقین

کہنے پر عم سرکار کے باخدا تیزی سے ابوسفیان آیا چلا

مکے میں تا کہ لوگوں کو ترغیب دے — حق شناسی کی اور ساتھ ترہیب دے
یہ کہ گر انہوں نے دین و ایمان کا — راستہ ہی جو امروز ٹھکرا دیا
ہو کے رہ جائیں گے سارے یکسر فنا — تا ابد خاسر و خائب و بے نوا
آ کے بیت اللہ میں اس نے اعلان جب — یہ کیا برسرِ عام تو اس سبب
بیوی جو اس کی تھی پتلی اک غیظ کی — اس کی مونچھیں پکڑ کے یہ کہنے لگی
قوم کا اپنی ہے تو بڑا پیشرو — گرچہ ہے ہر نئی بات میں تیز رو
قوم کے پاس کوئی خبر خیر کی — مردِ بدبخت ہے لایا بھی تو کبھی
بولے سفیان او رہبرانِ قریش — زیرک و دوربیں سرورانِ قریش
بات سے اس کی تم جانا دھوکہ نہ کھا — ورنہ ہو جاؤ گے آج یکسر فنا
اہلِ ایمان کا بندگانِ الٰہ — کر نہیں سکتے تم آج مقابلہ
اس لئے بات میری سنو باخدا — اور عمل ڈالو کر تم بلا چوں و چرا
ہے اسی میں تمہاری فلاح بالیقیں — ہے یہی ایک راہِ عمل بہتریں
ورنہ انجام ہے ایک اندوہگیں — دنیا اور آخرت کی سزا بدتریں

مکہ داخل ہوتے وقت سرورِ انبیاء ﷺ کی طرف سے خصوصی ہدایات

رہنمائی میں نبیوں کے سردار کی — نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار کی
لشکرِ مومناں مجتمع ہو گیا — جس جگہ کہتے تھے اس کو سب ذی طویٰ
حکم جاری ہوا حق کے انصار کو — جنسِ کمیاب مردانِ نایاب کو

داخل ہوں مکہ میں مختلف راہوں سے لشکری سارے جاں باز اسلام کے
ساتھ ہی یہ ہدایت بھی سرکار نے نبیؐ رحمت لقب شاہِ ابرار نے
دیدی اصحاب نایاب کو برملا وہ پہل حملے میں نہ کریں باخدا
اور شمشیروں کو رکھیں اندر نیام رکھیں ملحوظ پوری طرح احترام
شہرِ بطحا کا کعبہ کے اطراف کا سر زمینِ حرم اس کے اکناف کا

حبیب خدا ﷺ کا مکۃ المکرمہ میں داخلہ

خود شہ انبیاء آج داخل ہوئے مکہ میں حصہ بالائی کی سمت سے
اور اعلان کروا دیا برملا خوب اچھی طرح بندگان صفا
شخص جو آج کے دن براہِ خدا دے گا ہتھیار ڈال اور لے گا پناہ
کعبۃ اللہ میں یا ابوسفیاں کے گھر یا ہو جائے گا محبوس خود اپنے گھر
آج ہے واسطے اس کے امن و اماں . سایۂ عافیت امن کا سائباں

اہلِ مکہ کا اشتیاقِ دید اور جوش وخروش

دیکھنے کے لیے ایک نوری جھلک رب کے محبوب کی آج زیرِ فلک
گلیوں میں شاہراہوں پہ اور ہر طرف دور و نزدیک کی راہیں پہ ہر طرف
مرد و زن اور چھوٹے بڑے تھے کھڑے بعض اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھے
سرورِ انبیاء رحمتِ عالماں تھے بنے سربسر پیکرِ امتناں
روبروئے خدا مالکِ بحر و بر خالقِ دو سرا رازقِ خشک و تر
تھے کیے جا رہے اس کی حمد و ثنا سرجھکائے ہوئے بندۂ حق نما

دائیں تھے آپ کے یارِ غار — جبکہ بائیں طرف بندۂ ذی وقار
جاں نثارِ نبی اسید ابنِ حضیر — باقی سب پیچھے پیچھے تھے مردانِ خیر
ناقہ پر آپ کے ساتھ تھے اس گھڑی — زید کے بیٹے اے عاشقانِ نبی
یعنی اسامہ ، بندۂ صدق و صفا — فضلِ مولا سے صدقۂ خیرالوریٰ

محبوب خدا کیلئے خیمے کی تنصیب اور خالد بن ولید کیلئے خصوصی ہدایت

رب کے محبوب کے پیارے اصحاب نے — کچھ خدا مست مردانِ نایاب نے
خیفِ کنانہ میں نصب کروا دیا — خیمہ اک آپ کے واسطے خوشنما
اور علم حدِ محصب پہ ابنِ عوام — جب چکے گاڑ صدقۂ خیرالانام
حکم ہوا آج سیف اللہ خالد کے نام — کہ وہ شمشیرِ حق لے کے اللہ کا نام
ساتھ اصحابِ نایاب کے از جنوب — داخلِ مکہ ہو جائیں بندۂ خوب
اور مقامِ صفا پر ہمیں آ ملیں — حتی الامکان خوں ریزی سے بھی بچیں

چند اشرار کی شرارت اور خالد بن ولید کی کارروائی

حق کی تلوار یہ بندۂ ارجمند — از دل و جان اور سرتاپا کاربند
حکم سرکار پر سامعینِ کرام — جب ہوئے مکہ داخل بصد احترام
ہو گئے سدِ رہ چند شوریدہ سر — عکرمہ اور صفوان و ابن عمرو
اپنے ہمراہ لیے دستۂ بے حیا — مائلِ شر ہوئے فتنہ گر اشقیاء
اشقیاء کاروانِ سعادت پہ تیر — جب لگے پھینکنے دینِ حق کے ظہیر
سارے ہی پاسبانانِ زہد و ورع — کرنے کے واسطے آج اپنا دفاع

ڈٹ گئے ان ستم کاروں کے روبرو ہو گئے ان خطاکاروں کے دوبدو

تھوڑی ہی دیر میں بندگانِ فساد ہو گئے پسپا اور خاسر و نامراد

بھاگے میدان سے جاں بچاتے ہوئے سورماؤں کی لاشیں اٹھاتے ہوئے

معرکہ ہذا میں بندگانِ سعید جو ہوئے راہیٔ خلد یعنی شہید

وہ تھے دو صرف ہی بندگانِ خدا جبکہ اشرار میں سے بحکمِ خدا

پندرہ افراد واصل جہنم ہوئے اہلِ اسلام کے ساتھ لڑتے ہوئے

دیکھی جب رب کے محبوب نے باخدا تیغوں کی اک چمک اس طرح برملا

پوچھا اصحاب سے بندگان خدا ہے چمک کیسی یہ اور کیا ماجرا

عرض پیرا ہوئے جاں نثار آپ کے نبیٔ رحمت لقب شاہِ لولاک سے

کی تھی اشرار نے سرور انبیاء اک شرارت کھلی حرکتِ ناروا

پڑ گیا جس کا خالد کو دینا جواب ہو کے مجبور اس نے رسالتماب

دی سزا فتنہ پردازوں کو برملا کرکے اقدام ہذا بفضلِ خدا

آئے خالد بھی جب شاہِ ابرار کی خدمتِ عالی میں نبیٔ مختار کی

ان سے بھی آپ نے کی وضاحت طلب اپنے اقدام کے بارے میں اس سبب

سن کے ان کی وضاحت کہا آپ نے نبیٔ رحمت لقب شاہِ لولاک نے

بہتر ہے بندوں کے واسطے باخدا مرضیٔ مولا اور ان کے رب کی رضا

سرورانبیاء ﷺ کا خیمہ کس جگہ نصب تھا

کہتے ہیں اس طرح آپ کے جاں نثار جابر اک باصفا بندۂ کردگار

پہنچے سرکار اذاخر کی چوٹی پہ جب سرورِ سروراں نبیٔ رحمت لقب

دیکھ کر اس جگہ کی طرف باخدا نصب تھا جس جگہ خیمہ سرکار کا
نطق فرما ہوئے مجھ سے خیرالانام جو بنے گی ہماری یہ جائے قیام
یہ جگہ ہے وہی بندۂ باصفا جس جگہ مل کے سب اشقیاء نے کیا
تھا کبھی مکے کے بدقلم معاہدہ ایک قطع تعلق کا اور برملا
کھائی تھی پاسداری کی اس کی قسم ڈھایا تھا حق پرستوں پہ کوہِ الم

اہلِ مکہ کا ازرہِ خوف فرار، واپسی اور حصولِ اماں

دیکھ کر داخلہ اہلِ اسلام کا مکے میں اس طرح بندگانِ خدا
لوگ کچھ ازرہِ خوف رنج و بلا بھاگے جانب پہاڑوں کی اب برملا
دیکھ کر ان کا یہ منظرِ بے بسی چیخ کر بولے سفیان، رب کے نبی
کر چکے ہیں یہ اعلان سنو باخدا شخص جو آج کے دن بفضلِ خدا
اپنے گھر میں رہا پائے گا بے گماں سایۂ عافیت اور امن و اماں
سنتے ہی گویا اک مژدۂ جانفزا لوگ آئے پلٹ اے میرے ہمنوا
گھس گئے اپنے اپنے گھروں میں سبھی کر دیئے بند سب گھر کے دروازے بھی
خود بخود اسلحہ پھینک باہر دیا مومنوں نے جسے قبضے میں لے لیا

سرورِ انبیاء ﷺ کی کعبۃ اللہ کی طرف روانگی

خیمے میں کچھ گھڑی آج کر کے آرام شاہِ کونین سرکار خیرالانام
لائے تشریف اب امِ ہانی کے گھر رشتے میں جو تھیں ہمشیرِ خیرالبشر
غسل فرمایا اور کی صلوٰۃ الضحیٰ اپنی ہمشیرِ خوش بخت کے گھر ادا

کر لیا لیس جب خود کو ہتھیاروں سے　　ایسے فرمایا اپنے وفاداروں سے
جانے کو سوئے کعبہ سبھی جاں نثار　　ذوق اور شوق سے اب ہو جائیں تیار
جذب و شاقِ فراواں لئے صد ہزار　　ہو گئے چلنے کو جب سبھی وہ تیار
لے کے نام اللہ کا سرورِ نامدار　　ہو گئے قصواءِ ذی حشم پہ سوار
حضرت اسامہ کو بندگان صفا　　لیا سرکار نے ساتھ اپنے بٹھا
اور جھرمٹ میں اصحاب نایاب کی　　چل دیئے جانبِ کعبہ رب کے نبی

صبح سعادت کا نور دہلیزِ کعبہ پر

اللہ اللہ وہ منظر تھا کتنا حسیں　　کس قدر روح پرور سرور آفریں
جب مزکئ عالم حبیبِ الٰہ　　تھے چلے جا رہے سوئے کعبۃ اللہ
کرنے کو آج اسے پاک اصنام سے　　دینے تزئین اللہ کے نام سے
تھی مسلط جو شب ایک تیرہ و تار　　صدیوں سے کعبہ پر بندگانِ وقار
چند ہی گھڑیوں کی اب وہ مہمان تھی　　صبحِ توحید جو راحتِ جان تھی
واسطے اہل حق کے بفیضِ نبی　　گویا کعبہ کی دہلیز پر تھی کھڑی
پھیلنے کو تھا صبحِ سعادت کا نور　　دہر میں حق پرستی کا کیف و سرور
آنے والی تھی اجڑے چمن میں بہار　　غنچوں اور کلیوں پہ ایک اچھوتا نکھار
گلشن کعبہ میں صدقہء مصطفیٰ　　تھا فزوں ہونے کو نغمہ توحید کا

صحن حرم میں داخلہ حجر اسود کا بوسہ اور کعبۃ اللہ کا تزکیہ

پہنچے صحنِ حرم میں جو خیرالوریٰ　　نبئ رحمت لقب شاہِ ہر دوسرا

پہلے تو چوم کر جا بجھائی پیاس | حجرِ اسود کی جو ایک رکھتا تھا آس
ایک عرصہ سے کہ چومے وہ بھر کے جی | پھولوں سے نرم و نازک لبانِ نبی
بعد اس کے کیا رب کے گھر کا طواف | اور اصنام سے کعبۃ اللہ کو صاف
آپ کے دستِ اقدس میں تھی اک چھڑی | دیتے تھے جس سے اک اک صنم کو نبی
ٹھونکا اور کہتے تھے اس طرح باخدا | آ گیا حق باطل گیا برملا
مٹ گیا اور اسے مٹنا تھا بالیقیں | آنا تھا حق پرستی کا دورِ مبیں
حاملِ دستِ قدرت خدا کے نبی | جس صنم کی طرف بھی اٹھاتے چھڑی
اور کرتے اشارہ اسے برملا | منہ کے بل گرتا وہ بر زمیں باخدا
ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتا وہیں | جاتا کھو وادیوں میں عدم کی کہیں

ایک صحابیؓ کا ابوسفیان سے سوال اوران کا جواب

ایسے ہی اپنی باری پہ جب منہ کے بل | گر کے انجام اپنے کو پہنچا ہبل
ابوسفیاں کو کر کے مخاطب کہا | اک فدا کار نے بندۂ باصفا
ہے یہی وہ خدا جس کی امداد پہ | ہوتے تھے نازاں تم بندۂ باہنر
نعرے بھی کرتے تھے بندۂ ارجمند | اس کی عظمت کے تم ہر جگہ پہ بلند
آج دیکھو ہوا اس کا انجام کیا | ہوتے ہیں اس طرح بھی بھلا کیا خدا
بولے سفیان اے بندۂ باصفا | رہنے دو ایسی باتوں کو اب باخدا
ہے لیا دیکھ میں نے میرے ہمنوا | ہوتا گر جو کوئی دوسرا بھی خدا
اس خدا کے علاوہ جو سرکار کا | ہے خدا اپنے محبوب و مختار کا
ایسے حالات نہ پیش آتے کبھی | آج جو دیکھنے کو ملے ہیں اخی

صحنِ حرم میں عشق و وارفتگی کے ایمان افروز مظاہر

کر چکے آپ جب رب کے گھر کا طواف — اور اصنام سے کعبۃ اللہ کو صاف
اترے ناقہ سے سرکار خیرالانام — اس قدر جاں نثاروں کا تھا اژدھام
دھرنے کو تل جگہ تک بفضلِ متیں — کعبہ میں اب نہ موجود تھی بالیقیں
تلیاں ہاتھوں کی عشاق نے برملا — اب جو پھیلائیں تو ان پہ خیرالوریٰ
سرور انبیاء رکھ کے اپنے قدم — لائے تشریف نیچے خدا کی قسم
اور پہنچے مقامِ براہیم پر — ربّ کے محبوب نے بندگانِ ہنر
نفل دو پڑھے طواف کے اس جگہ — پھر چلے سوئے زمزم بفضل اللہ
آب زمزم کیا نوش تازہ وضو — ساتھ اس کے کیا ملتِ نیک خو
آپ کے مائے وضو کا قطرہ تلک — گرنے دیتے نہ عشاقِ رب فلک
بر زمیں آپ کے عاشق و جاں نثار — آپ کے سارے اصحاب پروانہ وار
آپ کے نوری مائے وضو کی تری — چہرے پہ ملتے تھے اپنی آنکھوں پہ بھی
دیکھا کفار نے جب یہ منظر حسیں — عشق و وارفتگی کا میرے ہمنشیں
بول اٹھے کبھی ایسا دیکھا نہیں — منظرِ دلربا ، منظرِ دلنشیں
اپنی آنکھوں سے دنیا میں ہم نے کبھی — گرچہ دیکھے ہیں شاہوں کے دربار بھی
بعد ازاں صحنِ کعبہ میں خیرالبشر — والیٔ انس و جاں حامیٔ خشک و تر
رب کے محبوب تشریف فرما ہوئے — اور صدیق اکبر کھڑے ہو گئے
پہلو میں باادب اور بصد احترام — ہاتھ میں ان کے شمشیر تھی بے نیام

کعبۃ اللہ کے اندر سرورِ انبیاء ﷺ کا داخلہ اور سجدۂ شکر و امتنان

اب وہ عثمان بن طلحہ مردِ سعید
پاس جن کے تھی کعبے کی نوری کلید

ان کو بلوایا سرکار نے اور کہا
کھول دیں قفلِ کعبہ بفضلِ خدا

حکم کی جنھوں نے فوری تعمیل کی
سرورِ دو جہاں رب کے پیارے نبی

لے کے تشریف اندر گئے اور کیا
دیکھا کہ حق کے پیغامبر انبیاء

یعنی حضرت براہیم علیہ السلام
اور ان ہی کے بیٹوں کی با اہتمام

سب تماثیل ہیں اس کے اندر پڑی
اور حضرت براہیم رب کے نبی

ہاتھ میں اپنے تھامے ہوئے جوئے کا
تیر ہیں اک کھڑے دیکھ کر برملا

جس کو سرکار گویا ہوئے برملا
انہیں غارت کرے رب ہر دو سرا

جو سمجھتے ہیں کہ ایسا فعلِ بدی
تھے کیا کرتے ان جیسے رب کے نبی

اس سے ساتھ تھے رب کے محبوب کے
دونوں عالم کے بندۂ مرغوب کے

زید کے بیٹے اسامہؓ حضرت بلال
اور ابنِ طلحہ بندۂ خوش خصال

صحنِ کعبہ میں عظمتِ خداوندی کا اعلان

سجدۂ شکر در بارگاہِ خدا
کرنے کے بعد سرکار خیرالوریٰ

لائے تشریف باہر بفضلِ خدا
اور ان نوری کلمات سے برملا

حق تعالیٰ کی عظمت کا اعلاں کیا
اللہ کے بن نہیں کوئی جو ہو الٰہ

یکتا ہے شان میں اپنی جو لاشریک
کوئی ہمسر نہیں اس کا اور نہ شریک

کر دیا سچا جو اس نے وعدہ کیا
اور مدد اپنے بندوں کی کی برملا

لشکرِ دشمنانِ نبوت کو بھی جس نے تنہا ہی امروز شکست دی

اہل مکہ اپنے کردار ماضی کے پیش نظر جانگسل تشویش میں مبتلا تھے

صحن کعبہ میں تھا آج اک اژدھام ایسے لوگوں کا اے سامعینِ کرام
جن شریروں نے عرصہ تلک باخدا رب کے محبوب سرکار خیرالوریٰ
نبیِ مختار کے پیارے اصحاب پر ان خدا مست مردانِ نایاب پر
تھے کیے اک سے اک بڑھ کے ظلم و ستم ڈھائے تھے ناگہاں ان پہ کوہِ الم
اپنے کردارِ ماضی کے پیشِ نظر آج تھے سب ہی اس بات کے منتظر
ہوتا ہے دیکھیے ان کا انجام کیا لاتا ہے آج رنگ ان کا کردار کیا

خون کے پیاسوں کیلئے عفوِ عام

اللہ اللہ سرکار خیرالوریٰ آج ہیں اس نگر میں بفضلِ خدا
تھے چلے جب یہاں سے تو اک ذات تھی ساتھ صدیق اکبرؓ کی اور رات تھی
ایک اندھیری مگر آج جب باخدا ہوتا ہے مکہ میں داخلہ آپ کا
آپ کے ساتھ ہیں آپ کے جاں نثار اللہ کے فضل سے تقریباً دس ہزار
اور ہے قدرت اک بدلہ لینے پہ بھی باوجود اسکے اللہ کے پیارے نبی
آج لیتے نہیں ماضی کا انتقام بلکہ رحمت لقب انبیاء کے امام
وا کیے دیتے ہیں عفوِ عامہ کا در اے میرے ہمسفر بندگانِ ہنر
ان ستمگر جفا کاروں کے واسطے ان انا کے پرستاروں کے واسطے

سرورِ انبیاء ﷺ کا اہلِ مکہ سے سوال' ان کا جواب

اور عفوِ عامہ کا حیات آفریں اعلان

اپنے انجام کے بارے میں برملا — بیٹھے تھے جب مشوش وہ سب باخدا

یک بیک ٹوٹا خاموشیوں کا سکوت — دوستو مثلِ جولانگہِ عنکبوت

گونجی کعبہ میں آوازِ خیرالوریٰ — پوچھا سرکار نے بندگانِ جفا

اہلِ مکہ سے یہ اک انوکھا سوال — قرشیو ہے تمہارا بھلا کیا خیال

کرنے والا ہوں امروز میں باخدا — تم سے برتاؤ کیسا کہو تو ذرا

یک زباں ہو کے کہنے لگے وہ سبھی — آپ فرمائیں گے اے خدا کے نبی

خیر اور خیرخواہی پہ مبنی سلوک — ہم خطاکاروں سے آج حسنِ سلوک

آپ ہیں بالیقیں اک نبیِ کریم — بھائی بھی بالیقیں اک رحیم و کریم

اور بیٹے بھی اس بھائی کے باخدا — تھا جو اک پیکرِ لطف و مہر و وفا

جاری رکھتے ہوئے راہوارِ کلام — عرض پیرا ہوئے وہ بصد احترام

حق تعالیٰ نے اے بندۂ ذی وقار — ہے عطا بھی کیا آپ کو اختیار

اس سے لطف و الطاف و احسان کا — غم کے ماروں پہ رحمت کے سامان کا

خستہ حالوں پہ ہوتے ہوئے مہرباں — نطق فرما ہوئے رحمتِ عالمیاں

کہتا ہوں بات میں آج تم سے وہی — اپنے اخواں سے یوسف نے تھی جو کہی

میری جانب سے کوئی نہیں باخدا — تم پہ کوئی پکڑ بندگانِ خدا

میری جانب سے تم لوگ آزاد ہو — جاؤ تم آج کے روز آزاد ہو

عفوِ عامہ کا یہ اعلان کن لوگوں کیلئے تھا

اللہ اللہ یہ مژدۂ جاں فزا — واسطے ان کے تھا بندگانِ خدا
جن لعینوں نے تکذیبِ اسلام کی — طعن و تشنیع بھی برسرِ عام کی
آپ کو جادوگر اور مجنوں کہا — شاعر و ساحر اور جانے کیا کیا کہا
اور بچھاتے رہے راہوں میں آپ کی — کانٹے لا لا کے جنگل سے جو مفسدی
رکھا محصور گھاٹی میں بھی تین سال — آپ کو نہ کیا ذرہ بھر بھی خیال
ان اذیت پسندوں نے صبیان کا — مرد و زن حق نگر حق کے اعوان کا
آپ پر آپ کے پیارے اصحاب پر — آپ کی آل و اولاد و احباب پر
جو رہے توڑتے کوہِ رنج و الم — اور ڈھاتے رہے ظلم و جور و ستم
آپ کو قتل تک کرنے کی سازشیں — جو رہے کرتے شام و سحر کاوشیں
جن کا مقصود تھا دینِ خیرالوریٰ — اب دیا جائے دنیا سے یکسر مٹا
حتیٰ کہ ان ستم کاروں نے آپ کو — شہرِ مکہ سے ہجرت پہ بھی دوستو
رکھ دیا کر کے مجبور تک باخدا — جا بسے طیبہ میں سرورِ انبیاء
آتشِ بغض جب ان ستمکاروں کی — نہ ہوئی سرد تو بعد ہجرت کے بھی
اہلِ ایمان پہ ان خطاکاروں نے — لات و عزیٰ کے ناداں پرستاروں نے
کر دیا اب مسلط ہی اک ناروا — خون آشام جنگوں کا اک سلسلہ
ان جفا کاروں سے بندے رحمٰن کے — سینکڑوں میل جب دور تھے جا بسے
پھر بھی رہنے دیا نہ انہیں باخدا — امن و آرام سے اس جگہ برملا
راہزن اور خونی قبائل سبھی — فتنہ گر شرالاشرار اور مفسدی

تھے جہاں بھی کہیں شیطنت کے وفود — اور عرب بھر کے اشرار اہلِ یہود

سب کو اکسایا تحریکِ نو کے خلاف — نورِ ایمان اور دیں کی ضو کے خلاف

لامقابل کیا اہلِ ایمان کے — حق کی تحریک تحریکِ اسلام کے

مقصد اس سعیٔ مذموم کا باخدا — تھا یہی اک فقط بندگانِ صفا

کہ کہیں مٹ نہ جائے وہ طرزِ کہن — جاری ہے صدیوں سے جو پرانا چلن

وہ بدستور جاری و ساری ہے — دہر میں شمعِ دینِ خدا نہ جلے

اللہ اللہ اِن اشرار کے واسطے — خاطی مردانِ آزار کے واسطے

عفوِ عامہ کا یہ مژدۂ جاں فزا — زیبا ہے تجھ کو ہی سرورِ انبیاء

نبیٔ رحمت لقب رحمتِ عالمیں — بالیقیں بالیقیں بالیقیں بالیقیں

مژدۂ جانفزا سنتے ہی اہل مکہ جوق در جوق دست مصطفوی ﷺ پر بیعتِ اسلام کرنے لگے

جب سنا ان خطاکاروں نے باخدا — بر زبانِ نبیٔ مژدۂ جاں فزا

شادیٔ مرگ کی کیفیت اک حسیں — ہو گئی ان پہ طاری حیات آفریں

مل گئی انہیں جب اک نئی زندگی — جو دبے بیٹھے تھے بہرِ شرمندگی

آپ کی شانِ رحمت کا اک دلربا — دیکھ کر منظر اور مژدۂ جاں فزا

پا کے سب جوق در جوق بڑھتے ہوئے — زینے پہ خوش نصیبی کے چڑھتے ہوئے

لگ گئے کرنے سرکار کے ہاتھ پہ — بیعتِ دین و ایماں بنے بختور

سرورِ انبیاء ﷺ کا خطبۂ ذی شان

کر چکے لوگ جب دین و ایماں قبول — لائے تشریف اللہ کے پیارے رسول
پاس کعبہ کے اور تھام کر اس کا در — رب کے محبوب نے بندگانِ ہنر
اب دیا خطبہ اک دلربا دلنشیں — نطق فرما ہوئے رحمتِ عالمیں
بدلے کافر کے مومن کوئی باخدا — قتل نہ اب کیا جائے گا برملا
نہ ہی پائیں گے مالِ وراثت عباد — لوگ اک دوسرے سے کبھی اب کے بعد
دین دونوں جدا رکھتے ہوں گے اگر — راستہ مختلف ' اپنی اپنی ڈگر
آج کے بعد پھوپھی بھتیجی کے ساتھ — اور بھانجی کوئی اپنی خالہ کے ساتھ
عقد میں ایک ہی شخص کے باخدا — سمجھی جائیں گی ناجائز و ناروا
عقد ہے اس طرح کا صریحاً حرام — لائقِ فسخ اور ایک فعلِ حرام
شخص جو ہو کسی چیز کا دعویدار — اس کے ذمہ ہے اثباتِ دعویٰ کا بار
اور اگر پیش نہ کر سکے مدعی — دعویٰ پر اپنے مذکورہ شاہد کوئی
پھر لیا جائے گا حلف اک برملا — شخصِ مدعا علیہ سے براہِ خدا
تین دن سے زیادہ کرے نہ سفر — بن محرم کوئی بھی بی بیٔ حق نگر
جاری رکھے ہوئے راہوارِ کلام — نطق فرما ہوئے انبیاء کے امام
پڑھ چکے فجر اور عصر کی جب نماز — نہ پڑھے نفل کی بندۂ کوئی نماز
نہ ہی عیدین کے موقعہ پر باخدا — رکھے روزہ کوئی بندۂ باصفا
پھر قریشیوں کی سمت روئے سخن — خاص کر' کر کے سرکار شاہِ زمن
نطق آرا ہوئے آج فخرِ قریش — غور سے سن لو سب زعمائے قریش

آج اللہ نے ہے کر دیا تم سے دور
جاہلیت کا ناز اور نسب کا غرور

روئے ارضی پہ انساں ہیں جو سب کے سب
سب ہی اولاد آدم ہیں اور یک نسب

اور آدم کو مٹی سے ہی باخدا
تھا بنایا گیا بندگانِ خدا

بعد اس کے تلاوت کی سرکار نے
آیتِ قرآں نبیوں کے سردار نے

اس طرح جس کا معنی و مفہوم تھا
اے میرے ہمسفر رہروانِ وفا

لوگو ہم نے تمہیں جانتے ہو بھلا
مرد و عورت کے ذریعے ہے پیدا کیا

پھر بنایا تمہیں قومیں اور خانداں
تا کہ پہچان میں ہوں نہ دشواریاں

حق تعالیٰ کے ہاں ہے وہی حق مگر
حامل مرتبہ بندگانِ ہنر

رکھتا ہے تم میں جس درجہ جو اتقاء
رکھتا ہے دل میں جو جتنا خوفِ خدا

خطبہ نبوی اسلام کے سماجی نظام کی تمام مبادیات پر مشتمل تھا

خطبۂ ہذا کے ذریعے خیرالانام
رب کے محبوب نے سامعینِ کرام

کھول کر آج رکھ دیں بفضلِ خدا
سامنے ان نو ایمانوں کے برملا

دین و ایمان کی اولیں تعلیمات
دیدیا درسِ اصلاح بھی ساتھ ساتھ

ہے دیا دیں نے جو اک نظامِ حیات
بنتا ہے جس سے اک بندۂ مولا صفات

اس کی بنیادیں خطبے میں بالالتزام
سب ہی موجود ہیں ملتِ خوش کلام

دین کا مغز اور روح اسلام کی
روشنی رشد اور نورِ ایمان کی

سب ہی موجود ہے نوری فرمان میں
شاہِ عالم کے خطبۂ ذیشان میں

خلقِ عظیم کے چند نمونے

فتح مکہ کا اک عزمِ خوشتر لئے
آئے تھے اہل ایمان جس شان سے

خوب تیار ہو کے بفضلِ الٰہ
ایسے حالات میں روکنا راستہ

ان کا تھا بالیقیں ایک کارِ محال
واسطے اہل مکہ کے قتل و قتال

چونکہ ممکن نہ تھا اس لئے باخدا
کر دیئے مکہ کے سارے دروازے وا

شہروالوں نے بے روک ٹوک اور وغا
ہو کے مجبور و بے بس بلا چوں چرا

دیکھ کر گرچہ اک شوکتِ بے مثال
حق کی ان میں سے تھے جس قدر خوش خصال

لوگوں نے دعوتِ دین کر لی قبول
باوجود اس کے اب بھی ظلوم و جہول

خاصی تعداد میں ایسے تھے باخدا
جو کسی طور پر بھی میرے ہمنوا

آنے کو جانبِ حق نہیں تھے تیار
جادۂ بدنصیبی کے تھے راہوار

ان کو محبوب تھا اپنا طرزِ کہن
رستہ آباء و اجداد کا اور چلن

واسطے ان کے کردارِ خیرالوریٰ
آپ کے اسوۂ عالی نے باخدا

اب کیا اللہ کے فضل سے ایسا کام
اے میرے محترم سامعینِ کرام

جو نہیں سکتیں تیغیں بھی کر باخدا
رن کے میدان میں بندگانِ صفا

یعنی تھے جو شقاوت میں اپنی مثال
حق سے اپنی عداوت میں بھی باکمال

سنگدل روسیاہ اور ضلالت میں طاق
طرز جور و جفا اور بغاوت میں طاق

آپ کے خلقِ عالی نے ان کے قلوب
لے لئے مٹھی میں موہ لئے خوب خوب

بن گئے وہ بھی اب آپ کے جاں نثار
دیکھتے دیکھتے بندگانِ وقار

سرورِ انبیاء ﷺ کی شانِ رحمت کا اعجاز

بعض مباح الدم افراد کا قبولِ اسلام

لوگ تھے ایسے بھی سامعینِ کرام
جن کے بارے میں سرکار خیرالانام
رب کے محبوب و مختار نے برملا
رکھا تھا کر یہ اعلاں براہِ خدا
اشقیاء پائے جائیں جہاں بھی کہیں
فتنہ سامان بدبخت اور یہ لعیں
جائے دی ان لعینوں کی گردن اڑا
خون ہے اہل ایماں پہ ان کا روا
فتح مکہ کی صورت میں جب سامعین
پا چکے اہلِ ایمان فتحِ مبین
رحمتِ عالماں نے بفضل خدا
ایسے بھی کتنے ہی لوگوں کو باخدا
خون تھا اہل ایماں پہ جن کا مباح
کر دیا معاف اور رہروانِ فلاح
پا گئے وہ بھی سب نور اسلام کا
حق پرستی کی رہ دین و ایمان کا
اب انہیں میں سے کچھ لوگوں کے جان جاں
حق پہ ایمان لے آنے کی داستان
ہیں لگے کرنے ہم بھی سپردِ قلم
کھائے ابلیس اب چاہے کتنے ہی خم

عکرمہ بن ابی جہل کے قبولِ اسلام کا روح پرور واقعہ

واقعہ اس کے اسلام لے آنے کا
نعمتِ رب رحمٰن پا جانے کا
ہے نہایت عجب بندگانِ خدا
فکر انگیز جاں پرور و دلربا
فتح مکہ کے دن زوجۂ باوفا
عکرمہ بن ابی جہل کی باخدا
آئی خدمت میں سرکارِ ذیشان کی
شاہ کونین محبوبِ رحمٰن کی
دستِ سرکار سے بی بیٔ باصفا
اب جونہی پا چکی حصہ ایمان کا

عرض پیرا ہوئی انبیاء کے امام — نبیؑ رحمت لقب پیارے خیرالانام
آپ سے ڈر کے شوہر میرا باخدا — سوئے بلدِ یمن ہے فرار ہو گیا
از رہِ لطف اے رحمتِ عالماں — بخش دیں آپ اس خاطی کو بھی اماں
نطق فرما ہوئے سرورِ دوجہاں — ہم نے کر دی عطا لو اسے بھی اماں

زوجہٗ باوفا کی بے قراری کہ کہیں اس کا خاوند حالتِ کفر پر نہ مرجائے

بے قراری کے عالم میں وہ حق شناس — نکلی شوہر کو اپنے جو کرنے تلاش
کھائے تھا جا رہا بس اسے غم یہی — روشنی کی کرن جو ہوں میں پا چکی
اس سے محروم وہ رہ نہ جائے کہیں — میرا شوہر جو ہے بندۂ بہتریں
نعمت ایمان کی وہ بھی حاصل کرے — راہِ حق پر جیئے اور اسی پر مرے
کتنی تھی باوفا بی بیؑ ذی وقار — آج تھی کس سبب اس قدر بے قرار
صرف اور صرف اس واسطے باخدا — پا چکی ہوں جو میں نعمتِ دلربا
حق پرستی کی اور نورِ اسلام کی — حق شناسی کی اور دین و ایمان کی
اس میں شوہر بھی بن جائے میرا رفیق — دین میں دونوں کا ایک سا ہو طریق

زوجہٗ باوفا کا ہدیۂ اخلاص بارگہِ خداوندی میں شرفِ قبول پا ہی گیا

گھوڑا سرپٹ دوڑاتی ہوئی دوستو — راہوں کی خاک اڑاتی ہوئی دوستو
سختیاں اور مصائب اٹھاتی ہوئی — اعدائے دیں سے بچتی بچاتی ہوئی
پہنچی ساحل پہ جب بندیٔ کردگار — اس کا سرتاج کشتی پہ ہو کے سوار
تھا روانہ ہی ساحل سے گویا ہوا — ایسے میں رب کی قدرت سے لو کیا ہوا

اٹھا طوفاں سمندر میں اک پر بلا　　کشتی ہچکولے کھانے لگی باخدا

آج چپو ملاح جس قدر زور سے　　تھا رہا اب چلا بس اسی زور سے

لہریں ہوتیں مزاحم خدا کی قسم　　ایسے میں کشتی سکتی نہ چل دو قدم

لگتا تھا اس طرح بندگان خدا　　خیر اور خیر خواہی پہ مبنی ادا

ہدیہ اخلاص کا کاوشِ شاندار　　ایک بندی کی در چشمِ پروردگار

پا چکی ہے سبحان اللہ عزِ قبول　　آج کر کے رہے گی یہ بی بی وصول

اپنے اخلاص اپنی وفا کا ثمر　　اپنے مولا سے صدقۂ خیرالبشر

تھی اس کشمکش میں جو کشتی پھنسی　　اور بنا عکرمہ پیکرِ بے بسی

تھا تکے جا رہا ہو کے بے چین سا　　سمتِ ساحل جبھی بندۂ بے وفا

دے کے جانہ مجھے یوں جدائی کا داغ

گونجی آوازِ پردرد اور بے قرار　　عکرمہ عکرمہ بندۂ کردگار

میرے سرتاج اک مردِ عالی دماغ　　دے کے جا نہ مجھے یوں جدائی کا داغ

دیکھ آئی ہوں میں کر کے لمبا سفر　　تیری چاہت میں او بندۂ باہنر

آئی ہوں پاس تیرے میرے جانِ جاں　　لے کے پیغام اس ہستی کا بے گماں

سربسر خیر ہے جو سراسر کریم　　خلق بھی جس کا ہے ایک خلقِ عظیم

میرے سرتاج اے بندۂ خوش خصال　　اپنے ہاتھوں نہ خود کو ہلاکت میں ڈال

دیتی ہوں تجھ کو یہ بھی نوید حسیں　　از شہِ انبیاء رحمتِ عالمیں

لے کے آئی ہوں میں اے میرے جانِ جاں　　واسطے تیرے بھی عافیت اور اماں

ساتھ چل میرے او ہمدم باوفا چل کے آقا سے پا حصہ اسلام کا

اترا کشتی سے وہ بندۂ خوش نصیب چل پڑا ساتھ بیوی کے، رب کے حبیب

سرور انبیاء رب کے محبوب سے نعمت ایمان کی پانے کے واسطے

نبی رحمت لقب ﷺ کی اپنے اصحابِ نایاب کو ہدایت

تھا وہ رستے ہی میں جبکہ محوِ سفر رب کے محبوب نے بندگانِ ظفر

یوں کہا اپنے اصحاب سے برملا عکرمہ بن ابی جہل ہے آ رہا

بندگانِ خدا آج خود چل کے پاس چشمۂ خیر کے رشد کی لے کے پیاس

اس لئے سامنے اس کے تم باخدا باپ کو اس کے کہنا نہ ہرگز برا

مردوں کے بارے میں اس طرح سے اگر کچھ کہا جائے تو بندگانِ ہنر

رشتہ داروں کو ہوتا ہے دکھ بے حساب اس لئے اس سے کرنا سبھی اجتناب

سرورِ انبیاء ﷺ کی طرف سے انتہائے لطف وکرم کا اظہار

آیا ہے کچھ روایات میں اس طرح اے میرے ہمسفر رہروانِ فلاح

پہنچا جب عکرمہ شاہِ دوراں کے پاس بننے کے واسطے حق نگر حق شناس

دیکھ کر اس کو سرکار خیرالوریٰ فرطِ جذبات میں اور بحرِ عطا

اب کھڑے ہو گئے اور اپنی رداء ڈال دی اس کے کندھوں پہ اور یوں کہا

مرحبا کہتا ہوں میں بفضلِ خدا مرحبا مرحبا ، مرحبا ، مرحبا

آج اس شخصِ خوش بخت کو برملا لے کر ایماں جو آیا براہِ خدا

کر کے ہجرت جو آیا چلا میرے پاس بننے کے واسطے حق نگر حق شناس

عکرمہ بن ابی جہل کا قبولِ اسلام

روبروئے نبی شاہِ ہر دو سرا عکرمہ دست بستہ کھڑا ہو گیا
پہلو میں تھی کھڑی زوجہ عزت مآب چہرے پہ جس نے اوڑھا ہوا تھا نقاب
عرض پیرا ہوا عکرمہ آپ سے نبیؐ رحمت لقب شاہِ لولاک سے
بیوی نے مجھ کو اے رحمتِ عالماں ہے بتایا کہ مجھ کو ہے حاصل اماں
بولے سرکار ایسا ہی ہے باخدا جو کہا اس نے سچ ہے بفضلِ خدا
تجھ کو حاصل ہے امروز امن و اماں رب کے دربار سے بندۂ خوش گماں
رب کے محبوب نے اب اُسے باخدا دعوتِ دین و ایمان دی برملا
کر لیا با خوشی جس کو اس نے قبول جھک گیا اس کا سر، روبروئے رسول
کھل گئے واسطے اس کے رحمت کے در بن گیا عکرمہ آج سے حق نگر
نخلِ ایمان کے سائے میں آ گیا دنیا عقبٰی کی سب نعمتیں پا گیا

عکرمہ مانگ، کیا مانگتا ہے

لطف کی اس پہ کرتے ہوئے انتہا لطف فرما ہوئے سرورِ انبیاء
مانگ اے عکرمہ، مانگ لے باخدا جو بھی مانگو گے امروز ہوگا عطا
عکرمہ اس طرح عرض پیرا ہوا خدمتِ شاہِ کونین میں برملا
سرورِ سروراں ، رحمتِ عالماں مجھ سے سرزد ہوئیں جس قدر غلطیاں
بخش دیں سب ہی سرکار بہرِ عطا ہے یہی آج میری طلب باخدا
اٹھ گئے دستِ محبوب رب العلیٰ رب کے دربار اقدس میں بہرِ دعا
عرض کی اے خدا سب کے حاجت روا رکھی ہے ماضی میں عکرمہ نے روا

جو عداوت میرے ساتھ اک برملا　بخش دے وہ سبھی آج بہرِ عطا
اک اذیت مجھے جو ہے دیتا رہا　قول سے اپنے بندۂ ناداں تیرا
میرے مولا تو اس سے بھی کر درگزر　پاک اسے بارِ عصیاں سے کر سربسر

عکرمہ کی زندگی اسلام کی سربلندی کے لئے وقف ہوگئی

رب کے محبوب نے ملتِ خوش گماں　سابقہ ہی نکاح دونوں بیوی میاں
ان فدایانِ حق میں رکھا برقرار　زندگی باقی سب ملتِ ذی وقار
کی بسر دونوں نے دین اسلام پے　بن کے سچے وفا دار اسلام کے
دورِ فاروق میں ، بندگانِ صفا　جاری جنگوں کا اک سلسلہ جب ہوا
روم کی قوتِ قاہرہ کے خلاف　کفر کی قوتِ باہرہ کے خلاف
ان سبھی معرکوں میں خدا کی قسم　عکرمہ نے بصدقۂ شاہِ امم
جس جرأت اور شانِ فدا کاری کا　دین و ایماں سے اپنی وفاداری کا
بڑھ کے دکھلا دیا منظرِ دلربا　چشمِ تاریخ کو ، بندگانِ صفا
آج آساں نہیں اس کی ملنا نظیر　کہتا ہوں بالیقیں اور بفضلِ نصیر

حضرت عکرمہؓ کا ایمان افروز قول

ایک موقعہ پہ جب دینِ حق کے ظہیر　مردِ صدق و صفا بندۂ بے نظیر
عکرمہ ہو کے بے خوف اور برملا　ایک انبوہ سے تھے نبرد آزما
ساتھیوں میں سے ان سے کسی نے کہا　رحم کر اپنی جاں پہ بھی کچھ باخدا
بولے اسلام کے باوفا جاں نثار　عکرمہ دین و ایمان کے پاسدار
اے میرے مخلص و ہمدمِ باوفا　میرے ہمدرد اک بندۂ باصفا

میں تو اس وقت بھی جب گنہ گار تھا لات و عزیٰ ہبل کا پرستار تھا
ان بتوں کے لئے جان کی باخدا کرتا پروا نہ تھا' بندۂ باصفا
اور اب جب کہ میں اپنے رب کے لئے معرکہ آرا ہوں عزمِ خوشتر لئے
جان کے بارے میں سوچوں کیونکر بھلا دنیا میں واسطے میرے رکھا ہے کیا
آ رہی ہیں مجھے بندۂ حق نگر خوبرو آہو چشمان حوریں نظر
ملنے کو مجھ سے جو آج ہیں بے قرار وعدے بھی مجھ سے جو میرے پروردگار
مولا نے تھے کئے وہ سبھی باخدا پا لئے میں نے سچ صدقۂ مصطفیٰ
اس لئے جاں کی پروا نہیں کچھ مجھے مولا دے دونوں عالم کی خوشیاں تجھے

جاں نثارِ اسلام حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

اتنا کہتے ہوئے دین کے پاسدار جا گھسے غولِ اعداد میں پھر ایک بار
ہو گئے زور سے پورے شمشیر زن عکرمہ اک' وفادارِ شاہِ زمن
تھے دیئے جا رہے جب شجاعت کی داد روحِ خوش بخت یہ بندۂ خوش نہاد
اور تھے آج کشتوں پہ پشتے لگا جب رہے رن کے میدان میں برملا
تاک کر مارا اک رومی نے باخدا نیزہ سینے میں جو ان کے دل میں لگا
چیرتا پشت کو آر پار ہو گیا آن کی آن میں راہوار ہو گیا
خلد و فردوس کا بندۂ حق نگر جا ملا رب سے صدقۂ خیرالبشر
عکرمہ دینِ اسلام کا پاسدار اللہ اور اس کے محبوب کا جاں نثار
اللہ اللہ یہ بھی دینِ اسلام کا ایک اعجاز ہے معجزہ اک کھلا
کہ وہی لوگ جو شمعِ اسلام کے کرنے کو گل ہمیشہ رہے درپئے

لگ گئے آخرِ کار پروانہ وار اس کی تقدیس پہ کرنے جائیں نثار

شہادتِ عکرمہؓ کی خبر حضورﷺ نے کئی برس پہلے دے دی تھی

واقعہ ان کے بارے میں اک اور عجیب آیا ہے اس طرح ' بندگانِ منیب
قبلِ اسلام اک موقعہ پر کیا ہوا عکرمہ نے کسی جنگ میں کر دیا
ایک انصاری کو دوستو جب شہید دیکھ کر منظرِ ہذا نبیؐ سعید
ہنس پڑے جس پہ سرکار کے جاں نثار کچھ خدا مست مقتول کے رشتہ دار
عرض پیرا ہوئے سرور انبیاء ہنس دیئے آپ واللہ ہے کیا ماجرا
ان کی اس بات پر شاہِ ہر دو سرا نطق فرما ہوئے اس طرح برملا
آج ہیں گرچہ دونوں نبرد آزما باہم اک دوجے سے بندگانِ خدا
ہیں عزائم بھی دونوں کے یکسر جدا باوجود اس کے اے بندگانِ خدا
رکھتے ہیں دونوں ہی ایک جیسا مقام رب کی جنت میں میرے صحابہ کرام
جیسے انصاریو بھائی تم سب کا آج زیبِ سر کر چکا ہے شہادت کا تاج
اس کا قاتل بھی ہوگا بحکمِ خدا کشتگانِ صفا ' پیکران وفا
ایسے اعزاز سے ایک دن بہرہ مند جائے گا خلد میں ہو کے وہ ارجمند
بارے میں عکرمہ کے شہِ انبیاء رب کے محبوب نے بندگانِ صفا
اطلاع ایک جو اپنے اصحاب کو اپنے انصار ' مردانِ نایاب کو
دی تھی پوری ہوئی من و عن باخدا لا کے اسلام یہ بندۂ باصفا
بن گیا شوکتِ دین کا پاسدار سچا ثابت ہوا آپ کا جاں نثار
عمر بھر دین اسلام کی راہ میں اللہ اور اس کے محبوب کی چاہ میں

کافروں سے رہا لڑتا اور دے کے سر ہو گیا اپنے اعزاز سے بہرہ ور
اطلاع جس کی سرکار خیرالوریٰ پہلے ہی دے چکے تھے بفضل خدا

حارث بن ہشام اور زہیر ابن امیہ کا قبولِ اسلام

بھائی تھا بوجہل کا یہ ابنِ ہشام جس کے بارے میں سرکار خیرالانام
رب کے محبوب و مختار نے برملا رکھا تھا کر یہ اعلان براہ خدا
مفسدی پایا جائے جہاں بھی کہیں فتنہ سامان ' بدبخت مردِ لعیں
جائے دی اس کی فوراً ہی گردن اڑا خون ہے اہل ایماں پہ اس کا روا
ایسے ہی مادرِ مومناں ' مومنات رب کے محبوب کی زوجۂ خوش صفات
بی بیؑ امِ سلمہ کا بھائی زہیر رکھتا تھا آپ کے ساتھ جو خاص بیر
خون اس کا بھی سرکار خیرالبشر کر چکے تھے روا اہلِ ایمان پر
فتح مکہ کے دن دونوں یہ بے ہنر پہنچے لینے پناہ ام ہانی کے گھر
جنھوں نے ازرہِ لطف و بحرِ عطا دے دی ان کو پنہ صدقۂ مصطفیٰ

سرورِ انبیاء ﷺ کی طرف سے حضرتِ امِ ہانی کی عزت افزائی

لے کے جب ان خطاکاروں کو بے گماں پہنچیں در بارگاہ شہ عالماں
حضرتِ امِ ہانی بفضل خدا اس طرح نبیؐ رحمت لقب نے کہا
میری ہمشیر خوش بخت ' ہانی کی ماں دے چکی ہو جنھیں تم نوید اماں
میری جانب سے بھی ہے انہیں اب اماں بی بیؑ حق نگر بی بیؑ خوش گماں
دیکھ کر آپ کی شانِ خلقِ عظیم عفو کا رنگِ زیبائی لطف عمیم
دونوں نے پڑھ لیا کلمہ اسلام کا چن لیا باخوشی رستہ ایمان کا

کعب بن زہیر کا قبولِ اسلام

شخص یہ ایک تھا شاعرِ بدکلام کرتا تھا روز وشب ہجوِ خیر الانام
تھا دیا کرتا ملعون اذیت بڑی رب کے محبوب کو فتنہ گر مفسدی
باپ تھا اس کا اک بندۂ لاجواب اس کے ہمراز تھے بعض اہلِ کتاب
جن سے سن رکھا تھا اس نے یہ برملا آنے والے ہیں اب خاتم الانبیاء
ایک شب خواب میں اس نے دیکھا تو کیا رسی اک آسماں سے بفضلِ خدا
جانبِ ارض ہے اب جو لٹکی ہوئی تھامنے کی جسے اس نے کوشش بھی کی
ہاتھ میں اس کے لیکن نہ وہ آ سکی جس سے اس نے نکالا نتیجہ یہی
پیشتر اس کے کہ خاتم الانبیاء ہوں گے معبوث وہ کوچ کر جائے گا
دنیا سے دل میں اپنے لئے ایک آس بن بجھائے چلا جائے گا اپنی پیاس

ایک بندۂ حق شناس کی بیٹوں کو وصیت

بیٹوں کو اس نے لیکن وصیت یہ کی لائیں تشریف جب رب کے پیارے نبی
ان پہ ایمان لانا بلا چوں چرا تاکہ ٹھنڈی ہو برزخ میں آرام گاہ
میری اے میرے بیٹو یہ غلطی کبھی تم نہ کر بیٹھنا ان کے انکار کی
لائے تشریف جب سرور انبیاء نبیٔ رحمت لقب ' شاہِ ہر دو سرا
اس کا اک بیٹا تھا نام جس کا بجیر پا گیا حصۂ دین و ایماں بجیر
بن گیا رب کے محبوب کا جاں نثار عظمت و شوکتِ دین کا پاسدار
شہر خوباں ہی میں ہو گیا وہ مقیم پانے کو لطف و الطاف نبیٔ کریم

ایک دردمند بھائی کا اپنے بھائی کے نام خط اور قبول حق کا مشورہ

لکھا خط اس نے بھائی کو بھی برملا　　لائے ایمان بر خاتم الانبیاء
کعب جو اس سے تھا عداوت میں طاق　　دین سے دور اپنی شقاوت میں طاق
الٹا اس نے کیا بھائی کو باخدا　　سخت مطعون اور برملا یہ کہا
بندے ہو ایک نادان تم بالیقیں　　ہے دیا چھوڑ جو تم نے آباء کا دیں
جلد بازی میں یوں سوچ سمجھے بغیر　　پاسکو گے نہ دنیا میں تم کوئی خیر
شخص تھا چونکہ یہ اک دریدہ دہن　　کرتا تھا روز و شب ہجوِ شاہِ زمن
اس لئے قتل کا اس کے بھی برملا　　حکم فرما چکے تھے شہِ انبیاء
بھائی نے لکھا خط اس کو باردگر　　جس میں اس کو ہدایت یہ کی خاص کر
زندہ گر رہنا ہو چاہتے باخدا　　تو چلے آوٗ طیبہ بلا چوں چرا
مانگ لو مغفرت نبیؐ مختار سے　　نبیؐ رحمت لقب، شاہ ابرار سے
سرور انبیاء ہیں نہایت کریم　　رکھتے ہیں عفو میں ایک خلق عظیم
اس لئے بخش دیں گے تجھے باخدا　　اور اگر لاتا ایماں نہیں برملا
لکھا قسمت میں تیری تو ہو جا فرار　　اسپ پر نامرادی کے ہو کے سوار

کعب راہِ سعادت پر گامزن

کعب کو جب ہوئی دوستو یہ خبر　　اے میرے ہمسفر، بندگانِ ہنر
کر چکے ہیں مباح سرورِ انبیاء　　خون مردِ شقی کا تو اب کوئی راہ
اس کو دی نہ سجھائی خدا کی قسم　　ماسوا اس کے کہ دین شاہِ امم
وہ دل و جان سے اپنے کر لے قبول　　مان لے آپ کو رب کا سچا رسول

اس کو اک ہمدمِ باوفا نے دیا برمحل مشورہ بندگانِ صفا
یہ کہ سرکار کے ہمدم و یارِ غار یعنی صدیق سے ، بندۂ کردگار
کر دیں گر جو سفارش بفضلِ خدا واسطے اس کے تو خاتم الانبیاء
رحم کرتے ہوئے اس کو کر دیں گے معاف دامنِ عصیاں ہو جائے گا اس کا صاف

صدیق اکبرؓ کی معیت میں بارگہ مصطفوی ﷺ میں حاضری اور قبول اسلام

پہنچا صدیق کے ساتھ وہ دم بدم خدمتِ شاہِ کونین میں صبح دم
عرض پیرا ہوئے آپ سے بوبکر رب کے محبوب و مختار خیرالبشر
اپنے ماضی پہ نادم یہ ابنِ زہیر آج حاضر ہے پانے کو سوغاتِ خیر
اس کی بگڑی بنائیے رسولِ خدا کاسۂ دل لئے سامنے ہے کھڑا
ہاتھ آگے کیا رب کے محبوب نے دونوں عالم کے بندۂ مرغوب نے
اور مشرف بہ اسلام اس کو کیا دین و ایمان کا اس کو حصہ دیا

کعبؓ کی مدحتِ خیرالانام میں لب کشائی اور سرورانبیاء ﷺ کا اندازِ عزت افزائی

موقعہِ ہذا پہ شاہِ ابرار کی خدمتِ عالی میں نبیؐ مختار کی
پیش جو اس نے تھا اک قصیدہ کیا معنی و لفظ دونوں میں کیا خوب تھا
جب پڑھا شعر اس نے بفضلِ خدا جس کا معنی و مفہوم و مطلب یہ تھا
ہیں نبی رب کے تو ایک نورِ خدا منبعٔ روشنی سر سے پا تک ضیاء

حق کی شمشیروں میں سے ہیں اک بے نیام　　بالیقیں ایک شمشیر خیرالانام
عزت افزائی کرتے ہوئے باخدا　　رب کے محبوب نے ان کو کر دی عطا
رکھتے تھے اپنے شانوں پہ جو دلنشیں　　پیرہن نور کا اک ردائے حسیں

ہند بنت عتبہ، زوجہ ابوسفیان کا قبولِ اسلام

بی بی تھی یہ بھی اپنی شقاوت میں طاق　　دشمنی حق کی، حق کی عداوت میں طاق
احد میں اس نے سرکار کے چچا جاں　　یعنی حمزہ کو جو دکھ دیا ناگہاں
اور کرتے ہوئے سخت بے حرمتی　　دوستو شیرِ اسلام کے جسم کی
کاٹ کر جس طرح اک بنایا تھا ہار　　اور تھا جو کیا ایک خونی سنگھار
اس کے اس فعلِ مذموم پر باخدا　　سخت رنجیدہ تھے سرور انبیاء
خون بھی اس کا سرکارِ خیرالبشر　　کر چکے تھے مباح اہلِ ایمان پر

قریشی خواتین کا قبولِ اسلام اور دستِ مصطفویﷺ پر بیعت

فتح مکہ کے دن سرورِ عالماں　　نبیؐ رحمت نے اے ملتِ خوش گماں
جب دیا تھا قریشی خواتین کو　　بیعتِ دست خود کا شرف دوستو
ہند بھی ان میں شامل تھی اور اک حجاب　　منہ پہ ڈالے ہوئے تھی بصورت نقاب
رب کے محبوب نے موقعٔ ہذا پر　　عورتوں سے لیا عہد اس بات پر
شرک کا نہ کریں گی کبھی ارتکاب　　اس گنہ سے کریں گی سدا اجتناب
نہ کریں گی زنا اور نہ چوری کبھی　　نہ کریں گی وہ قتل اپنے بچوں کو بھی
نہ لگائیں گی بہتان وہ باخدا　　اب کسی پاک دامان پر برملا
رب کے محبوب اور نبیؐ مختار کی　　معصیت بھی نہ اب وہ کریں گی کبھی

سرورِ انبیاء ﷺ کو ہند کی پہچان کیسے ہوئی

لے چکے بیعتِ ہند جس دم شہا   عرض پیرا ہوئی ہند یوں برملا
میں تو چوری چھپے لے لیا کرتی تھی   ابو سفیان کا مال پیارے نبی
اب نہیں مجھ کو معلوم خیرالانام   ہے روا مجھ پہ وہ مال یا ہے حرام
ابو سفیان بھی تھے کھڑے موقع پر   اس سے گویا ہوئے ' بندۂ با ہنر
آج کے دن تلک بی بیؑ باکمال   جس قدر تم نے میرا چرایا ہے مال
میں تجھے معاف کرتا ہوں سب باخدا   ہنس دیئے سن کے سرکار خیرالوریٰ
اور گئے جان یہ بھی خدا کے نبی   سامنے کون ہے ان کے عورت کھڑی
بولے سرکار کیا بنتِ عتبہ ہے تو   عرض کی بالیقیں ' بندۂ نیک خو
ساتھ ہی آپ سے عرض کرنے لگی   رحمتِ دو جہاں رب کے پیارے نبی
ہم سے سرزد ہوئیں جس قدر لغزشیں   آج سب رحمتِ عالماں بخش دیں

ہند کی برجستگی اور حاضر دماغی سے سرورِ انبیاء ﷺ
بھی محظوظ ہوئے

جب لیا عہد سرکار نے باخدا   اس سے اس بات کا بندگانِ خدا
نہ کرے گی وہ قتل اپنی اولاد کو   جانتے ہو کہا اس نے کیا دوستو
بولی محبوبِ رب ' رحمتِ عالماں   پال اور پوس کر کر لیا جب جواں
ہم نے بچوں کو اپنے بفضلِ خدا   آپ نے کر دیا ان کو ہم سے جدا
چھوڑا ہے زندہ بھی بدر میں باخدا   آپ نے اب کسی کو رسولِ خدا

اس کی حاضر دماغی پہ خیرالوریٰ اب دیۓ موقعۂ ہذا پر مسکرا
خوب محظوظ ہوۓ طنزِ مستور پر رب کے محبوب و دلدارِ خیر البشر
سن کے برجستہ دلچسپ تیکھا جواب رہ گئے لوٹ پوٹ ہو کے ابنِ خطاب

سرورانبیاء ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ اخلاص ومحبت

لائی جس روز ایماں وہ سرکار پر نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار پر
رب کے محبوب کو تحفے کے طور پر بھون کر بھیجے بکرے بھی دو خاص کر
اس پرستارِ حق اک نو ایمان نے ازرہِ پیار بندیٔ رحمٰن نے
ہو کے خوش جس پہ سرکار نے برملا اب نوازا اسے بندگانِ خدا
بیش از بیش اپنی دعاؤں کے ساتھ ان گنت شفقتوں اور عطاؤں کے ساتھ
زیبا ہے آپ کو ہی شہِ دو سرا رحمتِ عالمیں کا لقب باخدا
آپ نے واسطے ان کے بھی سربسر رکھ دیۓ کرکے وا اپنی رحمت کے در
تھے بغاوت میں جو آپ اپنی مثال اپنے طرزِ عداوت میں بھی باکمال

بت پرستی سے بت شکنی تک کا انوکھا سفر

لا کے اسلام یہ بی بیٔ حق شناس اب گئی سیدھی ہی اس بڑے بت کے پاس
جس کو گھر میں سجا رکھا تھا باخدا بندگی جس کی کرتی تھی وہ برملا
کر دیا جاتے ہی ریزہ ریزہ اسے ساتھ اوزار کے اب یہ کہتے ہوۓ
غرق ہو تیرا بیڑا اے جھوٹے خدا ہم ترے ہی سبب اے بتِ بے حیا
اتنا عرصہ رہے دھوکے میں مبتلا ہو برا تیرا ملعوں برا ہو تیرا

وحشی بن حرب کا قبولِ اسلام

''وحشی کون تھا''

ہے یہ وہ شخص اے بندگان خدا احد میں جس نے سرکار خیرالوریٰ

نبیٔ رحمت لقب کے چچا جان پر حمزہ سے ایک بندۂ رحمٰن پر

چھپ کے تھا اک کمیں گاہ سے برملا ایک حملہ کیا جانکاہ پربلا

پھر کیا پیش اس شیرِ اسلام کا اس نے لا کر کلیجہ تلک برملا

ہند کو تاکہ وہ خوب پورا کرے دل کا ارمان اپنے چبا کر اسے

خون اس کا بھی سرکار خیرالبشر کر چکے تھے روا اہل ایمان پر

اللہ کے فضل سے اب جو مکہ ہوا فتح تو یہ شقی ، بندۂ بے حیا

بھاگا مکہ سے طائف مقیم ہو گیا ہاتھوں اپنے عمل کے رجیم ہو گیا

اہل طائف کے وفد کے ساتھ سوئے مکہ روانگی

بعد از فتح مکہ بفضلِ خدا وفد اک اہلِ طائف کا اب برملا

اک ملاقات کرنے کو سرکار سے جب روانہ ہوا نبی مختار سے

چل پڑا یہ بھی لے کے معافی کی آس خدمتِ شاہِ کونین میں خوش سپاس

کیونکہ اس کو بتایا تھا اک شخص نے اک خدا مست اور مردِ خوش بخت نے

شخص جو کوئی بھی کر لے ایماں قبول دیتے ہیں کر معاف اس کو رب کے رسول

گرچہ کتنا بڑا وہ خطا کار ہو کس قدر روسیاہ اور گنہ گار ہو

دل میں امید کی اب لئے وہ کرن چل پڑا سوئے دربارِ شاہِ زمن

وفد کے ساتھ اک بندۂ پُرخطا جرم پر اپنے نادم بفضل خدا

وحشی کا قبول اسلام اور سرور انبیاء ﷺ کا ایک فرمان

کہتا ہے وحشی یہ بندۂ پُرخطا پہنچا جب روبروئے شہِ دو سرا
جاتے ہی پڑھ دیا کلمہ اسلام کا کر دیا میں نے اظہار ایمان کا
دیکھ کر مجھ کو فرمایا سرکار نے نبیؐ رحمت لقب' شاہِ ابرار نے
ہو تمہی وحشی او بندۂ بے وفا عرض کی میں ہی ہوں بندۂ پر خطا
بولے رحمت لقب بیٹھ جاؤ یہاں. حمزہ کا واقعہ تو کرو کچھ بیاں
مشتمل بر شقاوت سبھی ماجرا کر دیا ساتھ تفصیل کے باخدا.
اب بیاں میں نے سر کو جھکائے ہوئے ازرہِ شرم نظریں بچھائے ہوئے
پیکرِ غم بنے بادشاہِ امم مجھ سے سنتے رہے داستانِ الم
ختم جب ہو چکی ظلم کی داستاں بولے رحمت لقب' سرور عالماں
وحشی لو چہرہ اب اپنا مجھ سے چھپا سامنے بھی میرے اس طرح برملا
آیا کرنا نہ تم بندۂ بے ہنر زخمِ دل تازہ ہو جائیں گے خاص کر
سب میرے ہر دفعہ' اس طرح بار بار اک نیا غم کرے گا مجھے بے قرار

بعض دیگر افراد کا قبولِ اسلام

پسرانِ ابولہب کا قبول اسلام

عم زاد آپ کے' بولہب کے پسر بہرِ شرمندگی آپ سے خاص کر
تھے چھپے پھرتے اور روبروئے نبی آنے کی ان کو تھی نہ جرأت ہو رہی

پوچھا عباس سے رحمتِ دو جہاں　　رب کے محبوب نے محترم چچا جاں
معتب اور عتبہ ہیں چھپ گئے اب کہاں　　اب تلک پھر رہے ہیں کہاں بے اماں
بولے عباس ، اے سرور انبیاء　　نبیٔ رحمت لقب شاہِ ہر دو سرا
جس طرح دوسرے بعض مشرک لعیں　　دشمنانِ خدا اور اعدائے دیں
ہیں چھپے پھرتے سرکار سے باخدا　　ایسے ہی دونوں وہ بندگانِ خدا
ہیں کہیں چھپ گئے بہرِ شرمندگی　　بات اور کچھ نہیں رب کے پیارے نبی

حضرت عباسؓ کی معیت میں پسرانِ ابولہب کی بارگہِ رسالت میں حاضری اور قبول اسلام

ان سے گویا ہوئے سرور انبیاء　　نبیٔ رحمت لقب شاہِ ہر دو سرا
آپ تکلیف فرمائیں چچا عباس　　جا کے خود لائیں ان دونوں کو میرے پاس
ان کو پانے کی دل میں لئے جستجو　　نکلے عمِ نبی بندۂ نیک خو
مل گئے دونوں جونہی بفضلِ خدا　　لے کے حاضر ہوئے عم خیرالوریٰ
دونوں بھائیوں کو دربارِ محبوب میں　　اک شفیقانہ اندازِ مرغوب میں
آپ نے پیش کی دعوت اسلام کی　　دونوں کے سامنے دین و ایمان کی
کر لیا دونوں نے جس کو فوراً قبول　　مان کر آپ کو رب کا سچا رسول
پا گئے اب سعادت وہ دارین کی　　نعمتِ بے بہا دین و ایمان کی
ان کے اسلام لانے سے خیرالوریٰ　　خوش ہوئے دوستو آج بے انتہا
واسطے ان کے کی اپنے رب سے دعا　　آپ نے بیش از بیش اور باخدا
لے گئے ان کو سرکار شاہِ امم　　بہرِ لطف و عطا جانبِ ملتزم

اور پھر کی دعا پیاروں کے واسطے　　دین کے ان وفاداروں کے واسطے

آج سرورِ انبیاء ﷺ بے انتہا مسرور تھے

آج سرکار کا چہرۂ والضحیٰ　　خوب بہرِ مسرت چمک تھا رہا
پوچھا عباس نے اے رسولِ خدا　　نبیٔ رحمت لقب شاہِ ہر دو سرا
ہے سبب کیا کہ سرکار مسرور ہیں　　جذبۂ شادمانی میں معمور ہیں
بولے سرکار اے محترم چچا جاں　　مانگے رب اپنے سے میں نے یہ دو جواں
اپنے چچا کے بیٹے بفضلِ خدا　　میرے رب نے مجھے کر دیے وہ عطا
اس لئے ازرہِ شکر مسرور ہوں　　جذبۂ شادمانی میں معمور ہوں

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی

بن کے بازو رہے دونوں سرکار کے　　نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار کے
پیار میں آپ کے کھو گئے اس قدر　　اس قدر بھا گئے ان کو خیرالبشر
لحہ بھر بھی نہ ہوتے جدا آپ سے　　سرورِ انبیاء شاہِ لولاک سے
غزدوں میں بھی رہے آپ کے ہمرکاب　　دی شجاعت کی بھی داد اک بے حساب
راہ پر حق کی دونوں رہے کاربند　　زندگی بھر رہے مخلص و ارجمند

سہیل بن عمرو کا قبول اسلام

روپوشی اور نبیٔ رحمت لقب ﷺ کی شانِ کریمی

بیٹا عبداللہ پہلے ہی ایمان لا　　تھا چکا اس کا صدقۂ خیرالوریٰ
چھپ گیا تھا مگر آج یہ خوف سے　　ناگہاں نہ کوئی قتل کر دے اسے

آیا اس کا پسر شاہِ ابرار کی خدمت عالی میں نبیؑ مختار کی
عرض پیرا ہوا رحمتِ عالماں باپ کو بھی میرے آپ دے دیں اماں
بولے سرکار اسے امن ہے باخدا اس سے کہہ دو یہ جا کر بفضل خدا
تجھ کو چھپنے کی کوئی ضرورت نہیں خوف کے مارے بھاگو بھی نہ تم کہیں
نبیؑ رحمت لقب شاہِ ابرار نے سرور سروراں نبیؑ مختار نے
کر دی اصحاب کو بھی ہدایت یہی دیکھنا نہ اسے تیکھی نظروں سے بھی
بولے رحمت لقب بادشاہِ امم مجھ کو خود اپنی اس زندگی کی قسم
ہے وہ بندہٗ بڑا زیرک و دوربیں اک شریف النسب باہنر بہتریں
کر نہیں سکتا تا دیر اسلام کا بندہٗ اس جیسا انکار ایمان کا
اک نہ اک دن وہ ایمان لے آئے گا نعمتِ ربِ رحمان پا جائے گا

سہیل بن عمرو کی بلا اسلام جنگِ حنین میں شرکت اور قبولِ اسلام

پاس اس کے گیا اب جو اس کا پسر اس کو بتلانے فرمانِ خیرالبشر
بول اٹھا سہیل اب بلا چوں چرا ہیں سراسر کرم ' آپ خیرالوریٰ
شیوہ احسان ہی آپ کا عمر بھر ہے رہا اللہ کے بندوں سے سربسر
گرچہ اسلام لایا نہ تھا وہ ابھی دوستو جب ہوئی جنگ حنین کی
اس میں شامل ہوا یہ بفضل اللہ کھل گئی اس پہ یوں اب سعادت کی راہ
بر مقامِ جعرانہ شہِ انبیاء رونق افروز ہوئے جب بفضلِ خدا
نور ایمان سے ہو گیا بہرہ ور لا کے اسلام یہ بندہٗ باہنر

حقانیتِ اسلام پر غیر متزلزل ایمان اور شرفِ شہادت

تھے صحابہ اکابر جو اور ذی وقار — زندگی بھر رہا ان کا اُن میں شمار
سخت سے سخت حالات میں بھی ذرا — انہوں نے نہ دیا جھکنے اسلام کا
پرچمِ دلنشیں اور علم ذی وقار — صدقہٗ مصطفیٰ بندگانِ وقار
رحلتِ مصطفیٰ کی خبر پر ملال — پہنچی جب مکہ میں بندگانِ کمال
لوگ کچھ ایسے میں واں گئے ڈگمگا — جادہٗ حق پر تھے گئے لڑکھڑا
انہوں نے موقعہ ہذا پہ باخدا — جو دیا ایک خطبہٗ عقدہ کشا
ہو گئی اس سے حاصل بفضل منیب — ان کو اسلام پر استقامت نصیب
جنگِ یرموک میں بھی بفضل خدا — آپ شامل ہوئے صدقہٗ مصطفیٰ
اور شجاعت کے جوہر دکھاتے ہوئے — اپنا پیانِ ایماں نبھاتے ہوئے
ہو گئے راہِ اسلام میں یہ شہید — اک فدا کار رحمٰن مردِ سعید

فضالہ بن عمیر کا قبول اسلام

واقعہ اس کے ایمان لے آنے کا — نعمتِ رب رحمٰن پا جانے کا
دوستو ہے نہایت عجیب و غریب — فتح مکہ کے دن رب کے پیارے حبیب
کعبۃ اللہ کا جب کر رہے تھے طواف — اس سے تھا فضالہ بھی محوِ طواف
دل میں اس نے ارادہ کیا برملا — گزریں گے رب کے محبوب خیرالوریٰ
پاس سے اس کے تو کر کے یکبارگی — حملہ خنجر سے وہ' شاہِ ابرار کی
زندگی کا بجھا ڈالے گا اب چراغ — اس ارادے سے یہ بندۂ بدماغ
جب ہوا شاہِ کون و مکاں کے قریب — اس سے گویا ہوئے اپنے رب کے حبیب

کیا فضالہ ہو تم ، بندۂ کبریا عرض کی ایسا ہی ہے بلاچوں چرا
آپ گویا ہوئے ، بندۂ تند خو دل میں تھے اپنے کیا کر رہے گفتگو
کچھ نہیں ، بولا بندۂ مکر و دغا زیرِ لب اللہ کا ذکر تھا کر رہا
سن کے اس کا بہانہ شہِ دو سرا ہنس دیئے اور کہا بندۂ بے وفا
اللہ سے مانگو بخشش بے چون و چرا جس کی نظروں سے کچھ بھی نہیں ہے چھپا

حضور ﷺ کے دستِ شفقت کا اعجاز

ساتھ ہی اس کے سینے پہ سرکار نے ازرہِ لطف نبیوں کے سردار نے
رکھ دیا دستِ اقدس بحکمِ خدا جس نے اندر کی دنیا بفضلِ خدا
دی بدل اِسکی اور آن کی آن میں آ گیا بندہ دنیائے ایمان میں
خود کہا کرتا تھا بندۂ باصفا سینے پر میرے سرکار نے باخدا
اب جونہی رکھا رحمت سے لبریز ہاتھ عزم ناپاک سے پا گیا میں نجات
ہو گئے مجھ کو محبوب خیرالوریٰ بڑھ کے ہر ایک شے سے بفضلِ خدا
بچ گیا آنکھوں میں اس کی جب باخدا رب کے محبوب کا چہرۂ والضحیٰ
چھٹ گئیں دورِ ماضی کی سب سنگتیں حُسن کھو بیٹھی سب دیرینہ رنگتیں
مل گیا عشق میں جب حقیقت کا راز کر گیا قلب کو خالی رنگِ مجاز

صدیق اکبرؓ کے والد گرامی ابوقحافہ کا قبولِ اسلام

بارگہِ سرورانبیاء ﷺ میں آمد اور آپ ﷺ کا اندازِ عزّتِ افزائی

رب کے محبوب و مختار خیرالوریٰ صحن کعبہ میں تھے جبکہ جلوہ نما

اپنے والد کو دیتے ہوا برملا ہاتھوں سے اک سہارا بفضل خدا
لائے صدیق خدمت میں سرکار کی نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار کی
دیکھا سرکار نے جب انہیں باخدا آتے اپنی طرف بولے خیرالوریٰ
ان بزرگوں کو صدیق تم نے بھلا کس لئے اتنی تکلیف دی برملا
میں چلا جاتا خود بندۂ حق شناس بہرہ ور حق سے کرنے انہیں ان کے پاس
بولے صدیق اے شاہِ ہر دو سرا آپ پر میرے ماں باپ تک ہوں فدا
آیا کرتا ہے کیا ایک پیاسے کے پاس چل کے کنواں کبھی کرنے کو دور پیاس
حق تو پیاسے کا ہی بنتا ہے باخدا پہنچے کنویں تلک چل کے خود برملا
اور کرے دور پیاس اپنی میرے نبی خود ہی جا کر بجھائے جو ہے تشنگی

بارگاہِ سرورِ انبیاء ﷺ میں صدیق اکبرؓ کی درخواست اور اندازِ پذیرائی

حاضر ہے میرا والد شہ دوسرا پیاس اس کی بجھائیں بفضل خدا
آفرینش سے سرکار ہے تشنہ لب ہو عطا جامِ توحید' محبوبِ رب
بہرہ ور کیجیے اس کو اسلام سے اپنی الفت سے اور نورِ ایمان سے
حال و احوال سب بندگانِ خدا پوچھا سرکار نے ان سے بحرِ عطا
سینے پر ان کے اب اپنا نورانی ہاتھ پھیرا رحمت لقب نے محبت کے ساتھ
اور دی پیار سے دعوت اسلام کی حق پرستی کی اور دین و ایمان کی
انس و مہر و محبت کے ماحول میں مملوئے صدق چاہت کے ماحول میں
پڑھ کے کلمہ شہادت بفضلِ خدا بابا صدیق کے صدقۂ مصطفیٰ

ہو گئے دین و ایمان سے بہرہ ور بن گئے اک فدا کارِ خیرالبشر

اپنے والد کے ایمان لے آنے پر نعمتِ رب رحمٰن پاجانے پر

کتنے مسرور تھے مصطفیٰ کے غلام یارِ غارِ نبی بندۂ خوش کلام

رب کے محبوب نے بھی براہِ خدا ان پہ کرتے ہوئے لطف کی انتہا

دی مبارک انہیں فضلِ رحمٰن پر تھا ہوا ان پہ جو آج یہ خاص کر

صدیق اکبرؓ کا اعزاز

یہ بھی اعزاز ہے ایک صدیق کا اللہ کے فضل سے صدقۂ مصطفیٰ

چار پشتوں تلک رکھتا ہے دوستو خاندان ان کا یہ اک شرف دوستو

والد ان کے صحابی ہیں سرکار کے بیٹے اور پوتے بھی شاہِ ابرار کے

نامور ہیں صحابی ، بفضلِ خدا ایسے ہی یہ شرفاً صدقۂ مصطفیٰ

دوسری سمت سے بھی ہے حاصل انہیں بیٹی اور ان کا بیٹا بھی ہیں کہ جنہیں

سرورِ انبیاء کی رفاقت ملی صحبتِ مصطفیٰ اور زیارت ملی

شیبہ بن عثمان کے قبول اسلام کا واقعہ

واقعہ اپنے ایمان لے آنے کا نعمتِ ربِ رحمان پا جانے کا

خود کیا کرتے تھے جس طرح یہ بیاں اپنے احباب نایاب سے بعد ازاں

ان ہی کے اپنے الفاظ میں باخدا نقل کرتے ہیں ہم بندگانِ صفا

کہتے ہیں شیبہ جب آیا زیرِ نگیں رب کے محبوب کے مکہ شہرِ متیں

لوگ داخل ہوئے ، خلد اسلام میں جوق در جوق دنیائے ایمان میں

میں مگر شرک پر اپنے قائم رہا دین سے دور غفلت میں نائم رہا

جب ہوازن کی سرکوبی کے واسطے مکے سے شاہِ دوراں روانہ ہوئے
یہ ارادہ لیے چل پڑا میں بھی ساتھ جب بھی موقعہ ملا مجھ کو شمعِ حیات
کرکے رکھ دوں گا گل رب کے محبوب کی اس قدر اپنی فطرت میں تھا میں شقی

اس شقاوت کا سبب کیا تھا

احد میں اہل ایمان نے باخدا میرے کتنے عزیزوں کو تھا برملا
کر دیا قتل اور خون کا انتقام لینے کے واسطے ' خونِ خیرالانام
خود پہ لازم سمجھتا تھا میں باخدا عزم یہ قلب میں رکھتا تھا برملا
گرچہ سارا عرب اور سارا عجم آئے اسلام لے بھی خدا کی قسم
میں کروں گا نہ اس دین نو کو قبول مانوں گا نہ محمد کو رب کا رسول
گرچہ اسلام تھا فتح مکہ کے بعد بڑھ رہا تیزی سے میرے دل کا فساد
تھا بڑھا جا رہا اب کہوں اور کیا عزمِ بد میرا تھا مائلِ انتہا
اس لئے ہو کے اس عزم پر کاربند چل پڑا ہمرہِ لشکرِ ارجمند

جب عزمِ بد لیے حضور ﷺ کے قریب ہوا تو میں نے کیا دیکھا

معرکے میں ہوازن کے دونوں فریق دوبدو تھے جونہی اپنے اپنے طریق
ایک موقعہ پہ اے بندگانِ صفا اترے جو اب سواری سے خیرالوریٰ
میں نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے رب کے محبوب کی سمت بڑھتے ہوئے
کی ہی تھی اپنی تلوار جو بے نیام کرنے کے واسطے دوستو اپنا کام
آگ کا شعلہ تیزی اک ناگہاں لپکا میری طرف ' ملتِ خوش عناں
ہوگئیں جس سبب خیرہ آنکھیں مری رہ گیا خوف سے کانپ کر جسم بھی

جب میرے مقدر کا ستارہ چمک اٹھا

بچنے سے روشنی کے لئے میں نے اب ڈھانپی تھیں اپنی آنکھیں ہی محبوبِ رب
مسکرائے مجھے دیکھ کر باخدا تھے گئے آپ میرے ارادے کو پا
نام لے کر مجھے جو مخاطب کیا لہجۂ پیار و الفت میں مجھ سے کہا
شیبہ آجاؤ آجاؤ میرے قریب رب کے محبوب کے جب ہوا میں قریب
سینے پہ میرے رکھتے ہوئے باخدا ہاتھ سرکار نے اپنے ' کی یہ دعا
اے خدا کر کرم مردِ نادان پے شیبہ کو لے بچا شرِ شیطان سے
آپ کی اک نظر نے کہوں اور کیا دی پلٹ میری کایا بفضلِ خدا
ہو گئے مجھ کو محبوب شاہِ امم بڑھ کے ہر ایک شے سے خدا کی قسم

نبیٔ رحمت ﷺ کا فرمانِ ذیشان اور میرے جذبات

مجھ کو کر کے مخاطب کہا آپ نے نبیٔ رحمت لقب ' شاہِ لولاک نے
پہلو میں رہ کے میرے بفضل خدا میرے اعداء سے ہو تو نبرد آزما
پا کے سرکار کا حکمِ عالی مقام کر لی اک بار شمشیر پھر بے نیام
ہو گیا پوری قوت سے میں باخدا دشمنانِ نبی سے نبرد آزما
جاری رکھتے ہوئے راہوارِ کلام کہتے ہیں اس طرح بندۂ نیک نام
اس سمے باپ بھی میرا ہوتا اگر روبرو میرے تو بندگان ہنر
دیتا میں اس کی بھی آج گردن اڑا ذرہ بھر رکھتا ملحوظ میں نہ حیا

سرورِ انبیاء ﷺ کی طرف سے انتہائے شفقت اور میرا قبولِ اسلام

جنگ جس دم رُکی بندگانِ خدا   خدمتِ شاہ میں جب میں حاضر ہوا
پیش کرنے کو اک عاجزانہ سلام   مجھ سے گویا ہوئے انبیاء کے امام
شیبہ اللہ نے تھا جو ارادہ کیا   بارے میں تیرے اے بندۂ باصفا
تھا وہ بہتر کہیں اس سے جو باخدا   اپنے بارے میں تھا اک ارادہ تیرا
کر دیا رب کے محبوب و دلدار نے   نبیِٔ رحمت لقب شاہِ ابرار نے
اس ارادے سے میرے مجھے باخبر   جس پہ آگاہ نہ تھا کوئی فردِ بشر
ماسوا میرے ' اے بندگانِ الٰہ   منہ سے نکلا میرے اب تو بے ساختہ
دیتا ہوں میں گواہی بلا چوں چرا   کوئی ہستی نہیں اللہ کے ماسوا
ہو جو معبود یا لائقِ بندگی   آپ بھی بالیقیں ہیں اسی کے نبی
شیبہ تھا کس قدر شخصِ اعلیٰ نصیب   عزمِ باطل لئے گرچہ آیا قریب
رب کے محبوب کے بندگانِ خدا   پا گیا نعمت ایمان کی برملا
رب کے محبوب کے عالی دربار سے   رحمت ہر دو عالم کی سرکار سے

کلیدِ کعبہ کی عثمان بن طلحہ کو سپردگی

آپ کی دلنوازی و شانِ کرم   لطف و الطاف و احسانِ شاہِ امم
اسوۂ بے بدل دلکش و دلربا   خوئے دلداری کا بندگانِ صفا
اب لگے کرنے ہیں ہم بفضلِ خدا   اک بیانِ حسیں ' دلنشیں تذکرا

آپ بھی محترم سامعین کرام سنیئے اس واقعہ کو بصد احترام
حضرت عثمان بن طلحہ مرد سعید رکھا کرتے تھے جو رب کے گھر کی کلید
کرتے ہیں واقعہ اس طرح سے بیاں قبل از ہجرتِ رحمتِ عالماں
آپ نے ایک دن دعوت اسلام کی حق پرستی کی اور دین و ایمان کی
دی مجھے میں نے لیکن کہا برملا میں نہیں سکتا بن پیروکار آپ کا
راہیں بالکل جدا دونوں رکھتے ہیں ہم چل نہیں سکتے باہم ملا کر قدم

سرورانبیاء ﷺ کی خواہش دلربا اور میرا سفیہانہ ردعمل

بعد کچھ روز کے خاتم الانبیاء لائے تشریف مجھ سے کہا برملا
خادمِ کعبہ اے بندۂ باہنر کھول دو تم ذرا کعبۃ اللہ کا در
تاکہ اندر میں اُس کے بفضل خدا کر سکوں کچھ سے ذکرِ ربِ العلیٰ
آپ کی خواہشِ دلربا کا مگر کر سکا پاس اس دن نہ میں ذرا بھر
بلکہ بد خلقی سے میں ہوا ہمکلام نہ کیا میں نے سرکار کا احترام

حضور ﷺ کا فرمانِ ذیشان جس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا

خندہ پیشانی سے رب کے محبوب نے دونوں عالم کے بندۂ مرغوب نے
کر لیا میری غلطی سے صرفِ نظر پیکرِ حلم سرکار خیرالبشر
بولے بس اتنا ہی جان لے باخدا بالیقیں ایک دن وہ بھی دن آئے گا
ہوگی جب کنجی یہ بندۂ باصفا ہاتھ میں میرے اور میں جسے چاہوں گا
دوں گا اس مردِ خوش بخت کو بالیقیں اللہ کے فضل سے اور بطرزِ حسیں
سن کے الفاظ سرکار کے باخدا جھنجھلاہٹ میں میں بوکھلا سا گیا

اور کہا ہوگا وہ دن تو پھر برملا　اہلِ مکہ کی تذلیل و رسوائی کا
بولے رحمت لقب بادشاہِ امم　ایسا ہوگا نہ ہرگز خدا کی قسم
ہوگی جس روز کنجی بفضل متیں　ہاتھ میں میرے عثمان سن بالیقیں
ہوگا دن وہ شرف اور شرافت کا دن　واسطے قرشیوں کے کرامت کا دن

قبولِ حق تاہنوز میرے نصیب میں نہ تھا

کہتے ہیں ابنِ طلحہ سنو باخدا　ہوگیا نقش ارشادِ خیرالوریٰ
قلب پر میرے اور ہو گیا یہ یقیں　مجھ کو اچھی طرح بندگانِ متیں
دہنِ اقدس سے سرکار کے باخدا　بات جو اک نکل جاتی ہے برملا
ہو کے رہتی ہے پوری وہ سب من وعن　اس لئے میں نے سوچا کہ شاہِ زمن
رب کے محبوب کا دین کر لوں قبول　مان لوں آپ کو رب کا سچا رسول
قوم کو میری لیکن بھنک پڑ گئی　اب کسی طرح سے جو میرے عزم کی
ہوگئی وہ مزاحم میری راہ میں　کیونکہ تھی اندھی اصنام کی چاہ میں
اس لئے میں نے بھی بندگانِ خدا　خوف کے مارے اپنا لی رخصت کی راہ

فتح مکہ کا دن سرورِ کائنات ﷺ کے فرمانِ ذیشان کی صداقت کی تصدیق کا دن تھا

فتح جس روز مکہ ہوا باخدا　سرورِ دین و دنیا نے مجھ سے کہا
پیش خدمت کرو رب کے گھر کی کلید　میری ہستی تھی کیا، بندگانِ سعید
پیش سرکار کو کر دی با احترام　لا کے گھر اپنے سے میں نے وہ تیزگام
مجھ کو کر کے مخاطب شہِ دو سرا　نطق فرما ہوئے دوستو برملا

یاد ہے پیارے عثمان جب تھا کہا ‏ میں نے کر کے مخاطب تجھے برملا

آئے گا ایک دن جبکہ ہوگی کلید ‏ کعبہ کی ہاتھ میں میرے مرد سعید

اور جسے چاہوں گا میں بفضلِ خدا ‏ اپنی مرضی سے کر دوں گا اس کو عطا

میں نے کی عرض بے شک شہِ دو سرا ‏ آپ نے من و عن ایسے ہی تھا کہ

دیتا ہوں میں شہادت بفضلِ خدا ‏ آپ ہیں بالیقیں اک رسول خدا

چابی تھی اس سے بندۂ حق شناس ‏ اک فدا کار اسلام حیدر کے پاس

آپ نے لے کے ان سے براہِ خدا ‏ مجھ سے ناچیز بندے کو کر دی عطا

ساتھ ہی یہ کہا نبیؐ مختار نے ‏ سرور سروراں شاہ ابرار نے

چابی امروز اے بندۂ باصفا ‏ میں نہیں کر رہا صرف تجھ کو عطا

بلکہ ہے یہ عطا روز محشر تلک ‏ نسل کو تیری تحفۂ رب فلک

چھینے گا اس کو تجھ سے نہ کوئی کبھی ‏ تا ابد ماسوا شخصِ ظالم ، شقی

حضرت عباسؓ کی درخواست اور سرورِ انبیاء ﷺ کا جواب

آیا ہے اس طرح بھی روایات میں ‏ فتح مکہ سے منسوب حالات میں

آپ سے چچا عباس نے عرض کی ‏ شاہِ ہر دو سرا رب کے پیارے نبی

جیسے تفویض ہے ہم کو خیرالانام ‏ اللہ کے پاک گھر میں سقایت کا کام

ایسے ہی کعبۃ اللہ کی نوری کلید ‏ ہو ہمیں کو عطا آج نبیؐ معید

ہاشمی خانوادہ خدا کے نبی ‏ پالے فضلِ خدا سے یہ اعزاز بھی

سن کے عباس کی عرضِ دلربا ‏ نطق فرما ہوئے خاتم الانبیاء

آج کا دن نہیں لینے کا انتقام ‏ اے میرے چچا جاں لائقِ احترام

بلکہ ہے سر بسر بندۂ باصفا   کرنے کو ایک اظہارِ عہدِ وفا
اتنا کہتے ہوئے آپ نے دی تھا   چابئ کعبہ عثمان کو برملا
ساتھ ہی ان کو دی اک نوید حسیں   جس کا نورانی تذکار قبلِ ازیں
ہم نے ہے کر دیا بندگانِ خدا   پیکرانِ وفا ' کشتگانِ صفا

کعبہ کی کلید برادری کا دائمی شرف

ہیں چکی بیت صدیاں کئی بالیقیں   واقعۂ ہذا کو بندگانِ متیں
چابی جو بخشی تھی نبئ مختار نے   ہاتھ سے اپنے عثماں کو سرکار نے
آج کے روز تک ہے چلی آ رہی   ان کی اولاد میں ' عاشقانِ نبی
نسل در نسل ' صدقۂ خیرالبشر   ان کو حاصل رہے گا سدا بے خطر
ایک اعزاز یکتا ' بفضلِ الٰہ   اک شرف منفرد ' حاملِ عزوجاہ

اطراف مکہ میں نفاذِ توحید کے لیے کارروائی

کعبۃ اللہ کی تطہیر جب ہو چکی   رب کے محبوب نے عاشقانِ نبی
اب روانہ کیا اپنے اصحاب کو   کچھ خدا مست ' مردانِ نایاب کو
تاکہ ہیں جتنے مکے کے اطراف میں   بتکدے شہرِ خوباں کے اکناف میں
کر دیا جائے مسمار انہیں برملا   خاتمہ کر دیا جائے اصنام کا
اس مہم میں ہی اب عاشقانِ ورع   جو تھے لات و مناۃ اور عزیٰ سواع
سارے اصنامِ معروف ' جھوٹے خدا   ہو گئے ریزہ ریزہ بفضلِ خدا
ہو گیا ختم ان کی خدائی کا ڈھونگ   خاک میں مل گیا سب بڑائی کا ڈھونگ
اپنے انجام کو پہنچے جھوٹے خدا   ہوگا بند در دینِ اصنام کا

ابلیس کی چیخ و پکار اور اعلانِ مایوسی

آیا ہے اس طرح بھی روایات میں　فتح مکہ سے منسوب حالات میں
روز جس آپ نے بندگانِ صفا　اب کیا فتح مکہ بفضلِ خدا
مچ گئی کھلبلی اک شیاطین میں　عالمِ شر کے سارے اساطین میں
ماری ابلیس نے چیخ اندوہگیں　زور سے اتنی کہ جس قدر تھے لعیں
اس کے کارندے اولاد اور کارکن　دنیا میں تھے رہے تانے بانے جو بن
ہر جہت شیطنت کے سبھی کے سبھی　آئے دوڑے چلے بے اماں مفسدی
پاس ابلیس کے نوحہ کرتے ہوئے　اپنی ناکامی پہ ہاتھ ملتے ہوئے
موقعۂ ہذا پہ بندگانِ خدا　ان کو کر کے مخاطب یہ اس نے کہا
اے میرے بچو ہو جاؤ مایوس اب　آج اس بات سے کہتا ہوں جاں بلب
کہ جو تم ہو سکو گے کبھی کامراں　قوم کو شاہِ لولاک کی بعد ازاں
جانبِ شرک لوٹانے میں اب کبھی　ہاں مگر اس میں کر دو بطرزِ جلی
نوحہ اور شعر گوئی کو بالالتزام　اور اچھی طرح آج کے بعد عام

صاحبانِ خرد کے لئے لمحۂ فکریہ

قومِ خیرالوریٰ کا جو سب سے بڑا　اور خطرناک ہے ایک دشمن کھلا
ہر برائی کی جڑ بندۂ بے وقار　جس کے ہاتھوں میں ہے شرک کا کاروبار
گلشنِ شرک کی آبیاری کا کام　شرک و تشریک کا کاروبارِ تمام
وہ تو مایوس ہو کے کہے برملا　امت مسلمہ کو بفضلِ خدا

جانبِ شرک لوٹانا ممکن نہیں واسطے اس کے اے ملتِ دور میں
اس کے باوصف بھی لوگ کچھ خاص کر ملتِ بیضا کے اک بڑے طبقے پر
ایک الزام عائد کریں برملا اب بہ بانگِ دہل شرک و تشریک کا
کس قدر اک صریح ظلم کا ہے مقام اے میرے محترم سامعینِ کرام

نگہبانِ امت کی طرف سے امت کے لیے

مامون از شرک ہونے کی نوید حسیں

شرک سے اس تحفظ کی یہ اک خبر ملتِ بیضا کو بندگانِ ہنر
اس کے دشمن نے ہی ایک تنہا نہیں پیشگی دے دی بلکہ رسولِ امیں
وہ جو ہیں اہل ایمان کے نگہباں اپنی امت کے رکھوالے اور پاسباں
آپ نے بھی صریحاً باذنِ خدا اپنی امت کو ہے مطلع کر دیا
شرک سے پاک رہنے کی رب کے نبی دے چکے ہیں ضمانت بطرزِ جلی
اپنے عشاق مردانِ نایاب کو جاں نثاروں کو اُمت کے افراد کو

مطلع علی الغیب والیٔ اُمت نے اپنی امت کو کیا خبر دی

عمرِ مسعود کے حصے میں آخری رب کے محبوب نے عاشقانِ نبی
تھا دیا اپنے اصحاب کو باخدا اے میرے ہمدم اک خطبۂ دلربا
جس میں فرمایا تھا آپ نے برملا پیشرو ہوں تمہارا میں راہِ خدا
دوں گا تم پہ شہادت قیامت کے دن اب ملاقات ہوگی قیامت کے دن
حوضِ کوثر پہ اپنی سنو برملا ہوں رہا تک جسے میں بفضلِ خدا

ہیں عطا مجھ کو کر دی گئیں کنجیاں سب زمیں کے خزانوں کی ہی بے گماں
مجھ کو اندیشہ کوئی نہیں باخدا کہ میرے بعد ہو جاؤ گے مبتلا
ہو کے گمراہ جو شرک میں تم کبھی ہاں مگر مجھ کو خدشہ ہے تو اک یہی
حب دنیا میں تم لوگ کھو جاؤ گے بیج اپنی ہلاکت کا بو جاؤ گے
پانے کو مال و دولت بقصدِ غنا ایک دوجے سے آگے بڑھاؤ گے پا
جس طرح لوگ پہلے ہوئے تھے ہلاک بس اسی طور پر ہو گے تم بھی ہلاک

لے گیا بھیڑیا بکریاں لے گیا

دوستو کس قدر ہے تعجب کی بات نگہباں اپنے ریوڑ کا خود صاف صاف
واضح لفظوں میں ہو دے رہا یہ خبر غم سے مامون ہیں اس کے سب جانور
ہو کے مایوس اعلان بھی بھیڑیا اپنی ناکامی کا ہو کئے جا رہا
باوجود اس کے کوئی کہے برملا لے گیا بھیڑیا بکریاں لے گیا
کس قدر مبنی بر ظلم ہے باخدا اس کا یہ شور و شر غوغۂ ناروا

امتی کو قولِ رسول ﷺ پر بہ دل وجاں اعتماد کرنا چاہیۓ

ایمان اسی حقیقت کا نام ہے

چاہیۓ رکھنا ہم سب کو اک حسنِ ظن دوستو بابت عشاقِ شاہ زمن
قولِ خیرالوریٰ پہ بھی اک اعتماد چاہیۓ رکھنا اے رب کے مخلص عباد
اس طرح جو تقاضا ہے ایمان کا ورنہ خطرے میں ایماں ہے انسان کا
چاہیے بندوں کو فکر یہ باخدا ہو وسیع سے وسیع دائرہ قوم کا

نہ کہ ہوتا رہے صرف زورِ بیاں کرنے کو امتِ رحمتِ عالماں
خارج از دین دنیائے ایمان سے اللہ حق کو سمجھنے کی توفیق دے

حرفِ آخر

باب میں فتح مکہ کے ہیں باخدا اور بھی کتنے ہی بندگانِ صفا
دلنشیں اور اہم دلربا واقعات فکر انگیز دیدہ کشا واقعات
کر نہیں سکتے ہم بندگانِ خدا ان سبھی کا احاطہ یہاں برملا
اس لئے انہی لفظوں پہ کرتے ہیں بند باب یہ حق نگر حلقۂ ارجمند
کوئی گہرائی میں جانا چاہے اگر پوری تفصیل کو پانا چاہے اگر
جستجو سے پڑھے وہ ضیاء النبی ہیں مصنف کرم شاہ الازھری

غزوۂ حنین

اسلام واہل اسلام کے خلاف مشرک قبائل

ہوازن وثقیف کا بغض وعناد

فتح مکہ کی صورت میں فتحِ عظیم اہلِ ایماں کو صدقۂ نبیٔ کریم
جو تھی حاصل ہوئی اب بفضل خدا اس کی برکت سے اے بندگانِ صفا
تھے قبیلے عرب بھر میں جو بیشتر لا کے اسلام سب بن گئے حق نگر
دو قبیلے مگر جو تھے پکے حلیف رسیا ابلیسیت کے ہوازن ، ثقیف
شرالاشرار حق کی عداوت میں طاق اپنی بدبختی میں اور شقاوت میں طاق

بغض و کینہ میں جلتے ہوئے فتنہ گر　　آئے دونوں ہی یہ شیطنت پہ اُتر
اہل مکہ کے اسلام لانے کے بعد　　ہو گیا دو گنا ان کا بغض و عناد
اور سمجھنے لگے ہم نے سستی اگر　　موقعہ ہذا پہ دکھلائی تو حق مگر
اہل اسلام لیں گے ہمیں آ دبوچ　　کھائے تھی جا رہی ان کو بس ایک سوچ
اہلِ ایماں جو نکلیں گے خنجر بکف　　ہوں گے بس اب ہمیں ان کا اگلا ہدف
اس لئے فوری اقدام کرتے ہوئے　　رہ پہ خود اعتمادی کی چلتے ہوئے
پیشگی چاہیے لینا کر اندفاع　　ورنہ دیں گے کچل ان کو اہلِ ورع
دوستو بعض دیگر قبائل کو بھی　　ساتھ اپنے ملانے میں یہ مفسدی
چیلے شیطان کے ہو گئے کامیاب　　ہاں مگر خانوادۂ کعب و کلاب
تھے ہوازن کے جو دو جری خانداں　　ہو گئے اک طرف حلقۂ خوش گماں
رو سے زینی کی تحقیق کے تیں ہزار　　فتنہ ساماں خبیثوں کا لشکر جرار
ہو گیا جنگ کے واسطے اک تیار　　آگ اگلنے لگے پا پیادہ سوار
سپہ سالار اعظم ان افواج کا　　مالکِ نصری تھا اک پسر عوف کا

سپہ سالارِ لشکر کی حکمتِ عملی

کرنے کو کارروائی جونہی برملا　　ہونے لشکر روانہ لگا باخدا
اس نے لشکر کو فرمان جاری کیا　　لشکری سارے لے لیں بلا چوں چرا
ساتھ ازواج کو اور صبیان کو　　اپنے چوپایوں اور سازوسامان کو
اس سے مقصود تھا اس جوانمرد کا　　رازِ فطرت سے ناآشنا فرد کا
عورتیں ہونگی میداں میں جب ہمرکاب　　طفل و صبیاں بھی تو لشکرِ لاجواب

پوری قوت سے ہوگا نبرد آزما اپنے دشمن سے اور سوچے گا نہ ذرا
ہونے کو پسپا میدان سے باخدا دے گا ہر لشکری جان اپنی لڑا

ایک ماہرِ حرب' پیرِ فرتوت کا نقطہ نظر

اس کے لشکر میں موجود تھا دور بیں پیرِ فرتوت ' اک بندۂ بہتریں
عمر تھی ایک سو اس کی اور بیس سال بندۂ تاہم تھا وہ زیرک و باکمال
اپنی جنگی مہارت کے پیشِ نظر سمجھا جاتا تھا وہ محترم خاص کر
جب سنیں بچوں کے رونے کرلانے کی اس نے آوازیں بھیڑوں کے ممیانے کی
ہو کے حیران پوچھا ہے کیا ماجرا کیسی آوازیں ہوں آج میں سن رہا
جب بتایا گیا ' بندۂ باصفا زیرِ فرمانِ سالار ہیں باخدا
ساتھ لشکر کے سب زن و صبیان بھی مال و ڈنگر بھی اور ساز و سامان بھی
پاس بلوالیا اس نے سالار کو اپنی افواج کے مردِ مختار کو
پوچھا کس واسطے ان کو لائے ہو آج جنگ میں بچوں کا کام کیا اور کاج
سپہ سالار نے اب دیا پیش کر رکھتا تھا اپنا جو ایک نقطہ نظر
پیرِ فرتوت بولا جھڑکتے ہوئے بھیڑوں کے ایک چرواہے ہو تم نرے
جنگ سے تو نہیں دور کا واسطہ جنگ ہے کس قدر پر خطر راستہ
تجربہ اس کا رکھتے نہیں ذرہ بھر جنگ کے فن میں ہو ناسمجھ بے ہنر
بھاگنے والوں کو جنگ کے میدان سے کھا کے شکست او بیٹے نادان کے
روک سکتی ہے یہ تو بتا شے کوئی سوچی ہے بات یہ تو نے کس طرح کی
تجھ کو فتح نصیب ہوتی ہے آج گر تو وہ مرہونِ منت ہو گی سربسر

تیری ان چاق و چوبند افواج کی — جنگ کے زوایے اس کے انداز کی
اور اگر جاتے ہو آج تم جنگ ہار — تو سنو کہتا ہوں بندۂ کردگار
ہار جاؤ گے نہ صرف تم جنگ ہی — بیٹھو گے ہار سب عزوناموس بھی
مردِ ناداں بھلا تجھ کو معلوم ہے — سامنا تیرا آج ایسے انساں سے ہے
جس نے ہیں روند ڈالے براہِ وغا — خطہ ہائے عرب سب کے سب برملا
جس کی ہیبت سے لرزاں ہے سارا عجم — قیصر و کسریٰ ہیں کھا رہے پیچ و خم
جس نے مضبوط قلعے یہودی کے بھی — کر دیئے سرنگوں ہیں سبھی کے سبھی
جب بتایا گیا اس کو کعب و کلاب — آج کے دن نہیں جنگ میں ہمرکاب
بولا چلا کے وہ بندۂ دوربیں — آج شامل تمہاری صفوں میں نہیں
جو اگر کعب کے بندگانِ سلاح — اور کلاب سے حاملانِ فلاح
تو سمجھ لو کہ دن ہے یہ رسوائی کا — اہل ایمان سے تیری پسپائی کا
واسطے تیرے جو آج کا ہوتا دن — عزت و شوکت اور کامرانی کا دن
ہوتے میداں سے نہ غیر حاضر کبھی — کعب و کلاب کے بندگانِ جری
اس لئے میری رائے ہے یہ بے ہنر — تو بھی اپنا لے رخصت کی راہ سربسر

سپہ سالارِ لشکر کا نفسیاتی حربہ اور جوشِ معرکہ آرائی

جب سنیں سپہ سالار نے باخدا — باتیں یہ ماہر حرب کی برملا
بولا ہو کے غضبناک شوریدہ سر — پیرِ فرتوت اے بندۂ بے ہنر
عقل جو تھی تمہاری ہوئی اب ضعیف — عزم و اعصاب بھی ہو چکے ہیں نحیف
رکھو پاس اپنے تم مشورہ قیمتی — اپنے عقل و خرد اور مہارت سبھی

پھر مخاطب کئے اپنی افواج کو اس نے جذبات میں یوں کہا دوستو
مان لو آج فرماں میرا سر بسر ورنہ سینہ ابھی نوکِ تلوار پر
رکھ کے میں اپنا اس طرح دوں گا دبا پوری شدت سے امروز میں باخدا
کہ نکل آئے گی خون میں تر بتر پشت کو چیرتی وہ میری سر بسر

لشکریوں کا اشتعال اور پیرِ فرتوت کا اظہارِ تأسف

خون پہلے ہی تھے جن کے کھولے ہوئے لشکری اس طرح اس سے گویا ہوئے
ہم تیرے ساتھ ہیں ہم تیرے ساتھ ہیں کر تو اقدام ہم سب تیرے ہاتھ ہیں
دیکھا جب بندۂ دوربیں نے یہ سب حسرت آمیز انداز میں بولا اب
کس قدر خاسر اور آج خائب ہوں میں نہ تو حاضر ہوں میں اور نہ غائب ہوں میں
ہو کے امروز ہوں رہ گیا بے نوا روبرو چھوکروں کے براہ دغا
مجھ کو منحوس دن دیکھنے کو ملا آج سا زندگی میں میرا کیا رہا
کاش میں جاتا مر، کاش میں جاتا مر دیکھنے سے یہ منحوس دن پیشتر

ماہرِ حرب کی طرف سے ایک اور قیمتی مشورہ

بولا سالار اے بندۂ باہنر ہے کوئی مشورہ اور تو پیش کر
جس پہ اس نے کہا مردِ شوریدہ سر مشورہ میرا تو نے دیا رد کر
تجھ کو ہونا ہے گر اب نبرد آزما اہل اسلام سے تو یہ سن باخدا
رستے میں اہل اسلام کے جس قدر ہیں کمیں گاہیں ان سب ہی میں خاص کر
تیر انداز مشاق دے تو بٹھا تاکہ جب حملہ آور ہوں اہلِ صفا
جانب پشت سے ان پہ اک جانکاہ کر دیں حملہ وہ سب جبکہ تو مع سپاہ

سامنے سے نشانہ بنائے انہیں   روزِ روشن میں تارے دکھائے انہیں
اس طرح دونوں جانب سے جب خونچکاں   دھاوا اک بولا جائے گا یوں بے گماں
پس کے رہ جائیں گے دونوں کے درمیاں   اہل اسلام سب بندۂ خوش گماں
پا سکیں گے نہ کوئی وہ راہِ فرار   ہوں کے شکست سے بے گماں ہمکنار

مشورے کے مطابق عمل درآمد اور لشکر باطل کی ترتیب

بات تھی پیرِ فرتوت کی باخدا   ایک معقول اے بندگانِ صفا
اس لئے سب کمیں گاہوں میں برملا   اس نے بٹھلا دیئے بندگانِ وغا
پہنچا میداں میں جب لشکرِ فتنہ گر   عزمِ غارت لئے بندگانِ ہنر
صف اول میں تھے سب کے سب شہسوار   بعد میں پا پیادہ تھے مردانِ عار
جبکہ آخر میں زن اور صبیان تھے   جن سے پُر سارے اونٹوں کے پالان تھے

لشکر باطل کے اندفاع کے لئے اہل حق کی تیاری

رب کے محبوب کو جب ملی یہ خبر   مائل شر ہے یہ لشکرِ فتنہ گر
آپ نے بھی دیا حکم اصحاب کو   اہل اسلام، مردانِ نایاب کو
جائیں ہو وہ بھی اچھی طرح سے تیار   سارے اشرار کا جھوٹا عز و وقار
کرنے کو آج کے دن وہ دفنِ زمیں   آپ کا حکم پاتے ہی سب بالیقیں
کرنے تیاری سب بندگانِ وقار   ہو گئے فضل مولا سے مصروفِ کار

جنگی تیاریوں کے سلسلہ میں رؤوساءِ مکہ سے حصولِ تعاون

لوگوں نے رب کے محبوب کو دی خبر   پاس صفواں کے ہیں پیارے خیرالبشر
کافی تعداد میں زرہیں اور اسلحہ   جس پہ سرکار نے اس کو بھیجا بلا

اس کو کر کے مخاطب کہا آپ نے — نبیؐ رحمت لقب شاہِ لولاک نے
ہونے دشمن سے اپنے نبرد آزما — اہل ایمان ہیں جا رہے باخدا
اہلِ اسلام کو ڈھانپنے کو بدن — آج جو دے دو تم زرہیں عاریۃً
پورا کر دیں گے ہم جو بھی نقصاں ہوا — پوری کی پوری قیمت کریں گے ادا
بعد تھوڑے تأمل کے صفوان نے — نورِ ایماں سے انجان انسان نے
سو زرہیں ساتھ سامان کے باخدا — پیش سرکار کر دیں براہِ وغا
تین سو نیزے بھی نبیؐ مختار نے — سرور سروراں شاہِ ابرار نے
مانگے نوفل بن حارث سے اور ایسے ہی — بعض قریشیوں سے لیا قرض بھی
کر دی تقسیم ساری رقم باخدا — آپ نے اہلِ اسلام میں برملا
جنگ کا سامان تاکہ سکیں وہ خرید — جس قدر مفلس ہیں بندگانِ سعید

تحقیق حالات کے لئے نبوی اقدام اور لشکر اسلام کی روانگی

بھیجا سرکار نے اپنا اک جاں نثار — عبداللہ نامی بندۂ پروردگار
جس نے سرکار کو لا کے دی یہ خبر — خوب تیار ہے لشکرِ فتنہ گر
اس کی اطلاع پر لشکرِ حق نگر — لے کے رحمت لقب والیٔ خشک و تر
چل پڑے اس طرف بندگانِ خدا — اجتماع تھا جدھر سارے اشرار کا
جبکہ تاریخ تھی دسویں شوال کی — پہنچے اصحاب کے ساتھ رب کے نبی
فضلِ مولا سے وادی میں حنین کی — اے میرے محترم، دین حق کے ولی
غزوۂ ہذا میں تھیں شریک سفر — آج کے دن دو ازواجِ خیرالبشر
حضرتِ امِ سلمہ بفضل خدا — حضرت میمونہ بی بیؐ باصفا

لشکرِ اسلام کے اجزائے ترکیبی

جس قدر لشکری ساتھ تھے آپ کے ۔۔۔ ان میں اکثر تو اصحاب تھے آپ کے
یعنی تھے اہل ہجرہ اور انصار ہی ۔۔۔ سب خدا مست ' مردانِ احرار ہی
خاصی تعداد میں تھے نو ایمان بھی ۔۔۔ اور کچھ ایسے مردانِ نادان بھی
جو ابھی لائے ایماں نہ تھے برملا ۔۔۔ بس یونہی چل پڑے تھے براہِ خدا
دیکھنے کے لئے معرکہ خاص کر ۔۔۔ حق و باطل کے مابین یہ بے ہنر
کتنے ہی لوگ تھے نو ایمانوں میں بھی ۔۔۔ ایسے کہ لائے ایمان تھے وہ سبھی
دیکھ کر شوکتِ اسلام کی اور جلال ۔۔۔ اہلِ اسلام کی قوتِ لازوال
شمعِ توحید سینوں میں لیکن ابھی ۔۔۔ نہ تھی پوری طرح ان کے روشن ہوئی
نہ ہی موقعہ ملا تھا انہیں باخدا ۔۔۔ پانے کو تربیت ' بندگانِ صفا
سایۂ لطف میں رب کے محبوب کے ۔۔۔ نبیٔ رحمت لقب بندۂ خوب سے
اس لئے سوچ اپنی میں یہ خام تھے ۔۔۔ اہلِ ایماں تھے لیکن فقط نام کے

بعض نو ایمان اہلِ مکہ کا عجیب و غریب مطالبہ

رنگ توحید سے ان کے فکر و نظر ۔۔۔ چونکہ تھے نہ ہوئے اب تلک بہرہ ور
اس لئے راہ میں بیری کا اک شجر ۔۔۔ دیکھا جب بعض نے اے میرے ہمسفر
ہو گئے دیکھتے ہی اُسے بے قرار ۔۔۔ آ گئیں اس سے منسوب رسمیں ہزار
یاد جو جنگ کے وقت تھے باخدا ۔۔۔ فتح کے واسطے لایا کرتے بجا
آ گئے چل کے نادان کچھ برملا ۔۔۔ خدمتِ شاہِ کونین میں اور کہا
جس طرح سے ہے یہ سرورِ کائنات ۔۔۔ دوسروں کے لئے ایک ذاتِ نطاۃ

ایسے ہی اک شجر بس ہمارے لئے　　خود رسولِ خدا اب بنا دیجئے

جب سنی آپ نے یہ سفیہانہ بات　　نطق فرما ہوئے سرور کائنات

اللہ سب سے بڑا ہے سنو برملا　　مجھ کو اس کی قسم، بندگانِ خدا

جس کے قبضۂ قدرت میں ہے میری جاں　　بات تم لوگوں نے کہہ دی ہے الاماں

قوم موسیٰ نے موسیٰ سے تھی جو کہی　　دیکھی تھی اس نے جب پوجا اصنام کی

رکھتے ہیں لوگ یہ جس طرح کے خدا　　ایسے ہی اب بنا دیجئے برملا

ایک معبود موسیٰ ہمارے لئے　　جس پہ موسیٰ نے ان کو جھڑکتے ہوئے

تھا کہا کتنے جاہل ہو احمق ہو تم　　رشد سے دور انجان بے شک ہو تم

آغازِ جنگ میں اہل ایمان کو جو ہزیمت اُٹھانا پڑی، اُسکی وجوہ

لشکرِ ہدا میں ابنِ عثمان سے　　کتنے ہی روسیاہ، ملعون افراد تھے

جو چلے تھے لئے دل میں نیت یہی　　جنگ کی افراتفری میں وہ مفسدی

کرکے گل شمع ہستیٔ مصطفےٰ　　دشمنانِ نبی، دشمنانِ خدا

آج لے لیں گے سب ماضی کے انتقام　　قوم میں اپنی ہو جائیں گے نیک نام

یہ عوامل رہیں اب جو مدنظر　　اچھی طرح سے تو بندگانِ ہنر

وہ ہزیمت جو تھی اہل اسلام کو　　اک اٹھانا پڑی حق مگر دوستو

اولیں مرحلے میں درونِ وغا　　اس کی توجیح رہتی نہیں باخدا

کار مشکل کوئی یا کوئی مسئلہ　　واضح ہو جاتی ہے اصل تھی بات کیا

اہلِ باطل کی کامیاب حکمت عملی

جس طرح مشورے میں تھا طے یہ ہوا　　ویسے ہی اشقیاء نے براہ وغا

اب کمیں گاہوں میں خوب ڈالے بٹھا تیر انداز سب سرِکف جابجا
ساتھ ہی ساتھ ان کو ہدایت ہوئی زد میں ان کی اسلام کے لشکری
جونہی آ جائیں لحہ بھی ضائع کئے بن ' سبھی تیر انداز جو ہوں چھپے
کر دیں تیروں کی بارش کچھ ایسی کہ اب ہو کے رہ جائیں ان کے عدو جاں بلب
کوئی راہ راہِ پسپائی کے ماسوا دے انہیں نہ دکھائی براہِ دغا

لشکرِ اسلام میں سے بعض لوگوں کا تفاخرِ بے جا

دوسری سمت اے بندگانِ ہنر لشکرِ اہلِ حق میں سے ہی خاص کر
آج کچھ لوگوں نے ازرہِ فخر و ناز کہہ دیا اس طرح ' بندگانِ فراز
آج تعداد ہے اپنی جتنی کثیر اس کے ہوتے ہوئے اب بتوں کے ظہیر
کیسے سکتے ہیں ہم سب کو نیچا دکھا آئیں گے ہم ہی غالب ' براہِ خدا
جب سنا قول یہ سرورِ انبیاءؐ نبیؐ رحمت نے اے بندگانِ خدا
اس پہ فرمایا اظہار ناراضگی کیونکہ تھی نامناسب جو یہ بات ہی
اہلِ ایمان جو ماضی میں کامیاب تھے رہے ہوتے اے بندگانِ وہاب
نہ ہوا کرتی تھی اس کا کثرت سبب بلکہ تائیدِ ربانی ہی تھی سبب
مالک و مولا کی نصرت بے بہا تھی ہوا کرتی ہی اک سبب فتح کا
آج کے دن مگر بندگانِ ہنر بات یہ نہ رہی کچھ کے پیشِ نظر
بلکہ کثرت پہ تھے اپنی اترا رہے لوگ کچھ نا سمجھ تھے ہوئے جا رہے

اظہارِ تفاخر کرنے والے کون تھے

کہتا جاوید ہے ذوق اس جا میرا بات اس طرح کی ' بندگانِ صفا

کہنے والے نہ تھے آپ کے جاں نثار کوچۂ عشق کے دیرینہ راہوار
بلکہ تھے لوگ وہ جو نو ایمان تھے بے خبر دین اور روحِ ایمان سے
دیکھے تھے اب تلک رب کی نصرت کے رنگ انہوں نے نہ کبھی عشق کے رنگ ڈھنگ
اس لئے بیٹھے کر یہ سفیہانہ بات تھے وہی تو جنہوں نے تھا ذاتِ نطات
مانگا اپنے لئے رب کے مختار سے نبیؐ رحمت لقب ' شاہِ ابرار سے
رکھتا ہوں قلب میں اپنے جو حسنِ ظن ایک میں بابت اصحابِ شاہِ زمن
اس کی تائید کرتا ہے قولِ خدا سورۂ توبہ میں ' بندگانِ صفا
غور سے پڑھا جائے اگر وہ مقام اے میرے محترم قارئینِ کرام
پھر نہیں رہتا اک راز یہ باخدا کون تھے لوگ وہ جنہوں نے یہ کہا
جن پہ نازل سکینہ ہوئی کون تھے تھے رہے دیکھ اسے جو کبھی کون تھے
جتھے تھے دو الگ اور الگ بالیقیں ایک دوجے سے وہ بندگانِ متیں

اہلِ باطل کی تیر زنی اور لشکرِ اسلام میں بھگدڑ

لشکرِ اہلِ حق بندگانِ خدا آج حنین کی سمت بڑھتا ہوا
پہنچا دروں میں اور گھاٹیوں میں جونہی تھے کمیں گاہوں میں جو چھپے مفسدی
حسب فرمانِ سالار انہوں نے تیر کر دیئے پھینکنے بندگانِ نصیر
لشکرِ اہل حق ' اہل ایمان پر: اگلے دستوں پہ جو مشتمل خاص کر
ایسے لوگوں پہ تھے ' بندگانِ خدا جو نو ایماں تھے اور درسِ صبر و رضا
جن کو حاصل نہ تھا اس لئے تیزگام جاں بچانے کی خاطر سب ایسے عوام
منتشر ہو کے جو اب لگے بھاگنے نہ سکے وہ ٹھہر تیروں کے سامنے

پیش رو ہی کسی فوج کے باخدا جب لگیں بھاگنے اس طرح برملا
رہتا ہے ایسے حالات میں کب بھلا ممکن اے حق نگر، رہروانِ وفا
رہ سکیں لشکری باقی ثابت قدم اس لئے دیکھا دیکھی سبھی کے قدم
اب جو اکھڑے تو اک افراتفری مچی جس میں سرکارِ کونین رب کے نبی
رہ گئے برسر زرم پیاروں کے ساتھ گنتی کے چند اک جاں نثاروں کے ساتھ

سرورانبیاء ﷺ کی ثابت قدمی اوراصحابِ نایاب کا استقلال

جاں گسل، سخت مخدوش حالات میں چاروں جانب سے تیروں کی برسات میں
رب کے سچے نبی سرورِ انبیاء ساتھ چند ایک اصحاب کے باخدا
پیکرِ استقامت بنے برملا بھاگنے والوں کو یوں رہے تھے بلا
اے کہ انصارِ رب حامیانِ رسول بندۂ ہوں اللہ کا اور میں اس کا رسول
بھاگ کر اس طرح جا رہے ہو کدھر پلٹو میری طرف، بندگانِ ہنر
کہتے ہیں حضرت عبداللہ برملا ابنِ مسعود اک بندۂ باصفا
تھا معیت میں سرکار کی باخدا میں بھی اس لمحے جب بندگانِ خدا
منتشر ہو کے بھاگ اٹھے تھے بیشتر اسی افراد صدقۂ خیرالبشر
ایسے تھے جو رہے استقامت کے ساتھ آج ثابت قدم مستقل پُر ثبات
ان میں شامل مہاجر تھے انصار بھی سر تا پا جو تھے مردانِ احرار ہی
تھے یہی جاں نثارانِ خیرالوریٰ جن کے بارے میں قرآن نے برملا
ہے کہا سورۂ توبہ میں بالیقیں حق نے بھیجی سکینہ علی المومنین

رسالتماب ﷺ کی مسلسل پیش قدمی اور اپنی حقانیت کا اعلان

ایسے عالم میں بھی رب کے پیارے نبی ہر طرف جبکہ تھی ایک بھگدڑ مچی
تھامے حق کا علم رحمتِ عالماں اک بنے عزم و ہمت کا کوہِ گراں
جانبِ دشمنِ روسیاہ فتنہ گر تھے بڑھے جا رہے بے جھجک بے خطر
کر رہے تھے یہ اعلان بھی دلربا ساتھ ہی ساتھ سرکار خیرالوریٰ
جھوٹ یا کذب اس میں نہیں ذرہ بھی بالیقیں بالیقیں میں ہوں رب کا نبی
عبدِ مطلب کا فرزند ہوں نامدار فخرِ اہلِ حرم بندۂ کردگار

حضرت عباسؓ کی ندائے دلنواز

تھے کھڑے اس سے رب کے پیارے کے پاس حضرت عباس سے بندۂ حق شناس
سرورِ سروراں شاہِ لولاک نے ان کو کر کے مخاطب کہا آپ نے
دیجئے دے ندا اک حیات آفریں چچا اعلان کر دیجئے دلنشیں
حضرت عباس اک بندۂ دور بیں وہ جو آواز رکھتے تھے اک بہتریں
اب یہ اعلاں کیا زیرِ حکمِ نبی آپ نے برملا اور بصوتِ جلی
نیچے بیری کے جنہوں نے بیعت تھی کی حق کے انصار اے بندگان جری
باندھنے والے پیمان و عہدِ وفا اور اے اہلِ ہجرت سراپا وفا
نخل کے نیچے بندۂ مرغوب سے کرنے والے بیعت رب کے محبوب سے
دینے والے پناہ اور مدد بالیقیں اے کہ انصارؔ اے بندگانِ متیں
سرورِ سروراں شاہِ ابرار کو رب کے محبوب عالم کے سردار کو
کیا نہیں یاد تم سب کو عہدِ وفا کھو گئے ہو کہاں آج تم باخدا

لوٹو واپس کرو فکر ایمان کی　　بڑھ کے پاؤ رضا ربِ رحمٰن کی

سرورِ انبیاء ﷺ کی ندائے حیات آفریں

اور اصحابِ نایاب کا جواب

اس ندائے دل افروز کے ساتھ ہی　　دیتے ہیں جب ندا رب کے پیارے نبی
اے کہ انصار مردانِ عالی وقار　　اے کہ انصار عشاقِ پروردگار
آپ کے دائیں تھے جس قدر جاں نثار　　بولے سب یک زباں سرورِ نامدار
آپ کے ساتھ ہیں آپ کے سب غلام　　راضی ہو جایئے ہم پہ خیرالانام
ایسے ہی بائیں جانب شہِ انبیاء　　نبیِّ رحمت نے کرکے جو رخ اب کہا
حق کے انصار مردانِ عز و وقار　　اے کہ انصار عشاق پروردگار
سمت ہذا میں بھی جس قدر تھے غلام　　بولے سب یک زباں اور بصد احترام
حاضرِ خدمت ہیں آپ کے جاں نثار　　راضی ہو جایئے سرورِ نامدار
سنتے ہی آپ کی اک ندائے حسیں　　دلنشیں، روح پرور، حیات آفریں
مرکزِ عشق کی سمت سب جاں نثار　　لپکے بے چین ہو ہو کے پروانہ دار
اک حسیں ولولے سے ہوئے بہرہ ور　　عزمِ نو سے مزین سبھی حق نگر
اب جو میداں میں پلٹے بفضلِ خدا　　رنگ کچھ ثانیوں میں بدلنے لگا
اونٹ نے گر کسی کے براہِ خدا　　دیر کی مڑنے میں یا جو اک ناروا
وقت ضائع کیا　یا جو کی سرکشی　　چھوڑ کر اب اسے دینِ حق کا ولی
ہاتھ میں تھامے شمشیر اور اپنی ڈھال　　آ گیا سر بکف بندۂ خوش خصال
کرنے کے واسطے بندگانِ وقار　　رب کے محبوب پر جان اپنی نثار

سرورِ انبیاء ﷺ کی شجاعت و ثابت قدمی نے جنگ کا نقشہ بدل دیا

رب کے محبوب کی جراَتِ بے مثال
عزم و ہمت نے اے بندگانِ کمال
اب دیا رن کا ہی گویا پانسہ پلٹ
دی بساطِ دغا ساری یکسر الٹ
رہ گئے مفسدوں کے اکھڑ کے قدم
مل گیا خاک میں اشقیاء کا بھرم
خاک میں عزمِ ناپاک ملنے لگا
خونِ ناپاک ہر سو بکھرنے لگا
شیروں کے سامنے آج اسلام کے
نہ سکے جم قدم اہلِ کفران کے
چھوڑ کر لاشے تک بندگانِ شقی
بھاگ اٹھے ہو کے رسوا سبھی مفسدی
اہلِ حق نے جو ان کا تعاقب کیا
کاری تر زخم اک مفسدوں کو دیا
رن کے میدان میں جس قدر مفسدی
تھے ہوئے قتل اس سے کہیں بڑھ کے ہی
آج مارے گئے وہ درونِ فرار
چیلے ابلیس کے اور شیطاں کے یار

ایمان لانے کے بعد قبیلہ ہوازن کے ایک شخص کے تأثرات

شخص اک انہی میں سے بفضلِ خدا
کہتا ہے حق نگر، بندگانِ صفا
لانے کے بعد اسلام یوں برملا
غزوۂ ہذا میں ہر طرف جا بجا
ہم کو کچھ اس طرح بندگانِ ہنر
لگتی تھی ہر چٹان لگتا تھا ہر شجر
آج پیچھا ہمارا کوئی شہسوار
جیسے ہو کر رہا بندۂ کردگار

محبوب خدا ﷺ کی مناجات اور تائید ربانی کے مختلف مظاہرے

جنگ کے درمیاں بندگانِ صفا — جبکہ تھا منتشر لشکر اسلام کا
رب کے محبوب نے روبروئے خدا — کی مناجات اک دلنشیں دلربا
ہاتھ نورانی دونوں اٹھائے ہوئے — سر بسر نور داماں پسارے ہوئے
عرض پیرا ہوئے اپنے رب کے حبیب — مالک دو جہاں میرے رب مجیب
جس مدد اور نصرت کا وعدہ کیا — ہے ہوا تو نے اے مالکِ دو سرا
میں تجھے واسطہ دیتا ہوں اس کا ہی — تیرے شایاں نہیں مومنوں کے ولی
ہم پہ آجائیں غالب جو یہ مشرکیں — تو جو ہے از ازل تا ابد بالیقیں
قائم و باقی اور حیّ و قیوم ہے — موت سے پاک اور زندہ موسوم ہے
آنکھیں سو جاتی ہیں اور ستارے چمک — اپنی کھو بیٹھا کرتے ہیں ساری دمک
جب کہ اے حی و قیوم مالک میرے — آتی ہے اونگھ نہ نیند جانب تیرے
اے خدا میرے کیا ہے یہ مرضی تیری — کرنے والا جہاں میں عبادت تیری
کوئی بندۂ تیرا اب نہ باقی رہے — سب کی سب حمد مختص ہے تیرے لئے
کرتے ہیں شکوۂ درد و رنج و الم — تیری سرکار عالی میں باچشمِ نم
ہم تجھی سے مدد کی بھی اک التجا — کرتے ہیں اپنے بندوں کے حاجت روا
غزوۂ ہذا میں رب کے محبوب نے — دونوں عالم کے بندۂ مرغوب نے
ایک موقعہ پہ جب بندگانِ خدا — معرکہ تھا بپا ایک گھمسان کا
مٹھی میں لے کر پھینکی جو دشمن پہ خاک — پہنچی ہر فتنہ ساماں تلک خاکِ پاک

جس سبب دیکھنے سے وہ عاجز ہوا　رہ گیا ہو کے بے بس وہیں بے حیا

ایسے ہی نصرتِ اہلِ ایمان کو　حق تعالیٰ نے نازل کیے دوستو

آسماں سے ملائک بھی یومِ حنین　جو بنے واسطے ان کے تسکین چین

اک سبب قوتِ قلبی کا باخدا　رن کے میدان میں، صدقۂ مصطفیٰ

اپنی نصرت کے اس طورِ ذیشان کا　حق تعالیٰ نے ہے تذکرہ بھی کیا

سورۂ توبہ میں واضح و برملا　اے میرے ہمسفر، بندگانِ صفا

ایک بی بیؑ باصفا کا عزمِ بے مثال اور غیرتِ ملی پر مشتمل جذبات

زوجہ بو طلحہ کی بی بیؑ ذی شرف　آج میداں میں تھیں خوب خنجر بکف

ساتھ شوہر کے اپنے بفضلِ خدا　پوچھا جب طلحہ نے بی بیؑ باصفا

کس لئے رکھا ہے خنجرِ آبدار　باندھ تم نے کمر اپنی سے تیز دھار

بولیں کافر کوئی دشمنِ مصطفیٰ　آیا نزدیک تو دوں گی گردن اڑا

طلحہ نے عرض کی اے حبیب خدا　کیا سنا آپ نے شاہِ ہر دو سرا

رکھتی ہے دل میں کیا جذبۂ شاندار　بی بیؑ حق نگر آپ کی جاں نثار

رب کے محبوب نے شاید ان کا سوال　نہ سنا تھا کہ انہوں نے پھر یہ سوال

پوچھا زوجہ سے اے بندگانِ کمال　جس پہ گویا ہوئیں بی بیؑ خوش خصال

رکھا ہے پاس خنجر، کوئی فتنہ گر　آیا نزدیک تو دوں گی کام اس کا کر

سن کے قول اس کا سرکار خیرالوریٰ　خوب محظوظ ہوئے ہنس دیئے برملا

عرض پیرا ہوئیں بی بیؑ خوش نہاد ۔ خدمت شاہِ کونین میں اس کے بعد
آپ پر میرے ماں باپ تک ہوں فدا ۔ اے رسولِ خدا ، شاہِ ہر دو سرا
رن کے میدان سے برملا اختیار ۔ آج جن بندوں نے کی ہے راہِ فرار
برسرِ عام اعلانیہ سر قلم ۔ ان کے کروا دیئے جائیں شاہِ امم
وہ اسی کار ہی کے سزاوار ہیں ۔ بھاگنے والے جو سب خطا کار ہیں
نطق فرما ہوئے بی بیؑ باصفا ۔ سن کے جذبات بی بی کے خیرالوریٰ
دامنِ عصیاں ہے ہو گیا ان کا صاف ۔ کر دیا حق تعالیٰ نے ان کو معاف
واسطے ان کے کوئی عقوبت نہیں ۔ اب کسی بھی سزا کی ضرورت نہیں
موقعۂ ہذا پر جو تھا نازل کیا ۔ ساتھ ہی آپ نے ان کو بتلا دیا
مالکِ بحر و بر نے میرے ہمنوا ۔ حکم اس بارے میں صاف اور برملا

شہداءِ اسلام، مقتولینِ کفار، اموالِ غنیمت کی تفصیل اور اسیرانِ جنگ کے بارے میں حضور ﷺ کی ہدایات

جو ہوئے راہیٔ خلد یعنی شہید ۔ غزوۂ ہذا میں بندگانِ سعید
لوگ جو نارِ دوزخ کا ایندھن بنے ۔ چار تھے دوستو جبکہ کفار کے
اور جو مارے گئے بھاگتے برملا ۔ وہ کم و بیش ستر تھے اور باخدا
نارِ دوزخ میں جو جاگرے بالیقیں ۔ وہ بھی تھے تین سو کے قریں بالیقیں
آج ہاتھ آئے ہمراہ مالِ کثیر ۔ ساٹھ صد مشرکیں بھی بطورِ اسیر
سب ہزاروں کی تعداد میں خاص کر ۔ بکریاں اونٹ اور پالتو جانور

مومنوں کو بطورِ غنیمت ملے چاندی اور سونا بھی بیش قیمت ملے
آیا قبضے میں جتنا غنیمت کا مال اس کو بھجوا دیا بندگانِ کمال
رب کے محبوب و مختار نے ایک جا جائے مذکورہ کا جعرانہ نام تھا
رب کے محبوبِ یکتا نے بھجوا دیا سب اسیرانِ جنگی کو بھی اس ہی جا
اور دیا حکم یہ اپنے اصحاب کو منتظم کارکن اپنے احباب کو
رکھیں وہ خوب سب قیدیوں کا خیال ان کو دکھ کا رہے نہ کوئی احتمال
نسبتِ خورونوش اور بابت لباس دیں سہولت انہیں خوب تر حق شناس

معرکۂ اوطاس

بھاگ کر کچھ ہوازن کے اشرار اب پہنچے اوطاس میں اور وہاں جا کے سب
ہو گئے خیمہ زن اور وسائل سبھی لگ گئے مجتمع کرنے پھر مفسدی
اہل ایمان نے جو تعاقب کیا ان کو اس جا بھی اک زخمِ کاری دیا
جنگ اوطاس میں اہلِ ایمان کے تھے کمان دار یہ بندے رحمٰن کے
مردِ صدق و صفا ، حضرتِ اشعری حضرتِ ابو موسیٰ غلامِ نبی

غزوۂ حنین میں اہل ایمان کی فتح کا ایک اور فائدہ

فائدہ اس ظفر کا بفضلِ خدا حق کی تحریک کو یہ بھی حاصل ہوا
اہل مکہ میں سے لوگ وہ جس قدر نہ تھے اب تک ہوئے دین سے بہرہ ور
تھے مذبذب کسی طور جو برملا حق کو اپنانے میں بندگانِ خدا
کر لیا ان سبھی نے بھی بڑھ کے قبول دین کو چھوڑ دی ایک راہِ فضول

حضرتِ شیماؓ بنتِ حلیمہ سعدیہ سے سرورِ انبیاء ﷺ کا حسنِ سلوک

جنگ اوطاس میں جو اسیرانِ جنگ — آئے ہاتھ ان میں دیگر اسیروں کے سنگ
تھیں رضاعی بہن رب کے محبوب کی — شیما بیٹی حلیمہ کی اک لاڈلی
جب گرفتار ہو کے میرے ہمنوا — وہ ہوئیں پیشِ سرکار خیرالوریٰ
عرض پیرا ہوئیں بادشاہِ زمن — شیما ہوں آپ کی میں رضاعی بہن
بولے سرکار اس کی علامت ہے کیا — عرض پیرا ہوئیں بی بیؒ باصفا
پیٹھ پر میری ہے زخم کا اک نشاں — جو مجھے آپ نے رحمتِ عالماں
تھا دیا اس سے بندۂ حق نگر — گود میں میری جب آپ خیرالبشر
تھے رہے کھیل اور زخم اک یادگار — تھا دیا پیار ہی پیار میں شاندار
زخمِ مذکور سرکار نے باخدا — اے میرے ہمسفر ' بندگانِ صفا
دیکھا تو نوری بچپن کا دورِ حسیں — آ گیا یاد اور آپ نے دلنشیں
اب رداء اپنی دی خود زمیں پر بچھا — اور کہتے ہوئے مرحبا مرحبا
ازرہِ لطف و الطاف ہمشیر کو — سرتا پا اک حلیمہ کی تصویر کو
دیا چادر پہ نورانی اپنی بٹھا — پوچھ کر حال و احوال ان سے کہا
چاہے جی تو اے ہمشیرۂ ذی وقار — تم رہو بن کے مہمان اک شاندار
میرے ہاں اور واپس اگر باخدا — جانا چاہو جو تم بی بیؒ باصفا
تم کو پہنچا دیا جائے گا بالیقیں — قوم کے پاس اپنی بفضلِ متیں
شفقت و پیار نے آپ کے باخدا — موہ لیا ان کا دل بندگانِ خدا
لائیں ایمان وہ رب کے محبوب پر — اب بفضلِ خدا بن گئیں حق نگر

قوم کے پاس جانا ہی لیکن پسند انہوں نے جو کیا حلقۂ ارجمند

دے کے نادر تحائف براہِ خدا رب کے محبوب نے ان کو رخصت کیا

ساتھ اکرام کے اور بصد احترام پہنچیں گھر اپنے ہمشیرِ خیرالانام

محاصرۂ طائف

اہلِ ثقیف کی پسپائی اور طائف میں قلعہ بندی

بھاگ کر رن کے میداں سے حق کے حریف فتنہ سامان شیطان اہلِ ثقیف

تھے چلے آئے طائف میں اور اک قلعے اندر آ کے تھے اب قلعہ بند ہو گئے

زاد و مالِ رسد سال بھر کے لئے خوب اچھی طرح ساتھ اپنے لئے

ہو گئے مورچہ بند اہلِ جنوں چھوڑ دینا انہیں اس طرح جوں کا توں

کچھ مناسب نہ تھا بندگانِ خدا اس لئے رب کے محبوب نے برملا

فیصلہ برخلاف انکے اقدام کا کر لیا اور ابنِ عمرو سے کہا

کرنے کے بعد کفین کا وہ صنم قوم کو اپنی ہمرہ لئے منہدم

آ ملیں ان سے طائف میں پھر برملا ساتھ اپنے لئے لشکر احباب کا

دوسی ابنِ عمرو یعنی حضرت طفیل ساتھ اپنے لئے نوجوانوں کا سیل

حسبِ فرمانِ سرکار خیرالوریٰ منہدم کر کے بت آج کفین کا

لشکرِ اہلِ ایمان سے آ ملے نوجواں چار سو اپنے ہمراہ لئے

اہلِ طائف کے خلاف منجنیق اور دبابہ کا استعمال

لائے تھے ساتھ دبابہ اور منجنیق یہ فدایانِ حق بندگانِ عتیق

اہل ایماں نے محاصرہ کر لیا قلعے کا اے میرے ہمدمِ باصفا
موقعہ تھا پہلا آلاتِ قلعہ شکن لے کے آئے تھے عشاقِ شاہِ زمن
مومنوں نے کیا نصب جب منجنیق توڑنے کو قلعہ بندگانِ رفیق
کر دی تیروں کی برسات اک برملا اہلِ باطل نے اے بندگانِ خدا
ہو گئے اس طرح بارہ غازی شہید خلد میں پہنچے جا بندگان سعید
اب جو دبابہ حرکت میں لایا گیا اک نیا حربہ جو آزمایا گیا
اس پہ پھینکی گئیں میرے پیارے اخی سرخ سلاخیں تپتی ہوئی آہنی
جل گیا دبابہ بندگانِ صفا جانی نقصان بھی مومنوں کا ہوا

سرورِ انبیاء ﷺ کا ایک اعلان اور متعدد غلاموں کا قبول اسلام

رب کے محبوب نے سامعینِ کرام خود یہ اعلاں کیا آج کوئی غلام
قلعے سے جو اتر کے براہِ خدا اہل ایمان کے پاس آ جائے گا
پائے گا نعمت آزادی کی بالیقیں عزت و آبرو بھی وہ مردِ حزیں
آپ کی پیشکش جو رہی کارگر کتنے ہی عبد قلعے سے آئے اتر
چل کے راہِ سعادت پہ اب تیزگام پا گئے نعمتِ عتق سارے غلام
ان نو آزاد مخلص فداکاروں کو صدق اور راستی کے وفاداروں کو
دے کے تحویل میں اپنے اصحاب کی حکم فرما ہوئے رب کے پیارے نبی
ان کو بھائی حقیقی سمجھتے ہوئے شاہراہ اخوت پہ چلتے ہوئے
رکھا جائے روا ان سے حسن سلوک خیر اور خیر خواہی پہ مبنی سلوک
ان کو تعلیم دی جائے اسلام کی نعمتِ بے بہا رب کے انعام کی

انہی میں تھے غلام ایک حضرت نفیع   مردِ حر، مرد بے باک، مرد شجیع
جو لٹکتے ہوئے چاہ کے چرخ پر   تھے فصیلِ قلعہ سے اب آئے اتر
ان کی جرأت پہ ازراہِ لطف و عطا   ان کو دے دی کنیت ابوبکرہ
نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار نے   سرور سروراں، نبیٔ مختار نے

نوفل بن معاویہ کا مشورہ اور محاصرہ طائف کا اختتام

پندرہ روز تک بندگانِ خدا   ایک محاصرہ جاری رکھا گیا
دشمنانِ نبی ان جفا کاروں کا   دینِ اصنام کے ان وفاداروں کا
فتح فوری کے آثار جب باخدا   نہ نظر آئے تو آپ نے برملا
اب کیا مشورہ اپنے اصحاب سے   کیا کیا جائے بتلاؤ اب خیر سے
اک فداکار سرکار خیرالانام   پسرِ معاویہ جن کا نوفل تھا نام
عرض پیرا ہوئے اے حبیب خدا   لومڑی بھٹ میں ہے اس سے باخدا
جاری رکھیں گے سرکار کوشش اگر   ایک نہ ایک دن لیں گے اس کو پکڑ
اور اگر چھوڑ دیں پیارے خیرالبشر   گربہ چالاک کو اس کے ہی حال پر
دے نہیں سکتی سرکار کو یہ ضرر   اللہ کے فضل سے کہتا ہوں ذرہ بھر
رائے نوفل کی تھی بالیقیں اک وقیع   صورتِ ہذا میں بندگانِ سمیع
اس لئے آپ نے دیدیا کوچ کا   حکم اصحابِ نایاب کو برملا

سرورِ انبیاء ﷺ کے روبرو بعض صحابہ کی درخواست اور اس کے برعکس اہلِ ثقیف کے لئے ہدایت کی دعا

جب لگے جانے واپس شہِ انبیاء　　اہل ایماں میں سے بعض نے یہ کہا
اے شہِ دو سرا اے خدا کے حبیب　　یہ جو ہیں شرالاشرار شر کے نقیب
انہوں نے ہم پہ برسائے آتش کے تیر　　اور دیا باخدا ایک صدمۂ کثیر
واسطے ان کے فرمایئے بددعا　　دیکھیں انجام بد بندگانِ جفا
نبیٔ رحمت لقب ، سرور سروراں　　رب کے محبوب نے ملتِ خوش گماں
اس کے برعکس کی مولا سے یہ دعا　　اے میرے مالک اے مالکِ دو سرا
دے ہدایت خطاکاروں کو برملا　　اور مسلمان کر کے میرے پاس لا
خیر خواہانہ سرکار کی یہ دعا　　لاتی ہے یہ اثر بندگانِ خدا
تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اہلِ ثقیف　　بن کے حاضر ہوئے دین حق کے حلیف
سرورِ ہر دو عالم کے دربار میں　　آپ کی بارگاہِ گہر بار میں
لا کے اسلام سب بن گئے حق نگر　　نعمتِ رشد سے ہو گئے بہرہ ور

سرورِ انبیاء ﷺ کی جعرانہ آمد اور سراقہ بن جعشم کا ورود

لائے تشریف طائف سے خیرالوریٰ　　اب یہاں ساتھ اصحاب کے باخدا
سارا مالِ غنیمت اسیرانِ جنگ　　سب کے سب تھے یہاں یہ بھی قدرت کا رنگ
دیکھنے کو ملا اک عجیب و غریب　　ابنِ جعشم سراقہ سا مردِ عجیب

آن پہنچا یہاں پہ بفضلِ خدا اے میرے ہمسفر بندگانِ صفا
چیرتا مجمع کو سرورِ انبیاء نبیؑ رحمت لقب کے قریب آ گیا
بولا محبوب رب کو مخاطب کیے ہاتھ میں پرزہ کاغذ کا اپنے لیے
میں سراقہ ہوں سرکار خیرالبشر بیٹا جعشم کا اے والیٔ خشک و تر
ہاتھ میں میرے ہے اس سے باخدا دستاویز آپ نے جو رسولِ خدا
تھی کبھی دی مجھے جب کہ صدیق کے ساتھ ہجرت کا تھے اک سفر پر رہے
اس کی بے باکی پہ اے میرے ہمسفر جب مزاحم ہوئے بندگانِ ہنر
روک ڈالا انہیں رب کے محبوب نے نبیؑ رحمت لقب بندۂ خوب نے
ساتھ ہی یہ کہا بندگانِ خدا پیکرانِ وفا کشتگانِ صفا
آج کا دن تو ہے کرنے کو باخدا نیکی اور پورا کرنے کو عہد وفا
آج کا دن ہے لطفِ فراواں کا دن بالیقیں رب کے فضلِ نمایاں کا دن
اس لیے آنے دو آنے دو بے خطر اس کو میرے قریں بندگانِ ہنر
لکھ کے سرکار نے اس کو جو اک اماں دی تھی دورانِ ہجرت کبھی جانِ جاں
اس اماں سے ہوا آج وہ بہرہ ور لا کے اسلام صدقۂ خیرالبشر
دنیا و عقبیٰ میں بھی اماں پا گیا رفعتیں عظمتیں بے گماں پا گیا

بارگہ نبوی میں وفد ہوازن کی آمد اور قبولِ اسلام

جبکہ جعرانہ میں پیارے نبیؑ کریم ساتھ اصحابِ نایاب کے تھے مقیم
سرورانِ ہوازن کا اک وفدِ خاص آیا سرکار محبوب یزداں کے پاس
وفد کا سرغنہ دوستو تھا زہیر ساتھ تھے جس قدر اس کے مردانِ خیر

چھوڑ کر کفر و کفراں کی راہِ فضول
کر لیا دینِ برحق سبھی نے قبول

نبیِ رحمت لقب شاہِ ہر دو سرا
اور کی عرض سرکار خیرالوریٰ

ایک ہے خیر سے رب کے پیارے نبی
ہم خطاکاروں کی اصل اور آپ کی

درد و رنج و الم جو ہمیں ہے ملا
پہنچی ہے باخدا جو ہمیں ابتلا

سب نفس اس قبیلے کے مجبور ہیں
ہاتھوں اس درد کے آقا رنجور ہیں

آپ پر لطف فرمائے رب آپ کا
ہم پہ احسان فرمائیں خیرالوریٰ

دربارِ مصطفوی ﷺ میں سربراہِ وفد کی رقت انگیز درخواست

رہنما ان کا اس طرح گویا ہوا
رقت انگیز انداز میں باخدا

نبیِ رحمت لقب شاہِ ہر دو سرا
ان اسیران میں سرورِ انبیاء

دائیاں آپ کی آپ کی مائیں بھی
آپ کی پھوپھیاں بھی ہیں خالائیں بھی

کی تھی خدمت کبھی نبیِ مختار کی
جنھوں نے نوری بچپن میں سرکار کی

نبیِ رحمت لقب شاہِ ابرار کو
دودھ اپنا پلایا تھا سرکار کو

اب نوازیں انھیں شاہِ ہر دو سرا
لطف سے اپنے سرکار خیرالوریٰ

آپ سے لطف و احسان کی برملا
رکھتے ہیں ہم توقع بفضلِ خدا

نبیِ رحمت ﷺ کی نوازشِ کریمانہ

اس طرح نبیِ رحمت لقب نے کہا
سن کے فریاد ان کی براہِ خدا

میں نے تم لوگوں کا ہے کیا انتظار
آج کے روز تک بندگانِ وقار

میں نے رکھی مؤخر سبھی کی سبھی
اور مالِ غنیمت کی تقسیم بھی

آج اپنی رضامندی سے انتخاب — کر لو اک شے کا تم بندگانِ وہاب
لو گے کیا مال وزر اور غنیمت کا مال — یا اسیر اپنے تم بندگانِ کمال
اس پہ بول اٹھے وہ بندگانِ خدا — والیٔ انس و جاں شاہِ ہردو سرا
دیجئے کر ہمیں واپس اپنے اسیر — زن و صبیان سب حق کے بدرِ منیر
نطق فرما ہوئے خاتم الانبیاء — ان اسیران میں حصہ ہے جو میرا
یا جو ہے عبد مطلب کی اولاد کا — خانوادۂ ہاشم کے افراد کا
ہوتا ہوں اس سے لو میں ابھی دستکش — ممکن ہے لوگ جو کچھ کریں پیش و پس
اس لئے ختم کر لوں جونہی میں نماز — ساتھ اصحاب کے بندگانِ فراز
مسئلہ اپنا فوراً ہی اور برملا — پیش کر دینا تم بندگانِ خدا
لوگوں سے کردوں گا میں سفارش وہاں — حق میں تم لوگوں کے ملتِ خوش گماں

ہوازن کے نوایمان افراد کی دلجوئی کے لیے

صحابہ کرام سے سفارش

رحمت دو جہاں پڑھ چکے جب نماز — کر چکے اپنے مولا سے راز و نیاز
کر دیا دردِ دل ان فدا کاروں نے — پیشِ سرکار حق کے وفاداروں نے
کرکے اصحاب کی سمت روئے سخن — نطق آرا ہوئے بادشاہِ زمن
بھائی ہیں یہ تمہارے براہِ خدا — ہو کے تائب جو اب بندگانِ صفا
آئے ہیں پاس تم سب کے لے کے یہ آس — چاہو تو تم بجھا سکتے ہو ان کی پیاس
میں نے تو اپنے حصے کے سارے اسیر — واپس ہیں کر دیئے بندگانِ نصیر

اپنے رب کی رضا تم بھی چاہو اگر   بالیقیں بالیقیں سکتے ہو ایسا کر
کوئی پابندی لیکن نہیں باخدا   سودا ہے مرضی کا بندگانِ صفا

اصحابِ نایاب کی طرف سے اسیرانِ جنگ سے برضا ورغبت دستبرداری اور بعض نوایمان اہلِ مکہ کا بے جا اصرار

عندیہ پا کے سرکار کا باخدا   جس قدر تھے وہاں بندگانِ صفا
اہل ہجرت تھے یا حق کے انصار تھے   جو خدا مست مردانِ احرار تھے
عرض پیرا ہوئے سب کے سب برملا   اے حبیبِ خدا شاہِ ہر دو سرا
ہم کو ملحوظ ہے آپ ہی کی رضا   اس لئے قیدی سب ہم بفضلِ خدا
کرتے ہیں پیشِ سرکار خیرالبشر   جو سمجھے مناسب وہی دیجے کر
کچھ قبائل مگر جو نو ایمان تھے   اکا دکا جو نادان انسان تھے
دنیوی جاہ و شاں جن کو مرغوب تھی   پا سکے نہ رضا رب کے محبوب کی
دستکش ہونے پر وہ اسیران سے   با رضا و خوشی نہ تیار ہو سکے
آپ نے بھی نہ ان سے تعرض کیا   چھوڑا حال اپنے پہ ان کو کچھ نہ کہا
بنتا تھا چونکہ اے دین حق کے ولی   حکمت و مصلحت کا تقاضا یہی
ان نو ایمان لوگوں نے بھی بالاخیر   کر دیئے خود رہا جس قدر تھے اسیر
پانے کے واسطے اپنے رب کی رضا   اللہ کے فضل سے صدقۂ مصطفیٰ

نوایمان اہلِ مکہ پر خصوصی نوازش

قضیہ نمٹایا جب جا چکا باخدا   ان اسیروں کا اے بندگانِ صفا

رب کے محبوب نے اب غنیمت کا مال　　اے میرے ہمنوا بندگانِ کمال

سب دیا بانٹ اصحابِ نایاب میں　　جنسِ کمیاب مردانِ نایاب میں

اہلِ مکہ پہ نبیوں کے سردار نے　　نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار نے

لطف و احساں کی کرتے ہوئے انتہا　　مالِ ہذا کا اک حصہ وافر دیا

اس سے مقصودِ سرکارِ خیرالوریٰ　　اب فقط اتنا تھا بندگانِ صفا

ڈگمگائیں نہ نو مسلموں کے قدم　　راہِ حق سے کسی طور پہ دم بدم

بیج جو ان کے سینے میں ایمان کا　　تھا ابھی چند ہی روز پہلے پڑا

سوکھنے پائے نہ وہ بفضلِ خدا　　اس لئے ان پہ برسائی خیرالوریٰ

رب کے محبوب نے بارشِ اک بیکراں　　لطف و الطاف کی ملتِ خوش گماں

بعض اصاغر انصار کی بدگمانی

رب کے محبوب نے بندگانِ صفا　　اپنے لطف و کرم سے دیا جو بنا

ان نو ایمان سب لوگوں کو باخدا　　مالک و قابض ان مال و اموال کا

ناگہاں کچھ زبانوں پہ انصار کی　　بعض نادان مردانِ احرار کی

آ گیا جملہ یہ بندگانِ خدا　　درگزر فرمائے رب ہر دوسرا

اپنے پیارے نبی نبیٔ مختار سے　　والیٔ دوجہاں شاہِ ابرار سے

جو اس انداز سے اب رہے ہیں نواز　　اہلِ مکہ کو اور بندگانِ فراز

ہم فدا کار لوگوں سے صرفِ نظر　　ہیں کئے جا رہے آج خیرالبشر

حالانکہ دشمنانِ خدا و نبی　　سارے اعدائے دیں کے لہو کے ابھی

قطرے تیغوں سے اپنی رہے ہیں ٹپک　　جامِ ایثار اپنے رہے ہیں چھلک

بولا کوئی کہ جب پڑتی ہے ابتلا جاتے ہیں ہم بلائے براہِ وفا
اور ملتا ہے جب اک غنیمت کا مال غیروں کا رکھا جاتا ہے بڑھ کے خیال
جب سنیں کچھ اکابر نے پیارے اخی برملا ہوتی باتیں کچھ اس طرح کی
جا کے کی سرزنش بھی انہیں سربسر تھے کیے جا رہے باتیں جو خاص کر

سرورانبیاء ﷺ کی طرف سے بروقت اقدام اور انصار کی طلبی

باتیں اس طرح کی پر الم دلخراش کیسے رہ سکتی تھیں ملتِ حق شناس
مخفی سرکار سے نبیٔ مختار سے سرور سروراں شاہِ ابرار سے
آپ نے حضرتِ سعد سے یہ کہا جاؤ انصار کے پاس اور باخدا
جمع انصار کو کر کے اک جگہ تم جلدی سے آ کے دو اب خبر مجھ کو تم
اک جگہ مجتمع کر کے انصار کو دی خبر انہوں نے شاہِ ابرار کو
اے رسولِ خدا شاہِ ہر دو سرا حسبِ فرمان سرکارِ خیرالوریٰ
ہو چکے سارے انصار ہیں مجتمع سارے چھوٹے بڑے رہروانِ ورع

سرورانبیاء ﷺ کی طرف سے حکیمانہ استفسار

لے کے تشریف سرکار خیرالوریٰ خود گئے اس جگہ بندگانِ صفا
کر کے انصار کو یوں مخاطب کہا حق کے انصار اے بندگانِ خدا
پہنچی ہے بات یہ ایک کس طرح کی مجھ تلک اور ہے کیسی ناراضگی
کر چکی ہے دلوں میں تمہارے جو گھر بولے رحمت لقب والیٔ خشک و تر
کیا نہیں ایسا کہ بندگانِ خدا آیا جب پاس تمہارے میں باخدا
تم تھے بھٹکے ہوئے اللہ نے سربسر میرے صدقے کیا رشد سے بہرہ ور

تم کو اور جبکہ تم سب تہی دست تھے　　سر بسر مفلس اور فاقوں میں مست تھے

حق تعالیٰ نے تم کو غنی کر دیا　　میرے صدقے میں مال اور دولت دیا

کیا نہیں ایسا بھی بندگانِ خدا　　تم بخارِ عداوت میں تھے مبتلا

اللہ نے الفت و پیار سے بہرہ ور　　کر دیے دل تمہارے جو تھے سخت تر

سر جھکائے ہوئے رہروانِ فلاح　　یک زباں ہو کے بولے سبھی اس طرح

بالیقیں سب سے افضل ہیں اور باخدا　　کرنے والے ہیں ہر اک سے بڑھ کر بھلا

اللہ اور اس کے محبوب پیارے رسول　　ہم ہی ہیں بندگانِ ظلوم و جہول

استفسارِ کریمانہ کا ایک اور انداز

بولے رحمت لقب شاہِ ہر دو سرا　　کیوں نہیں دیتے اے بندگانِ خدا

میری باتوں کا امروز مجھ کو جواب　　بولے انصارِ دیں اے رسالتماب

آپ کی باتوں کا دیں تو کیا دیں جواب　　جبکہ ہیں ان گنت ہم پہ اور بے حساب

فضل و احساں خدا اس کے محبوب کے　　اللہ اور اس کے بندۂ مرغوب کے

ان سے گویا ہوئے یوں رسالتماب　　باخدا آج دیتے جو تم یہ جواب

تو نہ ہوتا غلط بندگانِ خدا　　کرتے تصدیق اس کی سبھی برملا

لائے تشریف جب آپ خیر الوریٰ　　سب نے جھٹلایا تھا آپ کو برملا

آپ کی ہم نے لیکن تھی تصدیق کی　　اے رسولِ خدا رب کے پیارے نبی

آپ کا جبکہ تھا نہ معاون کوئی　　اس سے کی ہمیں نے مدد آپ کی

اہلِ مکہ نے جبکہ دیا تھا نکال　　آپ کو مکہ سے نہ کیا کچھ خیال

آپ کو ہم نے ایسے میں دی تھی پناہ　　اے رسولِ خدا حاملِ عز و جاہ

اس سے جبکہ حضرت تہی دست تھے — آپ کے حال و احوال بھی سخت تھے
کی تھی ہم ہی نے مالی مدد آپ کی — اے رسولِ خدا رب کے پیارے نبی

انصار کا بے مثل اعزاز اور خوش بختی کا نقطہ کمال

پھر مخاطب کئے اپنے انصار کو — فتنۂ مال میں تھے گرفتار جو
اس طرح سرور انبیاء نے کہا — دنیا کی ادنیٰ شے کے لیے باخدا
لائے بابت میری دل میں تم وسوسہ — حالانکہ میں نے تو ' بندگانِ الٰہ
تھا دیا مال و اموال ان لوگوں کو — اس لئے اور فقط اس لئے دوستو
پیدا ہو جائے ان کے دلوں میں ذرا — الفت اسلام کی اور وہ باخدا
کر لیں اسلام سا دین دل سے قبول — مان لیں بارضا مجھ کو رب کا رسول
جبکہ تم لوگوں کو بندگانِ خدا — میں نے اسلام کے ہے حوالے کیا
پھر مخاطب کئے اپنے انصار کو — سر جھکائے ہوئے اپنے بیٹھے تھے جو
بولے رحمت لقب سرور انبیاء — کیا نہیں اس پہ تم خوش بفضلِ خدا
لوگ تو لے کے گھر جائیں مال و منال — اور تم ساتھ اے بندگانِ کمال
لے کے گھر جاؤ خود رب کے محبوب کو — دونوں عالم کے بندۂ مرغوب کو
مجھ کو اس کی قسم حلقۂ خوش گماں — جس کے قبضۂ قدرت میں ہے میری جاں
لے کے تم جا رہے ہو جو نعمتِ عظیم — فضلِ مولا سے بالطفِ ربِ کریم
اس سے بہتر ہے درجے کئی باخدا — جو لئے جا رہے ہیں وہ سب برملا
کہتا ہوں برملا بندگانِ الٰہ — ہوتا ہجرت کا جو یہ نہ اک معاملہ
ہوتا فرد ایک میں قومِ انصار کا — تم خدا مست مردانِ احرار کا

دوسرے لوگ ہوں چل رہے سربسر ۔۔۔ اب کسی ایک وادی میں اور خاص کر
میرے انصار ہوں اک میں محو خرام ۔۔۔ میں چلوں گا اسی میں ہی بالالتزام
اے کہ انصار سن لو براہِ خدا ۔۔۔ تم ہو میری رداء کا بفضلِ خدا
حصۂ اندروں جبکہ دیگر سبھی ۔۔۔ ہیں رداء میری کا حصہ بیرون ہی
رحم کر اے خدا میرے انصار پر ۔۔۔ بیٹوں پر ان کے اور ساری اولاد پر

آنسوؤں سے ہوئیں داڑھیاں سب کی تر

نوری کلمات نے رب کے محبوب کے ۔۔۔ دونوں عالم کے بندۂ مرغوب کے
رکھ دی دنیا بدل کے بفضلِ خدا ۔۔۔ ان سبھوں کے دلوں کی میرے ہمنوا
فرطِ جذبات میں ملت ذی وقار ۔۔۔ سب لگے چیخنے رونے زار و قطار
برسیں آنکھیں کچھ اس شان سے سربسر ۔۔۔ آنسوؤں سے ہوئیں داڑھیاں سب کی تر
یک زباں ہو کے بولے سبھی باخدا ۔۔۔ اے رسولِ خدا شاہِ ہر دو سرا
راضی ہیں راضی ہم راضی ہیں باخدا ۔۔۔ مان کر اپنا رب اللہ کو برملا
راضی ہیں راضی ہم راضی ہیں سر تا پا ۔۔۔ اب دل و جان سے صدقۂ مصطفٰے
رحمتِ ہر دو عالم کی تقسیم پر ۔۔۔ مظہرِ رب عالم کی تقسیم پر

مکہ واپسی، ادائیگی عمرہ اور مدینہ منورہ مراجعت

ان غنائم کی تقسیم کے بعد اب ۔۔۔ تاجدارِ حرم نبیٔ رحمت لقب
پہنچے مکے میں واپس بفضل خدا ۔۔۔ ساتھ اصحاب کے آ کے عمرہ کیا
پھر روانہ ہوئے ساتھ انصار کے ۔۔۔ جنس کمیاب مردانِ احرار کے

شہرِ طیبہ کی جانب بفضلِ خدا ‏ ‏ سرورِ سروراں خاتم الانبیاء

عروہ بن مسعود کا قبولِ اسلام اور جوشِ تبلیغ

آملا آپ سے اب درونِ سفر ‏ ‏ ابنِ مسعود عروہ سا مردِ ہنر

دیکھتے ہی وہ چہرۂ خیرالوریٰ ‏ ‏ نعمتِ رشد سے بہرہ ور ہو گیا

عرض پیرا ہوا اے خدا کے نبی ‏ ‏ ہو اجازت مجھے دیں کی تبلیغ کی

اہلِ طائف کو دکھلاؤں سرکار جا ‏ ‏ حق پرستی کا یہ جادۂ خوشنما

بولے رحمت لقب حامیٔ خشک و تر ‏ ‏ اے فدا کارِ اسلام مردِ ہنر

قوم ہے تیری مغرور و شوریدہ سر ‏ ‏ اس لئے باخدا مجھ کو لاحق ہے ڈر

تم کو دے قتل کر نہ کہیں باخدا ‏ ‏ مشتعل ہو کے اے بندۂ باصفا

عرض پیرا ہوا آپ سے یوں غلام ‏ ‏ ہادیٔ انس و جاں انبیاء کے امام

کرتی ہے قوم میری دل و جاں سے پیار ‏ ‏ مجھ سے رحمت لقب سرورِ نامدار

اس لئے نہ کرے گی تعرض کوئی ‏ ‏ مجھ سے اس مسئلے میں خدا کے نبی

عروہؓ بن مسعود کی طرف سے اہلِ طائف کو دعوت اسلام اور ان کا ردِ عمل

واپس اپنے قبیلے میں اب باخدا ‏ ‏ پہنچے جو حق نگر بندۂ باصفا

ایک بالائی جگہ پہ ہو کے کھڑے ‏ ‏ رشد و عز و شرافت کے زینے چڑھے

عروہ نے جو کیا اپنے اسلام کا ‏ ‏ ایک اعلان اور ساتھ ہی برملا

اہلِ طائف کو دی دعوت اسلام کی ‏ ‏ حق پرستی کی اور دین و ایمان کی

چاروں اطراف سے بندگانِ جفا اشقیاء نے شروع کر دی اک برملا
جسمِ نازک پہ تیروں کی بارش شدید اللہ کے بندے کے بندگانِ سعید
رہ گیا ہو کے چھلنی براہِ خدا جسم آج اس فدا کارِ اسلام کا

مردِ حق کی شہادت اور وصیت

عاشقِ مصطفیٰ جبکہ تھے نیم جاں ان سے پوچھا گیا بندۂ خوش عناں
آپ کے خون کے بارے میں سوگوار کیسا طرزِ عمل اب کریں اختیار
اشقیاء سے کریں جنگ یا لیں قصاص اس پہ گویا ہوئے رب کے بندۂ خاص
ہے یہ عزت وہ اے بندگانِ ہنر جس سے رب نے کیا ہے مجھے بہرہ ور
بھیجی ہے یہ شہادت خدا نے میرے پاس خود اے میرے دوستو اس لئے
کرنا تم نہ تعرض کوئی اب ذرا قاتلوں سے میرے بندگانِ صفا
دفن کر دینا اس خطۂ پاک میں مجھ کو بھی تم کہ جس خطۂ خاک میں
آج آرام فرمائیں دیگر شہید اور کچھ چاہیے نہ مجھے اب مزید
مردِ حق کی شہادت کی جب اطلاع اب ہوئی آپ کو رہروانِ ورع
نطق فرما ہوئے سرورِ عالماں حامیٔ خشک و تر رحمتِ دو جہاں
واسطے قوم اپنی کے مردِ صفا عروہ تھا ایسے ہی بندگانِ خدا
جیسے لیٰسین اک بندۂ حق نگر قوم اپنی میں تھا بندگانِ ہنر

اہلِ ثقیف کا قبولِ اسلام

عروہ بن مسعود کی شہادت کے بعد رؤسائے ثقیف کا باہمی مشورہ

ان کے اسلام لانے کی بھی داستاں ہم نے سمجھا مناسب کہ کر دیں بیاں

غزوۂ ہٰذا کے باب میں برملا　　اے میرے ہمسفر ' بندگانِ صفا
عروۂ حق نگر کی شہادت کے بعد　　سوچا ان لوگوں نے گرچہ تھے بدنہاد
سب قبائل نے جب کر لیا ہے قبول　　دینِ اسلام ہے اس لئے اب فضول
واسطے اب ہمارے عداوت کی راہ　　چلتے رہنا اسی طرح سے برملا
اہل ایماں سے تنہا نبرد آزما　　ہم رہیں سخت مشکل ہے اور ناروا
اس لئے اب ہمیں بھی یہ راہِ دغا　　چاہیئے چھوڑ دینا براہِ خدا

وفدِ اہلِ ثقیف کی مدینہ منورہ روانگی

عبدِ یالیل کی سربراہی میں دس　　سرورانِ قبیلہ کا اک دور رس
وفد طائف سے طیبہ روانہ ہوا　　پہنچے جب لوگ یہ برمقامِ قناۃ
اس جگہ آ ملے بندۂ حق نگر　　ابنِ شعبہ انہیں بندگانِ ہنر
دوڑے تیزی سے وہ تاکہ سرکار کو　　نبیؐ رحمت لقب شاہِ ابرار کو
آمدِ وفد کی دیں نویدِ حسیں　　راستے میں انہیں رحمتِ عالمیں
رب کے محبوب و دلدار کے یارِ غار　　مل گئے اور ان سے کہا میرے یار
دو مجھے موقعہ کہ یہ نویدِ حسیں　　میں کروں پیش سرکار کو بالیقیں

مغیرہ بن شعبہ کا ایثار اور وفدِ ثقیف کو بارگہ نبوی ﷺ کے آداب کی تعلیم

ابنِ شعبہ نے عرضی یہ کر لی قبول　　یارِ غارِ نبی کی بفیضِ رسول
وفد کے ساتھ مل کے وہیں کی ادا　　ظہر کی بندۂ باصفا نے صلوٰۃ

پھر بتایا کہ در بارگاہ نبی انہیں دینی ہے کس طرح سے حاضری
بارگاہِ نبی کے ہیں آداب کیا گفتگو روبروئے رسولِ خدا
کس طرح کرنی ہے اور طرزِ کلام کیسا ہو، سارا بتلایا بالالتزام
زیرِ فرمانِ محبوبِ ربّ العلیٰ واسطے وفد کے بندگانِ صفا
نصب کونے میں مسجد کے اک سائباں کر دیا پیارے اصحاب نے بے گماں
جو فریقین میں بعد از گفتگو ایک پیمان طے ہو گیا ہو بہو
اس کو تحریر میں لائے ابنِ سعید ساتھ اپنے قلم کے بفضلِ معید

سرورِ انبیاء ﷺ کے ساتھ اہلِ ثقیف کے مذاکرات اور قبول اسلام کے لیے عجیب وغریب شرائط

خوب دلچسپ ہے حلقۂ نیک خو موقعہ ہذا پہ جو اک ہوئی گفتگو
رب کے محبوب اور وفد کے درمیاں ان کے اور بندۂ خوب کے درمیاں
وفد نے پیش کی بات جو اولیں پیشِ محبوبِ ربِ رحمتِ عالمیں
وہ یہ تھی کہ جو ہے ان کا معبود لات اس کو رحمت لقب سرورِ کائنات
نہ کیا جائے سہ سال تک منہدم بولے رحمت لقب بادشاہِ امم
ایسا ممکن نہیں بندگانِ خدا بات ہے ایک یہ سربسر ناروا
وہ مگر اس پہ اصرار کرتے رہے اور مدت میں تخفیف کرتے رہے
آ گئے اک مہینے پہ وہ بالاخیر باوجود اس کے اے بندگانِ نصیر
آپ نے ان کی خواہش کو ٹھکرا دیا کیونکہ تھی سر بسر بے محل ناروا

ان کی جانب سے اے بندگانِ فراز　شرط تھی دوسری یہ کہ فعلِ نماز
جائے نہ اس طرح ان پہ لاگو کیا　ہاتھوں میں ان کے جو چھوٹے چھوٹے خدا
یعنی اصنام ہیں ان کو بھی باخدا　توڑا جائے نہ اس طرح سے برملا
بولے رحمت لقب ' سرور انبیاء　ہاتھوں میں اس سے ' بندگانِ خدا
رکھتے ہو تم جو یہ چھوٹے چھوٹے صنم　ان کی حد تک تو اک چھوٹ دیتے ہیں ہم
ہاں مگر ہے جہاں تک کہ فعلِ نماز　اس سے ممکن نہیں بندگانِ فراز
واسطے اہل ایماں کے کوئی مفر　کوئی بھی اہل ایماں اسے چھوڑ کر
کیسے رہ سکتا ہے مومن و حق نگر　اس عمل میں رعایت نہیں ذرہ بھر

معاہدے کی تکمیل اور بنوثقیف کا قبول اسلام

کر لیا جب انہوں نے بفضلِ خدا　رب کے محبوب سے عہد اسلام کا
اس کو لایا گیا ایک تحریر میں　آ گئے دس جو دنیائے تنویر میں
رو سے پیمان کی سارے اہلِ ثقیف　بن گئے بعد ازاں دین حق کے حلیف
رنگِ توحید جب فکر و کردار پر　چڑھ گیا روز و شب طور و اطوار پر
اپنے ہاتھوں ہی سب پتھروں کے صنم　کر دیئے ساروں نے برملا منہدم
رب کے محبوب نے بندگانِ صفا　واسطے اہل طائف بفضل خدا
جو دعا کی تھی پوری ہوئی سر بسر　بن گئے ایک دن سب کے سب حق نگر
چھوڑ کر اہل حق سے عداوت کی راہ　جادۂ بدنصیبی شقاوت کی راہ
نخلِ ایمان کے سائے میں آ گئے　فضلِ رحمٰن کے سائے میں آ گئے
بن گئے سب فدا کار اسلام کے　دین و ایمان کے نبیٔ ذیشان کے

ہجرت کا سالِ نہم

مختلف سرایا کی روانگی اور ان کے مقاصد

آ چکے اہل ایماں بفضلِ خدا واپس از مکہ جب بندگانِ صفا
کچھ سرایا روانہ کئے آپ نے مختلف سمتوں میں شاہِ لولاک نے
مقصدِ اولیں ان مہمات کا یہ تھا کہ جن علاقوں میں اسلام کا
اب تلک کوئی پیغام پہنچا نہیں نورِ حق دینِ رحمان پہنچا نہیں
ان تلک دائرہ رب کے انعام کا دے دیا جائے اب کر کے ہمت بڑھا
مقصد اِن سریوں کا اور مہمات کا یہ بھی تھا ایک اے رہروانِ وفا
جان جغرافیہ اہلِ ایماں سکیں مختلف خطوں کا تاکہ جب بعد میں
کوئی ہو معرکہ اب بفضلِ خدا ان علاقوں میں تو بندگانِ صفا
رکھتے ہوں ندی نالوں کا ادراک سب دشت و کوہ و بیاباں کا احوال سب
سامنے ان کے ہو اور وہ بے خطر لڑ سکیں معرکہ بندگانِ ہنر
ان سرایا میں نبیوں کے سردار نے والیٔ انس و جاں شاہ ابرار نے
رکھا ملحوظ اس بات کو خاص کر اے میرے ہمسفر بندگانِ ہنر
کہ وہ اصحاب جو سب نو ایمان ہیں تازہ تازہ ہوئے جو مسلمان ہیں
ان کو بھی تربیت جائے دی باخدا جاں نثارانہ اطوار کی برملا
قلب میں ان کے بھی ایک روحِ جہاد پھونک کر ان میں بھی رب کے مخلص عباد

جائے بھڑکائی شوقِ شہادت کی آگ — جاں نثاری و ذوقِ سعادت کی آگ

تاکہ اسلام پر اہلِ اسلام پر — آزمائش کوئی آئے تو حق مگر

یہ بھی دینِ محمد کے انصار کے — اہلِ ہجرت سے مردانِ احرار کے

ہو کے شانہ بشانہ شجاعت کی داد — دے سکیں رن کے میدان میں خوش نہاد

ان سرایا کی تفصیل میں بالیقیں — جا نہیں سکتے ہم محترم سامعیں

ہاں مگر ایک تسکین کے واسطے — آپ کے کے ذوق کی آپ کے واسطے

کرتے ہیں چند کا تذکرہ ہم یہاں — فضلِ مولا سے احبابِ رفعت نشاں

سریہ عینیہ بن حصین

بشرؓ ابن سفیان کی بنو کعب سے وصولیٔ صدقات کے لئے روانگی

بھیجا سرکار نے اک صحابی بشر — ابن سفیان کو بندگانِ ہنر

پاس اک بنیٔ خزاعہ کی شاخ کے — لے کے آنے کو اموال صدقات کے

لوگ تھے جس جگہ یہ رہائش پذیر — اے میرے ہمسفر' راہِ حق کے سفیر

ذات الاشطاط کہتے تھے اس کو سبھی — نام پر ایک چشمے کے پیارے اخی

جس میں تھا ہر گھڑی آبِ شیریں رواں — تھا علاقے کی خوشحالی کا جو نشاں

پاس ہی چشمے کے تھا وہاں پر مقیم — اک قبیلہ دگر یعنی بنیٔ تمیم

لوگ یہ دینِ رحمت سے بیزار تھے — اپنی فطرت میں مردانِ عیار تھے

بنیٔ تمیم کی شرپسندی اور بے جا مداخلت

دے چکے اہل حق اپنے صدقات جب — ابنِ سفیان کو دوستوں خندہ لب

منہ سے رال ان سبھوں کے ٹپکنے لگی — بولے ان کو مخاطب کئے مفسدی

کس لئے اپنے اموال تم برملا — ہو لگے بھیجنے بندگانِ خدا

گر تمہیں ان کی کوئی ضرورت نہیں — ہم جو موجود ہیں یاں تمہارے قریں

دیدو تحویل میں یہ ہماری سبھی — تحفتاً خندہ لب بارضا و خوشی

بات جب نہ سنی اہلِ ایمان نے — ان حریصوں کی تو حزبِ نادان نے

کر لیں شمشیریں تک دوستو بے نیام — سدِراہ ہو گئے اتنے تھے بے لگام

ابنِ سفیان بندۂ رحمٰن کے — لالچی فتنہ گر بندے شیطان کے

اہلِ حق کی طرف سے حق شناسی کی تلقین اور بنو تمیم کی ہٹ دھرمی

کعب والوں نے باور کرایا انہیں — خوب اچھی طرح سے بتایا انہیں

ہو چکے ہیں مسلمان ہم باخدا — ہم پہ لاگو ہے دستور اسلام کا

اس لئے ہم پہ نافذ ہے حکمِ زکوٰۃ — اپنے صدقات ہم سرورِ کائنات

رب کے محبوب کے پاس بھیجیں گے اب — تم ہو کیوں ہو رہے خواہ مخواہ جاں بلب

کوئی حق تمہیں حاصل نہیں باخدا — سدِراہ ہونے کا اس طرح برملا

بولے خم ٹھونک کر ایسے شوریدہ سر — جانے دیں گے نہ ہم یاں سے اک بھی شتر

اہلِ خطہ کو ہے ان کی حاجت پڑی — بھیجنے میں ہے ان کے قباحت بڑی

بشر ابن سفیان کا دانشمندانہ اقدام

دیکھا جب ابنِ سفیاں نے مائل بہ شر — ہیں ہوئے جا رہے، مفسدی فتنہ گر

چپکے سے ان کے نرغے سے آئے نکل — بے کئے دوستو ضائع کوئی بھی پل

رب کے محبوب کو حلقۂ خوش نہاد — آ کے تفصیل سے پیش کی روئیداد

اپنے جملہ سفر اور حالات کی ساری سرگرمیوں اور مہمات کی

اشرارِ بنوتمیم کی سرکوبی کے لیے نبوی اقدام

رب کے محبوب نے بندگانِ خدا بھیجا عینیہ کو جو تھے اک باصفا
اک جری مرد حر بندے رحمان کے اہلِ فتنہ کی سرکوبی کے واسطے
ساتھ تھے ان کے پچاس اہلِ صفا سب کے سب ہی نوَ ایمان بفضل خدا
کوئی انصاری یا اہلِ ہجرہ نہ تھا شامل اس کارواں میں براہِ خدا
پہنچا منزل پہ جب دستۂ حق شناس دیکھتے ہی انہیں فتنہ گر ناسپاس
ہو گئے رہ کے مبہوت اہلِ دغا بھاگ اٹھے ہو کے رسوا سبھی اشقیاء
زن و صبیاں سمیت ان کے افراد ساتھ آئے اس سریہ میں اہلِ ایماں کے ہاتھ
ان اسیران کو اپنے ہمرہ لئے دوستو اہل ایمان واپس ہوئے
زیرِ فرمانِ ذیشان خیرالبشر ان اسیران کو بنتِ حارث کے گھر
قید میں رکھ لیا اہل ایمان نے بھیجا وفد اپنا اک حزب شیطان نے
بعد ازاں سرور ہر دو عالم کے پاس تاکہ قیدیوں کو ملتِ حق شناس
اس اسیری سے کروایا جائے رہا لایا واپس وطن جائے پھر باخدا

اسیرانِ بنوتمیم کی رہائی کے لئے وفدِ قبیلہ کی مدینہ طیبہ آمد

وفد میں بعض شامل تھے نامی رئیس قیس و اقرع سے نامی گرامی رئیس
دیکھا جب طیبہ میں اپنے سرداروں کو زن و صبیان نے اپنے غمخواروں کو
لگ گئے رونے اور کرنے آہ و فغاں چیز ہی ایسی ہے قید اک بے گماں
دیکھا جب زن و صبیان کو خستہ حال ان سبھی لوگوں نے مضطرب اور نڈھال

پہنچے قصرِ نبوت پہ وہ تیزگام اور شاہِ دو عالم کا لے لے کے نام
لگ گئے آپ کو اب بصوتِ جلی دینے بے باک ہو کر ندائیں سبھی

وفد بنو تمیم کا سفیہانہ عمل اور بے جا لن ترانیاں

بارگاہِ نبوت کے آداب سے بے خبر سارے نادان کہنے لگے
باہر آ جایئے اے محمد ذرا اور ہم لوگوں سے کرلیں مقابلہ
آج شاعر ہمارا ہمارا خطیب برسرِ میداں ہیں اے خدا کے حبیب
آپ بھی اپنا شاعر اور اپنا خطیب لایئے میدان میں دینِ حق کے نقیب
تاکہ ہو جائے اک واضح و برملا اور بہ بانگِ دہل ان میں مقابلہ
کرتے ہیں جس کی ہم پیکرانِ وفا ایک تعریف و تحسین مدح و ثنا
جاتا ہے ہو مزین وہ مردِ صفا تارا بن جاتا ہے خلق کی آنکھ کا
اور کرتے ہیں جس شخص کی ہجو ہم ہو کے رہ جاتا ہے وہ خدا کی قسم
برسرِ انجمن بے نوا اور ذلیل ہیچ سامان اور رسوا و بے دلیل

احکم الحاکمین کی طرف سے سفیہانہ حرکت کی مذمت

ان خطاکاروں کا حلقۂ ارجمند یوں ندا دینا رب کو نہ آیا پسند
اس لئے بھیجا جبریل کو برملا حق تعالیٰ نے اے رہروانِ وفا
دے کے امروز خدمت میں سرکار کی اولیں آیتیں سورہ حجرات کی
اس سفیہانہ اور ناروا اک روش پر ہوئے کرتے امروز اک سرزنش
اس طرح رب نے کرکے مخاطب کہا اے میرے پیارے محبوب خیرالوریٰ
لوگ جو آپ کو دیتے ہیں یوں ندا باہر حجروں سے ہو کے کھڑے برملا

اکثر ان میں سے ناداں ہیں اور وہ اگر کرتے صبر حتیٰ کہ آپ خیرالبشر
خود ہی تشریف لے آتے ان کے قریں تو یہ تھی بات ان کے لئے بہتریں
اور اللہ تو ہے صاحبِ مغفرت رحم فرمانا بھی اس کی ہے اک صفت

سرورانبیاء ﷺ کی حجرۂ انور سے باہر تشریف آوری اور ایک حقیقتِ مبینہ کی نشاندہی

سن کے ان کی ندا سرور انبیاء لائے تشریف جب بندگانِ صفا
بے تکلف گئے وہ چمٹ آپ سے اور لگے باتیں بھی کرنے سرکار سے
دیر کچھ ساتھ ان کے رہے باخدا آپ اور بعد ازاں سرور انبیاء
چل دیئے جانبِ مسجد اور کی ادا ساتھ اصحاب کے دوپہر کی صلوٰۃ
پڑھ چکے شاہِ کونین مولا صفات ساتھ اصحاب نایاب کے جب صلوٰۃ
صحنِ مسجد میں تشریف فرما ہوئے وفد سے اب ملاقات کے واسطے
وفد والوں نے جو اک سفیہانہ بات تھی کہی برملا نبیؐ مولا صفات
رب کے محبوب نے اس کی بابت کہا جو کہا تم نے ہے کذب اور افترا
مدح صرف اللہ کی مجھ کو اس کی قسم ہے بناتی کسی شخص کو محترم
اور اسی کی مذمت ہی کرتی ہے خوار بندے کو سربسر ہیچ اور بے وقار

روٴسائے بنوتمیم کا زعمِ بے جا اور فنِ خطابت وسخنوری پر ناروا فخر وناز

اک فصیح اللسانی کا جو باخدا سودا تھا ان کے سر میں سمایا ہوا
اس کے پیشِ نظر بولے پھر برملا وفدِ نادان کے کچھ غبی رہنما

ساتھ لے آئے ہیں اپنے دیں کے نقیب　　آج ہم شاعرِ باہنر اور خطیب
آپ بھی اپنا شاعر اور اپنا خطیب　　لائیے میدان میں اے خدا کے حبیب
ان کے اک معرکہ جائے ہو درمیاں　　کون ہے کتنے پانی میں اے جانِ جاں
سب کو اندازہ ہو جائے اک بالیقیں　　کون ہے علم اور فکر میں بہتریں

سرورِ انبیاء ﷺ کا اصولی جواب اور مناسبِ حال حکمت عملی

مشتمل بر تفاخر سفیہانہ بات　　سن کے گویا ہوئے سرورِ کائنات
شعر اور شاعری کے لئے باخدا　　میں نہیں دہر ہذا میں بھیجا گیا
اور نہ ہے مجھ کو حکمِ خدا برملا　　میں کبھی حصہ لوں بندگانِ خدا
اس طرح امرِ فخر و مباہات میں　　اس طرح کی سفیہانہ حرکات میں
ہاں اگر تم کو اصرار ہے اک عجیب　　بات پر اپنی تو لاؤ اپنا خطیب
میں بھی کر دوں گا پیش ایک عبدِ مجیب　　برسرِ انجمن آج اپنا خطیب

خطیبِ ضلالت بمقابلہ خطیبِ رسالت

اس پہ اقرع نے ابنِ حاجب سے کہا　　اے عطارد ذرا اٹھ کے دے باخدا
قوم پر اپنی اک خطبۂ دلنشیں　　دے فصاحت کے دریا بہا بہتریں
کر چکا ختم جب ابنِ حاجب خطاب　　جب چکا مار ڈینگیں وہ خانہ خراب
نطق فرما ہوئے سرورِ انبیاء　　اٹھ ذرا ثابت اے بندۂ باصفا
قیس کے بیٹے اک بندۂ لاجواب　　اللہ کے فضل سے خطبے کا دے جواب
حسبِ فرمان ثابت کھڑے ہو گئے　　شان میں آج کتنے بڑے ہو گئے
ٹھہرے جو اس سے انتخابِ نبی　　جن کے حصے میں آئی نمائندگی

اللہ اور اس کے پیارے کے محبوب کی امتِ وسطیٰ اور دینِ مرغوب کی
جو انہوں نے دیا خطبہٗ دلنشیں علم اور فکر کا تھا مرقع حسیں
دوستو انتخابِ نبی کا خطاب سنتے ہی آج مردانِ خانہ خراب
رہ گئے دنگ ہو کے بفضلِ خدا اور کہا ہم کو تسلیم ہے برملا
فائق ہے فکر و فن میں خطیب آپ کا طاق ہے اپنے فن میں وکیل آپ کا

شاعرِ بدکلام بمقابلہ شاعرِ خیر الانام

وفد میں تھا زبرقان نامی رئیس اس نے ہمراہی اور اپنے اک ہم جلیس
جو تھا اک شاعر باہنر خوش کلام یوں کہا اس سے اٹھ بندہٗ نیک نام
قوم کی بابت اپنا قصیدہ سنا برسرِ انجمن ایک دریا بہا
اپنے علم و ہنر اور فصاحت کا تو اپنے فن نکتہ دانی بلاغت کا تو
قوم کا اپنی وہ شاعرِ خوش کلام اُٹھا اور لے کے اپنے خداؤں کا نام
کر دیا پیش اک بندگانِ متیں وہ قصیدہ جو تھا ان سبھوں کے قریں
فکر و فن اور بلاغت کا نکتہ کمال اک مرقع حسیں بے بدل بے مثال
معنی و مطلب اس کے کچھ اشعار کا جو کئے پیش اس نے کچھ اس طرح تھا
لوگ ہیں ہم ہی وہ برتر و باکمال جن کی ملتی نہیں ہے جہاں میں مثال
کوئی ہمسر ہمارا نہیں باخدا ایسے سردار ہیں ہم بفضلِ خدا
جب کسی کام سے ایک انکار ہم دیتے ہیں اک دفعہ کر خدا کی قسم
اب نہیں سکتی ہو پھر کسی کی مجال وہ سکے مرضی ہم جیسے لوگوں کی ٹال
برپا ہوتی ہے جب بندگانِ فراز محفلِ خود ستائی ، انا ، فخر و ناز

ہوتے ہیں ہم ہی ممتاز اور سربلند　　صاحب مرتبت، عالی شاں، ارجمند
کر چکا پیش جب سامعینِ کرام　　اپنا شہ پارہ اک شاعر خوش کلام
کرکے حسان کی سمت روئے سخن　　نطق فرما ہوئے بادشاہِ زمن
اٹھ اے حسان اے بندۂ لاجواب　　دے قصیدۂ ہذا کا تو اب جواب
فی البدیہہ شاعرِ مصطفیٰ نے یہاں　　جو قصیدہ کہا اک فصیح بے گماں
اس کے کچھ شعروں کا معنیٰ دلنشیں　　کرتے ہیں ہم یہاں ہدیۂ سامعیں
بندگانِ خدا ہے مدد ہم نے کی　　بالیقیں اللہ اور اس کے محبوب کی
اور اسلام کی اس طرح باخدا　　ساتھ قوت کے اتنی بفضلِ خدا
جس کی ممکن نہیں جگ میں ملنا نظر　　ہم جو ہیں حق پرستی کے مخلص سفیر
ہم نے توڑا ہے ہر فتنہ گر کا غرور　　دور و نزدیک تک بندگانِ صبور
کرکے رکھ دی ہے ہر ایک سرکش کی ناک　　فضل سے حق تعالیٰ کے پیوندِ خاک
ہم میں سے لوگ ہیں زندہ اب جس قدر　　بہتر ہیں سارے لوگوں سے اور باہنر
رہتے ہیں سینۂ ارض پر صبح و شام　　جو شب و روز ہر وقت محو خرام
اور خوابیدہ ہیں وہ جو زیرِ زمیں　　جاں نثارانِ حق بندگانِ متیں
بہتر ہیں ان سبھوں سے بفضلِ خدا　　لیٹے ہیں قبروں میں جو بحکمِ خدا

شاعرِ رسالت کی شانِ اعجاز

بارگاہِ رسالت کے اس خوش کلام　　صاحبِ طرز شاعر کا سن کے کلام
رہ گئے ورطہ حیرت میں سب باخدا　　دانتوں میں انگلیاں لیں سبھی نے دبا
اقرع جو فکر و دانش میں تھا باکمال　　رکھتا تھا شعر کا ذوق بھی بے مثال

رکھتا تھا نکتہ دانی کا ذوقِ حسیں — بندہَ تھا باہنر ' زیرک و دوربیں

سن کے حسان کا فی البدیہہ یہ کلام — رہ گیا دم بخود سامعینِ کرام

فرطِ جذبات میں اٹھ کے اسلام کا — پڑھ لیا کلمہ اس نے بفضلِ خدا

دیکھا جب دوسروں نے میرے ہمسفر — اقرع سا دوربیں ' بندہَ باہنر

ہے گیا بڑھ کے پا دولت ایمان کی — نعمتِ بے بدل دینِ اسلام کی

سب نے بڑھا دیئے باخوشی اپنے ہاتھ — جانبِ مصطفیٰ ' نبیَ مولا صفات

رب کے محبوب و مختار کے ہاتھ پر — کرکے بیعت سبھی بن گئے حق نگر

سرورِ انبیاء ﷺ کی نوازشِ کریمانہ

جتنے بھی قیدی تھے آپ نے باخدا — بن لئے فدیہ ہی کر دیئے سب رہا

جب لگے جانے وہ بندگانِ فراز — واپس اپنے وطن رہروانِ حجاز

بیش قیمت تحائف بھی سرکار نے — ساتھ ان کو دیئے شاہِ ابرار نے

قیس کی عزت افزائی کرتے ہوئے — رب کے محبوب اس طرح گویا ہوئے

کرتے ہیں جو بسر خیموں میں زندگی — رہتے ہیں محوِ گردش جو بندے سبھی

قیس ان سارے لوگوں کا سردار ہے — باہنر دیدہ ور مرد مختار ہے

سریہ علقمہ بن مجزر

اشرارِ حبشہ کی گوشمالی کے لئے اہلِ حق کی روانگی

سریہ ہذا کا پس منظر ہے اس طرح — اے میرے ہمسفر ' رہروانِ فلاح

رب کے محبوب کو یہ ملی اطلاع — حبشہ کے مفسدی ' دشمنانِ ورع

اہلِ جدہ پہ حملے کا عزمِ بدی   رکھتے ہیں اور ہوئی ہے سمائے بدی
ذہنوں میں ان کے اسلام کے برخلاف   اہلِ حق اہلِ ایمان کے برخلاف
آپ نے حملے کا کرنے کو اندفاع   بھیجا اک کارواں ' عاشقانِ ورع
حضرتِ علقمہ جس کے تھے سربراہ   اک فدا کارِ سرکار خیرالوریٰ
پہنچے جب اہلِ حق جائے مذکورہ پر   جس قدر تھے وہاں مفسدی فتنہ گر
دیکھتے ہی انہیں ہو گئے سب فرار   چیلے ابلیس کے اور شیطاں کے یار
اہل ایماں نے جو اب تعاقب کیا   ازرہِ خوف انہوں نے بھلا کیا کیا
سب گئے فتنہ ساماں سمندر میں کود   چیلے ابلیس کے شیطنت کے وفود
جا کے لی اک جزیرے میں آخر پناہ   اہل اسلام بھی پہنچے جا اس جگہ
خوف سے جن کے سب مفسدو فتنہ گر   بھاگ اٹھے جاں بچا کچھ ادھر کچھ اُدھر

اہلِ سریہ کا سفرِ واپسی اور بعض احباب کی تیزگام روانگی

اہلِ ایمان اب کر کے سر' یہ مہم   اب جو واپس چلے سامعیں محترم
کچھ فدا کاروں نے سربراہ سے کہا   ہے ہمیں جلدی جانے کی سنیئے ذرا
ہو اجازت ہمیں جانے کی تیزگام   واپس اپنے وطن شہرِ خیرالانام
علقمہ نے اجازت انہیں خندہ لب   دیدی جانے کی اور ایسے احباب سب
سربراہی میں عبداللہ کی باخدا   چل دیئے شہرِ نبوی بفضلِ خدا

امیر کارواں کی ظرافت کا کرشمہ

پہنچے جب اگ جگہ بندگانِ حنیف   تھے امیر ان کے جو ایک مردِ ظریف
اس نے ہمراہیوں سے کہا برملا   آگ روشن کرو ' بندگانِ خدا

سردی کے دن تھے جب آگ روشن ہوئی　　ہر ٹھٹھرتے سپاہی کو تسکیں ہوئی
ناگہاں رہنما کو یہ سوجھا مزاح　　بولا احباب سے رہروانِ فلاح
دیتا ہوں حکم میں بندگانِ خدا　　جاؤ کود آگ میں سب بلاچوں چرا
کچھ فدا کارِ اسلام تعمیل میں　　جب ہوئے اٹھ کھڑے خوئے تعجیل میں
ہنس کے کہنے لگا سربراہ برملا　　میں تو تھا صرف اک دل لگی کر رہا

اہلِ ایمان کے لئے معیارِ اطاعت

پہنچا جب کارواں واپس اپنے وطن　　رب کے محبوب کو ملتِ صف شکن
جا کیا پیش اصحاب نے برملا　　رونما جس طرح واقعہ تھا ہوا
بولے رحمت لقب ' سرور انبیاء　　شخص کوئی اگر ' بندگانِ خدا
حکم دے مبنی بر معصیت بے محل　　تم پہ واجب نہیں اس پہ کرنا عمل

حدیث بخاری سے ایک تائیدی روایت

ہوتی ہے اس کی تائید اک برملا　　اک حدیثِ بخاری سے بھی باخدا
راوی ہیں جس کے سرکار مولا علی　　مردِ حق بے بدل مومنوں کے ولی
کہتے ہیں اس طرح بندۂ حق نما　　باب العلم ایک شمشیرِ صدق و صفا
بھیجا سرکار نے بندگانِ متیں　　مقصدِ خاص کے ساتھ سریہ کہیں
ایک انصاری بھائی تھے اس کے امیر　　جب لگے جانے سب دینِ حق کے ظہیر
آپ نے کر کے ان کو مخاطب کہا　　پیکرانِ وفا کشتگانِ صفا
سب دورانِ مہم سننا قولِ امیر　　خوب اچھی طرح بندگانِ نصیر
اور کرنا عمل بھی بلا چوں و چرا　　اس کے احکام پہ رہروانِ وفا

امیرِ کارواں کا اہل کارواں سے عجیب وغریب مطالبہ

کاروانِ اہل حق کا سعادت نشاں سوئے منزل تھا جبکہ رواں اور دواں
اپنے ہمراہیوں سے کسی بات پر ہو کے ناراض انصاری نے خاص کر
حکم اس طرح کا ساتھیوں کو دیا جمع ایندھن کرو سب بلا چوں چرا
ہو گیا اب جو ایندھن اکٹھا وہاں خاصی مقدار میں ملتِ خوش گماں
پھر کہا ساتھیوں سے کہ سلگاؤ آگ جب بھڑک اٹھی شعلہ فشاں ایک آگ
اس طرح ساتھیوں سے وہ گویا ہوا یاد ہے تم کو اے بندگانِ خدا
رب کے محبوب نے تم سے کیا تھا کہا سب نے دہرا دیا بندگانِ صفا
رب کے محبوب کا حکمِ رفعت نشاں قولِ خیرالبشر رحمتِ عالماں
اس پہ گویا ہوا کارواں سے امیر ہے میرا حکم یہ بندگانِ نصیر
آگ میں جاؤ کود اب بلا چوں چرا بن تامل سبھی حکم لاؤ بجا

اہلِ کارواں کا ایمان افروز جواب

سن کے حکم اس کا سب رہروانِ وفا بندگانِ خدا کشتگانِ صفا
ایک دوجے کو حیرت سے تکنے لگے اندر اندر سے گویا سلگنے لگے
بولے سرکار کے بھولے بھالے غلام ہم نے تو دامنِ نبیٔ خیرالانام
حامی انس و جاں رحمت عالماں نبیٔ رحمت لقب والیٔ دوجہاں
پکڑا تھا اسی لئے بندۂ کبریا اس لئے اور فقط اس لئے باخدا
پاسکیں قہرِ آتش سے تاکہ نجات اور تو ہو کے ناخوش ہمیں اپنے ہاتھ
آتش اندوز کرنے کو ہے تل گیا کیسا سردار ہے تو ارے باخدا

گویا تھے کہہ رہے بندگانِ صفا جان نثاران و عشاقِ خیرالوریٰ
ہم پرِ کاہ نہیں جان لو برملا ہیں غلامانِ محبوبِ رب العلیٰ
حکم کس طرح کا دے رہے ہو ہمیں آتشِ غیظ میں تیری ہم کیوں جلیں
سن کے احباب سے ایک نادر جواب ہو گیا سربسر اب جو وہ لاجواب
حکم سے دستکش ہو گیا برملا سوئے منزل چلے رہروانِ وفا

معیارِ اطاعت کیا ہے سرورِ انبیاء ﷺ کا فرمانِ ذیشان

لوٹ کر واپس آئے بفضلِ خدا غازی اسلام کے جب میرے ہمنوا
خدمتِ اقدسِ شاہِ ابرار میں رب کے محبوب کے عالی دربار میں
پیش ہوا مسئلہ تو شہِ انبیاء نطق فرما ہوئے اس طرح باخدا
لوگ جو حکمِ ہذا کی تعمیل میں ناروا ایک خواہش کی تکمیل میں
جاتے کود آگ میں پھر نہ پاتے نکل گویا بن جاتا زنجیر ان کا عمل
اور رہتے اذیت میں وہ مبتلا اپنی نادانی کی پاتے سب وہ سزا
کر دیا ساتھ ہی نبیِّ مختار نے مسئلہ واضح یہ شاہِ ابرار نے
معصیت میں خدا کی نہیں ہے روا فرماں برداری بندے کی ' بہرِ خدا
واجب ہے گر اطاعت تو ہے برملا امرِ معروف ہی میں فقط باخدا

سریہ علیؓ ابنِ ابی طالب
قبیلہ بنی طے کے خلاف کارروائی

سال تھا جبکہ ہجرت کا یارو نواں رب کے محبوب نے بندۂ خوش عناں
یعنی حیدر کو بھیجا بفضلِ خدا دے کے اصحاب کا دستۂ باصفا

جانبِ شام اب بنیٔ طے کی طرف کرکے تفویض اک دوستو یہ ہدف
جا کے ان کے صنم کو کریں پاش پاش اور استھاں بھی اس کا کریں قاش قاش
بیٹا حاتم کا، تھا نام جس کا عدی اس قبیلے کا سردار تھا وہ شقی
لشکرِ اہلِ حق کی جونہی اطلاع اب ہوئی اس کو اے رہروانِ ورع
ہو گیا جانبِ شام فوراً فرار لے کر اہل و عیال اپنے کچھ رشتہ دار
لشکرِ حق نے اے بندگانِ صفا کرکے حملہ قبیلے پہ ان کے خدا
یعنی سب سے بڑے اور نامی صنم روسیاہ بت کو اب کر دیا منہدم
ہو گیا اس کا استھان پیوندِ خاک خاک آلود ہوئی فتنہ بازوں کی ناک
معرکہ ہذا میں بندگانِ کمال جو ملا اہلِ حق کو غنیمت کا مال
اس میں شامل تھے کتنے ہی جنگی اسیر اے میرے ہمسفر، راہ حق کے سفیر

حاتم طائی کی بیٹی شہر نبوی ﷺ میں بطور اسیر

ان اسیران میں حاتمِ طائی کی زیرک و باحیا ایک بیٹی بھی تھی
نام سفانہ تھا جس کا اور باخدا سمجھی جاتی تھی وہ بی بیٔ باحیا
خاندان اپنے میں لائقِ احترام بیٹی تھی چونکہ حاتم کی وہ ذی مقام
پہنچے جب طیبہ میں سارے جنگی اسیر اے میرے ہمسفر دینِ حق کے ظہیر
ان کے ٹھہرانے کے واسطے باخدا اک بنایا گیا بندگانِ صفا
مسجد نبوی کے سامنے سائباں جبکہ سفانہ سی بی بیٔ خوش عناں
ٹھہریں عزت سے جا بی بی رملہ کے گھر خاندانی وجاہت کے پیشِ نظر

بنتِ حاتم کی دربارِ رسالت میں عرضداشت

ایک دن جب کہ سرکار خیر البشر پاس سے اس مکاں کے رہے تھے گذر

پیشِ سرکار وہ ہو گئی خوش زباں　　چونکہ تھی بی بی اک وہ فصیح اللساں
عرض پیرا ہوئی اے حبیب خدا　　باپ سرکار ہے میرا فوت ہو گیا
اور بھائی میرا جانبِ ملکِ شام　　ہے فرار ہو گیا انبیاء کے امام
میرا کوئی نہیں بادشاہِ امم　　بانٹے جو آ کے یہ میرا رنج و الم
مجھ پہ احسان فرمائیں خیرالوریٰ　　آپ پر ہوگا احسانِ رب العلیٰ
آپ نے پوچھا ہے کون اوفد تیرا　　عرض پیرا ہوئی ' بی بیؑ باحیا
اوفد ہے میرا سرکار بھائی عدی　　جس پہ گویا ہوئے رب کے پیارے نبی
ہاں وہی شخص عدی ' بندۂ نابکار　　خوف کے مارے جو ہو گیا ہے فرار
ہے گیا ڈر جو شوکت سے اسلام کی　　بولی ہاں ہے وہی رب کے پیارے نبی
کہتی ہیں اس طرح بی بیؑ خوش کلام　　اے میرے محترم سامعینِ کرام
بات سن کے میری آپ نبیؑ سعید　　چل دیئے بن کہے کچھ کلامِ مزید
دوسرے روز پھر نبیؑ مختار کو　　سرورِ سروراں ' شاہِ ابرار کو
پیش کی میں نے عرضی مگر آپ کا　　پہلے والا ہی تھا بس جواب آپ کا
نبیؑ رحمت لقب ' بندگانِ معید　　چل دیئے اب کے بھی بن کہے کچھ مزید
اب جو ایسا ہوا تیسرے روز بھی　　رہ گئی ہو کے میں سخت مایوس سی

بارگہِ مصطفوی ﷺ سے نویدِ آزادی

پیچھے سرکار کے تھا کھڑا اک جواں　　زیرک و دُور بیں ' بندۂ خوش گماں
اس نے مجھ کو اشارہ کیا برملا　　اٹھو اور اٹھ کے پھر بی بیؑ باصفا

پیشِ محبوبِ رب اپنی عرضی کرو ہارو ہمت نہ تم بی بی آگے بڑھو
اس کی شفقت سے پاتے ہوئے حوصلہ اٹھی میں اللہ کے بندو پھر اک دفعہ
تھام کر دامنِ رحمتِ دوجہاں عرض پیرا ہوئی ' رحمتِ عالماں
باپ سرکار ہے میرا فوت ہو گیا اور بھائی میرا ہے فرار ہو گیا
میرا کوئی نہیں سرورِ انبیاء آ کے رنج و الم اب جو بانٹے میرا
نطق فرما ہوئے رحمتِ عالماں تم ہو آزاد لو بی بیٔ خوش گماں
جانے میں اپنے گھر عاجلانہ قدم نہ اٹھانا مگر بی بیٔ محترم
صبر سے کرنا اس بات کا انتظار حتیٰ کہ جائے مل قابلِ اعتبار
شخص کوئی تمہیں ' بندۂ خوش صفات گھر جو پہنچا دے تم کو حفاظت کے ساتھ
جائے مل جب تمہیں بی بیٔ باہنر شخص ایسا کوئی دینا مجھ کو خبر
ساتھ اس شخص کے بھیج دوں گا تمہیں چاہیے اتنی ہی بس تسلی ہمیں
اب پہنچ جاؤ گی تم حفاظت کے ساتھ اپنے گھر قوم میں بی بیٔ خوش صفات

وہ مردِ سعید کون تھا؟

مجھ کو آزادی کی مل گئی جب نوید میں نے لوگوں سے پوچھا وہ مردِ سعید
کون تھا جس نے تھا اک اشارہ کیا مجھ کو کہ عرضی پھر بندگانِ صفا
میں کریں پیش خدمت میں سرکار کی نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار کی
مجھ کو بتلایا لوگوں نے یہ بے گماں تھے وہ مولا علی بندۂ خوش عناں
حضرت ابو طالب کے لختِ جگر خانوادۂ ہاشم کے نورِ نظر

قبائل بلیہ اور قضاعہ کے چند افراد کی آمد اور میری وطن روانگی

میں رہی چند دن اب وہاں پر مقیم
بن کے مہمانِ ذیشانِ نبیؐ کریم

حتیٰ کہ بلیہ کے اور قضاعہ کے چند
آئے اشخاص جو بندے تھے ارجمند

جا ہوئی اس طرح ان سے میں ہمکلام
مجھ کو بھی جانا ہے اپنے گھر ملکِ شام

لے چلو ساتھ مجھ کو بنامِ خدا
ہوں غریب الوطن دوں گی تم کو دعا

ہو گئے ساتھ لے جانے کو جب تیار
وہ مجھے تو میں اے بندگانِ وقار

پہنچی سرکار میں رب کے محبوب کی
عرض کی رب کے محبوب پیارے نبیؐ

قوم کے میری کچھ بندگانِ صفا
آئے ہیں اب یہاں سرور انبیاء

ہیں نگہ میں میری قابلِ اعتماد
نیک خو' پارسا' خوش گماں خوش نہاد

اس لئے ہو مجھے سرور انبیاء
جانے کی ساتھ ان کے اجازت عطا

شاہِ کونین نے با رضا و خوشی
دے دی مجھ کو اجازت دیا ساتھ ہی

ایک جوڑا نیا کرنے کو زیب تن
مجھ سی ناچیز کو صدقۂ پنجتن

اور دیا اک شتر بھی برائے سفر
نقدی بھی راہ کے خرچ کے طور پر

مجھ کو دی شفقتاً اور کیا الوداع
دیں دعائیں بھی اے رہروانِ ورع

خیروخوبی سے میں اور مع احترام
پہنچی قوم اپنی میں اپنے گھر ملکِ شام

واقعہ ہذا کا ایک تابناک گوشہ شاعرِ مشرق کے الفاظ میں

عالم شرق کا شاعرِ لاجواب
ترجمانِ حقیقت ہے جس کا خطاب

یعنی اقبال بندۂ صدق و صفا
عالمِ عشق و مستی کا فرماں روا

عاشقِ مصطفیٰ ایک دانائے راز
حق نگر' دوربیں' بندۂ سرفراز

کہتا ہے اس طرح عاشقانِ نبی　پیشِ سرکار جب بنتِ حاتم ہوئی
تھی پراگندہ حال اس کا ننگا تھا سر　نبیٔ رحمت لقب والیٔ خشک و تر
سرور ہر دوعالم نے اپنی رداء　ڈال دی اس کے سر پہ بفضلِ خدا
رب کے محبوب نے اسوۂ شاندار　دے کے بتلا دیا ' بندگانِ وقار
بیٹی اپنی ہو یا غیر کی باخدا　بیٹی ہی ہوتی ہے رہروانِ وفا
اس کی توقیر حصۂ ایمان ہے　نبیٔ رحمت کا اسوۂ ذیشان ہے

والیٔ امت کی بارگاہ میں حکیم الامت کی فریاد

واقعہ اس طرح پیش کرنے کے بعد　بنتِ حاتم کا ' وہ بندۂ خوش نہاد
کرتا ہے پیش خدمت میں سرکار کی　امتِ ہذا کی حالتِ زار کی
اک زبوں حالی کی پر الم داستاں　ایک رودادِ غم ' خوں فشاں داستاں
اپنا دکھ اپنا درد اپنا رنج و الم　پیش کرتے ہوئے اپنا کرب اپنا غم
کہتا ہے اس طرح بندۂ حق نما　شاعرِ مشرق اور عاشقِ مصطفٰی
بنتِ حاتم سے بھی بڑھ کے خیرالبشر　امت ہے آپ کی ہو چکی عریاں سر
کوئی اس کا نہیں ہمدم و ہمنوا　ماسوا آپ کے خاتم الانبیاء
آپ ہی اس کے ہیں والی و چارہ ساز　حامی و ناصر و ہمدم و کارساز
دیجیے جانِ رحمت سنبھالا اسے　اک دفعہ دیجے کر پھر دوبالا اسے
اپنے ہی خوانِ رحمت کی خیرات سے　چشم جودوکرم ' لطف و الطاف سے

عصر حاضر میں امت مسلمہ کی زبوں حالی وکسمپرسی پر خون کے آنسو

کسمپرسیٔ امت کی یہ داستاں　جب بیاں کی تھی اقبال نے جانِ جاں

گرچہ وہ وقت بھی اک کڑا وقت تھا واسطے اہلِ امت بڑا سخت تھا
آج لیکن جو طاری ہے اس پہ زوال اس کی ماضی میں ملتی نہیں کچھ مثال
آج پامال ہے ہر طرف بر زمیں آئے دن اک قیامت کہیں نہ کہیں
ڈھائی جاتی ہے اس پہ میرے ہمنوا خون ہے کس قدر اس کا ارزاں ہوا
ہو فلسطین ، کشمیر ہو یا عراق ملک افغانوں کا ہو کہ ہو ارضِ پاک
ہر جگہ گر رہا ہے اسی کا لہو اس کی گردن یہ گاڑے ہوئے ہے عدو
پنجۂ ظلم دندانِ جور و ستم خونی اک داستاں ہو رہی ہے رقم
صفحۂ ہستی پہ ہر طرف جابجا خون اس کا ہی ہر سو ہے بکھرا ہوا
کوئی اس کا نہیں ہمدم و چارہ ساز کوئی حامی نہیں اس کا یا کارساز
شرق تا غرب مایوسیوں کی گھٹا چھائی ہے مطلعِ فکر پر جا بجا
اب تو دینے لگے ہیں اسے دم بدم ایک یہ طعنہ بھی پتھروں کے صنم
ہے اگر قومِ مسلم کا کوئی خدا ہے اگر اس کا بھی کوئی مشکل کشا
تو نہیں کرتا اس کی مدد آج کیوں اس قدر نظم ہے اس کا تاراج کیوں

اعترافِ حقیقت

اے رسولِ خدا ، رحمتِ عالمیں ہے ہمیں بات تسلیم یہ بالیقیں
آج طاری ہے جو ہر طرف ابتلا کسمپرسی کی یہ کیفیت پربلا
ہے ہماری ہی نادانیوں کا ثمر غفلتوں کا نتیجہ ہے یہ سربسر
ایک پیماں جو ایمان کا بے گماں باندھا تھا ہم نے اے رحمتِ عالماں
ساتھ اللہ کے بیٹھے ہیں وہ بھلا ہے عمل اپنا کیا ایک مکر و دغا

اک لحاظ آپ کی عالی نسبت کا بھی ہم نہیں رکھتے دل میں خدا کے نبی
ہیں چکے موڑ رخ اپنا قرآن سے حق تعالیٰ کے فرمانِ ذیشان سے
ذوقِ توحید سے خالی ہے باخدا آج فکر و عمل کا ہر اک فلسفہ
اللہ کی رسی بھی ' رحمتِ عالمیں ہاتھوں میں آج آقا ہمارے نہیں
دامن وحدتِ ملی ہے تار تار بڑھتا ہے جا رہا قوم کا انتشار
علم و تحقیق سے ہم کو رغبت نہیں لہو اور لعب سے ہم کو فرصت نہیں
ہو چکے ہیں بے حس اس قدر باخدا ہو چکی ہے گراوٹ کی یہ انتہا
ہم مناتے ہیں ایام اغیار کے زعمِ روشن خیالی میں جاں وارتے
اپنے فکر و نظر ' اپنے کردار کو اپنے شام و سحر ' طور و اطوار کو
جذبۂ عشق اور روح ایثار سے آپ کے نوری اسوے کے انوار سے
ہم نے زینت نہیں بخشی خیرالوریٰ ہے دیا چھوڑ ہی راستہ آپ کا

کیجئے دستگیری رسولِ خدا

طاری ہے قوم پر ایک قحط الرجال بندہ کوئی نظر آتا ہے خال خال
رکھتا ہو قلب میں دردِ جو قوم کا جان و دل سے ہو ہمدرد جو قوم کا
آج اقبال سا بندۂ دوربیں کوئی موجود ہماری صفوں میں نہیں
جو دکھائے ہمیں روشنی کی کرن فکر ہو جس کی تریاقِ رنج و محن
تیرہ و تار سایۂ ظلمات میں جاں گسل اور جاں سوز حالات میں
کیجئے دستگیری رسولِ خدا آپ ہی اپنی امت کی بہرِ خدا
اپنی رحمت کا سایہ عطا کیجئے اپنے دامن میں ہم کو چھپا لیجئے

ورنہ عفریتِ بے حسی و انتشار دے گا رکھ کے کچل ' سرور نامدار
ہم خطاکاروں کو سرورِ انبیاء کیجئے کوئی چارہ براہِ خدا
خوار ہیں بالیقیں اور بدکار ہیں ڈوبے ذلت میں ہیں اور گنہ گار ہیں
جیسے بھی جو بھی ہیں بادشاہِ امم نام لیوا تو ہیں آپ کے دم بدم
جائیں تو جائیں ایسے میں آقا کہاں جا سنائیں کسے دکھ بھری داستاں
دیجئے آپ ہی اب سنبھالا ہمیں جائے مل آپ کا جو حوالہ ہمیں
کام بگڑے ہمارے سنور جائیں گے وقت مایوسیوں کے گزر جائیں گے
جائے گا ہم پہ وا ہو رسالتماب دہر میں عزت و کامرانی کا باب
صدقے میں آپ کے سرور نامدار فضل سے حق تعالیٰ کے پھر ایک بار

بنتِ حاتم کا اپنے بھائی سے گلہ شکوہ

پہنچی جب بی بیؑ خوش گماں اپنے گھر بھائی تھا اس کا جو بندۂ بے ہنر
تھا چکا واپس آ ' قوم میں باخدا جب ملی بھائی سے بی بیؑ باحیا
پہلے تو بھائی کو خوب کی سرزنش اس پہ جو دوستو ناروا اک روش
بندۂ بے ہنر نے تھی کی اختیار ملک سے جب لگا ہونے تھا وہ فرار
یعنی بیوی کو اور اپنی اولاد کو اپنے ہی خانوادے کے افراد کو
لے گیا ساتھ اپنے بوقتِ فرار اور ہمشیر کو بندۂ بے وقار
چل دیا چھوڑ کر تنہا اور بے قرار اسپ پر بے وفائی کے ہو کے سوار
دے گیا داغ اک اپنی ماں جائی کو ذرہ بھر شرم آئی نہ اس بھائی کو
کی طلب معذرت اب جو ہرجائی نے کر دیا معاف اسے اس کی ماں جائی نے

قید و بندش کی جب بی بیٔ خوش نہاد وہ سنانے لگی بھائی کو روئیداد
پوچھا بھائی نے ہمشیرہ باوفا بابت اس شخص کی تیری رائے ہے کیا

ہمشیرہ دوربیں کا برادرِ کوتاہ بیں کو مشورہ

بنتِ حاتم کی ہمشیرہ باوفا بولی اس کو مخاطب کیے برملا
حاضر ہو جاؤ خدمت میں اس شخص کی وقت ضائع کیے بن مزید اے اخی
دو میں سے ایک تو بات ہے بالیقیں یا نبی ہے خدا کا وہ شخصِ متیں
یا ہے اک بادشہ ذی حشم باوقار اک خدا ترس بندہٗ پروردگار
حاضر ہو کے بعجلت بفضلِ خدا لاؤ ایمان اس پر بلا چوں چرا
گر نبی ہے تو تم بندہٗ کردگار اب پہل کرنے والوں میں ہو گے شمار
اور اگر شخصِ مذکور ہے حکمراں زیرک و دوربیں بندہٗ خوش عناں
ہے ہوا کرتی پھر بادشاہوں کو بھی اک طلب اور ضرورت ضرور اے اخی
نکتہ ور دور اندیش اصحاب کی جنسِ کمیاب ' مردانِ نایاب کی
اس کو خوش آئے گی فہم و دانش تیری تیری باریک بینی و نکتہ وری
تجھ میں موجود یہ خوبیاں دیکھ کر پا کے وہ تجھ کو اک بندہٗ دیدہ ور
ڈالے گا دے کوئی عہدہٗ باوقار بندہٗ دوربیں بندہٗ کردگار

عدی بن حاتم کا عزم خیر

کہتے ہیں ابنِ حاتم بفضلِ خدا باتیں ہمشیر کی ' بندگانِ صفا
اچھی طرح گئیں دل میں میرے اتر میں نے اس سے کہا بی بیٔ باہنر
ذکر ہی اس قدر جس کا ہے دلنشیں ۔ باعثِ اطمینان اور حیات آفریں

اس کے دربار میں جاؤں گا میں ضرور اپنی تقدیر چمکاؤں گا میں ضرور

عدی بن حاتم کی شہرِ نبوی روانگی

جاری رکھتے ہوئے راہوارِ کلام کہتا ہے اس طرح بندۂ نیک نام
چل پڑا ملک سے اپنے میں تیزگام دوستو جانبِ شہرِ خیرالانام
پہنچا جب نبوی مسجد میں میں باخدا نبیٔ رحمت لقب ' سرور انبیاء
بیٹھے تھے حلقے میں اپنے اصحاب کے اپنے عشاق مردانِ نایاب کے
جب کیا دوستو میں نے بااحترام رب کے محبوب کے پیشِ خدمت سلام
کون ہو پوچھا سرکار نے برملا عرض کی میں نے ہوں میں عدی باخدا
بیٹا حاتم کا اک بندۂ بے خبر حق سے بے علم اک بندۂ بے ہنر

ایک مشاہدہ جس نے مجھے راہ سعادت پر گامزن کردیا

تھام کر ہاتھ میرا شہِ انبیاء لے چلے اپنے گھر بندگانِ صفا
راستے میں ملی ایک عورت ضعیف بوڑھی ' کمزور سی سخت لاغر نحیف
عرض پیرا ہوئی والیٔ انس و جاں سنیۓ عرضی میری رحمتِ دوجہاں
رب کے محبوب سر کو جھکائے ہوئے اپنے گوش اس کے منہ سے لگائے ہوئے
دیر تک اس کی روداد سنتے رہے زخم اس غم کی ماری کے چنتے رہے
لطف و الطاف کا منظرِ دلنشیں میں نے دیکھا تو اے محترم سامعیں
میرے دل نے یہ مجھ سے کہا باخدا قسم اللہ کی ' یہ نہیں بادشاہ
ہوتے ہیں بادشہ پیکرانِ غرور جبکہ یہ ہستی ہے سرتاپا اس سے دور
پیکرِ عجز ہے انکساری میں طاق خوئے دلداری اور غمگساری میں طاق

وہ کہاں بادشاہوں کا جھوٹا وقار　　اور کہاں عجز کی شان یہ انکسار

سرورِ انبیاء ﷺ کی خوئے بندہ نوازی اور میرے دل کی آواز

دوستو پہنچے جب بیتِ نبوی میں ہم　　حجرے میں میں نے دیکھا خدا کی قسم
تکیہ اک چمڑے کا وہ بھی چتوں بھرا　　مظہرِ سادگی، تحفۂ دلربا
تکیہ سرکایا نبیوں کے سردار نے　　اب میری سمت اور شاہِ ابرار نے
لہجۂ مہر میں یوں کہا باخدا　　بیٹھ جاؤ عدی اس پہ تم برملا
میں نے کی عرض سرکار خیرالانام　　یہ نہیں رب کے محبوب، میرا مقام
آپ تشریف رکھیے بفضلِ خدا　　جس پہ گویا ہوئے سرورِ انبیاء
بیٹھو گے تم ہی اس پہ بفضلِ خدا　　جاؤ بیٹھ اس پہ اے بندۂ باحیا
حسب فرمانِ سرکار تکیہ نشیں　　ہو گیا میں مگر، رحمتِ عالمیں
رکھ کے تشریف عالی بفرشِ زمیں　　اب گئے بیٹھ جونہی بطرزِ حسیں
دل نے میرے مجھے پھر مخاطب کیا　　اور جھنجوڑ کر مجھ سے گویا ہوا
اس قدر پیارا جاں پرور و بے بدل　　ہو ہی سکتا نہیں بادشاہ کا عمل

سرورِ انبیاء ﷺ کا استفسار اور میرا اعترافِ حقیقت

پھر مخاطب کیے سرورِ انبیاء　　نبیٔ رحمت نے مجھ سے کہا برملا
اے عدی کیا تمہارا تعلق نہیں　　اس نصاریٰ کے اک فرقے سے بالیقیں
مردِ نادان جس کا رکوسی ہے نام　　ایسا ہی ہے کہا میں نے بااحترام
بولے رحمت لقب بندۂ کبریا　　کیا نہیں لیتا تو قوم سے برملا
حصہ چوتھا غنیمت کا مال و منال　　دین کی رو سے تیرے نہیں ہو حلال

میں نے کی عرض ایسا ہی ہے باخدا   مال ہے واسطے میرے یہ ناروا
نبیٔ رحمت کے فرمانِ ذیشان سے   مجھ پہ اچھی طرح فضل رحمٰن سے
کھل گئی بات یہ بندگانِ صفا   آپ ہیں بالیقیں اک رسول خدا
ہر چھپی شے پہ ہیں مطلع و باخبر   کچھ بھی مخفی نہیں آپ سے خشک و تر

رحمتِ عالم ﷺ کے فکر انگیز استفسارات اور تین پیشگوئیاں

اب مخاطب کیے ملتِ حق نگر   مجھ سے گویا ہوئے' والیٔ خشک و تر
شاید اس وجہ سے تم نہیں اے عدی   پا رہے نعمت اک دین و ایمان کی
تم سمجھتے ہو یہ' ہیں مسلمان غریب   مفلس ہیں سب کے سب بندگانِ منیب
دینِ اسلام ہے اک غریبوں کا دیں   یاد رکھو مگر بندۂ دوربیں
آنے والا ہے وہ دن بھی واللہ قریب   جب رہیں گے نہ یہ اہلِ ایماں غریب
بلکہ خوش حال ہوں گے بفضل خدا   بہرہ ور مال سے ہوں گے یوں بے بہا
کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا کہیں   دینے والے ہی ہوں گے سبھی بالیقیں
پھر کہا اے عدی بندۂ باصفا   شاید اس وجہ سے تو نہیں برملا
پا رہا دین کی دولتِ لازوال   ہے تیرے قلب اور ذہن میں یہ خیال
اہل ایمان تعداد میں ہیں قصیر   جبکہ دشمن ہیں ان کے جہاں میں کثیر
کھول کر کان سن لے اے مرد عجیب   آنے والا ہے وہ دن بھی واللہ قریب
نکلے گی قادسیہ سے ہو کے سوار   اونٹ پر بی بی اک حق نگر' باوقار
کرنے کو تنہا ہی مکہ تک کا سفر   ماسوا اللہ کے اس کو ہوگا نہ ڈر

شے کسی اور کا کہتا ہوں برملا ۔ اللہ کے اذن سے اور بفضل خدا
آخرش کرکے مجھ کو مخاطب کہا ۔ اے عدی حق کو پانے سے تم ہچکچا
اس لئے ہو رہے شاید اپنے تئیں ۔ رکھتے ہو یہ گماں بندۂ دوربیں
کہ نہیں اہل اسلام کے پاس راج ۔ پاس ہے غیروں کے آج تخت اور تاج
ہاں مگر جان لے بندۂ خوش نصیب ۔ آنے والا ہے وہ دن بھی واللہ قریب
جب سنے گا تو یہ کہ میرے فاقہ مست ۔ ہیں چکے روند بابل کا تاج اور تخت
اور کسریٰ کی بھی کشورِ دلنشیں ۔ آ گئی ہے انہیں کے ہی زیرِ نگیں
غیب پر مطلع نبیٔ ذیشان کی ۔ اک فرستادہ ، بندۂ رحمٰن کی
پیشگوئیوں نے اے بندگانِ صفا ۔ سب دیئے آنکھوں سے پردے میرے ہٹا
چھٹ گیا جب تعصب کا گردوغبار ۔ صدقۂ حضرتِ سرورِ نامدار
بارضا و خوشی اب لیا بڑھ کے تھام ۔ ہاتھ میں دوستو دستِ خیرالانام
شوق سے میں نے بیعت کی اسلام کی ۔ حق پرستی کی اور دین و ایمان کی

دو پیشگوئیاں جو عدی نے بچشم خود حقیقت میں ڈھلتے دیکھیں

تھے کہا کرتے وہ بندۂ باصفا ۔ باتیں وہ تین سرکار نے برملا
جو کہی تھیں کبھی ، بندگانِ متیں ۔ روبرو میرے ان میں سے دو بالیقیں
پوری ہیں ہو چکی جبکہ جو تیسری ۔ بات ہے پوری ہو کر رہے گی کبھی
ان عساکر میں میں خود ہوں شامل ہوا ۔ جنہوں نے قصرِ ابیض پہ راہِ خدا
فتح کا ، گاڑا تھا پرچم دلنشیں ۔ شہرِ بابل میں جا کے بطرزِ حسیں

میں نے دیکھا یہ بھی بندگانِ خدا پیکرانِ صفا ، رہروانِ وفا
تھی چلی قادسیہ سے ہو کے سوار اونٹ پر بی بی اک حق نگر باوقار
کرنے کو مکہ تک کا سفر باخدا واسطے حج کے ، بندگانِ صفا
کرنے کے بعد طے اک مسافت طویل پہنچی وہ بحفاظت ، بفضلِ جلیل
اللہ کے گھر میں اور حج کیا باخدا اور پھر ایسے ہی بی بیؑ باصفا
اللہ کے فضل سے لوٹی اپنے وطن تنہا کرتی سفر ، صدقۂ پنجتن
پیشگوئی جو ہے آپ کی تیسری اس کی بابت بھی مجھ کو یقیں ہے یہی
پوری ہو کر رہے گی وہ بھی من وعن فضلِ مولا سے صدقۂ شاہِ زمن

غزوۂ تبوک

قیصر روم کے اسلام واہل اسلام کے خلاف معاندانہ عزائم

سال نو ہجری دورانِ ماہِ رجب آیا در پیش یہ غزوہ جس کا سبب
یہ ہوا کہ مدینے میں اک کارواں آیا تجار کا شام سے جانِ جاں
جس نے بتلایا کہ دین و اسلام کا اہل اسلام و تحریک اسلام کا
کرنے نابود دنیا سے نام و نشاں دینے زخم اہل ایماں کو ایک خونچکاں
قیصرِ روم سا بندۂ نابکار کر چکا ہے اکٹھی سپاہِ جرار
اپنی افواج کو اس نے اک ماہ کی ہے ادا کر دی تنخواہ بھی پیشگی
رومی افواجِ نایاب کے ساتھ ساتھ سارے عربی قبائل بھی جو اس کے ہاتھ

دینِ نصرانیت کر چکے ہیں قبول — فتنہ ساماں عناصر ظلوم و جہول
لخم و غسان ، جذام اور عاملہ — اس کے احلاف ہیں بن چکے برملا
دستے بھی بعض ان فتنہ سامانوں کے — مفسدی فتنہ انگیز شیطانوں کے
ساز و ساماں لئے اپنا زیرِ فلک — ہیں چلے آئے اطراف بلقاء تلک

روم کے حکمران اہل اسلام کے حالات پر گہری نگاہ رکھتے تھے

روم کے حکمراں بے ہنر بادشاہ — رکھتے تھے ہر گھڑی اک عقابی نگاہ
سرِ زمین مدینہ کے حالات پر — اہل اسلام کی سب مہمات پر
ان کے جاسوس انھیں دیتے تھے معلومات — لحظہ لحظہ کی اے ملتِ خوش صفات
حتیٰ کہ آپ اک بندۂ باصفا — یعنی کعب ابن مالک سے تھے جب خفا
قیصرِ روم نے ملتِ ذی وقار — اب غنیمت سمجھتے ہوئے صد ہزار
موقعِ ہذا کو ابنِ مالک کے نام — لکھا خط ایک اے سامعین کرام
جس کے ذریعے سے اک کاوشِ ناروا — ابن مالک کو بہکانے کی برملا
اس نے کی اور کہا بندۂ باہنر — آ کے بن جاؤ ہم لوگوں کے ہمسفر
آپ کو روم میں عزت و احترام — حسبِ منصب دیا جائے گا نیک نام

مسجد ضرار کا قیام بھی قیصرِ روم کی اسی حکمت عملی کا شاخسانہ تھا

ایک مسجد جو ملعون اہلِ نفاق — اشقیاء نے بنائی تھی کہ افتراق
اہلِ ایماں میں پیدا کریں برملا — ان کی وحدت کو دیں ایک نقصاں بڑا
ڈانڈے اس سازشِ فتنہ ساماں کے بھی — جا کے مل جاتے ہیں اہل روما سے ہی
ان شیاطین کو قیصرِ روم نے — دشمنِ دین اس مردِ ملعون نے

ابو عامر کے ذریعے سندیسہ دیا ڈال دو مسجد اک ایسی کی تم بنا
جس کے ذریعے سے ہم اہلِ ایمان کو حق کی تحریک تحریکِ اسلام کو
دے سکیں زخم اک کاری و خونچکاں ان کو رکھ دیں بنا عبرتوں کا نشاں
حسن تدبیر سے اور حکمت کے ساتھ اہلِ اسلام اور اہلِ ایماں کے ہاتھ
توڑ کر رکھ دیے جائیں اور تار تار کر دیا جائے سب ان کا عزو وقار
فتنۂ مسجدِ ہذا کا تذکرا ساتھ تفصیل کے بندگانِ صفا
ہم کریں گے یقیناً بطرزِ جلی آگے ابواب میں عاشقانِ نبی
اس جگہ ہے فقط اس کے تذکار کا مقصد اتنا بتا دینا ہی باخدا
کہ جو تھے روم کے فتنہ گر حکمراں دینے کو زخم اک کاری و خونچکاں
اہلِ ایمان و اسلام کو نابکار جانے کو رہتے تھے کن حدوں تک تیار

فروہ بن عمرو کا قتل جس نے جلتی پر تیل کا کام کیا

پسِ پردہ بڑی راز داری کے ساتھ تھے رہے بن ہی منصوبے یہ بدصفات
کہ ہوا فروہ بن عمرو کے قتل کا درد انگیز اک واقعہ رونما
واقعہ ہذا نے سامعینِ کرام اب کیا تیل کا آگ جلتی پہ کام
فروہ بن عمرو تھے اک بنو نافرہ قوم کے رہنما باہنر سربراہ
قیصرِ روم نے زیرِ فرمانِ خاص فروہ بن عمرو سے اس بندۂ خاص
اور اس مردِ خوش بخت کو کر دیا اک گورنر مقرر براہِ وفا
ان علاقوں میں اور بندۂ کردگار بن گئے حکمران ایک با اختیار

فروہ کا قبولِ اسلام، معزولی اور شہادت

جب ہوا پرچم اسلام کا سر بلند | صدقۂ مصطفےٰ ملتِ ارجمند
دور و نزدیک تک ہر طرف جا بجا | سر زمین عرب پر بفضلِ خدا
نبیٔ رحمت کو مکتوب اک خاص کر | اب کیا اس نے ارسال خیرالبشر
انکشاف اک حقیقت کشا برملا | جس میں اس بندۂ حق نگر نے کیا
صدقۂ مصطفےٰ لطفِ رحمان کا | اپنے اسلام کا اپنے ایمان کا
فروہ سا اک گورنر براہِ ورع | جب ہوئی قیصرِ روم کو اطلاع
ہے چکا چھوڑ دیرینہ راہِ فضول | دینِ اسلام کو کر چکا ہے قبول
شام کا جو تھا حاکم میرے دوستو | اب دیا حکم یہ اس نے غسانی کو
فوری کر لے گرفتار تاکہ فساد | کہ وہ فروہ کو معزول کرنے کے بعد
پھیل جائے نہ خطے میں مثلِ ہوا | اور فتنہ کی اک آتشِ پُر بلا
کہ کسی طور اس عاشقِ پنج تن | ڈالے قیصر نے کر کتنے ہی اب جتن
راہ سے دین و ایمان کی دے ہٹا | اک فدا کارِ اسلام کو باخدا
جب سکی نہ اسے راہِ حق سے ہٹا | قیصرِ روم کی کاوشِ بدنما
تو میرے حق نگر سامعیں محترم | وہ رہا راہ پر حق کی ثابت قدم
پہنچا خلد اک فدا کارِ شاہِ امم | اس نے فروہ کا کروا دیا سر قلم
چھوٹا موٹا نہیں تھا کوئی واقعہ | فروہ کا قتل اے بندگانِ الٰہ
رکھ دیا سخت جھنجھوڑ کر دوستو | واقعۂ ہذا نے اہل ایمان کو
اس لیے اور فقط اس لیے باخدا | اک فدا کارِ اسلام کو برملا

قیصرِ روم نے قتل کروا دیا   کہ اسے اس نے مانا نہ اپنا خدا
بلکہ وہ اپنے رب کا پرستار تھا   اس کے پیارے کے دیں کا وفادار تھا

اہلِ ایمان کے لیے لمحہ فکریہ اور قیصرِ روم کے حملے کا پیشگی اندفاع

اہلِ ایمان کے واسطے باخدا   اب سوا اس کے کوئی بھی چارہ نہ تھا
یعنی کرتے رہیں بیٹھ کر انتظار   حتیٰ کہ قیصرِ روم سا نابکار
مرکزِ دین و ایمان پر پربلا   کر کے حملہ انھیں اک دے صدمہ بڑا
یا یہ کہ اہلِ ایمانِ اہلِ ورع   کر کے اپنے وسائل سبھی مجتمع
کر لیں حملے کا اک اندفاع پیشگی   جان نثارانِ حق عاشقانِ نبی
بڑھ کے میدان میں اب دیں باور کرا   قیصرِ روم کو اس طرح برملا
خوب بیدار ہیں شیر اسلام کے   اپنے ایمان اسلام کی آن پے
مرنے اور مارنے کے لیے ہیں تیار   ہر گھڑی چاک و چوبند ہیں شہسوار

لشکرِ اسلام کی تیاری اور نصرت دین کے لیے زیادہ سے زیادہ انفاق کی ترغیب ودعوت

صورتِ ہذا ہی ملتِ خوش گماں   چونکہ تھی اہلِ ایماں کے شایانِ شاں
اس لیے آپ نے عاشقانِ نبی   دے دیا اذنِ تیاریٔ لابدی
جاں نثارانِ حق اپنے اصحاب کو   ان خدا مست مردانِ نایاب کو
تھی مہم چونکہ یہ اک نہایت کڑی   اور مدِ مقابل بھی تھی اک بڑی
وقت کی اپنے اک قاہرہ مملکت   ایک پاور سُپر روم کی سلطنت

اس لیے آپ نے عاشقانِ اب فدایانِ اسلام کو خوب دی
فی سبیل اللہ ترغیب انفاق کی واسطے نصرتِ دین امداد کی

یارِ غارِ نبی صدیق اکبرؓ کا ایثار و انفاق حکیم الامت کے الفاظ میں

دعوتِ ہذا پہ شاہِ لولاک کی اور تلقیں پہ مہمانِ افلاک کی
عاشقانِ نبی نے بھی ایثار کا جو کیا پیش اک منظرِ دلربا
اس کی پائی نہیں جاتی کوئی مثال موقعٔ ہذا پہ بندۂ باکمال
کشتۂ صدق اور یارِ غار رسول یعنی صدیق نے عاشقانِ رسول
اب جو ایثار و قربانی کی لازوال کی قلمبند اک داستاں بے مثال
اس کو اقبال نے بندگانِ صفا اپنی تصنیفِ نایاب بانگِ درا
اندر ہے جس طرح سے سپردِ قلم کر دیا ربِ خیرالوریٰ کی قسم
وہ اسی مردِ دانا کا اعزاز ہے وجد انگیز پر زور انداز ہے
آپ بھی باادب اور بصد احترام سنیے بانگ درا کا وہ یکتا مقام
ہے جہاں کرتا اک عاشقِ باصفا عاشقِ باصفا کا حسیں تذکرا
اتنے میں وہ رفیقِ نبوت بھی آ گیا جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار
بولے حضور چاہیے فکرِ عیال بھی کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار
اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار
پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

کشتۂ مہر والفت کا ایک عاشقانہ روپ

آیا ہے اس طرح بھی روایات میں — غزوہ بذا سے منسوب حالات میں
پیکر صدق کشتۂ مہر و وفا — یہ فدا کارِ حق عاشقِ مصطفٰے
جب چکا بیت کا مال و اسباب سب — باندھ اک گٹھری میں شاداں خندہ لب
کرنے کے واسطے نذرِ شاہ زمن — کپڑے تھے اس سے اس کے جو زیب تن
جسم سے اپنے وہ بھی لیے سب اتار — ڈھانپنے کو بدن رہروانِ وقار
ٹانک کر کانٹوں سے اَن سِلی اک رداء — ڈال لی جسم پر اور ہوا جھومتا
چل پڑا آج کرنے سبھی کچھ نثار — قدموں پہ یار کے جانبِ کوئے یار

عالم بالا میں ادائے عاشقانہ کی شانِ پذیرائی

روح القدس ایک انوکھے لباس میں

کشتۂ عشق کی دلبرانہ ادا — اس کے رب کو گئی اس طرح آج بھا
بھیجا جبریل کو اپنے پیارے کے پاس — نامِ صدیق اک دے پیامِ سپاس
تھا ابھی راہ میں عاشقِ مصطفٰے — عالم فقر و مستی کا فرمانروا
پہنچے روح القدس رب کے پیارے کے پاس — زیبِ تن تھا مگر اک انوکھا لباس
کانٹوں سے ٹانکی تھی اک رداء اَن سِلی — دیکھ کر جس کو بولے یہ رب کے نبی
جبرئیل آج کس طرح کا تم لباس — ہو کیے زیب تن بندۂ خوش سپاس
عرض پیرا ہوئے جبرئیلِ امیں — وہ جو ہیں سدرۃ المنتہیٰ کے مکیں
فرش تا عرش سب نوری شاہِ زمن — ہیں کیے اک رداء اَن سِلی زیب تن
آج پہنے ہوئے ایسا ہی اک لباس — ہے چلا آ رہا رب کے پیارے کے پاس

لاڈلا اس کا یارِ سفر اور حضر　یارِ غار اس کا اک بندۂ حق نگر

صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

ہو رہی تھی یہی دوستو گفتگو　آن پہنچا وہاں بندۂ نیک خو

یارِ غارِ نبی عاشقِ مصطفےٰ　عالمِ فقر و مستی کا فرماں روا

نبیؑ رحمت لقب شاہ ابرار کے　سرورِ سروراں نبیؑ مختار کے

قدموں میں ڈال دی سب متاعِ حیات　جس پہ گویا ہوئے سرور کائنات

میرے جانِ جگر ہمدمِ باوفا　واسطے اہل کے چھوڑ آئے ہو کیا

عرض پیرا ہوا مصطفےٰ کا غلام　واسطے ان کے اے انبیاء کے امام

چھوڑ آیا ہوں اللہ اور اس کا رسول　کافی ہے ان کو اللہ اور اس کا رسول

مجھ پہ راضی تو ہے میرا بندہ صدیق

عرض پیرا ہوئے جبرئیلِ امیں　سرورِ سروراں رحمتِ عالمیں

رب کے محبوب و مختار خیرالوریٰ　ہے رہا پوچھ بندے سے رب العلیٰ

ایسے حالات میں جبکہ ہے زیب تن　اَن سلی اک رداء کانٹوں کی اک چبھن

مجھ پہ راضی تو ہے میرا بندہ صدیق　میرے محبوبِ یکتا کا یکتا رفیق

جب سنا بو بکر نے پیامِ حسیں　ایک سندیسہ رب کا حیات آفریں

ہو کے بے خود گیا آج مستی میں جھوم　زیرِ وارفتگی اپنے پاؤں پہ گھوم

بولا راضی ہوں میں راضی ہوں باخدا　مرضیٔ مولا پر صدقۂ مصطفےٰ

ہے یہی آرزو مولا راضی رہے　عشق کی ہاتھ میں میرے بازی رہے

بندہ ناچیز پر مولا راضی رہے　عشق کی ہاتھ میں اس کے بازی رہے

اک فدا کار بندۂ ربِ جلیل　　اک وفادارِ محبوبِ رب بوُ عقیل

فقر ہی جن کا تھا سارا مال و متاع　　آج کے روز کشتۂ زہد و ورع

دل میں رکھتے تھے اپنے مگر آرزو　　عاشقِ مصطفیٰ بندۂ نیک خو

وہ بھی تو آج کے دن کریں کچھ فدا　　نصرتِ دین پر اور براہِ خدا

عزمِ ہذا لیے پہنچے جب اپنے گھر　　آ کے ڈالی نظر جو اِدھر اور اُدھر

دی دکھائی نہ شے ان کو ایسی کوئی　　کر سکیں جس کو وہ آج پیشِ نبی

پہنچے پاس اک یہودی کے وہ تیز گام　　خیر سے اِک فداکارِ خیر الانام

پایا طے اب یہ مردانِ عالی دماغ　　وہ کریں گے کھجوروں کا سیراب باغ

بدلے میں پائیں گے دو کھجوروں کے صاع　　پیکرِ عشق کشتۂ زہد و ورع

باغ کو دیتے پانی رہے رات بھر　　بندۂ رب فداکارِ خیرالبشر

صبح تک سب کا سب باغ سیراب تھا　　باغ میں ہر طرف آب ہی آب تھا

ایک عاشق کے ہدیۂ اخلاص کی شانِ پذیرائی

جب ملی اجرتِ محنتِ روزگار　　حق کے شیدائی کو سامعیں ذی وقار

نصف مقدارِ اُجرت بفضلِ خدا　　رکھا گھر والوں کے واسطے برملا

بقیہ ہمرہ لیے پیش خیرالوریٰ　　ہو گئے اک فداکارِ رب العلیٰ

رب کے محبوب نے اس فداکار کی　　دین کے ایک سچے وفادار کی

خدمتِ ہذا کی جس طرح باخدا　　اک پذیرائی کی بندگانِ صفا

شان اس کی بھی ہے اک عجیب وغریب　　بولے اصحاب سے اپنے رب کے حبیب

جو تمر لایا ہے میرا مخلص خلیل　　یہ فداکارِ محبوبِ رب بو عقیل

لو اٹھا اس کو تم بندگانِ خدا   کشتگانِ صفا پیکرانِ وفا

سب خورونوش کا ڈھیر ہے جس قدر   ہیں لگے سب جو انبار حدِ نظر

سارے انباروں پر رکھ دو دو دو کھجور   ان کھجوروں کی برکت سے ربِ شکور

لے گا کر دوسروں کے بھی صدقے قبول   معتبر ٹھہرا دربارگاہِ رسول

آج کس شان سے ہدیہ اخلاص کا   اک فدا کار بندۂ رحمٰن کا

بعض صحابہ جن کے پاس سواری کے لیے بندوبست نہ تھا

وقتِ رخصت جو لشکر کا آیا قریب   پہنچے کچھ حق نگر بندگانِ نجیب

رب کے محبوب کے عالی دربار میں   آپ کی بارگاہِ گہر بار میں

عرض پیرا ہوئے مصطفٰے کے غلام   وہ سواری کا رکھتے نہیں انتظام

ہو مرحمت سواری انھیں باخدا   تاکہ وہ بھی سبھی پیکرانِ وفا

رب کے محبوب کے ہوسکیں ہمرکاب   آپ کے قرب سے رہ سکیں فیضیاب

جب بتایا انھیں نبیٔ مختار نے   نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار نے

پاس ان کے نہیں اتنی اسواریاں   آج جو دی سکیں جا انھیں جانِ جاں

ہو گئے سب فدایان افسردہ دل   رہ گئے ہو کے خاموش و آزردہ دل

مجلس نبوی سے باہر آئے ہی تھے   شدتِ صدمہ کے ہاتھوں رونے لگے

داڑھیاں ہوگئیں ان کی اشکوں سے تر   اس قدر صدمہ تھا بندگانِ ہنر

غزوہ ہذا سے محروم ہو جانے کا   موقعِ ہذا اس طرح کھو جانے کا

اشکوں کا نذرانہ جو بارگاہ خداوندی میں شرفِ قبولیت پا گیا

حق تعالٰی نے ہے ان فداکاروں کی   اپنے محبوب کے ان وفاداروں کی

کیفیت اور جذبات کا تذکرا اپنے قرآں میں اس طرح سے کیا
وہ ہوئے واپس اس حال میں سب کے سب شدتِ غم سے تھے ہو رہے جاں بلب
آنکھوں سے جاری اشکوں کی برسات تھی ان کو رنجیدگی تھی تو اس بات کی
وہ نہیں رکھتے تھے شے کوئی اپنے پاس واسطے نصرتِ دیں کے حق شناس

منافقین کی وسوسہ اندازی

وہ جو تھے فتنہ سامان اہلِ نفاق اپنی بدبختی میں اور شقاوت میں طاق
حسب معمول اس موقعہ پر بھی شقی آ گئے لے کے جال اپنے سب مفسدی
جاں نثاروں کو آ ورغلانے لگے وسوسے پیدا کر کے ڈرانے لگے
بعض کہنے لگے بندگانِ ہنر ہو لگے کرنے تم کس طرح یہ سفر
جبکہ گرمی بھی ہے پڑ رہی بے حساب آگ برسائے ہے جا رہا آفتاب
ایسے موسم میں کرنا مسافت طویل موت کا سودا ہے اس پہ کوئی دلیل
اب ضروری نہیں بندگانِ خدا واضح انجام ہے اک نظر آ رہا

احکم الحاکمین کی طرف سے تنبیہ

حق تعالیٰ نے بھی اپنے فرمان سے برمحل ایک فرمانِ ذیشان سے
کر دیا توڑ ان وسوسوں کا وہیں نطق فرما ہوا ایسے رب متیں
اے میرے پیارے محبوب خیرالوریٰ سادہ لوحوں کو یہ بات دیجے بتا
بڑھ کے ہے اس تمازت سے وہ بے بہا وہ جو ہے آتشِ دوزخ پُربلا
کر سکیں کاش ادراک اس بات کا لوگ اے میرے محبوب خیرالوریٰ

لشکرِ اسلام کی روانگی اور سرورِ انبیاء کی نیابت

جب روانہ لگے ہونے خیرالوریٰ طیبہ سے ساتھ اصحاب کے باخدا
جن کو سرکار نے اپنا قائم مقام اب مقرر کیا سامعینِ کرام
بیٹے تھے مسلمہ کے محمد تھا نام زیرک و دوربیں شخص تھے نیک نام

اہل بیت نبوی ﷺ کی حفاظت کے لیے شیرِ خدا کا تقرر

تھا سفر چونکہ یہ ایک خاصا طویل اس لیے آپ نے بندگانِ جلیل
اہلِ بیتِ نبی اپنی ازواج کی اب حفاظت کے نقطہ نظر سے، علی
اپنے پروردۂ خاص کو باخدا شہرِ انوار طیبہ میں ٹھہرا دیا
خطرہ تھا فتنہ سامان اہلِ نفاق رہتے تھے ہر گھڑی جو عداوت میں طاق
پا کے اس موقعہ پر اہلِ اسلام کو غیر موجود فتنہ کوئی دوستو
پیدا کر دیں نہ اس واسطے خاص کر رب کے محبوب نے بندگانِ ہنر
اب علی مردِ حر کو بفضلِ خدا کر مقرر دیا کہ اگر بے حیا
خبثِ باطن کا اظہار کرتے ہوئے فتنہ سامانی کی راہ چلتے ہوئے
ڈالیں کر کوئی حرکت تو حسبِ مزاج کر دیں ان کا علی ایک شافی علاج

یہود و اہلِ نفاق کی طعنہ زنی اور شیرِ خدا کا ردعمل

چل دیا اللہ والوں کا جب کارواں سوئے منزل تو سب مفسد و بدعناں
فتنہ گر فتنہ سامان اہلِ نفاق دشمن دین و ایمان اہلِ نفاق
طرح طرح کی باتیں بنانے لگے عاشقِ مصطفےٰ کو ستانے لگے

کوئی کہتا علی اہل اسلام کے　واسطے بوجھ تھا اہلِ ایمان کے
اس لیے بن نہیں پایا یہ ہمسفر　اہلِ ایمان کا اور کوئی فتنہ گر
ایسے گویا ہوا دیکھو دیکھو علی　بندہ ڈرپوک تھا اس لیے تو نبی
چھوڑ اس کو گئے رکھا نہ ہمرکاب　پا سکا نہ علی اس مہم کا ثواب
شیر دل اک علی جیسا مردِ جری　کیسے سن سکتا تھا ایسی طعنہ زنی
اس لیے جسم پر اپنے ہتھیار سب　آج کر کے مزین فدا کارِ رب
ہو گیا پیشِ سرکار خنجر بکف　جبکہ تھے آپ جلوہ فگن بر جرف
عرض کی آپ سے انبیاء کے امام　آپ پر ان گنت ہوں درود و سلام
بارے میں میرے سرکار اہلِ یہود　اور منافق بھی سب شیطنت کے وفود
ہیں ہوئے جا رہے آج ہرزہ سرا　ہیں دیے جا رہے دکھ مجھے ناروا
مجھ کو بھی ہو اجازت خدا کے نبی　غزوۂ ہذا میں ہمرکاب ہونے کی

عزت افزائی کا اندازِ شفیقانہ

بولے سرکار اے بندۂ باصفا　ہوتا ہے کیوں تو بد دل میرے دوستا
جھوٹے ہیں قول میں شیطنت کے وفود　ہوں منافق یا بدبخت اہلِ یہود
میں نے تو اس لیے چھوڑا ہے باخدا　طیبہ میں تجھ کو اے بندۂ باصفا
کہ حفاظت کرو میری ازواج کی　خانوادۂ نبوی کے افراد کی
اور ان اہلِ ایمان کی باخدا　وہ جو کمزور و لاچار ہیں ضعفاء
اے علی مردِ حق بندۂ ارجمند　کیا نہیں کرتے اس بات کو تم پسند
جاؤ بن اس طرح آج میرے لیے　جس طرح اللہ کے بندے ہارون تھے

واسطے موسیٰ کے بندۂ باصفا ہاں مگر میں جو ہوں خاتم الانبیاء

اس لیے آنے والا نہیں میرے بعد اب نبی کوئی اے بندۂ خوش نہاد

عزت افزائی کا ایک قولِ حسین سن کے یہ عاشقِ رحمتِ عالمیں

آئے واپس چلے عاشقانِ نبی اور کی ذمہ داری ادا باخوشی

جو تھی سونپی گئی مردِ خوش بخت کو نامرادی ملی حزبِ بدبخت کو

بعض صحابہؓ جو اس سفرِ سعادت میں شریک نہ ہو سکے

جب دیا حکم سرکار نے باخدا اہل ایمان و اسلام کو کوچ کا

اہل ایماں میں تھے ایسے بھی حق شناس عذرِ معقول رکھتے نہ تھے اپنے پاس

باوجود اس کے وہ بندگانِ وہاب ہو سکے اہل ایماں کے نہ ہمرکاب

ان میں شامل تھے مرارہ کعب و ہلال بُو خثیمہ بھی اک بندۂ خوش خصال

حضرت ابو خثیمہؓ کا جذبۂ ایمان

ایک دن بو خثیمہؓ یہ مردِ سعید آئے گھر جب کہ طاری تھی گرمی شدید

باغ میں ایستادہ تھے دو سائباں سائے میں جن کے اے ملت خوش گماں

بیٹھی تھیں خیر سے باوفا بیویاں ٹھنڈے پانی کے مٹکے لیے جانِ جاں

کھانے بھی پاس دونوں کے تیار تھے پہنچے جب یہ فداکار سرکار کے

پاس خیموں کے اے سامعیں محترم خود بخود رُک گئے حق نگر کے قدم

کر کے ازواج کو یوں مخاطب کہا اللہ کا پیارا محبوبؐ خیر الوریٰ

دھوپ میں چلچلاتی ہو محوِ خرام اور ادھر اپنے گھر اس کا ادنیٰ غلام

سائے میں سائبانوں کے ازواج کے ساتھ ہو بیٹھا انواع و اقسام کے

کھا رہا کھانے انصاف ہے یہ بھلا کیسی ہے یہ فدا کاری کہیے ذرا
جاری رکھتے ہوئے راہوارِ کلام بولا ازواج سے مصطفےٰ کا غلام
تم میں سے میں کسی ایک کے سائباں میں بھی داخل نہ ہوں گا سنو جانِ جاں
بلکہ آقائے عالم کے دربار میں جاؤں گا سیدھا حلقۂ ابرار میں
ہونے کے واسطے اب شریک جہاد ہو گیا ختم سب میرے من کا فساد
جلدی سے واسطے میرے تم زادِ راہ کر دو تیار تاکہ میں لوں اپنی راہ

سوئے تبوک روانگی اور عمیر بن وہب کی رفاقت

زادِ رہ اپنے ہمرہ لیے تیز گام اونٹنی پہ سوار ہو کے یہ نیک نام
چل پڑا کرنے اپنا کفارہ ادا پیچھے رہ جانے کا بندگانِ صفا
اک دگر حق نگر بھی بنامِ عمیر پیچھے امروز جو رہ گئے تھے بخیر
وہ بھی تھے ہو روانہ چکے باخدا طیبہ سے اپنا کرنے کفارہ ادا
راہ میں اتفاقاً ملاقات جو ہو گئی ان کی اے حق نگر دوستو
پہنچے دونوں اکٹھے بفضلِ خدا قدموں میں رب کے محبوب کے باخدا
خدمتِ شاہِ دوراں میں بااحترام جب کیا پیش اک عاجزانہ سلام
دی مبارک انھیں رب کے محبوب نے ان کی آمد پہ بندۂ مرغوب نے
ساتھ ہی ساتھ اے بندگانِ متیں بیش از بیش ان کو دعائیں بھی دیں

بلادِ ثمود سے گزر اور سرورِ انبیاء ﷺ کی تنبیہ

سوئے منزل تھا جب لشکرِ حق نگر فضل سے حق تعالیٰ کے محوِ سفر

راہ میں آئی اک وادیٔ پُربلا نام تھا خطہ منحوس کا القریٰ
چیلے ابلیس کے شیطنت کے سفیر تھے ثمود اس جگہ پر سکونت پذیر
آئے تھے فتنہ گر جب وہ زیرِ عتاب ان پہ نازل ہوا تھا یہاں پر عذاب
کچھ سمے کے لیے لشکرِ مومناں واسطے کرنے آرام اترا یہاں
بعض اصحاب نے یاں سے اپنے تئیں لے لیا پانی کچھ محترم سامعیں
جب ہوئے باخبر سرورِ انبیاء کر کے اصحاب کو یوں مخاطب کہا
پانی پینا نہ یہ ملتِ نیک خو نہ ہی اس پانی کے ساتھ کرنا وضو
آٹا بھی آبِ ہذا سے تم نے اگر ہے لیا گوندھ تو بندگانِ ہنر
اونٹوں کو اپنے دو سب کا سب وہ کھلا پانی بھی اپنے ہاتھوں ہی دو سب گرا

بنوساعدہ کے دوافراد کی نادانی اوراس کانتیجہ

یہ ہدایت بھی کی آپ نے برملا اپنے اصحاب کو بندگانِ صفا
رات کے وقت خیمے سے باہر کوئی تنہا نہ جائے بلکہ کوئی نہ کوئی
ساتھ ہو اس کے اے بندگانِ صفا عافیت ہے اسی میں اسی میں بھلا
ساعدہ کے دو افراد کو آپ کی یاد جب نہ اہم یہ ہدایت رہی
خیموں سے اپنے تنہا وہ آئے نکل رہ گئے ہو کے خود اپنے ہاتھوں خجل
پہلے کا تو اک ان دیکھی شے نے گلا ساتھ قوت کے پوری دیا ہی دبا
جان تو بچ گئی مردِ نادان کی دیکھنے کو ملی پر مصیبت بڑی
دوسرا شخص جو ڈھونڈنے کو شتر تھا نکل آیا خیمے سے تنہا ادھر
اس کو آندھی نے جا پھینکا دور و دراز وادی میں طے کی اے بندگانِ فراز

آپ کے علم میں دونوں یہ واقعات   جب گئے لائے تو سرورِ کائنات
نطق فرما ہوئے بندگانِ خدا   تنہا باہر نکلنے سے جب برملا
میں نے تم لوگوں کو منع تھا کر دیا   دونوں تنہا ہی نکلے وہ کیوں پھر بھلا
تھا گلا جس فداکار کا ناگہاں   اک دبایا گیا ملتِ خوش گماں
آپ نے واسطے اس کے کی جو دعا   مل گئی آپ کے صدقے اس کو شفا
اور جسے آندھی نے رہروانِ حجاز   پھینکا تھا اک جگہ جا کے دور و دراز
اس کو لے آئے بعد از ضروری علاج   اس علاقے کے افرادِ عالی مزاج

خطۂ منحوس سے گزرتے وقت رسالتماب کا عمل اور ضروری تنبیہ

ابنِ ہشام سے ایک تاریخ داں   لکھتے ہیں اس طرح ملتِ خوش عناں
رب کے محبوب و مختار خیرالبشر   حجر کی بستی سے جب رہے تھے گزر
آپ نے کیا کیا بندگانِ کمال   ایک کپڑا لیا اپنے چہرے پہ ڈال
خوب دوڑایا ناقہ کو بھی تیز گام   اپنے اصحاب سے انبیاء کے امام
نطق فرما ہوئے بندگانِ خدا   کشتگانِ صفا پیکرانِ وفا
گزرو جب ظالموں کے مساکن سے تم   روسیاہ اشقیاء کے مواطن سے تم
داخل ہونا نہ ان میں کبھی باخدا   ان کے نزدیک بھی تم نہ جانا ذرا
ہاں مگر اللہ کے ڈر سے روتے ہوئے   ہار اشکوں کے گویا پروتے ہوئے
ایسا نہ ہو کہیں تم پہ اترے عذاب   ناگہاں تم بھی آ جاؤ زیرِ عتاب

ایک قابل غور نکتہ مغضوب اقوام کے مساکن ابدی ویرانیوں اور نحوستوں کے گڑھ بن جاتے ہیں

بات جو اس جگہ سامعیں خوش صفات — قابلِ غور ہے لائق التفات
وہ یہ کہ جس جگہ تھے رہائش پذیر — ظالم و فتنہ گر شیطنت کے سفیر
جس جگہ ان پہ نازل ہوا اک عذاب — جس جگہ اشقیاء آئے زیرِ عتاب
بن گئی وہ جگہ عبرتوں کا نشاں — چھا گئیں اس پہ تا حشر ویرانیاں
واسطے اہل ایماں یہ لازم ہوا — جائیں نزدیک تک نہ کبھی باخدا
ان مساکن کے جن میں رہائش پذیر — تھے کبھی اشقیاء شیطنت کے ظہیر
پانی بھی اس علاقے کا نہ استعمال — اہل ایماں کریں کیونکہ تھا احتمال
اس نحوست کے در آنے کا برملا — جس کا تھا اس علاقے پہ پہرا لگا

اہل اللہ سے منسوب زمان ومکاں انوار وتجلیات الٰہیہ کے مراکز اور رشد وہدایت کے سرچشمے کیوں نہ بنیں

اشقیاء کی نحوست تو اے جانِ جاں — دے بنا تا ابد عبرتوں کا نشاں
ان علاقوں کو جو ان سے منسوب ہیں — دوسری سمت جو رب کے محبوب ہیں
منبعِ رشد ہیں جن کے نوری وجود — ہیں اترتے جہاں نوریوں کے وفود
رات دن رب کی رحمت سے جو فیضیاب — ہوتے ہیں عاشقانِ رسالتمآب
ان سے منسوب خطوں کے دامن تہی — ہوں بھلا ایسا بھی سکتا ہے ہو کبھی
ایسا ممکن نہیں ایسا ممکن نہیں — سکتا ہو دوستو کہتا ہوں بالیقیں

ہوتے ہیں جس جگہ پر رہائش پذیر
رب کے عشاق وحدانیت کے ظہیر
عالمِ عشق و مستی کے مخلص سفیر
گیسوئے سرورِ انبیاء کے اسیر
وہ مقامات بھی بندگانِ صفا
کہتا ہوں برملا صدقۂ مصطفٰے
جاتے ہیں بن خزانے عنایات کے
رشد و رحمت سے مملو کمالات کے
ان مراکز سے ہیں پھوٹتے باخدا
چشمے انوارِ ربانی کے برملا
لیتے ہیں سانس بھی جن ہواؤں میں وہ
رہتے ہیں جن جگہوں جن فضاؤں میں وہ
وہ جگہیں باخدا وہ فضائیں حسیں
جاتی ہیں بالیقیں بن حیات آفریں

قرآن سے ایک دلیل

موسیٰ کی جستجو کا حسیں واقعہ
رب کے قرآن میں جس کا ہے تذکرہ
اس میں مذکور ہے بندگانِ متیں
پہنچے جب موسیٰ سے بندۂ دور بیں
اس علاقے میں جس میں رہائش کناں
بندہ تھا خاص اللہ کا اک خوش عناں
خوردہ مچھلی جو ساماں میں تھی ان کے ہاتھ
آئی حرکت میں دوبارہ پا کے حیات
کرتی ظاہر ہوئی رب کی قدرت کا رنگ
اور بناتی ہوئی پانی میں اک سرنگ
ہو گئی ان سے اوجھل براہِ خدا
یہ حقیقت گئی ان کو باور کرا
کہ یہیں رہتا ہے بندۂ نیک خو
رکھتے ہو قلب میں جس کی تم جستجو
رُو سے ظاہر ہوا رب کے قرآن کی
جاں نثارانِ حق عاشقانِ نبی
سانس بھی جن فضاؤں میں ہیں اتقیاء
لیتے عشاقِ رب اللہ کے اولیاء
جاتی ہیں بن فضائیں بھی وہ بالیقیں
منبعٔ خیر و برکت، حیات آفریں

عشاقِ الٰہی کے آستانے رشد و ہدایت کے ابدی سرچشمے

اس لیے ہی تو عشاقِ پروردگار / جادۂ عشقِ اللہ کے راہوار
اللہ والوں کے ڈیروں پہ شام و سحر / کر کے طے رات دن لمبے لمبے سفر
پہنچا کرتے ہیں جاوید پروانہ وار / پانے خیراتِ انوار دیوانہ وار
اللہ کے پیاروں کے یہ مقابر سبھی / رشد و عرفان کے یہ مراکز سبھی
آستانے سبھی خانقاہیں سبھی / سلسلے ان کے اور ان کی راہیں سبھی
تاابد چشمے ہیں علم و عرفان کے / رشد و نورِ ہدایت کے سامان کے
رہتی دنیا تلک صدقۂ مصطفےٰ / یونہی جاری و ساری رہے گا سدا
سلسلہ ان کے فیضان کا دم بدم / لاکھ ابلیس کھاتا رہے پیچ و خم

اہل اللہ کی حیات آفریں صحبتوں کا اعجازِ مسیحائی اور ابدی فیوضات

ایٹمی بم جہاں جائے چل اک دفعہ / سالہا سال تک دوستو اس جگہ
رہتی ہیں وحشتوں کی فراوانیاں / موت کے سایوں کی قہر سامانیاں
ایسے ہی ذکر سے مولا کے سامعیں / جائیں بن صحبتیں جو حیات آفریں
ان کا فیضاں بھی رہتا ہے صدیوں تلک / دیکھنی ہو اگر جو کسی نے جھلک
جا کے دیکھے وہ بغداد میں باخدا / جا کے اجمیر و لاہور میں برملا
جھنگ کے دیس بھی بندۂ سرفراز / جا کے پا سکتا ہے وہ حقیقت کا راز
محوِ آرام ہے شاہِ باہو جہاں / فقر و سلطانی دونوں کا کوہِ گراں
فیض سے جس کے ہے اک جہاں مستنیر / رشد و عرفاں کا ہے گویا بدر منیر
عشق و مستی کا اک چشمۂ بے نظیر / رکھتا ہے کوکھ میں مصطفےٰ کا فقیر

قبر ہے جس کی زندہ بفضلِ خدا فیض ہے عام جس کا براہِ صفا

کاروانِ سعادت کا ایک مبارک چشمے سے گزر اور

سرورِ انبیاء ﷺ کی خصوصی ہدایت

چلتے ہیں دوستو اک دفعہ پھر وہاں ٹوٹا تھا جس جگہ سلسلہ بے گماں

جادۂ عشق کے نوری تذکار کا کاروانِ سعادت کی رفتار کا

لشکرِ اہلِ حق کا درونِ سفر اب ہوا ایک ایسی جگہ سے گزر

تھا جہاں جاری اک چشمۂ دلربا تھا یہ چشمہ وہی بندگانِ صفا

اونٹنی صالح کی پیتی تھی جس سے آب بندۂ حق کا تھی معجزہ لاجواب

جو نشانی تھی اللہ کی باخدا جاں نثاران و عشاقِ خیرالوریٰ

یاں مخاطب کیے اپنے اصحاب کو جنسِ کمیاب مردانِ نایاب کو

اس طرح سرور انبیاء نے کہا کشتگانِ صفا پیکرانِ وفا

ساتھ کثرت کے مجھ سے طلب معجزات تم کیا نہ کرو یاد رکھو یہ بات

حضرت صالح سے ایک اصرار جب قوم نے معجزے کا کیا ایں سبب

حق تعالیٰ کی قدرت سے اک اونٹنی دامنِ کوہ سے تھی نمودار ہوئی

اللہ کی اس نشانی کی تعظیم کا اس کے پاسِ ادب اس کی تکریم کا

امتِ صالح نے نہ کیا حق ادا بلکہ دی اس کو تکلیف اک ناروا

کاٹ دیں کونچیں اور ایک دن ڈالا مار کر دیا حضرت صالح کو سوگوار

کارِ مذموم کی اللہ نے دی سزا فتنہ ساماں کو اس طرح باخدا

کہ چلی آندھی اک پُر بلا پُر وبال جس نے ان کا دیا بس کچومر نکال

اترا اشرار پر ناگہاں اک عذاب　آ گئے فتنہ سامان زیرِ عتاب
مٹ گئے صفحہ ہستی سے اہلِ ثمود　پہنچے انجام کو شیطنت کے وفود

سفرِ سعادت کا جانگسل مرحلہ

صحرا تھا سامنے ایک نہایت طویل　جس کو کرنا تھا طے بندگانِ نبیل
سایۂ شمس میں اہلِ ایمان نے　ان خدا مست عشاقِ رحمان نے
میل ہا میل تک قطرہ بھی آب کا　واسطے اہلِ ایماں میسر نہ تھا
قلتِ آب کی وجہ سے جاں بلب　اور مجبور تھے ہو چکے ایسے سب
کہ ذبح کرکے اونٹ ان کے معدوں سے جو　آتا پانی میسر اب اس میں بھگو
لیتے اصحاب ہاتھ اپنے اپنے رومال　جن سے تر کرتے لب بندگانِ کمال
رکھنے کو رشتۂ جسم و جاں برقرار　ڈالتے اس رطوبت کے قطرے اتار
حلق میں اپنے وہ بندگانِ خدا　کشتگانِ صفا پیکرانِ وفا

سرورِ انبیاء ﷺ کی دعا اور شانِ پذیرائی

دیکھا جب جاں بلب پیاس کے زور سے　اہلِ لشکر کو صدیق نے غور سے
عرض پیرا ہوئے آپ سے یوں غلام　نبیٔ رحمت لقب انبیاء کے امام
اہل ایماں پہ طاری ہے جو ابتلا　ایک مشکل گھڑی ساعت پُر بلا
کیجئے اس کا محبوبِ رب اندفاع　کیجئے اب دعا پاسبانِ ورع
سن کے عرضِ صدیق خیر البشر　ان سے گویا ہوئے اے میرے ہمسفر
اے میرے ہمدم و بندۂ ارجمند　بولو اس بات کو کرتے ہو تم پسند
میں کروں رب رحمٰن سے یہ دعا　کر دے سیراب بندوں کو میرے خدا

بولے صدیق بے شک حبیبِ خدا ہے یہی میری خواہش براہِ خدا
رب کے محبوب نے بندگانِ صفا اب اٹھائے ہی تھے ہاتھ بہرِ دعا
چاروں اطراف سے بادل آنے لگے رحمت ربی کے ابر چھانے لگے
تھوڑی ہی دیر میں مینہ برسنے لگا دامنِ چرخ گویا ٹپکنے لگا
ہو گئیں آب کی جو فراوانیاں آ گئی جاں بلب لوگوں کی جاں میں جاں

ناقۂ مصطفویٰ ﷺ کی گمشدگی اور ایک منافق کی ہرزہ سرائی

کارواں اہل ایماں کا رفعت نشاں جب کہ تھا سوئے منزل رواں اور دواں
راہ میں اہل اسلام نے اک جگہ اب جو کی شب بسر بندگانِ الٰہ
رب کے محبوب کی ناقۂ شاندار ہو گئی لاپتہ سامعیں ذی وقار
مخلف جاں نثارانِ خیرالوریٰ کشتگانِ صفا پیکرانِ وفا
تھے رہے ڈھونڈ اس کو اِدھر اور اُدھر حضرت عمارہ یعنی حزم کے پسر
بیٹھے تھے مجلسِ شاہِ ابرار میں سرورِ ہر دو عالم کے دربار میں
ان کے ڈیرے پہ تھا اک مردِ خبیث ساتھ ٹھہرا ہوا زید ابن بصیت
تھا یہودی وہ از قینقاع بے حیا پکا شیطاں بظاہر مسلمان تھا
دل تھا موذی کا آماجگاہِ نفاق تھا وہ معلون اپنی شقاوت میں طاق
اپنے ہمراہیوں سے وہ گویا ہوا سوچو تو کچھ ذرا بندگانِ خدا
دعویٰ تو رکھتے ہیں یہ رسولِ خدا ہیں نبی حق تعالٰی کے وہ باخدا
دیتے ہیں آسمانوں کی خبریں تمہیں عالمِ پست و بالا کی خبریں تمہیں
جب کہ حالت یہ ہے بندگانِ ہنر ڈھونڈتے ڈھونڈتے ناقہ کو سر بسر

تھک چکے ہیں سراسر صحابی سبھی
اور نہیں جانتے اپنے رب کے نبی
اونٹنی اس گھڑی ان کی ہے کس جگہ
ہے وہ کس حال میں اور کہاں باخدا

سرورِ انبیاء ﷺ کی مذکورہ ہرزہ سرائی پر آگہی اور ناقۂ شاندار کے بارے میں اطلاع

ڈیرے پر بات تھا اب وہ کر ہی رہا
ہو رہا تھا وہ بدبخت ہرزہ سرا
رب کے محبوب نے بندگانِ صفا
کر کے اصحاب کو یوں مخاطب کہا
اک منافق میرے بارے میں برملا
ہو رہا ہے کچھ اس طرح ہرزہ سرا
دعویٰ تو رکھتے ہیں بندۂ حق نگر
اک نبی ہونے کا بندگانِ ہنر
اور یہ بھی کہ خبریں سماوات کی
ہیں دیا کرتے لوگوں کو رب کے نبی
جب کہ حالت یہ ہے اونٹنی کی خبر
خود نہیں رکھتے ہے وہ کہاں اور کدھر
جاری رکھتے ہوئے راہوارِ کلام
نطق فرما ہوئے انبیاء کے امام
جان لو جان لو بندگانِ خدا
میں تو ہوں صرف اس بات کو جانتا
دیتا ہے میرا رب جس کی مجھ کو خبر
لو سنو میرے اللہ نے سربسر
اب مجھے دے دی ہے یہ خبر بے گماں
کہ میری اونٹنی اس سے ہے کہاں
ہے فلاں وادی میں اب وہ صیدِ بلا
کہ نکیل اس کی اے بندگانِ صفا
ناگہاں رہ گئی ہے الجھ کر کہیں
نخلِ پُرخار سے کہتا ہوں بالیقیں
جاؤ اور اس کو لے آؤ واپس یہاں
میرے اصحابِ نایابِ رفعت نشاں
دوڑے دوڑے گئے جاں نثار آپ کے
حکمِ سرکار پر جان و دل وارتے
لائے واپس اے سامعینِ کرام
پوری توقیر سے اور بصد احترام

مردِ ملعون کی نشاندہی اور حضرت عمارہؓ بن حزم کا اقدام

پلٹے خیمے میں جب بندۂ باصفا حضرت عمارہ سے عاشقِ مصطفےٰ
ساتھیوں سے کہا بندگانِ متیں میں ہوں حیران کہ آپ نے بالیقیں
ہے بتائی مجھے بات یہ برملا کہ کسی مردِ بدبخت اور بے حیا
مرد معلون نے اس طرح ہے کہا ہے ہوا ایسے ایسے وہ ہرزہ سرا
بھائی عمارہ کے بندۂ حق نگر بولے جھٹ اس طرح بندگانِ ظفر
بات اس طرح کی زید عیار نے مردِ ملعون بدبخت مکار نے
ہے میرے رو برو یہ کہی بھائی جاں قول ہے یہ اسی کا میرے بھائی جاں
خبثِ باطن پہ مردود کے باخدا جب ہوئے مطلع بندۂ باصفا
پکڑا گردن سے اور مردِ ملعون کو شر کے عنواں شقاوت کے مضمون کو
دھکے دے کر دیا بندگانِ کمال خیمۂ اہلِ ایماں سے باہر نکال

علم رسول ﷺ پر طعن شیوۂ مومنین نہیں

واقعہ ہذا سے طبقۂ مومناں ہو گئی یہ حقیقت بھی گویا عیاں
اک منافق ہی کرتا ہے علمِ رسول اور شانِ رسالت پہ طعنِ فضول
کوئی مومن نہیں سکتا کر باخدا اس طرح کی کبھی حرکتِ ناروا

تکمیلِ سفر کی خوشخبری اور ایک اہم ہدایت

کارواں حق پرستوں کا رفعت نشاں دوستو جبکہ تھا سوئے منزل رواں
ایک دن آپ نے بندگانِ ہنر اپنے اصحاب کو دی خصوصی خبر
کل پہنچ جائیں گے رہروانِ ظفر فضل ربی سے چشمۂ تبوک پہ

مجھ سے پہلے گر چشمے کے پانی کو نہ لگائے کوئی ہاتھ اے دوستو

دو صحابہؓ کی طرف سے ہدایت پرعملدرآمد کے سلسلہ میں کوتاہی

کہتے ہیں حذیفہ اور حضرت معاذ حق کے عشاقِ یہ رہروانِ محاذ
بندے دو بے دھیانی میں بیٹھے ہی کر اس کے برعکس اے بندگانِ ہنر
رب کے محبوب کو جب ہوئی اطلاع پاس بلوا لیا رہروانِ ورع
دونوں کو پوچھا اے بندگانِ خدا ہے کیا تم نے کیا فعل یہ ناروا
عرض پیرا ہوئے بھولے بھالے غلام ہے ہوا ایسا ہی ہم سے خیرالانام
رب کے محبوب نے کی انھیں سرزنش کیوں کہ تھی برخطا مبنی ان کی روش

سرورِ انبیاء ﷺ کے دہن مبارک کا اعجازِ مسیحائی

چشمہ تھا خشک عرصے سے بے آب تھا اس کے دامان میں آب نایاب تھا
قطرے قطرے کی صورت میں آبِ حیات جو رہا تھا ٹپک سامعیں خوش صفات
زیرِ فرمانِ محبوبِ ربِ العلیٰ اس کو اصحاب نے کر اکٹھا لیا
دھوئے ہاتھ آبِ ہذا سے سرکار نے چہرہ اور کلی کی شاہِ ابرار نے
پانی کلی کا سرکار نے باخدا اب دیا آبِ چشمہ میں جونہی ملا
اس سے بہنے لگا ایک آبِ کثیر آبشار اک برآمد ہوا بے نظیر
جوش سے جس کا پانی مچلتا ہوا ہو کے بے خود سا گرتا سنبھلتا ہوا
ہو گیا سوئے منزل رواں اور دواں کرتا سیراب سب تشنہ لب وادیاں

چشمۂ تبوک آج تک زبان حال سے سرور انبیاء ﷺ کے اعجازِ مسیحائی کی شہادت دے رہا ہے

رب کے محبوب کے حسنِ اعجاز کا مظہر و آئینہ چشمۂ دلربا
آج تک جاری ہے پوری سرعت کے ساتھ صدقۂ مصطفےٰ خیر و برکت کے ساتھ
رب کے محبوب نے بندۂ باصفا یعنی معاذ سے اس طرح تھا کہا
مردِ خوش بخت بندۂ رب جلیل پائی تو نے اگر ایک عمرِ طویل
دیکھے گا ہر طرف ہر جہت جا بجا سبزہ ہی سبزہ تو اس جگہ باخدا
پھول پھل میوے باغات ہریالیاں خیر و برکت کی ہر سو فراوانیاں
آپ کے قولِ ہذا کی سچائی کا دہنِ اقدس کی شانِ مسیحائی کا
دیکھنا ہو جو اک منظرِ دلربا آج بھی گر کسی کو بفضلِ خدا
سکتا ہے دیکھ جا کر فراوانیاں آبِ رحمت کے اعجاز کی بے گماں
چشمۂ خیر و برکت کے اطراف میں خطۂ ہذا میں اس کے اکناف میں

خطۂ تبوک پر ورودِ مسعود اور سرور انبیاء ﷺ کا خطبۂ بے مثال

پہنچا جب صدقۂ مصطفےٰ بر تبوک کارواں ہذا اے رہروانِ سلوک
وقت تھا ظہر کا بندگانِ صفا پہلے تو کی ادا آپ نے باخدا
اب میرے دوستو باجماعت نماز بعد جس کے کیا آپ نے سرفراز
اپنے اصحابِ نایاب کو باخدا ایک خطبے سے جو بندگانِ صفا
نفسِ مضمون میں خود تھا اپنی مثال علم و عرفان کا ایک نکتہ کمال

گنجِ سر حکمتوں کا مرقع حسیں رشد اور نور کا چشمۂ دلنشیں

روحِ اسلام اور مغزِ دیں بالیقیں نسخۂ کیمیا تحفۂ بہتریں

واسطے سالکاں جادۂ لاجواب حق پرستی کا اک عارفانہ نصاب

آیئے سامعیں واجب الاحترام آپ کو ہم سنائیں بہت ذی مقام

خطبۂ دلربا رب کے محبوب کا دونوں عالم کے بندۂ مرغوب کا

غور سے سب کے سب اور بصد احترام باادب سنیے خطبۂ خیر الانام

پایئے ذوق اور عشق و مستی کے جام آپ کو مولا رکھے سدا شاد کام

خطبہ تبوک' اسلامی تعلیمات کا گنجینۂ بے نظیر

بعد تسمیہ فرمایا سرکار نے نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار نے

بات سچی ہے سب سے کتاب مبیں اللہ کا پاک قرآن پختہ تریں

ایک محکم سہارا ہے سب سے بڑا کلمۂ اتقاء بندگانِ صفا

ملتِ ابراہیمی ہے خیر الملل سنتِ بہتریں راہِ ختم الرسل

باتوں میں بات جو سب سے ہے بہتریں اللہ کا ذکر ہے بندگانِ متیں

قصوں میں سب سے ارفع کلام مبیں ہوتے ہیں کام دیگر وہی بہتریں

جو کیے جائیں اک عزمِ راسخ کے ساتھ فکر کی پختگی ذوقِ واثق کے ساتھ

کام ہیں بدتریں ' رہروانِ ورع دین میں لوگ کر لیں جنہیں اختراع

ایک دن شخصِ زندہ کو ہونا ہے فوت سب سے بہتر ہے لیکن شہادت کی موت

دنیا میں اندھا پن بدتریں ہے گناہ پھر بھٹک جانا پا کر ہدایت کی راہ

اور ہدایت بھی وہ جو ہو روبہ عمل جس کا میٹھا ہو پھل وہ ہے بہتر عمل

اندھا پن سب سے بڑھ کر مضرت رساں — اور خطرناک ہے قلب کا بے گماں
بہتر ہے دستِ زیریں سے اک بالیقیں — دستِ بالائی اے بندگانِ متیں
چیز تھوڑی ہو لیکن ہو کافی اگر — اس سے بہتر ہے جو بندگانِ ہنر
ہو زیادہ مگر لائے عصیاں ہزار — دے بنا بندے کو سخت غفلت شعار
بدتریں معذرت بندگانِ ظہیر — اس گھڑی کی ہے جب آ چکی ہو اخیر
سانس کی ڈور اور رشتۂ جسم و جاں — ہو رہا ٹوٹ انسان کا در جہاں
ہے ندامت جو سب سے بری بالیقیں — امرِ بے سود بے موقعہ اور بدتریں
وہ قیامت کے دن کی ہے اک بالیقیں — جان لو جان لو بندگانِ متیں
بندوں میں ایسے بھی بندے ہیں باخدا — آتے ہیں دیر سے کرنے جمعہ ادا
ذکر اللہ کا کرتے نہیں شوق سے — لاتعلق سے رہتے ہیں بے ذوق سے
ہیں بڑے چند جو ایک عصیاں کے کام — ان میں ہے بالیقیں اک زباں بے لگام
جس کی خوراک ہے کذب اور افترا — دجل اور جھوٹ ہے جس کی پہلی غذا
قلب کا ہے غنا اک غنا بہتریں — اور تقویٰ ہے اک زادِ رہ بہتریں
سر ہے دانائی کا حق تعالیٰ کا ڈر — یہ بھی ازبر رہے بندگانِ ہنر
ہے دلوں کی جو مرغوب شے بالیقیں — وہ یقیں کی ہے اک دولتِ بہتریں
شک ہے اک کفر کی خصلتِ ناروا — بات محکم ہے اس میں نہیں شک ذرا
چیخنا مردے پر بندگانِ وقار — ہے سراسر جہالت پہ مبنی شعار
ہے خیانت تو گویا جہنم کی آگ — ایسے ہی استعمالِ نشہ بھی ہے آگ
شاعری لغو ہے تحفہ ابلیس کا — دھوکہ اور دجل ہے مردِ تلبیس کا
منبع ہے سب گناہوں کا بیشک شراب — تحفۂ ناریاں آبِ خانہ خراب

ہے جو خوراک اک ناروا و سقیم واسطے بندے کے وہ ہے مالِ یتیم
شخص ہے صرف وہ بختور اور سعید کر سکے دوسروں سے جو عبرت کشید
اور ہے شخص وہ نامراد و شقی بطنِ مادر میں لکھا گیا جو شقی
جانا ہے تم کو اے بندگانِ متیں تنگ و تاریک اک غار میں بالیقیں
جس کی لمبائی مشکل سے ہے چار ہاتھ جس میں ہو گا عمل صرف بندے کے ساتھ
امر کا آخرت پہ سدا انحصار ہو گا انجام پر ہی عمل کا مدار
خوابوں میں وہ جو ہے خواب سب سے سیاہ وہ ہے رؤیا سراسر جو ہو کاذبہ
ہر وہ شے جس کو آنا ہی ہے بالیقیں چاہیے ایسی شے کو سمجھنا قریں
اہل ایمان کو کرنا سب و شتم بات ہے فسق کی عاشقانِ حرم
کفر ہے ساتھ اس سے جدال و قتال کھانا گوشت اس کا اے بندگانِ کمال
فعل ہے ناروا راہ بطلان کی ایسے ہی حرمت اک بھائی کے مال کی
مثل ہے خوں کی حرمت کے اک بالیقیں امرِ واثق ہے یہ بندگانِ متیں
جو مقابل خدا کے قسم کھائے گا برسرِ عام جھٹلا دیا جائے گا
دوسروں کی خطاؤں سے جو حق نگر چشم پوشی کرے عفو اور درگزر
حق تعالیٰ بھی کل بخش دے گا اسے فضل سے اپنے اور رحم کرتے ہوئے
شخص جو غصہ پی جائے گا باخدا پائے گا اجر مولا سے وہ برملا
صبر جس نے کیا درمیاں ابتلا پائے گا اجر وہ بھی بفضلِ خدا
شخص جو بس سنی اور سنائی ہوئی بات اک دوسروں کی بتائی ہوئی
آگے پھیلائے گا اس کو رسوائی کا دیکھنا ہوگا منہ ' بندگانِ صفا
صبر جو اک دکھاوے کا ظاہر کوئی بر مصیبت کرے عاشقانِ نبی

حق تعالیٰ بڑھے دے گا اس کا وبال
اس کی تکلیف درد اور رنج و ملال

شخص جو رب کے فرمان پر باخدا
نہ کرے گا عمل پائے گا وہ سزا

معصیت اللہ کی اس کو زیرِ عتاب
لائے گی جھیلنا ہو گا اس کو عذاب

طالبِ مغفرت ہوں میں رب العلیٰ
طالبِ مغفرت ہوں میں رب العلیٰ

طالبِ مغفرت ہوں میں رب العلیٰ
میرے محبوب رب میرے حاجت روا

مصنف کا اظہارِ حقیقت اور اعتذارِ برملا

ہو کلام اللہ کا یا کلامِ نبی
نظم کرنا اسے عاشقانِ نبی

ہے کٹھن بالیقیں اور نازک مقام
واسطے بندے کے جان جوکھوں کا کام

کوئی سکتا نہیں کر ادا بہرِ حق
نظم کرنے کا یا ترجمانی کا حق

ان گہر پاروں کی ان فرامین کی
ان میں موجود حِکم اور مضامین کی

شعر کی صنف میں اپنی ناپختگی
اپنی کوتاہ بینی و کم مائیگی

اپنی کمزوری کا ہے مجھے اعتراف
ایک اقرار ہے برملا صاف صاف

مجھ کو احساس ہے باخدا باخدا
رب کے محبوب کا خطبۂ حق نما

نظم کرتے ہوئے بندگانِ صفا
وزنِ اشعار اور بندشِ قافیہ

اس سبب مجھ کو لانے پڑے بار بار
مترادف کئی لفظ تک بے شمار

تھی یہ مجبوری اک بندگانِ صفا
بندہ ناچیز کی کہتا ہوں برملا

رب کے محبوب کے نوری الفاظ میں
ان فرامین کے نوری انداز میں

اس کو سمجھا نہ جائے اضافہ کوئی
بے سبب حرکتِ بے محابہ کوئی

اس جسارت پہ سرکار خیرالوریٰ
اور رب اپنے سے بندگانِ صفا

اک معافی کا طالب ہوں میں باخدا	اپنے احباب سے بھی براہِ خدا
کرتا ہوں معذرت برملا اعتذار	سب پہ راضی رہے ان کا پروردگار

موقعہ کی مناسبت سے سرور انبیاء ﷺ کا حکیمانہ اقدام

کتنے دن تک رہے بندگانِ سلیم	خطۂ ہذا میں منتظر اور مقیم
آ سکا نہ مگر ان کا موذی غنیم	رو برو ان کے صدقۂ نبی کریم
ان دنوں چونکہ روما کا فرمانروا	تھا حمص کے علاقے میں آیا ہوا
اس لیے رب کے محبوب نے خوش صفات	بھیجا نامہ اسے دحیہ کلبی کے ہاتھ
تذکرہ جس کا تفصیل سے باخدا	ہم نے ہے کر دیا بندگانِ صفا
اللہ کے فضل سے ساتویں باب میں	منفرد ایک اندازِ نایاب میں
پانے کے واسطے قلب و جاں کی جلا	کشتگانِ صفا پیکرانِ وفا
سکتے ہیں دیکھ اسے مذکورہ باب میں	تخلیے میں کہ انبوہِ احباب میں
اس سے منسوب انوار و برکات سب	ساری کیفیتیں اور فیوضات سب
قاری کو حاصل ہوں گے بفضلِ خدا	شرط ہے اک طلب سچی بہرِ خدا

غزوۂ تبوک کے واحد شہید ذوالبجادین کی ایمان افروز داستان

اک صحابی تھے سرکار کے نوجواں	نام عبداللہ رکھتے تھے جو خوش عناں
ذوالبجادین کا خوبصورت لقب	رکھا تھا دے انھیں نبیؐ رحمت لقب
سرور انبیاء نبیؐ مختار نے	والئ انس و جاں شاہِ ابرار نے
ان کے اسلام لانے لقب پانے کا	ذوالبجادین کی یہ سند پانے کا

واقعہ بھی ہے اے رہروانِ وفا رقت آمیز جاں پرور و دلربا

چچا کی اسلام دشمنی اور انتہائے ستم

باپ کا سایہ تھا ان کے بچپن میں ہی اٹھ گیا سر سے اے عاشقانِ نبی
پرورش ان کی کی. چچا نے بالیقیں بندہ تھا ایک وہ دشمنِ دیں لعیں
اس جوانِ خوش اطوار کو باخدا بھا گئی اب جو ہستئ خیرالوریٰ
دینِ توحید کے قائل ہونے لگے جانبِ راہ حق مائل ہونے لگے
ایک دن چچا کے سامنے برملا اپنی خواہش کا اظہار کر ہی دیا
چچا جو اک بتوں کا پرستار تھا حبِ اصنام میں جو گرفتار تھا
سنتے ہی بھائی کے بیٹے سے خاص کر دیں بدلنے کی اک خواہشِ حق نگر
آپے سے آ کے باہر یوں گویا ہوا تو اگر عزم پہ اپنے قائم رہا
چھین لوں گا سبھی کچھ خدا کی قسم کر کے رکھ دوں گا بے گھر تجھے بے بھرم
حتیٰ کہ کپڑے تک تیرے لوں گا اتار اور کر دوں گا بے عزت و بے وقار
جب سنا نوجواں نے یہ قولِ جفا ڈٹ گیا روبرو چچا کے برملا
بولا پروا نہیں جاں کی بھی باخدا گر چلی جائے یہ بھی براہ خدا
پوجا چچا مگر ان خداؤں کی میں خود تراشیدہ ان دیوتاؤں کی میں
کر نہیں سکتا کہتا ہوں یہ برملا باخوشی مجھ کو منظور ہے ہر سزا
سنگدل چچا نے مال و زر کاروبار سب لیا چھین اے بندگانِ وقار
اور کرتے ہوئے ظلم کی انتہا مردِ سفاک ملعون نے کیا کیا
کپڑے بھی سب لیے نوجواں کے اتار رکھ دیا کر کے بے عزت و بے وقار

ستم رسیدہ بیٹا ماں کی آغوشِ عافیت میں

رات کے سائے میں بندۂ بے لباس — جیسے تیسے پہنچ ہی گیا ماں کے پاس
بیوگی کے جو دن سامعیں باوقار — تھی رہی عالم بے بسی میں گزار
کی بیاں بیٹے نے اس سے رودادِ غم — بیتی تھی اس پہ جو داستانِ الم
ایک اندوہگیں سن کے یہ داستاں — ممتا کی ماری پہ ٹوٹا کوہِ گراں
پاس تھی چادر اس کے بفضلِ خدا — پسرِ عریاں کو دی اس نے فوراً اوڑھا
پھر کیے حصے دو اس کے اک حصے کا — اس نے تہبند بنایا جو تھا دوسرا
جسم پر بیٹے کے جھٹ دیا اس نے ڈال — کر دیا دور بیٹے کا رنج و ملال

عاشق صادق کی بارگاہِ نبوی میں حاضری

ڈھانپ کر اپنا تن عاشقِ مصطفےٰ — ایک شیدائیِ دینِ خیرالوریٰ
آ گیا مسجدِ نبوی میں صبح دم — رب کے محبوب کا سامعیں محترم
ایک معمول تھا چکتے پڑھ جب صلوٰۃ — ڈالتے لوگوں پر اک نظر خوش صفات
دیکھا مجلس میں جب اجنبی نوجواں — پوچھا سرکار نے کون ہو خوش عناں
اجنبی بولا اے انبیاء کے امام — بندہ ناچیز کا عبدالعزیٰ ہے نام
بولے سرکار سن بندۂ خوش کلام — آج کے بعد عبداللہ ہے تیرا نام
ذوالبجادین کا خوبصورت لقب — دے دیا اس کو سرکار نے ایں سبب
چادریں رکھتا تھا چونکہ دو زیبِ تن — اَن سِلی اک گرفتارِ رنج و محن
لا کے اسلام یہ عاشق مصطفےٰ — ہو گئے شاملِ کاروانِ صفا
رب کے محبوب سے فیض پاتے رہے — نورِ ایمان سے دل جگمگاتے رہے

لیتے قرآن کا بھی سبق آپ سے نعمتِ تزکیہ آپ کے ہاتھ سے

متمنیٔ شہادت کی سرورِ انبیاء ﷺ سے دعا کے لیے درخواست

غزوۂ بدا کے واسطے باخدا جب روانہ لگے ہونے خیرالوریٰ
آپ کے پاس حاضر ہوئے یہ غلام عرض کی آپ سے یوں بصد احترام
کیجئے واسطے میرے خیر الانام یہ دعا کہ پیئوں میں شہادت کا جام
بولے سرکار وہ بیری کا جو شجر ہو رہے دیکھ تم بندۂ حق نگر
لاؤ جلدی سے کچھ اس کا چھلکا اتار آپ کے حکم پر بندۂ کردگار
لائے جب اس کا چھلکا بفضلِ خدا باندھ کر آپ نے بازو پر برملا
اب وہی چھلکا کی اپنے رب سے دعا جس کے معنی یہ تھے بندگانِ صفا
میں نے کفار پر کر دیا ہے حرام اس جواں کا لہو ربِ ذی احتشام

طالبِ شہادت کے جذبات اور رحمت عالم کا ارشاد

کشتۂ عشق نے رب کے محبوب کا جب سنا آج فرمانِ حیرت نما
فرطِ جذبات میں گویا اٹھا تڑپ عرض پیرا ہوا نبیٔ رحمت لقب
میری عرضی تو تھی اور ہی باخدا آپ کی مرضی کیا ہے شہِ انبیاء
بولے رحمت لقب اے میرے جاں نثار تجھ پہ راضی رہے تیرا پروردگار
نکلو گے بن کے جب دیں کے تم پاسدار ایسے عالم میں گر بر بنائے بخار
آ گئی موت جو تم کو مردِ سعید لکھے جاؤ گے عنداللہ تم ایک شہید

فداکارِ اسلام کی شہادت اور منفرد اعزاز

لشکر اہلِ حق بر مقامِ تبوک جب تھا ٹھہرا ہوا طالبانِ سلوک
اب لگا آنے باحکم پروردگار اس فدا کار کو اک انوکھا بخار
وجہ سے جس کی یہ بندۂ خوش خصال کر گئے چند ہی روز میں انتقال
غالباً اس مہم کے تھے واحد شہید ذوالبجادین اے بندگانِ سعید
خود اتارا لحد میں انھیں باخدا رب کے محبوب نے بندگانِ صفا
اس گھڑی دوستو لب پہ سرکار کے شفقتوں سے مزین یہ الفاظ تھے
آج کی شام تک میرے رب العلیٰ راضی تھا تیرے بندے پہ میں برملا
راضی ہو جا تو بھی مالک بحر و بر اپنے اس بندے پر رازقِ خشک و تر
لطف و الطاف نبوی کا یہ دلنشیں دیکھا منظر جو اک بندگانِ متیں
ابنِ مسعود نے کہہ اٹھے برملا کاش ہوتا جگہ ان کی میں باخدا
قبر میں اور بدستِ شہ عالمیں ہوتی تدفیں میری یوں بطرز حسیں

خالد بن ولید کی دومۃ الجندل کے حاکم کے خلاف کاروائی کے لیے روانگی

جانبِ دومۃ الجندل اک سورما یعنی خالد کو اے بندگانِ صفا
اب روانہ کیا شاہِ ابرار نے سرورِ سروراں نبیِٔ مختار نے
کرنے آغازِ یورش براہِ خدا اے میرے ہمسفر رہروانِ وفا
دستۂ حق نگر بندگانِ معید لے کے ہمراہ جب خالد ابن ولید
ہونے رخصت لگے بندۂ باصفا ان سے گویا ہوئے سرورِ انبیاء

دومۃ الجندل اب جونہی پہنچو گے تم　اس کے نادان حاکم کو پاؤ گے تم

نیل گائے کا کرتے ہوئے اک شکار　پہنچے منزل پہ جب خالدِ ذی وقار

چاندنی رات تھی بندگانِ منیب　آیا ان کو نظر ایک منظر عجیب

یوں لگا جیسے اک نیل گائے چلی　آ رہی ہے بیاباں سے اور آتے ہی

ہے لگی مارنے سینگ شدت کے ساتھ　قلعے کے باب پر سامعیں خوش صفات

قلعے سے نیل گائے کو کرنے شکار　نیچے اترا ہی تھا بندۂ نابکار

کر کے حملہ فدا کاروں نے بے گماں　اب لیا کر گرفتار اور بعد ازاں

آ گئے لے کے ہمراہ شہرِ نبی　جزیہ پر اس نے اب عاشقانِ نبی

باخوشی کر لی شاہِ مدینہ کے ساتھ　صلح اور دوستی سامعیں خوش صفات

شاہِ ایلہ سے مصالحت اور امان نامہ

جانب دومۃ الجندل اک حق نگر　خالدِ باصفا سورما باہنر

اب جو نکلے لیے لشکرِ باصفا　کرنے کو ایک یورش براہِ خدا

وہ جو ایلہ کا تھا حکمراں اک متیں　یحنہ بن روبہ اک بندۂ دور بیں

اس کو محسوس یہ ایک خطرہ ہوا　کہ کوئی دستہ اب اہلِ ایمان کا

بول اس پہ نہ دے ایک دھاوا کہیں　اس لیے خود بخود بندۂ دوربیں

آ گیا خدمت شاہِ ابرار میں　رب کے محبوب کی عالی سرکار میں

جربا و اذرح اور مقنا کے لوگ بھی　اس کے ہمراہ تھے عاشقانِ نبی

رب کے محبوب کو پیش اس نے کیا　توسن اک تحفتاً دودھیا رنگ کا

آپ نے بھی رداء سے کیا سرفراز　شاہِ ایلہ کو اے بندگانِ فراز

نامہ بھی اک اماں کا دیا آپ نے ابن روبہ کو سردارِ لولاک نے
شرطِ جزیہ پہ تحریر پیماں ہوا اذرح و مقنا کے ساتھ بھی باخدا
پایا طے ایک پیماں بفضلِ خدا شرطِ جزیہ پہ ہی بندگانِ صفا

لشکر اسلام کی مدینہ واپسی

ایک عرصہ تلک بندگانِ وقار اب مقابل نہ جو قیصرِ نابکار
آیا میدان میں برسرِ معرکہ اے میرے ہمسفر عاشقانِ الٰہ
اپنے اصحاب سے اب کیا مشورہ رب کے محبوب نے بندگانِ صفا
جس میں طے پایا کہ اب قیامِ مزید کچھ ضروری نہیں بندگانِ سعید
چاہیے چلنا واپس ہمیں بالیقیں یعنی اپنے وطن خطۂ بہتریں
زیرِ فرمانِ سرکار خیرالوریٰ کشتگانِ صفا رہروانِ وفا
ہو روانہ گئے واپس اپنے وطن فضل مولا سے صدقہ شاہِ زمن
راہ میں دستِ سرکار سے برملا اب ہوئے کتنے ہی معجزے رونما
کوئی تفصیل کو پانا چاہیے اگر اے میرے ہمسفر بندگانِ ہنر
وہ مطالعہ میں لائے ضیاء النبی لکھنے والے ہیں علامہ الازہری

قیصرِ روم اپنے ناپاک عزائم کو عملی جامہ نہ پہنا سکا

قیصرِ روم کو اس مہم کے سبب ہو گیا جب یہ معلوم محبوبِ رب
اور سب پاسبانانِ زہد و ورع خوب تیار ہیں کرنے کو اک دفاع
حق کی تحریک تحریکِ اسلام کا مرکزِ دین و ایمان و اسلام کا
اس لیے عزم کو اپنے روبہ عمل لا نہ پایا کبھی اب وہ مردِ خجل

بھیگی بلی بنا دبکا بیٹھا رہا اپنی ہی سرحدوں کے میاں بے حیا

حتیٰ کہ دورِ مابعد میں باخدا دورِ صدیق و فاروق میں برملا

اللہ کے شیروں نے اس کا تخت اور تاج سب لیا چھین مردانِ عالی مزاج

سلطنت آ گئی اس کی زیرِ نگیں اللہ کے بندوں کے ایک دن بالیقیں

شہرِ خوباں اور کوہِ جنت پر پہلی نظر

کہتے ہیں جابر اور کچھ صحابہ دِگر غزوہ ہذا سے جب رہروانِ ظفر

لوٹے اور پہنچے شہرِ نبی کے قریب رب کے محبوب کی بندگانِ منیب

اللہ کے فضل سے اب پڑی جو نظر جاں نثاران و عشاقِ خیرالبشر

شہرِ خوباں کے نوری مکانات پر رشکِ خلد بریں ان محلات پر

فرطِ جذبات میں آپ نے یوں کہا ہٰذہٖ طابۃٌ ' رہروانِ وفا

شہرِ پاکیزہ ہے میرا پیارا نگر اس نگر میں مجھے رب نے ہی خاص کر

لا بسایا ہے اور اس کی خوبی ہے یہ بندوں سے خبث کو دور کرتا ہے یہ

اس طرح جیسے کر دیتا ہے تارکول لوہے سے زنگ کو' یہ کریمانہ بول

رب کے محبوب کے بندگانِ متیں جب سنے ہوں گے عشاق نے بالیقیں

سب گئے ہوں گے اپنی سعادت پہ جھوم اپنی خوش بختی پہ اور کرامت پہ جھوم

ایسے ہی احد پر آپ کی خاص کر اب پڑی دوستو جونہی پہلی نظر

نطق فرما ہوئے سرورِ انبیاء یہ احد ہے احد پیکرانِ صفا

کرتا ہے ساتھ شدت کے ہم سے جو پیار ہم بھی کرتے ہیں اس کوہ جنت سے پیار

مدینہ طیبہ میں سرورِ انبیاء کا والہانہ استقبال اور گلہائے عقیدت

ہے حدیث بخاری میں یہ درج بھی ایسے ہی دوسری کچھ کتابوں میں بھی
کہتے ہیں حق نگر سائب ابن یزید آئے واپس مدینے جو نبیؐ سعید
میں بھی شامل تھا ان بچوں میں باورع آئے تھے جو چلے سارے ثنیہ وداع
پیشِ محبوبِ رب چاہتوں کے خراج کرنے کے واسطے سامعیں خوش مزاج
میں نے دیکھا کہ سرکار خیرالوریٰ جونہی داخل ہوئے شہر میں باخدا
عورتیں بچیاں بچے آئے نکل گیت گاتے ہوئے خوشیوں کے بے بدل
سب کے لب پر تھے نغمات سرکار کے گا رہے تھے جنھیں جان و دل وارتے
کچھ خواتیں گھروں کی چھتوں پر کھڑی امتنان و سعادت کے زینے چڑھی
گائے جاتی تھیں اشعارِ رفعت نشاں در ثنائے نبیؐ رحمتِ دو جہاں

مسجد نبوی میں محفل نعت

نبیؐ رحمت لقب رب کے محبوب کا بندگانِ صفا یہ بھی معمول تھا
واپس آتے کسی غزوے سے آپ جب داخل ہوتے نہ گھر بلکہ رحمت لقب
لاتے تشریف مسجد میں کرتے ادا نفل دو شکر کے بندگانِ صفا
حسبِ معمول سرکار خیرالوریٰ کر چکے رب کے گھر جب نوافل ادا
پیشِ خدمت ہوئے عم حضرت عباس عرض پیرا ہوئے بندۂ حق شناس
لکھا ہے اک قصیدہ بفضلِ خدا آپ کی مدح میں میں نے خیرالوریٰ
ہو اجازت تو خدمت میں خیرالوریٰ پیش اپنی کروں کاوشِ دلربا
نطق فرما ہوئے رحمتِ عالمیں کیجیے پیش عم کاوشِ دلنشیں

آپ کا مولا رکھے سلامت دہن   آئے نزدیک نہ درد و رنج و محن
پڑھی عباس نے بندگانِ خدا   کشتگانِ صفا پیکرانِ وفا
نعت اک وجد انگیز اور دلربا   لاؤ چشم تصور میں تم اب ذرا
مملوئے نور وہ منظرِ دلنشیں   جب ہوئی منعقد محفل اک بہتریں
مسجد نبوی میں رحمتِ عالماں   صدرِ مجلس تھے خود ملتِ خوش عناں
جبکہ تھے سامعیں پیارے اصحاب سب   سچے عشاق مردانِ نایاب سب
چند اشعار کا ترجمہ آپ بھی   باادب سنیے اے عاشقانِ نبی
آ سکے علم میں تاکہ یہ آپ کے   رب کے محبوب کے وہ جو اصحاب تھے
کس طرح ذوق وشوق اور محبت کے ساتھ   کس طرح اہتمام اور عقیدت کے ساتھ
کرتے اور سنتے تھے مداح سرکار کی   پڑھتے تھے نعتیں نبیوں کے سردار کی
کس طرح تذکرہ نوری میلاد کا   تھے کیا کرتے وہ بندگانِ صفا
اور مناقب بھی سرکار خیرالبشر   نبیٔ رحمت کے اے بندگانِ ہنر
تھے بیاں کرتے وہ عاشقانِ نبی   اے میرے ہمسفر دین حق کے ولی
آپ بھی ترجمہ چند اشعار کا   سن کے دیجیے ذرا قلب و جاں کو غذا
پایئے ذوق اور عشق و مستی کے جام   سنیۓ عباس سے نعتِ خیرالانام

حضرت عباسؓ کا نذرانۂ عقیدت

اے رسولِ خدا رب کے پیارے نبی   دنیا میں جب ولادت ہوئی آپ کی
نور سے آپ کے ہو گئی بالیقیں   شرق تا غرب ہر سمت روشن زمیں
آسماں کے کنارے بھی سرکار کے   جلوۂ نور سے جگمگانے لگے

آپ کے نور کی روشنی میں ہی ہم ہیں کیے جا رہے طے خدا کی قسم
راستے رشد کے شاہِ ہر دو سرا سرورِ سروراں خاتم الانبیاء
آگ کا جو الاؤ ابوالانبیاء کے لیے تھا گیا ایک روشن کیا
دے سکا نہ انھیں ذرہ بھر وہ ضرر کیونکہ تھا صلب میں ان کی خیرالبشر
آپ کا نورِ اقدس بفضلِ خدا والیٔ انس و جاں حامیٔ دو سرا
اے حبیب خدا آپ کے نور کے صلب میں ان کی موجود ہوتے ہوئے
ان کو دے سکتی وہ آتش پُروبال اک ضرر تھی بھلا اس میں کب یہ مجال

مسجد ضرار کا انہدام

اہل ایمان کے خلاف منافقین کی ایک گھناؤنی سازش

دین کے پردے میں اک گروہِ ناپاک چاہتا تھا جو کر ڈالنا چاک چاک
اہلِ اسلام کا دامنِ اتحاد دام اس نے بچھایا عجب پرفساد
ایک مسجد بنائی قبا کے قریب لایا جس کے لیے یہ دلیلِ عجیب
کہ وہ افراد جو سرما کی رات میں عذر و بیماری آندھی یا برسات میں
جا نہیں سکتے کرنے نمازیں ادا مسجد نبوی میں بندگانِ خدا
پڑھ لیا وہ کریں گے نمازیں یہاں ان کو مل جائے گی اک سہولت یہاں

سازش مذکورہ کا مکروہ ترین کردار اور اس کے دعوے

یاد تو ہو گا اے سامعینِ کرام آپ کو فتنہ گر ابو عامر کا نام
تذکرہ جس کا تفصیل سے تھا ہوا غزوۂ احد میں بندگانِ صفا
مفسد و فتنہ ساماں یہ مردِ لعیں بن کے اعدائے حق کا ظہیر و معیں

موذی لڑتا رہا اہل حق کے خلاف　　آخری لمحے تک بات ہے صاف صاف

ساتھ ہوازن کے جب اہلِ ایمان کا　　فیصلہ کُن ہوا دوستو معرکہ

ہو کے مایوس یہ نامراد و شقی　　پہنچا جا روم اے عاشقانِ نبی

بھیجا پیغام موذی نے اشرار کو　　شر پسند ایک طبقۂ عیار کو

اہلِ اسلام کا دامنِ اتحاد　　کرنے کو چاک یہ بندگانِ فساد

تیز تر کر دیں سب اپنی سرگرمیاں　　ایک مسجد بنائیں الگ بے اماں

سادہ خو اہلِ ایماں کو مائل کریں　　جیسے تیسے بھی ہو ان کو قائل کریں

تاکہ آ کر پڑھیں وہ نمازیں یہاں　　دو قدم پہ ہے حاصل سہولت یہاں

اسی اثناء میں میں بندگانِ متیں　　لا کے روبہ عمل کاوشِ بہتریں

قیصر روم کو دوں گا شہ باخدا　　کہ وہ کر دے مدینے پہ حملہ بڑا

قیصرِ روم کا لشکرِ بدعناں　　دے گا ان لوگوں کو صدمۂ خونچکاں

بچ گئے زندہ جو ایسے اصحاب کو　　اک نئے دین کے داعی افراد کو

جنگی قیدی بنا کر براہِ وغا　　ساتھ لے جائے گا روم کا بادشاہ

مٹ کے رہ جائے گا فتنہ اسلام کا　　نام مٹ جائے گا دین و ایمان کا

مرکزِ فتنہ کی تعمیر اور اہلِ نفاق کی سرورِ انبیاء سے درخواست

مسجدِ ہذا جب بندگانِ صفا　　بن چکی تو اکابر سبھی اشقیاء

آئے سرکار کے پاس اور عرض کی　　ہم نے مسجد بنائی ہے رب کے نبی

ایسے افراد کے واسطے بالیقیں　　جو کسی وجہ سے رحمتِ عالمیں

جا نہیں سکتے کرنے نمازیں ادا　　مسجد نبوی میں سرور انبیاء

پڑھ لیا وہ کریں گے یہاں پر نماز اک سہولت سے ہو پائیں گے سرفراز
ہے یہ خواہش ہماری رسولِ خدا آپ تشریف مسجد میں لائیں ذرا
ہم فداکاروں کو آ پڑھائیں نماز اور دعا سے بھی اپنی کریں سرفراز
وقت تھا یہ وہ اے بندگانِ صفا کر رہے تھے تیاری شہِ انبیاء
اور سب اہلِ ایماں برائے تبوک اے میرے ہمسفر رہروانِ سلوک
ان کی دعوت پہ سرکار خیرالوریٰ نطق فرما ہوئے اس طرح برملا
اس سے تو ہیں ہم جا رہے بالیقیں اک مہم پہ بڑی سو یہ ممکن نہیں
چاہا اللہ نے تو ہو گی جب واپسی آئے گا پاس تم سب کے رب کا نبی
موقعٔ ہذا پر اپنے محبوب کو دونوں عالم کے بندۂ مرغوب کو
رکھا محفوظ اللہ نے سربسر اے میرے ہمسفر بندگانِ ہنر
جانے سے ایسی مسجد میں فتنہ فساد جس کی بنیاد تھی رب کے مخلص عباد

غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد منافقین کا سرورِ انبیاء سے دوبارہ رابطہ

غزوے سے ہو کے فارغ شہِ انبیاء آئے واپس جو اپنے وطن باخدا
آئے پھر سب روؤسائے اہلِ نفاق پاس سرکار کے زعمائے نفاق
اور کی عرض اے سرورِ انبیاء آئیں مسجد ہماری میں بہرِ عطا
حسبِ خواہش ہماری پڑھائیں نماز اور دعا سے بھی اپنی کریں سرفراز

مسجدِ ضرار کے بارے میں حکمِ ربانی

موقعہِ ہذا پہ بندگانِ ہنر کھل گئے برملا آسمانوں کے در
لائے پیغام روح القدس باخدا از رب العالمیں جانبِ مصطفےٰ

تا ابد نہ کھڑے ہونا خیرالوریٰ   اس میں البتہ مسجد وہ جس کی بنا
ہے گئی رکھی تقوے پہ ہی باخدا   پہلے ہی روز سے بندہ حق نما
رکھتی ہے حق یہ کہ سرور انبیاء   ہوں کھڑے اس میں آ کر بفضلِ خدا

مرکز فتنہ کا انہدام

واضح دو ٹوک فرمانِ رب العلیٰ   پا کے سرکار نے بندگانِ صفا
اب دیا حکم بعض اپنے اصحاب کو   کچھ خدا مست مردانِ نایاب کو
کر دیں مسجد کو وہ منہدم برملا   ملبہ دیں بعد ازاں اپنے ہاتھوں جلا
حسب فرمانِ سرکار خیرالبشر   کچھ فداکارِ رحماں گئے موقع پہ
کر دیا مرکز فتنہ کو منہدم   نذرِ آتش کیا ملبہ سب دم بدم
پہنچی انجام کو بندگانِ خدا   کاوشِ بدنما سازشِ اشقیاء

غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے والے افراد کا اعتذار

کہتے ہیں ابنِ عقبہ ' شہِ انبیاء   پہنچے جب طیبہ واپس بفضلِ خدا
لوگ نہ جا سکے غزوہ ہذا میں جو   تھے سبھی لوگ وہ حق نگر دوستو
رب کے محبوب کے پاس آنے لگے   نو بہ نو آ بہانے بنانے لگے
آپ نے اپنے اصحاب و احباب کو   سب خدا مست مردانِ نایاب کو
یہ دیا حکم کہ ایسے لوگوں کے ساتھ   نہ رکھیں رابطہ اور تعلق کا ہاتھ
جب تلک میں نہ دوں بندگانِ کمال   حکم کرنے کا ان سے تعلق بحال
زیرِ فرمانِ سرکار اصحاب نے   جنس کمیاب مردانِ نایاب نے
جب لیا توڑ ایسوں سے ہی رابطہ   رہ گئے بن کے عبرت سبھی اک دفعہ

حتیٰ کہ جاتا جب بیٹا والد کے پاس　　بھائی بھائی کے خاوند بیوی کے پاس
کرنے کو بات تک وہ نہ ہوتی تیار　　جاتی بن اجنبی بندگانِ ستار
کافی دن جب اسی طرح سے باخدا　　اب گئے بیت تو بندگانِ صفا
رہ گئی ہو کے تنگ ان سبھوں پر زمیں　　رکھتی تھی گرچہ اک وسعتِ بہتریں
پاس سرکار کے لوگ یہ بار بار　　اب رہے آتے کرتے رہے اعتذار
معذرت توبہ نو پیش کرتے رہے　　اپنے حالات پر دوش دھرتے رہے
قسمیں کھا کھا کے سرکار کو باخدا　　یہ یقیں اک دلاتے رہے برملا
کہ وہ مجبور تھے اپنے حالات سے　　اس لیے آپ کے ساتھ جا نہ سکے
رحم کھاتے ہوئے ایسے اشخاص پر　　رب کے محبوب نے بندگانِ ہنر
اب انھیں معاف کر ہی دیا ایک دن　　مٹ گیا ان کی خفت کا رنج ایک دن

بلا عذر شریک نہ ہونے والے بعض اہلِ ایمان کا خود احتسابی پر مبنی اقدام

عذر بن غزوۂ ہذا میں بالیقیں　　جو نہ شامل ہوئے بندگانِ متیں
رب کے محبوب کے مخلص و جاں نثار　　مومنین سچے بافضلِ پروردگار
داستان ان کی ہے ایک نہایت عجیب　　عبرت آموز بھی بندگانِ مجیب
زمرۂ ہذا میں حق نگر دوستو　　آتے ہیں خیر سے اہلِ ایمان جو
ان کی تعداد دس تھی خدا کی قسم　　جن میں سے سات نے عاشقانِ حرم
کیا کیا جیسے ہی رب کے پیارے نبی　　پہنچے غزوے سے واپس دیارِ نبی
ہو کے شرمندہ مسجد میں بہرِ سزا　　باندھ ہمرہ ستونوں کے خود کو لیا

حضرت ابولبابہؓ اور ان کے ساتھیوں کا عہد

پاس سے ان کے محبوبِ رب العلیٰ　اب جونہی گزرے پوچھا اے اہل صفا
کون ہیں لوگ یہ اور انھوں نے کیوں　رکھا ہے باندھ اجسام کو اپنے یوں
عرض پیرا ہوئے آپ کے جاں نثار　شاہِ کونین محبوبِ پروردگار
بُو لبابہ ہیں اور ان کے احباب یہ　جو نہیں جا سکے حالیہ غزوے پہ
دینے کے واسطے خود کو گویا سزا　ہے انھوں نے کیا یہ رسولِ خدا
عہد ہے ان کا یہ ' خاتم الانبیاء　جب تلک ان کو کھولیں گے نہ باخدا
کھولیں گے آپ اپنے کو نہ یہ کبھی　عہد پہ اپنے قائم رہیں گے سبھی

سرورانبیاء کا اظہار ناراضگی اور سخت موقف

سن کے قول ان کا سرکار خیرالوریٰ　ایسے گویا ہوئے بندگانِ صفا
قسم اللہ کی نہ تو کھولوں گا میں　ان کو اور ساتھ نہ ان کے بولوں گا میں
عذر تسلیم کرتے ہوئے برملا　ان سبھی لوگوں کا حتیٰ کہ خود خدا
حکم دے ان کی آزادی کا بالیقیں　لوگ ہیں یہ وہ اے بندگانِ متیں
جنھوں نے حکم سے میرے ہے باخدا　موڑا رخ اور غزوے میں اہلِ صفا
اہل حق کے نہیں پائے بن ہمسفر　جب سنا انھوں نے بندگانِ ہنر
مبنی برسرزنش قولِ خیرالوریٰ　سب لگے کہنے یوں بندگانِ خدا
اس سے تک رہیں گے بندھے سارے ہم　جب تلک کھولے نہ ربِ شاہِ امم

قبولیتِ توبہ کی قرآنی نوید

حال پہ ان کے اے بندگانِ صفا　ربِ ذیشان کو رحم آ ہی گیا

اور نازل کیا ایک فرمانِ خاص بابت ان لوگوں کی ملت حق شناس
لوگ ہیں ایسے کچھ جنھوں نے اعتراف ہے لیا کر گناہوں کا اک صاف صاف
ہیں ملا بیٹھے اعمال یہ بہتریں بندے ناداں برے کاموں میں بالیقیں
حق تعالیٰ سے امید ہے اے رسول ان کی توبہ کرے گا یقیناً قبول
بالیقیں وہ جو ہے صاحب مغفرت رحم فرمانا بھی جس کی ہے اک صفت

سرورانبیاء ﷺ کا فرمانِ رہائی اورابولبانہ رضی اللہ عنہ کا عاشقانہ اصرار

جب ہوا نازل اے بندگانِ خدا حکم مذکورہ تو سرورِ انبیاء
حامیٔ انس و جاں نے روانہ کیا اک فداکار کو اور کہا برملا
کھول دو ان سبھوں کو بنامِ خدا حسبِ فرمان وہ بندۂ باصفا
جب گئے دوستو بولبانہ کے پاس اس سے گویا ہوئے بندۂ حق شناس
مجھ کو کھولیں گے تو بس شہِ انبیاء ماسوا ان کے اے بندۂ باصفا
کوئی سکتا نہیں ہاتھ مجھ کو لگا میرے نزدیک آؤ نہ تم باخدا
ایک عاشق کا یہ عاشقانہ پیام پہنچا جب لائے تشریف خیرالانام
اپنے ہاتھوں کیا آ کے اس کو رہا ہو گئی پوری یوں خواہش دلربا
آپ کے لاڈلے اس فدا کار کی اپنی غلطی پہ تائب وفا دار کی

عاشقِ مصطفےٰ ﷺ کا عزمِ صدقہ اور حضور ﷺ کا فرمانِ ذیشان

ہونے کے بعد آزاد یہ حق نگر اب گئے سیدھے گھر بندگانِ ہنر
مال و زر سارا اور سارا مال و متاع کر دیا پیش اے رہروانِ ورع
لا کے خدمت میں سرکار کی بالیقیں ساتھ ہی عرض کی رحمتِ عالمیں

سرورِ سروراں خاتم الانبیاء دیجیے صدقہ کر مال یہ باخدا
اور دعا کیجیے مغفرت کے لیے مجھ سے خاطی گنہ گار کے واسطے
نطق فرما ہوئے رب کے پیارے رسول میں نہیں سکتا کر مال تیرا قبول
کیونکہ اس بارے میں واضح و برملا حکم مجھ کو نہیں بندۂ باصفا

بارگاہ خداوندی میں ہدیۂ اخلاص کی قبولیت

موقعِ ہذا پر بندگانِ صفا حکم نازل ہوا اس طرح برملا
اے میرے منتخب بندے پیارے رسول کیجیے ان کے مالوں سے صدقہ قبول
کرنے کو پاک انھیں بندۂ حق نما کرنے کو تزکیہ ان کے اموال کا
نیز کر دیں دعا بھی سبھوں کے لیے • کیونکہ ہے وجہِ تسکین ان کے لیے
یہ دعا آپ کی اے رسولِ خدا بالیقیں اللہ ہے سنتا اور جانتا

صحابہ کرامؓ کا ایک منفرد اعزاز اور یکتا مقام

اللہ اللہ وہ تھے جو صحابہ کرام کتنے خوش بخت تھے اور عالی مقام
جن کی اصلاح اور تربیہ کے لیے جن کی تطہیر اور تزکیہ کے لیے
ان میں موجود تھے انبیاء کے امام اور اترتا تھا دن رات رب کا کلام
صحبتِ مصطفٰے اور کلامِ خدا نور تھے جن کے دو ہادی و رہنما
خاص لطف و کرم اللہ کا باخدا جن کو حاصل رہا صدقۂ مصطفٰے
ان خدا مست مردانِ نایاب کی رب کے محبوب کے پیارے اصحاب کی
عظمتوں کا نہیں کچھ شمار و حساب اس لیے ہی تو ہے خود رسالتمآب
نبیٔ رحمت نے فرمایا یہ برملا یہ صحابہ میرے بندگانِ صفا

مثل ہیں سب ستاروں کی اور اقتدا   کر لی جس کی بھی تم نے براہِ خدا
پا گئے تم ہدایت خدا کی قسم   دم بدم یم بہ یم اور قدم بہ قدم

بقیہ تین صحابہؓ کا معاملہ جو ایک عرصہ تک زیرِ التواء رہا

دس میں سے تین تھے بندگانِ خدا   جنھوں نے خود کو باندھا نہ تھا برملا
مسجدِ نبوی میں یوں ستونوں کے ساتھ   مسئلہ ان کا اے سامعیں خوش صفات
ایک عرصہ تلک التواء میں رہا   جانتے نہ تھے یہ بندگانِ خدا
ہو گا انجام کیا ان خطاکاروں کا   ہو گی ان کو سزا یا کہ در توبہ کا
واسطے ان کے کھولے گا ربِ متیں   تھے تذبذب میں یہ بندگانِ حزیں
کہ ہوئی بالاخیر ان کی توبہ قبول   بعد اک عرصہ کے عاشقانِ رسول

توبۂ کعب کی داستانِ عجیب

داستاں کعب و مرارہ حضرت ہلال   تینوں اصحاب کی بندگانِ کمال
ہے نہایت عجیب اور سب سے جدا   رکھتی سامانِ عبرت بھی ہے بے بہا
روشنی میں حدیثِ بخاری کی ہم   ہیں لگے کرنے اس کو بیاں دم بدم
حضرتِ کعب کے اپنے الفاظ میں   ان کے پیرائے اور ان کے انداز میں
کہتے ہیں کعب یوں بندگانِ خدا   کشتگانِ صفا پیکرانِ وفا
رب کے محبوب نے اپنے اصحاب کو   اپنے عشاق مردانِ نایاب کو
جب دیا حکم تیاری کا باخدا   غزوۂ ہذا کے واسطے برملا
ان دنوں صدقۂ رحمتِ عالماں   میں تھا خوشحال اور خوب آسودہ جاں
اونٹ بھی رکھتا تھا دو برائے سفر   تھی کمی نہ کوئی بندگانِ ہنر

رب کے محبوب نے اپنے اصحاب کو تھا دیا پیشگی یہ بتا دوستو
کہ مہم ہو گی یہ اک کٹھن اور کبیر اور درکار بھی ہو گا مالِ کثیر
اس لیے اہل حق کر لیں تیاریاں خوب اچھی طرح سب کے سب بے گماں

جن دِنوں لشکرِ اسلام روانہ ہوا

جب روانہ ہوئے سرورِ انبیاء غزوہ کے واسطے بندگانِ صفا
پک چکے تھے ثمر سارے گرمی شدید کر رہی تھی سبھی کے پسینے کشید
لوگ سایوں میں اے بندگانِ وقار اپنے باغات کے دن رہے تھے گزار
دن جمعرات کا تھا بفضلِ خدا جب روانہ ہوا لشکر اسلام کا
کر کے قربان سب اپنا آرام و عیش تھے روانہ ہوئے اہل ایماں کے جیش

کعبؓ کا عزمِ تیاری اور غفلت کا کرشمہ

جب تھے مصروف تیاریوں میں سبھی جاں نثارانِ حق عاشقانِ نبی
میں بھی گھر سے روانہ ہوا باخدا اس ارادے سے کہ بندگانِ صفا
جس قدر زادِ راہ ہے برائے سفر مجھ کو درکار وہ سب کا سب خاص کر
لوں خرید اور معیت میں سرکار کی نبیؑ رحمت لقب شاہِ ابرار کی
طے کروں یہ سعادت نشاں اِک سفر پاؤں خوشنودیٔ مالک بحر و بر
دن مگر سارا ہی بندگانِ خدا میرا بس ایسے ویسے گزر ہی گیا
میں رہا الجھا ہی در امورِ دگر پا سکا نہ مگر فرصتِ لحہ بھر
واسطے کارِ ہذا کے جب باخدا سوچا کہ کل بہر طور جو کچھ ہوا
جا کے بازار سے اب میں لوں گا خرید ہر ضرورت کی شے بندگانِ معید

اگلے دن نکلا پھر اس ارادے کے ساتھ لے کے نقدی ضرورت کی میں اپنے ہاتھ
پا سکا نہ مگر فرصتِ دو گھڑی واسطے کارِ ہٰذا کے پیارے اخی
دن پہ دن اب گزرتے گئے باخدا حتیٰ کہ آ گیا دن جمعرات کا
کاروانِ سعادت بفضلِ خدا سوئے منزل روانہ ہوا برملا

غفلت کا انجام سفرِ سعادت سے محرومی

پھر بھی یہ سوچ کر سوچ اک باخدا میں نے بہلایا دل اپنے کو برملا
تو پریشاں نہ ہو بندۂ حق نگر ایک دو یوم میں لے گا تیاری کر
رکھتا ہے پاس تو اونٹ اک تیز گام جس کے ذریعہ سے صدقۂ خیرالانام
چند ہی یوم میں لے گا لشکر کو پا سرخرو ہو گا در بارِ خیرالوریٰ
دن گزرتے گئے ایسے ہی باخدا بندگانِ صفا پیکرانِ وفا
میں رہا الجھا ہی در امورِ دگر پا سکا نہ مگر فرصتِ لمحہ بھر
تب میرے دل میں پیدا ہوا یہ خیال دور اب تو بہت لشکرِ خوش خصال
جا چکا ہو گا اس واسطے بالیقیں ہو گا جا ملنا اک امرِ مشکل تریں
اس لیے کر دیا ترک میں نے خیال غزوے میں جانے کا بندگانِ کمال

پیچھے رہ جانے والے کون تھے

میں جو بازار میں اب نکلتا کبھی مجھ کو آتا نظر نہ وہاں کوئی بھی
اہلِ ایمان مخلص براہِ خدا تھے منافق سبھی یا وہ اہلِ صفا
لولے لنگڑے تھے جو یا کہ معذور تھے اندھے بہرے تھے یا سخت مجبور تھے
دیکھ کر یہ مناظر خدا کی قسم ٹوٹتے مجھ پہ شام و سحر کوہِ غم

اپنی حرماں نصیبی پہ میں باخدا　روتا تھا دل ہی دل میں یہ کیا ہو گیا
رب کے محبوب نے بھی درونِ سفر　نہ مجھے یاد فرمایا جب حق نگر
پہنچے منزل پہ اے بندگانِ خدا　ایک دن رب کے محبوب نے برملا
اب مجھے یاد کرتے ہوئے یہ کہا　کیا کیا کعب نے بندگانِ صفا

کعبؓ کی بابت دو احباب کی رائے اور سرورِ انبیاء کی خاموشی

بولے سرکار کے ایک مخلص غلام　نبیٔ رحمت لقب انبیاء کے امام
آ گئیں آڑے بس شالیں دو قیمتی　ڈال کے جن کو کاندھوں پہ رب کے نبی
رہتا ہے کیف میں ابنِ مالک مگن　دیکھ کر کاندھوں پہ شالوں کی وہ پھبن
پھرتا ہے رات دن گویا مسرور سا　ہے یہی اس کی غیر حاضری کی بنا
بیٹھے تھے پاسِ سرکار حضرت معاذ　یعنی ابنِ جبل بندۂ پاکباز
بولے ساتھی کو اپنے ہوئے ٹوکتے　واللہ کس طرح کی بات ہو کہہ رہے
بندۂ ایسا نہیں کعب اک باخدا　میں نہیں جانتا خیر کے ماسوا
بارے میں کعب کے میرے پیارے اخی　چپ رہے سن کے دونوں کی رب کے نبی

فریبِ نفس پر ضمیر کی بالادستی

کہتے ہیں کعب اے رہروانِ ورع　دن گزرتے گئے حتیٰ کہ اطلاع
یہ ملی مجھ کو کہ رحمتِ عالمیں　واپس ہیں آ رہے اب بفضلِ متیں
غم اور اندوہ نے بندگانِ کمال　رکھ دیا مجھ کو تو گویا کر کے نڈھال
اور لگا کرنے میں سامعیں حق شناس　عذر اور نو بہ نو اب بہانے تلاش
معذرت کے لیۓ واسطے اعتذار　دل ہی دل میں لگا کرنے فقرے تیار

مشورہ میں نے کچھ لوگوں سے بھی کیا　　گھڑ لیے عذر اپنے تیئیں بے بہا
جب ملی یہ خبر مجھ کو خیرالوریٰ　　واپس ہیں آ چکے بندگانِ خدا
مٹ گئے خود بخود سارے باطل خیال　　لوح سے قلب کی سامعیں خوش خصال
اور مجھ پہ حقیقت ہوئی باخدا　　واضح اچھی طرح بندگانِ صفا
کذب سے خود کو سکتا نہیں میں بچا　　اس لیے دل میں میں نے یہ طے کر لیا
بات سرکار سے بندگانِ متیں　　سچی ہی میں کروں گا بیاں بالیقیں
صدق ہی کر سکے گا میری یاوری　　کذب میں پنہاں ہے ایک رسوائی ہی

سرورِ کونین ﷺ کا مبارک معمول

تھا مہینہ یہ رمضان کا باخدا　　لائے تشریف جب خاتم الانبیاء
رب کے محبوب کا ایک معمول تھا　　آتے واپس کہیں سے جو خیرالوریٰ
پہلے مسجد میں کرتے دوگانہ ادا　　بعد ازاں رب کے محبوب، خیرالنساء
فاطمہ سے ملاقات کے واسطے　　جاتے گھر ان کے اور بعد ازاں خیر سے
تھے کیا کرتے دیدار سے بہرہ ور　　اپنی ازواج کو والیٔ بحر و بر
پھر ملاقات کے واسطے دم بدم　　لاتے تشریف مسجد میں شاہِ امم

بارگہِ مصطفویٰ ﷺ میں پیچھے رہ جانے والوں کی معذرتیں

صحنِ مسجد میں سرکار خیرالوریٰ　　جب ہوئے جلوہ افروز و جلوہ نما
لوگ جا نہ سکے غزوہ ہذا میں جو　　تھے سبھی لوگ وہ حق نگر دوستو
رب کے محبوب کے پاس آنے لگے　　تو بہ تو آ بہانے بنانے لگے
اسی کے لگ بھگ ان کی تعداد تھی　　لب پہ ہر ایک کے ایک ہی بات تھی

مجھ کو لاحق تھی اے رحمت عالماں ایک مجبوری بس یہ فلاں اور فلاں
ہو سکا جس بنا پر نہ میں ہمرکاب اہلِ ایمان کا اے رسالتمآب
رب کے محبوب عذرات ان کے قبول اب ہوئے کرتے اے بندگانِ اصول
کرتے بیعت انھیں اور دیتے دعا نیتیں کرتے ان کی سپردِ خدا

بارگہِ سرورِ کونین میں میری حاضری اور آپ کا اظہارِ ناراضگی

میں بھی باری پہ اپنی شہِ دوسرا نبیِٔ رحمت کی خدمت میں حاضر ہوا
دیکھ کر مجھ کو محبوبِ ربِ جہاں تھے اگرچہ ہوئے بھی تبسم کناں
مسکراہٹ میں لیکن جھلک خفگی کی مجھ کو آئی نظر عاشقانِ نبی
نطق فرما ہوئے مجھ سے خیرالوریٰ آگے آ جاؤ اے بندۂ کبریا
حسب فرمان میں بندگانِ صفا اب گیا بیٹھ قدمین میں باخدا
رب کے محبوب نے چہرۂ حق نگر اب لیا پھیر دوجی طرف خاص کر
میں نے کی عرض سرکار خیرالانام رب کے محبوب اور انبیاء کے امام
کس لیے چہرۂ والضحیٰ آپ نے ہے لیا پھیر یوں شاہِ لولاک نے
باخدا میں منافق نہیں باخدا نہ ہی دل میں میرے سرورِ انبیاء
پیدا شک یا کوئی وسوسہ ہے ہوا نہ پھرا ہوں عقیدے سے میں باخدا
بولے رحمت لقب خاتم الانبیاء رہ گئے پیچھے کیوں بندۂ کبریا
کیا سواری میسر نہ تھی اس گھڑی میں نے کی عرض اے رب کے پیارے نبی
تھی سواری میسر مجھے باخدا مسئلہ نہ کوئی مجھ کو درپیش تھا

رحمت اللعالمین ﷺ کی بارگاہ میں اظہارِ حقیقت

عرض پیرا ہوا میں بصد احترام　　نبیؑ رحمت لقب انبیاء کے امام

ہوتا میں بیٹھا گر اس سے باخدا　　روبرو بندۂ دنیا کے برملا

دیکھتے آپ سرکار خیرالانام　　کس طرح ساتھ اس کے میں کرتا کلام

آج لے کر فصیح اللسانی سے کام　　لیتا کر اے رسولِ خدا اس کو رام

ملکہ ہے مجھ کو حاصل بفضلِ خدا　　کرنے کا قائل اے سرورِ انبیاء

جانتا تھا مگر واسطہ ہے میرا　　ساتھ محبوبِ رب کے بفضلِ خدا

اس لیے کذب یا جھوٹ سے برملا　　اب لیا کام میں نے اگر باخدا

تو نہیں سکتا چل کام میرا کبھی　　ہو کے رہ جاؤں گا رو بروئے نبی

آج میں بے بھرم خوار اور بے وقار　　بے نوا بے شرف سر بسر شرمسار

کر دے گا بالیقیں مالک بحر و بر　　صورتِ حال سے آپ کو باخبر

اور اگر میں نے سرکار کو دی بتا　　بات ہے جو حقیقت میں خیرالوریٰ

ہوں گے تو گرچہ ناراض سرکار صاف　　لیکن امید ہے مجھ کو کر دے گا معاف

مالکِ خشک و تر اور رب آپ کا　　آپ کے صدقے میں شاہِ ہر دو سرا

ہے یہی بات سچ عذرِ غیر حاضری　　مجھ کو حاصل نہیں کچھ خدا کے نبی

ان دنوں جب کہ سرکار شاہِ امم　　نکلے شہرِ نبی سے برائے مہم

پہلے سے بڑھ کے میں صاحبِ مال تھا　　خوب آسودہ جاں اور خوشحال تھا

سرورانبیاء ﷺ کا فرمانِ ذیشان

سن کے عرضی میری اپنے اصحاب سے　　اپنے عشاق مردانِ نایاب سے

نطق فرما ہوئے سرورِ انبیاء　　کعب نے بات سچ سچ ہی دی ہے بتا
پھر کہا مجھ سے اے بندۂ باہنر　　اب چلے جاؤ خاموشی سے اپنے گھر
حتیٰ کہ بارے میں تیرے میرا اللہ　　آسمانوں پہ کر دے کوئی فیصلہ

بعض لوگوں کا مشورہ اوراس کے برعکس میری ثابت قدمی

مجلسِ نبوی سے دل لیے بے قرار　　جب روانہ ہوا گھر کو میں سوگوار
چل پڑے لوگ چند ایک پیچھے میرے　　اس طرح راہ میں مجھ سے کہنے لگے
ہے ہمیں علم کہ اس سے پہلے کبھی　　ایسی تقصیر تجھ سے نہ سرزد ہوئی
دیتے کر پیش جو عذر تم بھی کوئی　　جس طرح دوسروں نے کیا ہے ابھی
تجھ کو بھی دیتے کر سرورِ دیں معاف　　تیرے اعمال نامے بھی ہو جاتے صاف
لوگ میرے قبیلے کے بھی باخدا　　مجھ کو کرتے رہے سرزنش برملا
کس لیے عذر تم پیش کرتے نہیں　　اب کوئی نہ کوئی بندۂ دوربیں
حتیٰ کہ دل میں میرے بھی آیا خیال　　پیشِ سرکار پھر بندگانِ کمال
جاؤں ہو اور کروں عذر پیشِ نبی　　پھر یہ سوچا کروں گا نہ یکجا کبھی
دو گناہوں کو میں بندگانِ خدا　　ایک غیر حاضری دوسرے افترا
ایسا کرنا تو ہے ایک جرم مبیں　　فعلِ رسوائی اور اک خطا بدتریں
پوچھا جب میں نے کہ ہے کوئی دوسرا　　ساتھ جس کے یہی معاملہ تھا ہوا
اس طرح علم میں میرے لایا گیا　　اور بھی ایسے ہیں بندگانِ خدا
واسطے جن کے ہے آپ نے باخدا　　اب کیا جاری حکم ایسا ہی برملا
ہیں وہ مرارہ ابن ربیع اور ہلال　　تیرے جیسا ہی ان کو ہے درپیش حال

کہتے ہیں کعبؓ اے بندگانِ صفا — جب مجھے علم ہوا ان سے اس بات کا
تو میرے دل کو حاصل ہوا کچھ سکوں — سوچا ان لوگوں سے کیوں نہ جا کر ملوں

تمام اہل ایمان ہمارے لیے اجنبی بن گئے

شاہِ ابرار نے اپنے اصحاب کو — سب خدا مست مردانِ نایاب کو
دے دیا حکم کہ کوئی بھی نیک خو — نہ کرے ہم خطاکاروں سے گفتگو
ملتے ہی حکم سرکار خیرالوریٰ — سب کے سب اہل ایماں براہِ خدا
بن گئے غیر گویا ہمارے لیے — اجنبی ہو گئے سب ہمارے لیے
کرتا کوئی نہ ہم سے سلام و کلام — آتا نزدیک تک نہ کوئی نیک نام
ہو گئے دور سب بندگانِ خدا — اس طرح ہم سے اے رہروانِ وفا
جان پہچان تک جیسے حاصل نہیں — کوئی رشتہ تعلق بھی واصل نہیں
حتیٰ کہ شہر کے بام و دیوار بھی — لگ گئے لگنے ہم لوگوں کو اجنبی
راستے اور مکانات تک باخدا — گلیاں اور سب مقامات تک باخدا
سب کے سب اب تو لگنے لگے اجنبی — اجنبی اجنبی عاشقانِ نبی

ایک جان لیوا اندیشہ

ایک خدشہ جو اے بندگانِ خدا — مجھ کو اندر سے تھا کھائے ہی جا رہا
وہ یہ کہ ایسے حالات میں میں اگر — جاؤں مر جو کہیں بندگانِ ہنر
کر دیں انکار ہی نہ رسولِ خدا — خود پڑھانے سے ہی اب جنازہ میرا

ہماری حالتِ زار

اضطراری کی حالت میں راتیں پچاس — اب گئیں بیت اے ملتِ حق شناس

ساتھی دو میرے مرارہ حضرت ہلال　　دونوں کا تھا عجب قیل و قال اور حال
روتے تھے رات دن دونوں شام و سحر　　قید تنہائی میں بیٹھ کر اپنے گھر
چونکہ میں دونوں سے رب کے مخلص عباد　　عمر میں کم تھا ہمت میں قدرے زیاد
اس لیے آتا مسجد میں پڑھنے صلوٰۃ　　جاتا بیٹھ آپ کے پاس بعد از صلوٰۃ

میں سرور انبیاء ﷺ کا چہرہ انور چوری چوری تکتا رہتا

کرتا پیش آپ کو جب بھی آ کر سلام　　تاڑتا رہتا کہ انبیاء کے امام
نبیِؐ رحمت کے لب نے بفضلِ متیں　　کی ہے اک جنبشِ خوشنما کہ نہیں
ایسے ہی ہو کے نزدیک پڑھتا صلوٰۃ　　رب کے محبوب کے ہوتا دن یا کہ رات
تکتا چوری چوری بندگانِ خدا　　رب کے محبوب کا چہرۂ والضحیٰ
میں بھی جب پڑھ رہا ہوتا اپنی صلوٰۃ　　دیکھا کرتے مجھے سرورِ کائنات
جونہی میری نظر بندگانِ صفا　　اٹھتی سرکار کی سمت خیرالوریٰ
پھیر لیتے وہیں چہرۂ والضحیٰ　　دوسری سمت میں خاتم الانبیاء
رب کے محبوب کی دلبرانہ ادا　　تھی حیات آفریں بالیقیں باخدا
ایک عاصی گنہگار کے واسطے　　مجھ سے آزردہ بیمار کے واسطے

حالت اضطراری میں ابوقتادہ سے ملاقات اور ایک سوال

لوگوں کی بے رُخی ہو گئی جب طویل　　جانگسل حد تک بندگانِ جلیل
پھاند کر گھر کی دیوار میں سربسر　　ایک دن پہنچا جا بوقتادہ کے گھر
بیٹے تھے میرے چچا کے جو باخدا　　میرے محبوب بھائی بفضلِ خدا
میں نے جا کر انھیں اب کیا جو سلام　　نہ انھوں نے جواباً کیا کچھ کلام

دیکھا نظریں اٹھا کر نہ جانب میری — جان پہچان تک گویائی نہ کبھی
میں نے کر کے ساجت کہا برملا — تم تو ہو جانتے بندۂ باصفا
کرتا ہوں میں خدا اس کے پیارے سے پیار — چپ رہے اب جو وہ بندۂ کردگار
میں نے دہرایا اک بار اپنا سوال — چپ رہے اب کے بھی بندۂ خوش خصال
تیسری مرتبہ پھر یہی جو سوال — اب کیا میں نے تو بندۂ خوش خصال
چپ رہے اور نہ کی بات مجھ سے کوئی — مرتبہ چوتھی جب عاشقانِ نبی
کر کے منت جو پوچھا براہِ خدا — میں نے ان سے انھوں نے بس اتنا کہا
جانتا ہے اسے اللہ ہی برملا — طور پر بہتر اور بعد رسولِ خدا
ان کی اس بات پر بندگانِ ہنر — ہو گئیں اشکوں سے چشمان تر
ٹپ ٹپ آنسو لگے گرنے میرے وہیں — بہرِ افسوس اے بندگانِ متیں

میری ابتلا کا نکتۂ عروج' ایک خوفناک ابلیسی سازش

ہو کے مغموم سا اور آزردہ دل — چل پڑا گھر کی جانب میں افسردہ دل
ایسے عالم میں اے بندگانِ ہنر — جب رہا تھا میں بازار سے اک گزر
میرے کانوں پڑی اک انوکھی صدا — تھا یہ نبطی کوئی بندۂ بے حیا
لے کے آیا تھا جو کچھ تجارت کا مال — بیچنے طیبہ میں بندۂ بدخصال
وہ ببانگ دہل یہ رہا تھا پکار — ہے کوئی ایسا بھی بندۂ کردگار
کعب کے بارے میں جو دے مجھ کو خبر — ہے وہ رہتا کہاں اس کا ہے کدھر
میں اسی اثنا میں پہنچا اس کے قریں — اے میرے محترم بندگانِ متیں
لوگوں نے یہ بتایا اسے برملا — ہے یہی شخص وہ بندۂ کبریا

رکھتے ہو جس کی تم جستجو باخدا — بارے میں جس کے تم دے رہے تھے صدا
لپکا میری طرف بندۂ بے حیا — اور غسان کے والی کا بدنما
اک دیا خط مجھے ' بندگانِ متیں — جس میں لکھا تھا اس نے بالفاظِ ایں
میں نے پائی ہے کچھ اس طرح کی خبر — بارے میں تیرے اے بندۂ باہنر
تیرے صاحب نے تجھ پہ کیا ہے ستم — ہے جفا تجھ سے کی اور تجھے دے کے غم
حلقۂ خاص تک سے دیا ہے نکال — رکھے ملک ایسے میں نہ تجھے ذوالجلال
جس میں کی جاتی ہے ابنِ مالک اخی — ایک توہین تجھ جیسے انسان کی
ایسے حالات میں اب جو چاہو اگر — سکتے ہو آ میرے پاس تم بے خطر
رکھا جائے گا یاں بندۂ خوش لحاظ — تیری توقیر کا پورا پورا لحاظ

ابتلا و آزمائش کا جانکاہ مرحلہ

دیکھتے ہی میں مکتوب یہ بدنما — رہ گیا ہو کے مبہوت سا باخدا
سوچا کہ پہلے ہی ابتلا کیا تھی کم — کہ گرا اب نیا ایک کوہِ الم
میری حرماں نصیبی کی یہ داستاں — آن پہنچی ہے اس موڑ تک بے گماں
اب لگے رکھنے ہیں سرغنے کفر کے — مجھ سے امید یہ پیشرو شرک کے
یعنی اس ادنیٰ سی بات پر ناگہاں — چھوڑ کر دامنِ رحمتِ عالماں
آ کے مل جاؤں گا ان شیاطین سے — عالمِ کفر کے ان اساطین سے
شخصِ مذکور کو بندگانِ وہاب — نہ دیا میں نے غصے میں کوئی جواب
خط کو البتہ میں نے دیا اک تنور — جلتے میں پھینک فوراً بفضلِ صبور
پہنچی انجام کو سازشِ بدتریں — عالمِ کفر کی کاوشِ بدتریں

بارگہِ سرورِ کونین ﷺ میں حاضری اور عرضداشت

خدمت شاہِ کونین میں ایک بار پھر ہوا پیش میں لے کے دل سوگوار
عرض کی' آپ نے خاتم الانبیاء ہے لیا پھیر چہرہ تو خیرالوریٰ
اس انجام تک آن پہنچی ہے بات اب مجھے سر غنے کفر کے بدصفات
دام تزویر میں لانے کی برملا ہیں لگے کرنے اک جرأتِ بدنما

سرورِ انبیاء ﷺ کی جانب سے ایک اور تادیبی حکم

کہتے ہیں کعب اے بندگانِ سعید اب گئیں بیت چالیس راتیں مزید
دیکھا میں نے کہ آقا کا پیغام بر ہے چلا آ رہا سمت میری ادھر
یہ خزیمہ تھے بندۂ صدق و صفا لے کے خاص ایک پیغام خیرالوریٰ
تھے گئے جو ہلال اور مرارہ کے پاس بندۂ حق نگر آئے میرے بھی پاس
مجھ سے گویا ہوئے آ کے یوں باخدا دیتے ہیں حکم تجھ کو رسولِ خدا
کہ رہو اپنی زوجہ سے تم دور دور میں نے پوچھا اے بندۂ ربِ صبور
حکمِ سرکار کیا ہے کہ دیدوں طلاق تاکہ ہر حال ہو جائے حتمی فراق
اس طرح بولے وہ بندۂ حق نگر حکمِ محبوب رب ہے فقط اس قدر
کہ رہیں دور ان سے نہ جائیں قریب ایسا ہی ایک پیغام رب کے حبیب
نبیٔ آخر نے ان دونوں کو برملا آج بھجوا دیا ہے براہِ خدا
جاری رکھتے ہوئے رہوارِ کلام کہتے ہیں کعب اے سامعینِ کرام
بیوی کو میں نے پاس اپنے بھیجا بلا اور کہا اس سے اے بی بیٔ باصفا
تم چلی جاؤ میکے کچھ عرصہ وہیں رکھو اپنی رہائش کہ رب متیں

اس کے دوران کر دے کوئی فیصلہ اپنے انجام کو پہنچے یہ مسئلہ

زوجہ ہلالؓ کی بارگہ نبوی میں حاضری اور سرور انبیاء کی خصوصی نوازش

کہتے ہیں کعب سے بندۂ ذوالجلال کہ گئیں بی بی' زوجۂ حضرت ہلال
ایک دن خدمتِ شاہِ ابرار میں رب کے محبوب کی عالی سرکار میں
عرض پیرا ہوئیں بی بیٔ خوش خصال سرور انبیاء میرا شوہر ہلال
ہے بہت بوڑھا اور اس کی بینائی بھی سخت کمزور ہے رب کے پیارے نبی
واسطے اس کی خدمت کے خیرالوریٰ کوئی خادم بھی حاضر نہیں باخدا
ہو اجازت اگر بندۂ ذوالجلال کرلوں شوہر کی میں تھوڑی سی دیکھ بھال
بولے سرکار اے بی بیٔ حق نگر اتنا تو واسطے اس کے سکتی ہو کر
تاہم اس کو اجازت نہیں ہے کہ اب آئے نزدیک تیرے کسی اور سبب
عرض پیرا ہوئیں آپ کی جاں نثار نبیٔ رحمت لقب سرورِ نامدار
جب سے پھیری ہے اے بادشاہِ امم آپ نے میرے شوہر سے چشمِ کرم
دن ہو یا رات ہو بندۂ سوگوار روتا ہی رہتا ہے وہ تو زار و قطار
ہوش تک اس کو حاصل نہیں باخدا اب کسی شے کا بھی سرورِ انبیاء

میرے اہل خانہ کا مشورہ اور میرا ان سے عدمِ اتفاق

جاری رکھتے ہوئے راہوارِ کلام کہتے ہیں اس طرح سامعینِ کرام
حضرتِ کعب سے بندۂ باصفا اہل خانہ نے میرے مجھے بھی دیا
مشورہ یہ کہ تم بھی شہِ انبیاء نبیٔ رحمت سے کر لو طلب باخدا
جس طرح اذن زوجۂ حضرت ہلال بی بیٔ حق نگر نے بحدِ کمال

خود ہے حاصل کیا رب کے محبوب سے — دونوں عالم کے بندۂ مرغوب سے
میں نے ان سے کہا بندگانِ صفا — ایسا ہرگز کروں گا نہ میں باخدا
میں تنومند ہوں اور آسودہ جاں — سکتا ہوں کام کر اپنا خود بے گماں

قبولیتِ توبہ کا مژدۂ جانفزا

کہتے ہیں کعب اب بندگانِ سعید — راتیں دس جب گئیں بیت اس پہ مزید
گنتی پچاس کی اب جو پوری ہوئی — گزرا تھا تیسرا شب کا حصہ جونہی
کر لی مولا نے توبہ ہماری قبول — پہنچے جبریل در بارگاہِ رسول
لے کے آیاتِ قرآں بفضلِ خدا — سورۂ توبہ کی بندگانِ صفا
معنی و مطلب ان نوری آیات کا — تھا کہ ان تینوں پر بھی براہِ عطا
حق تعالیٰ نے فرمائی اپنی نظر — ملتوی جن کا تھا فیصلہ خاص کر
حتیٰ کہ ان پہ تنگ ہو گئی تھی زمیں — رکھتی تھی گرچہ اک وسعتِ بہتریں
بن گئیں جانیں تنگ واسطے ان کے روگ — واسطے ان کے دونا ہوا ان کا سوگ
اور لیا جان بھی سب نے یہ برملا — کہ نہیں واسطے ان کے جائے پناہ
دنیا میں اب کہیں ماسوائے خدا — ہے وہی ذات اک ان کی مشکل کشا
تب ہوا مائل اللہ ان کی طرف — تاکہ یہ بھی پلٹ آئیں اس کی طرف
بالیقیں اللہ تو ہے تواب الرحیم — بالیقیں اللہ تو ہے تواب الرحیم

اک ندائے حسیں

داستاں جاری رکھتے ہوئے باخدا — اے میرے ہمسفر رہروانِ وفا
کہتے ہیں کعب یوں بندۂ پاکباز — پڑھ کے بیٹھا ہی تھا فجر کی میں نماز

چھت پہ اپنے مکاں کی کچھ افسردہ دل مضطرب بے قرار اور آزردہ دل
میرے کانوں پڑی اک ندائے حسیں ایک نوید حسیں اک صدائے حسیں
سلع کی سطح پر اونچا ہو کے کھڑا تھا رہا کوئی کہہ بندۂ باصفا
کعب بندۂ رب بندۂ خوش اصول تیری مولا نے کرلی ہے توبہ قبول
ہو مبارک تجھے یہ نویدِ حسیں ہو مبارک تجھے یہ نویدِ حسیں
سنتے ہی اپنی بابت نوید حسیں گر گیا سجدے میں شکر کے میں وہیں
شادمانی میں آنسو بھی آئے اُتر میری آنکھوں میں اے بندگانِ ہنر

وہ صحابہؓ جو یہ نویدِ حسیں لے کر کعبؓ و مرارہؓ اور ہلالؓ کے پاس گئے

سرورِ ہر دو عالم نے بعد از نماز جب کیا اپنے اصحاب کو سرفراز
اس نویدِ حسیں سے بفضلِ خدا دوڑے دوڑے گئے بندگانِ صفا
دینے اخواں کو اپنے نویدِ حسیں غم کے ماروں کو خوشخبریٔ بہتریں
کعب کو جس نے دی یہ بشارت حسیں یہ خبر روح پرور حیات آفریں
حمزہ تھا نام اس کا بفضلِ خدا نسبتِ اسلمی رکھتے تھے باصفا
نام سلکان تھا جس نے مرارہ کو دی خبر یہ حسیں حق نگر دوستو
تیسرے بھائی کی سمت لے کر نوید جو گئے حق نگر نام کے تھے سعید

اصحابِ نایاب کی طرف سے مبارکبادیاں اور جذباتی مناظر

جاری رکھتے ہوئے راہوارِ کلام کہتے ہیں یہ فداکارِ خیرالانام
سننے کے بعد میں یہ نویدِ حسیں یہ خبر روح پرور حیات آفریں
چل پڑا مسجد مصطفےٰ کی طرف رب کے محبوب خیرالوریٰ کی طرف

راہ میں رب کے محبوب کے جاں نثار　　فوج در فوج مجھ کو ملے بے شمار
ہر گلی کوچے میں اور ہر اک گام پر　　دی مبارک مجھے رب کے انعام پر
پہنچا جب مسجدِ نبوی میں باخدا　　میں نے دیکھا کہ اصحابِ خیرالوریٰ
بیٹھے تھے رب کے محبوب و مختار کے　　گرد اک نوری حلقہ بنائے ہوئے
دیکھ کر دوڑے میری طرف خندہ لب　　طلحہ اک عاشقِ مصطفیٰ ایں سبب
مجھ کو صد آفریں و مبارک کہا　　فرطِ جذبات میں بانہوں میں لے لیا

بارگہ سرورِ کونین ﷺ میں حاضری اور آپ کا فرمانِ ذیشان

پیشِ سرکار میں نے کیا جب سلام　　نطق فرما ہوئے انبیاء کے امام
ایسے عالم میں کہ چہرۂ مصطفیٰ　　تھا رہا فرطِ جذبات سے جگمگا
ہو مبارک تجھے بندۂ خوش عناں　　جب سے ماں نے تجھے دہر میں ہے جنا
واسطے تیرے گزرا نہیں بالیقیں　　دن کوئی اس سے بہتر بفضلِ متیں
میں نے کی عرض اے سرورِ سروراں　　یہ جو فرمان ہے رحمتِ عالماں
آپ سرکار کا نوری فرمان ہے　　یا کہ سرکار کے رب کا فرمان ہے
بولے سرکار اے بندۂ باصفا　　ہے یہ فرمان فرمانِ رب العلیٰ
سامنے حق کے اے بندۂ خوش کلام　　جب لیا صرف سچائی سے تو نے کام
اس نے بھی کر دی تصدیق اک برملا　　تیری سچائی کی بندۂ باصفا
کہتے ہیں کعب سے بندۂ دوربیں　　ہوتے مسرور جب رحمتِ عالمیں
آپ کا چہرۂ نوری اٹھتا چمک　　اس پہ ہوتی ہویدا نرالی دمک
دیکھ کر اس علامت کو ہی باخدا　　بھانپ لیتے تھے ہم شاہِ ارض و سما

خوب مسرور ہیں اور ہیں شادماں نبیِٔ رحمت لقب سرورِ عالماں

میرا عزمِ صدقہ اور سرورِ انبیاء ﷺ کی ہدایت

رب کے محبوب کی عالی سرکار میں خدمتِ اقدسِ شاہِ ابرار میں
اب ہوا لب کشا میں بصد احترام سرور سروراں انبیاء کے امام
آج میں اس خوشی میں بفضلِ خدا کرتا ہوں صدقہ سب مال راہِ خدا
نطق فرما ہوئے والیٔ بحر و بر رکھ لو کچھ مال خود بندۂ حق نگر
ہے یہی بات بہتر بفضلِ خدا واسطے تیرے بندۂ ربِ العلیٰ
میں نے کی عرض آدھا براہِ خدا کرتا ہوں صدقہ سرکار خیرالوریٰ
جس پہ گویا ہوئے سرورِ انبیاء یوں نہیں کعبؓ اے بندۂ باصفا
اب ہوا لب کشا میں بصد احترام کرتا ہوں تیسرا حصہ خیرالانام
جس پہ فرمایا ہاں بندۂ حق نگر تجھ پہ راضی رہے مالکِ بحر و بر
ایسا ہی ڈال کر تو بفضلِ خدا ہے یہی بات احسن براہِ خدا
جس پہ میں نے کہا سرورِ انبیاء سرورِ سروراں شاہِ ہر دو سرا
حصہ ہے میرا اموالِ خیبر میں جو رکھتا ہوں، ماسوا اس کے احوال جو
مِلک میں ہیں میری سب کے سب مال و زر کرتا ہوں صدقہ سرکار خیرالبشر

برکتِ صدق کا اعتراف اور آئندہ کے لیے اس پر کاربند رہنے کا عزم

پھر کہا میں نے خدمت میں سرکار کی نبیِٔ رحمت لقب شاہِ ابرار کی
سچ کی برکت سے ہوں میں ہوا سرخرو وعدہ کرتا ہوں سرکار کے روبرو
جب تلک رہتا ہوں میں بقیدِ حیات سچ ہی بولوں گا میں سرورِ کائنات

پھر کہا آپ کے اس فدا کار نے اللہ اور مصطفےٰ کے وفادار نے
بعد اس دن کے سمجھا ہے بالالتزام کذب اور جھوٹ کو میں نے فعلِ حرام
رب سے امید رکھتا ہوں یہ بالیقیں رکھے گا مجھ کو وہ تادمِ آخریں
اس سے محفوظ اے بندگانِ صفا فضل سے اپنے اور صدقۂ مصطفےٰ

ایمان کے بعد عطائے خاص

تھے کہا کرتے یہ بندۂ باصفا کعب سے عاشقِ مصطفےٰ برملا
بعد ایمان کے حق تعالیٰ نے جو مجھ پہ کی ہے عطا خاص اِک دوستو
وہ یہ کہ میں نے سرکار کے رُوبرو رب کے اور نبیؐ مختار کے رُوبرو
بولا سچ اور ہوا دوستو کامراں اور اگر میں نے بھی حلقۂ خوش عناں
دوسروں کی طرح کذب سے برملا لے لیا کام ہوتا بروئے جفا
ہو چکا ہوتا میں بھی ہلاک اس طرح سب ہوئے بندگانِ دغا جس طرح
تھے کہا کرتے یہ بھی بفضلِ خدا کعب سے حق نگر عاشقِ مصطفےٰ
جب ہوئی دوستو میری توبہ قبول اے میرے محترم بندگانِ اصول
فرط جذبات میں میں نے تھا لے لیا بوسۂ دستِ محبوبِ رب العلیٰ

وفودِ عرب کی آمد

قبائل عرب کو حق و باطل میں جاری کشمکش کے نتائج کا انتظار

وادیوں میں عرب کی بفضلِ خدا سالہا سال سے بندگانِ صفا
تھی رہی گونج جو دعوتِ دلنشیں خیر کی صدقۂ رحمتِ عالمیں

اس کی برکت سے اے بندگانِ حلیم رکھتے تھے لوگ جو ایک قلبِ سلیم
رفتہ رفتہ گئے ہوتے وہ بہرہ ور نعمتِ رشد سے بندگانِ ظفر
اکثریت قبائل کی تھی جو مصر اپنے اجداد کی اندھی تقلید پر
تھی وہ اس بات کی منتظر باخدا کہ جو ہے جاری اک کشمکش برملا
کفر اور اہلِ اسلام کے درمیاں خیر اور حزبِ شیطان کے درمیاں
آتا ہے سامنے اس کا انجام کیا اس عمل کا نکلتا نتیجہ ہے کیا

فتح مکہ کے بعد بارگہ نبوی میں قبائلی وفود کی شام وسحر آمد

فتح مکہ کی صورت میں فتحِ عظیم اہل ایماں کو صدقۂ نبیؐ کریم
ہو گئی اب جو حاصل بفضلِ خدا اے میرے ہمسفر رہروانِ وفا
اس نے اہل عرب کو دیا یہ پیام دعوتِ حق ہدایاتِ خیر الانام
تھوڑے ہی عرصے میں جائیں گی ہو محیط خطۂ ہذا پر اور سائے بسیط
کفر اور شرک کی رات کے بالیقیں جائیں گے ختم ہو بندگانِ متیں
اس بدیہی حقیقت کے پیشِ نظر وقت کی اس نصیحت کے زیرِ اثر
وارد ہونے لگے طالبوں کے وفود آئے دن طیبہ بافضلِ ربِ ودود
مرکز دین و ایمان پر باخدا پانے کو رشد کی نعمتِ بے بہا
جستجوئے حقیقت میں آنے لگے اب عرب بھر سے شام و سحر قافلے

طلب اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا

تھی طلب مختلف گرچہ ہر وفد کی تھی جداگانہ ہر اک کی تشنہ لبی
کوئی لایا عداوت سے لبریز دل کوئی رکھتا تھا سینے میں زرخیز دل

بن کے آیا کوئی معترض برملا　　کوئی بہرِ عقیدت بفضلِ خدا
کوئی پانے کو رشد اور روحانیت　　قلب و جاں کی جلاء اور نفسانیت
جیسی امراض سے پانے آیا نجات　　اور کوئی فقط دنیوی مشکلات
اور مسائل کی خاطر ہی حاضر ہوا　　خدمتِ شاہِ کونین میں باخدا
اللہ کے فضل سے بندگانِ ہنر　　ہے حقیقت یہ اک روشن و واضح تر
جس ارادے سے بھی کوئی راہِ خدا　　خدمتِ شاہِ دوراں میں حاضر ہوا
لوٹا واپس وہ لے کے ہی من کی مراد　　کامراں خندہ لب شادماں شادباد
ایسے سب وفدوں کی روئیدادِ حسیں　　گرچہ ہے اوّل آخر حیات آفریں
وجد انگیز روح پرور و دلربا　　مملوئے کیف و مستی بفضلِ خدا
تذکرہ لیکن ان میں سے چند ایک کا　　ہم کریں گے یہاں بندگانِ صفا
کوئی تفصیل کو پانا چاہے اگر　　عاشقِ مصطفٰے بندۂ حق نگر
وہ مطالعہ میں لائے ضیاء النبی　　لکھنے والے ہیں علامہ الازہری

وفدنجران

دور مکے سے ملکِ یمن کے قریں　　سات منزل پہ یہ خطۂ دلنشیں
واقع ہے جس میں آباد تھے بے حیا　　جنگجو لاکھ بھر بندگانِ وغا
رب کے محبوب نے اہل نجران کو　　تھا روانہ کیا نامہ اک دوستو
جس کے ذریعے سے دی ان کو اسلام کی　　دعوتِ دلربا دین و ایمان کی

اہلِ نجران کے نام مکتوبِ گرامی

لکھا جو آپ نے نامۂ دلربا　　تھا کچھ اس طرح اے بندگانِ صفا

ابراہیم و اسحاق اور یعقوب کے رب ذیشان کے معتبر نام سے
خط ہے یہ از طرف سرور انبیاء جانبِ اہلِ نجراں بفضلِ خدا
دیتا ہوں تم کو دعوت میں اس بات کی چھوڑ کر بندوں کو اللہ کی بندگی
اب کرو اہلِ نجران تم باخدا دوستی بھی اسی سے کرو تم سدا
کر دیا دعوتِ ہذا سے برملا تم نے انکار تو ہو گا کرنا ادا
جزیہ تم لوگوں کو اور اگر اس سے بھی تم نے رخ پھیرا تو جان لو یہ سبھی
فیصلہ ہو گا میدان میں باخدا ہم فریقین کے درمیاں برملا

دانشورانِ نجران کی مشاورت اور سرورِ انبیاء ﷺ کی بارگاہ میں وفد بھیجنے کا فیصلہ

نامہ سرکار کا حق نگر حق شناس پہنچا جب دوستو اہلِ نجراں کے پاس
پادری ان میں جو اک تھا سب سے بڑا مشورہ اہلِ دانش سے اس نے کیا
مشورہ سب کا تھا رہروانِ فلاح تجھ کو معلوم ہے خوب اچھی طرح
وعدہ ہے رب کا نسلِ خلیل اللہ میں ان کی اولاد آلِ ذبیح اللہ میں
بھیجے گا اک نبی حاملِ عز و جاہ ہے یہی وہ پیمبر بفضلِ الٰہ
مسئلہ دینی ہے چونکہ یہ بالیقیں اس لیے رائے اس میں کوئی بہتریں
دے نہیں سکتے ہم بندۂ باصفا آپ ہی رہنمائی کریں باخدا
سلسلہ ہذا میں اہلِ نجران کی بات ہے قوم کے دین و ایمان کی
ایک معمول تھا اہلِ نجران کا اس نصاریٰ کی بستیٔ ذیشان کا
مسئلہ ہوتا درپیش جب باخدا تھے بجاتے وہ ناقوس اک برملا

جاتے ہو مجتمع جس کی آواز پر　سارے چھوٹے بڑے بندگانِ ہنر
حسب معمول اے بندگانِ خدا　ایک ناقوس جو اب بجایا گیا
اس کی آواز پر ایک جمِ غفیر　ہو گیا مجتمع وادی میں بے نظیر
پادری نے پڑھا برسرِ اجتماع　نامہ سرکار کا رہروانِ ورع
رائے تھی سب کی کہ رب کے بندے کے پاس　جائے بھیجا ابھی وفد اک خوش سپاس
جو نتیجہ ہو. باہم ملاقات کا　اس کی رُو سے جائے کر لیا فیصلہ

وفد کی تشکیل اور اس کے اجزائے ترکیبی

ساٹھ افراد کا وفد اک بہتریں　پایا تشکیل اے بندگانِ متیں
جس میں شامل تھے چوٹی کے سب پادری　اہل دانش کی بھی تھی نمائندگی
وفد کا تھا ابو حارثہ رہنما　پادری جو تھا نجراں کا سب سے بڑا
کشورِ روم میں ہر طرف جا بجا　جتنی تھیں درسگاہیں میرے ہمنوا
ناظمِ اعلیٰ تھا سب کا وہ بالیقیں　فہم و دانش میں بھی طاق اور بہتریں

اعلیٰ سطحی وفد کی پست ذہنیتی اور سرورِ انبیاء ﷺ کی شانِ کریمی

وفدِ نجران اب بندگانِ صفا　پہنچا شہرِ نبی میں جونہی باخدا
کیا کیا وفد نے بندگانِ وقار　دے کے سفری لباس اپنا سارا اتار
کر لیا زیبِ تن فاخرانہ لباس　ریشمی خلعتیں پہنے مردم شناس
سب اراکیں مزین کیے انگلیاں　قیمتی پہنے طلائی انگوٹھیاں
نبوی مسجد میں داخل ہوئے باخدا　آتے ہی اہلِ نجران کے زعماء
جانب شرق رخ کر کے اپنی نماز　لگ گئے پڑھنے اے بندگانِ فراز

بعض نے روکنا چاہا جب برملا — آپ نے لیکن ان کو منع کر دیا

سرورِ کونین ﷺ کی شانِ بے نیازی

رو سے اپنے عقیدے کی جب وہ صلوٰۃ — پڑھ چکے تو سبھی سامعیں خوش صفات

آئے خدمت میں سرکار کی باخدا — اے میرے ہمسفر، رہروانِ وفا

عرضِ خدمت کیا اب جو ان کو سلام — چاہا سرکار کے ساتھ کرنا کلام

آپ نے لیکن اے ملتِ نیک خو — ساتھ ان کے نہ کی کوئی بھی گفتگو

آپ کی بے نیازی پہ حیرت زدہ — رہ گئے ہو کے وہ سب کے سب باخدا

زعمائے وفد کا عثمانؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے رابطہ

اہلِ نجران کے وفد کے زعماء — اے میرے ہمسفر بندگانِ صفا

پہنچے عثمان اور عبدالرحمٰن کے ہاں — رکھتے تھے ان سے دیرینہ رسمِ جہاں

سلسلے میں تجارت کے جو باخدا — جا کے دونوں سے گویا ہوئے برملا

پہنچا تھا ایک خطِ دعوتی باخدا — اہلِ نجران کو از طرف مصطفےٰ

آئے ہیں رو سے اس کی یہاں ہم سبھی — کرنے کو گفتگو اور باتیں کھلی

داعیِ دینِ حق نے کیا ہے کلام — ہم سے اور نہ دیا ہے جوابِ سلام

دو ہمیں مشورہ بندگانِ خدا — ایسے حالات میں اب کریں ہم تو کیا

رمز شناسِ رسول ﷺ کا مشورہ

لینے کو مشورہ اندریں سلسلہ — اے میرے ہمسفر بندگانِ الٰہ

دونوں اصحاب نے بندۂ باخشوع — یعنی حضرت علی سے کیا اب رجوع

وہ علی واقفِ رمز و سرِ رسول مظہر و پرتوِ رنگ و بوئے رسول
نطق آراء ہوا او مشیرانِ خاص ریشمی خلعتیں فاخرانہ لباس
اور سونے کی انگوٹھیاں دیں اتار وفدِ نجران کے باہنر شہسوار
سارے بارِ دگر روبروئے نبی جا کے دیں باادب باخشوع حاضری

دربارِ نبوی میں وفد کی باریابی اور سرورِ انبیاء کی طرف سے دعوتِ اسلام

مشورہ ہذا کی رو سے اب باخدا اے میرے ہمسفر رہروانِ وفا
اہلِ نجران نے پہنا سادہ لباس آ گئے باادب شاہِ دوراں کے پاس
پیش خدمت کیا عاجزانہ سلام نبیٔ رحمت نے بھی سامعینِ کرام
اب دیا اک جوابِ حسیں باخدا سلسلہ اب جو اک گفتگو کا چلا
آپ نے پیش کی دعوتِ دلربا ان کو اسلام کی بندگانِ صفا
جس پہ کہنے لگے وفد کے رہنما آپ کے آنے سے پہلے ہی باخدا
کر چکے ہیں قبول ہم تو اسلام کو حق پرستی کی رہ دین و ایمان کو
ان سے گویا ہوئے سرور انبیاء ہو رہے کر سبھی لوگ تم افترا
چیزیں ہیں تین جو تم کو اسلام سے ہیں رہی روک اس دینِ رحمان سے
لحمِ خنزیر اور بندگیٔ صلیب اللہ کی ابنیت کا عقیدہ عجیب

بعض اراکینِ وفد کی طرف سے بحثِ فضول

ایک روایت میں آیا ہے کچھ اس طرح بولا نجرانی اک آپ سے اس طرح
بیٹے ہیں اللہ کے عیسیٰ اک بالیقیں کیونکہ بن باپ ہیں بندۂ بہتریں
دوسرے نے کہا عیسیٰ ہیں اک خدا کیونکہ لاریب مردوں کو زندہ کیا

غیب کی خبریں دیں کوڑھیوں کو شفا انہوں نے کی عطا بندۂ باصفا
خاک کے ساختہ طائروں کو دیا پھونک کر روح عیسیٰ نے زندہ اڑا
باوجود ان کمالاتِ ذیشان کے آپ کا ہے عقیدہ کہ رحمٰن کے
بندے ہی تھے فقط عیسیٰؑ باصفا جس پہ گویا ہوئے سرورِ انبیاء
عیسیٰ بندے ہی تھے اللہ کے باصفا جن کو پیدا کیا اللہ نے برملا
کلمۂ کُن سے تھا جس کو پھونکا گیا بی بی مریم میں اے بندگانِ خدا

حزبِ نادان کی ہرزہ سرائی اور سرورِ انبیاء ﷺ کا درگزر

سن کے فرمانِ سرکار خیرالوریٰ بولے وہ سٹپٹا کے سبھی برملا
راضی ہوں گے نہ ہم آپ پر بالیقیں اس سے تک کہ اے بندۂ دوربیں
مانیں گے آپ نہ عیسیٰ کو اک خدا اور اگر سچے ہیں آپ تو باخدا
اب دکھائیں ہمیں بندہ ایسا کوئی ہوں کیے زندہ قبروں میں مردے کبھی
جس نے یا اندھوں کو کی ہوں آنکھیں عطا ہو دیا خاک کے پنچھیوں کو اڑا
سن کے ہرزہ سرائی ان انجانوں کی شہرِ خوباں کے نادان مہمانوں کی
چپ رہے رب کے محبوب خیرالوریٰ بھیجا پیغام اللہ نے برملا
دوستو اک ذریعے سے جبریل کے بے وقوفوں کی تردید کے واسطے

ایک استفسار اور ربِ محمد ﷺ کی طرف سے مسکت جواب

اہلِ نجران نے بندگانِ کمال پوچھا سرکار سے اک اہم یہ سوال
آپ کا بابت عیسیٰ عقیدہ ہے کیا ہم کو آگاہ تو کیجئے باخدا
ان سے گویا ہوئے یوں رسالتمآب پانے کے واسطے اس کا شافی جواب

آج کا دن کرو پاس میرے قیام ‏ ‏ دوں گا کل میں جواب اس کا بالالتزام

اگلے دن حق تعالیٰ نے نازل کیا ‏ ‏ اپنا فرمانِ ذیشان بر مصطفٰے

جس میں عیسیٰ کی بابت یہ واضح کیا ‏ ‏ کہ مثال ان کی ہے بندگانِ خدا

حق کے نزدیک آدم کی مانند ہی ‏ ‏ جن کی تخلیق مٹی سے تھی کی گئی

پھر جو فرمایا ہو جا تو وہ ہو گیا ‏ ‏ اللہ کے فضل سے بندگانِ خدا

بابت عیسیٰ کی ہے حق یہی بالیقیں ‏ ‏ رب کی جانب سے اے بندگانِ متیں

کرنے والوں میں شک ہو نہ جانا کہیں ‏ ‏ تم بھی جانا نہ بن ایسوں کے ہمنشیں

حزبِ نادان کی ہٹ دھرمی اور آیتِ مباہلہ کا نزول

باوجود اس کے یہ بندگانِ جفا ‏ ‏ جب رہے ضد پہ قائم بنے بے حیا

آئے روح القدس جانبِ مصطفٰے ‏ ‏ لے کے قرآن کی آیتِ دلربا

مشتمل بر مباہلہ بفضلِ خدا ‏ ‏ اس طرح جس کا معنی و مفہوم تھا

شخص جو آپ سے آ کے جھگڑا کرے ‏ ‏ اے رسولِ خدا بعد اس بات کے

جب چکا آپ کے پاس آ بالیقیں ‏ ‏ ایک علمِ قطعی سلسلہ اندریں

تو یہ کہہ دیں اسے آؤ لیں ہم بلا ‏ ‏ بیٹوں کو دونوں ہم تم بلا چوں چرا

ایسے ہی ہم تم اپنی خواتین کو ‏ ‏ اور خود دونوں ہم تم فریقین جو

کر کے نفسوں کو اپنے بہ پیشِ خدا ‏ ‏ عاجزانہ کریں التجا برملا

جھوٹے پہ ایک لعنت ہوئے بھیجتے ‏ ‏ اللہ کی لینے کو فیصلہ خیر سے

سرورِ انبیاء ﷺ کی طرف سے دعوتِ مباہلہ

آیتِ ہذا کے نازل ہونے کے بعد ‏ ‏ بولے محبوب رب عزو فخرِ عباد

بعد اتنی وضاحت کے بھی باخدا　ہے میرے رب نے یہ حکم مجھ کو دیا
تو کرو دو بدو آ کے مباہلہ　تم اگر ضد پہ قائم ہو یوں ناروا
لے کے بیٹوں کو ہمرہ خواتین کو　آ کے میدان میں ہم فریقین دو
جھوٹے کو برسرِ عام کر دے فنا　عاجزی سے کریں مولا سے التجا

اہلِ نجران کا باہمی مشورہ اور بعض کی رائے

عرض پیرا ہوئے وہ سبھی برملا　سن کے فرمان یہ شاہِ ابرار کا
کرنے کے واسطے غور اور مشورہ　چاہیے ہم کو مہلت براہِ خدا
دے دی مہلت انھیں شادماں خندہ لب　رب کے محبوب نے دوستو ایں سبب
اب ہوئے جو اکٹھے میرے ہمنوا　مشورے کے لیے سب کے سب زعماء
جانتے ہو سبھی تم بفضلِ خدا　ان میں سے بعض نے یہ کہا برملا
روبرو انبیاء کے ظلوم و جہول　کہ یہ ہیں اللہ کے برگزیدہ رسول
خاک ہو جاتی ہے سرتاپا روسیاہ　قوم جب کرتی ہے آ کے مباہلہ
دعوتِ رشد اور دین و ایمان کو　ہے بھلائی اسی میں کہ اسلام کو
چھوڑ دو اپنی ضد اور بحثِ فضول　کر لو تم خندہ پیشانی سے سب قبول
چھوڑنے کو نہیں دین اپنا تیار　اور اگر دین سے اپنے کرتے ہو پیار
بن لئے دوستو کوئی رنج و محن　تو پھر ان سے صلح کر کے لوٹو وطن

خانوادہ نبوی ﷺ میدانِ مباہلہ میں

آئے میداں میں جب گوشہ ہائے جگر　دوسرے روز سرکار خیرالبشر
انگلیاں شاہزادوں کی پکڑے ہوئے　یعنی حسنین کو ساتھ اپنے لیے

ساتھ تھیں آپ کے سیدۃ النساء آپ کی لاڈلی اور شیر خدا
یعنی حضرت علی جاں نثارِ رسول بابا حسنین کے اور زوجِ بتول

رئیس وفد کا مشاہدہ اور احباب کو مشورہ

خانوادۂ نوری پہ انوار کا دیکھ کر نور کا حلقۂ دلربا
بول اٹھا پادری جو تھا سب سے بڑا ہوں رہا دیکھ میں بندگانِ خدا
ایسے نورانی چہرے خدا کی قسم کر دیں مولا سے گر یہ دعا دم بدم
کہ ہٹا دے یہاں سے تو کوہِ گراں تو قسم اللہ کی اللہ کوہِ گراں
دے گا اپنی جگہ سے یقیناً ہٹا اپنے پیاروں کی سنتے ہوئے التجا
ساتھیوں کو مخاطب کیے برملا دوستو اس طرح اب وہ گویا ہوا
رائے ہے میری یہ نہ مباہلہ کرو ایسے افراد سے لوٹ واپس چلو
ورنہ ہو جاؤ گے تم سراسر فنا اس کی اس بات پر سب کے سب باخدا
اپنے اصرار سے ہو گئے دستکش کارِ مباہلہ سے بلا پیش و پس

سرورِ انبیاء ﷺ کا فرمانِ ذیشان

رب کے محبوب نے اپنے اصحاب کو سب خدا مست مردانِ نایاب کو
اب مخاطب کیے یوں کہا خاص کر آج گر مجھ سے مباہلہ لیتے کر
اشقیاء تو اسی وقت جاتیں بگڑ شکلیں ان ساروں کی بندگانِ ہنر
ساری وادی کو نجران کی برملا ساتھ جملہ مکینوں کے ہی باخدا
دیا جاتا مٹا صفحۂ ہستی سے روئے ارضی سے اس دنیا کی بستی سے

شرطِ جزیہ پر صلح

وفد نجران نے دوستو بالآخر پیش کی صلح کی عرضی بے نظیر

جس کو سرکار نے بخشا عزِ قبول　　شرطِ جزیہ پہ بیاں ہوا باصول

اہل حق اہلِ نجران کے درمیاں　　پہنچی انجام کو وفد کی داستاں

وفدابوتمیم الداری

الداری قبیلے کا مردِ سلیم　　ایک سردارِ معروف ابو تمیم

اپنے ہمراہیوں کو لیے اپنے ساتھ　　آیا در خدمتِ سرورِ کائنات

رُخ انور پہ پڑتے ہی پہلی نظر　　لائے اسلام سب بندگانِ ظفر

نخلِ ایمان کے سائے میں آ گئے　　خاص انعامِ رب العلیٰ پا گئے

ایک مطالبہ اوراس کی پذیرائی کا دلبرانہ انداز

قبل ہجرت بھی یہ شاہِ ابرار کی　　سرور سروراں ' نبیٔ مختار کی

اک زیارت کا اور حاضری کا شرف　　تھے چکے پا مگر اک حقیقی شرف

یعنی توحید کا راز پا جانے کا　　نبیٔ رحمت پہ ایمان لے آنے کا

ان کو حاصل ہوا اس ملاقات میں　　جب دیا ہاتھ سرکار کے ہاتھ میں

مرتبہ پہلی جب بندگانِ خدا　　آئے تھے مکہ میں رہروانِ وفا

مانگنے ایک سر سبز قطعہ زمیں　　آپ سے شام میں بندگانِ متیں

ان کی عرضی پہ سرکار نے تھا کہا　　مانگ لو مانگ لو بندگانِ خدا

چاہو جس بھی علاقے میں قطعہ زمیں　　مرضی سے اپنی دانست میں بہتریں

دیں گے کر ہم تمھیں بالیقیں وہ عطا　　اللہ کے فضل سے بندگانِ خدا

بعد از مشورہ بیتِ جبرون کا　　مانگا خطہ انھوں نے بفضلِ خدا

عطائے جاگیر اور اس کی دستاویز

رب کے محبوب نے ان کی حسبِ پسند دے دیا ان کو اک خطۂ ارجمند
موقعہ ہذا پہ مذکورہ جاگیر کی لکھ کے دی آقا نے ان کو تحریر بھی
جس پہ شاہد بنے عمِ خیرالوریٰ حضرت عباس مع دیگراں باخدا
جب لگے جانے یہ بندگانِ متیں واپس اپنے وطن سرورِ عالمیں
نبیٔ رحمت نے ان سے کہا خاص کر میری ہجرت کی تم پاؤ جونہی خبر
پاس میرے چلے آنا بارِ دگر اس کی تجدید کر دوں گا میں سربسر
بعد ہجرت کے یہ لوگ پھر باخدا آئے خدمت میں سرکار کی برملا
عرض کی عہد نامہ کی بہر عطا دیجے کر آپ تجدید خیرالوریٰ
ان کی عرضی پہ اللہ کے محبوب نے کر دی تجدید اس بندۂ خوب نے
اس دفعہ اس پہ شاہد بفضلِ خدا جو بنے جاں نثارانِ خیرالوریٰ
وہ تھے عثمان عمر اور شیرِ خدا یارِ غارِ نبی اور معاویہ

وفد ضمام بن ثعلبہ

آمد وفد اور سرور انبیاء ﷺ کے بارے میں استفسار

کہتے ہیں عمِ سرکار حضرت عباس یہ فداکار دیں بندۂ حق شناس
وفدِ ہذا سے بہتر کوئی دوسرا میں نے دیکھا نہیں وفد بہرِ خدا
ایک دن رب کے محبوب خیرالوریٰ بیٹھے تھے ساتھ اصحاب کے باخدا
آئے کچھ لوگ مسجد میں سرکار کی نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار کی

وفد کا سربراہ آ کے گویا ہوا صحنِ مسجد میں اصحاب سے برملا
عبد مطلب کے فرزندِ رفعت جمال کون ہیں تم میں سے حلقۂ باکمال
لوگوں نے جب اشارہ کیا برملا آپ کی سمت اے بندگانِ صفا
آ گیا پاس چل کے وہ سرکار کے نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار کے

سربراہ وفد کا سرورانبیاء ﷺ کے ساتھ سوال وجواب

عرض پیرا ہوا بندۂ باکمال ہوں لگا پوچھنے آپ سے کچھ سوال
ممکن ہے ان میں ہو میرا لہجہ شدید مجھ پہ ناراض نہ ہونا مرد سعید
بولے رحمت لقب بندۂ باصفا پوچھ جو دل میں آئے براہِ خدا
آپ سے اس طرح عرض پیرا ہوا نبیٔ رحمت لقب شاہِ ہردوسرا
آیا ہے پاس ہمارے بفضلِ خدا آپ کا نامہ بر قاصد اک آپ کا
ہے کہا اس نے کہ آپ کا ہے خیال آپ ہیں اک رسولِ خدا باکمال
بولے سرکار ایسا ہی ہے باخدا جو کہا اس نے سچ ہے بفضلِ خدا
پھر وہ گویا ہوا بندۂ حق شناس دیتا ہوں آپ کو واسطہ رب کا خاص
جس نے پیدا کیے یہ زمیں آسمان جس نے ٹھہرائے بر ارض کوہِ گراں
اللہ نے واقعی آپ کو ہے دیا حکم یہ کہ دیں حکم آپ خیرالوریٰ
اس طرح کا کہ صرف اس کی ہی بندگی ہم کریں سربسر اے خدا کے نبی
شرک کا نہ کریں ہم کبھی ارتکاب اس گنہ سے کریں ہم سدا اجتناب
بولے سرکار ہاں بندۂ باصفا حکم ایسا ہی ہے میرے رب نے دیا
پھر وہ گویا ہوا بندۂ باصفا دیتا ہے یہ بھی کیا حکم رب آپ کا

سب امیروں سے ہم مال لے کر اسے کر دیں تقسیم مسکینوں میں خیر سے
نطق فرما ہوئے سرور انبیاء ایسا ہی حکم ہے میرے رب نے دیا
اب وہ گویا ہوا بندۂ خوش عناں یہ بھی دیتا ہے کیا حکم ربِ جہاں
رکھیں ہم روزے رمضان کے باخدا پانے کے واسطے اپنے رب کی رضا
بولے سرکار ایسا ہی ہے باخدا ایسا ہی حکم دیتا ہے میرا خدا
اب وہ کہنے لگا بندۂ باصفا یہ بھی کیا حکم دیتا ہے رب آپ کا
رکھتا ہو پاس معقول جو زادِ راہ وہ کرے لازماً حج براہِ الٰہ
نطق فرما ہوئے والئ بحر و بر ایسا ہی حکم ہے بندۂ حق نگر
سن کے وہ از زبانِ رسالتمآب اپنے سارے سوالوں کا شافی جواب
بول اٹھا فرطِ جذبات میں برملا لایا ایمان میں آپ پر باخدا
اور کرتا ہوں تصدیق بھی آپ کی سرور سروراں رب کے پیارے نبی
بیٹا ہوں ثعلبہ کا میں خیرالوریٰ نام ضمام ہے میرا اک باصفا

اہل قبیلہ کا قبول اسلام

پانے کے بعد نعمت وہ اسلام کی حق پرستی کی اور دین و ایمان کی
جب قبیلے میں واپس گیا باخدا اک فدا کارِ حق عاشقِ مصطفےٰ
ایک تقریر کی لوگوں میں دلنشیں درد مندی کے ساتھ اور بطرزِ حسیں
اور دعوت دی اسلام کی باخدا سارے اہل قبیلہ کو جب برملا
اس کی آواز پر سب کے سب مرد و زن اب ہوئے کہتے لبیک شاہِ زمن
رب کے محبوب کے بن گئے جاں نثار ہو گئے منزلِ رشد سے ہمکنار

وفد عبدالقیس

نصاریٰ بحرین کا وفد

واقع بحرین میں تھے سبھی کے سبھی ان کی آبادیاں اور مساکن سبھی
وفد جو ان نصاریٰ کا حاضر ہوا نبیٔ رحمت کے دربار میں باخدا
سمجھا جاتا تھا اک عالمِ بہتریں ان میں جارود اک بندۂ دوربیں
خدمتِ شاہِ کونین میں برملا جب ہوا وفد حاضر بفضلِ خدا
اک کیا آپ کو شاعرانہ کلام پیش جارود نے سامعینِ کرام
اے میرے ہمسفر رہروانِ فلاح جس کا معنی و مفہوم تھا اس طرح
آپ کی خدمت عالی میں باخدا سرور دین و دنیا نبی الھدیٰ
بیکراں وسعتیں لمبے لمبے سراب آئے ہیں کر کے طے بندگانِ وہاب
دل میں اس یوم کا بندۂ حق نما خوف رکھتے نہیں بندگانِ خدا
خوف و وحشت سے لبریز اندوہگیں ذکر ہی جس کا ہے سخت قہر آفریں

جارود کی سرورِ انبیاء ﷺ کی بارگاہ میں درخواست

اور اہلِ وفد کا قبولِ اسلام

خدمتِ شاہِ دوراں میں بااحترام کر چکا پیش جب شاعرانہ کلام
اے رسولِ معظم خدا کے نبی آپ سے اس طرح اس نے کچھ عرض کی
کر لیا آپ کا دیں خدا کے رسول چھوڑ کر میں نے نصرانیت ہے قبول
ذمہ لیں آپ سرکار خیرالوریٰ میرے عصیاں کی بخشش کا بہرِ خدا

نطق فرما ہوئے رب کے پیارے رسول　　کرتا ہوں اس کی میں ذمہ داری قبول
حق نے تجھ کو ہدایت سے ہے بہرہ ور　　کر دیا خیر سے بندۂ باہنر
دین بھی تم نے جو ہے کیا اختیار　　سابقہ دیں سے بہتر ہے درجے ہزار
دینِ اسلام کی نعمت بے بہا　　پا گیا اب جونہی وفد کا پیشوا
اب ہوئے کرتے سردار کی پیروی　　جانب مصطفےٰ لپکے ساتھی سبھی
کرنے کے بعد تصدیق ایمان کی　　پا گئے سب کے سب نعمت اسلام کی

سرورِ انبیاء ﷺ کی طرف سے احوالِ وفد کی اطلاع

بارے میں وفد ہذا کے ہیں اور بھی　　کچھ روایات اے عاشقانِ نبی
بیٹھے تھے حلقے میں آپ اصحاب کے　　ایک دن آپ مردانِ نایاب کے
جانبِ شرق انگلی اٹھاتے ہوئے　　رب کے محبوب اس طرح گویا ہوئے
سمتِ ہذا سے ہے آ رہا حق نگر　　وفد اک بہتریں اعلیٰ اور باہنر
جس قدر وفد اس سمت سے بالیقیں　　اب تلک آئے ہیں سب سے ہے بہتریں
ہے کیا اس نے طے ایک لمبا سفر　　بن کسی جبر کے سخت دشوار تر
آنے کو خدمتِ شاہِ کونین میں　　کرتا طے آ رہا ہے کٹھن منزلیں
جانور کر کے طے اک مسافت کٹھن　　ان کے ہیں جاں بلب زیر رنج و محن
ختم ہے ہو چکا ان کا زادِ سفر　　سخت مشکل میں ہیں بندگانِ ظفر
پھر اٹھاتے ہوئے ہاتھ بہر دعا　　عرض کی مولا سے اس طرح باخدا
بخش دے وفد کو مالکِ بحر و بر　　رحمتِ خاص سے کر اسے بہرہ ور

عمر فاروق ؓ کی استقبالِ وفد کے لیے روانگی

سن کے الفاظِ محبوبِ رب العلی   اٹھے حضرت عمر بندۂ باصفا
چل دیے اسپ پر اپنے ہو کے سوار   جانب شرق یہ بندۂ کردگار
کرنے کے واسطے استقبالِ حسیں   وفد مذکور کا بندگانِ متیں
تھوڑی ہی دور پر ہو گیا ان سے میل   ڈالی ساتھ ان کے الفت کی جا داغ بیل
ساتھ اپنے لئے وفد اک ذی حشم   ہو گئے پیشِ سرکار شاہِ امم

مشتاقانِ جمالِ مصطفویٰ ﷺ کا عاشقانہ انداز

دیکھی جب عاشقوں نے وہ ذاتِ کریم   سامنے اپنے اے بندگانِ سلیم
واسطے جس کے وہ اک مسافت طویل   کر کے طے آئے تھے بندگانِ نبیل
ضبط کا نہ رہا یارا ان کو ذرا   فرطِ جذبات میں دیں چھلانگیں لگا
اپنی اسواریوں سے ان عشاق نے   جاں نثارانِ مہمانِ افلاک نے
ہو کے حاضر نبوت کے دربار میں   آپ کی بارگاہِ گہر بار میں
لینے بوسے لگے دستِ سرکار کے   اور قدمین کے جان و دل وارتے

سرورِ انبیاء ﷺ کی طرف سے مہمانوں کا استقبال اور دعا

ازرہِ لطف اللہ کے محبوب بھی   دونوں عالم کے بندۂ مرغوب بھی
تھے کہے جا رہے ان کو خوش آمدید   فرطِ جذبات میں سب کو خوش آمدید
ساتھ ہی اس دعا سے بھی تھے بہرہ ور   ان کو فرما رہے آپ خیرالبشر
رکھے رب تم کو محفوظ رسوائی سے   ہر طرح کی ندامت سے گھنائی سے

عشاقِ لاجواب کی خصوصی درخواست اور شانِ قبولیت

تسکیں جذبات کو اپنے دینے کے بعد عرض پیرا ہوئے رب کے مخلص عباد
آئے ہیں کر کے طے ہم حبیبِ خدا راستے پر صعوبت براہِ وفا
راہ میں پڑتی ہیں رحمتِ عالماں موذی سرکش قبائل کی آبادیاں
لوگ ہیں جو بڑے مفسد و فتنہ گر پرلے درجے کے قزاق اور پُرخطر
آپ کے پاس ہم پیارے خیرالوریٰ سکتے ہیں حاضری دے بفضلِ خدا
ان مہینوں کے دوران ہی بالیقیں ہیں جو حرمت والے رحمتِ عالمیں
اس لیے ازرہِ لطف و بہرِ عطا ایسے ارشاد سے خاتم الانبیاء
ہم کو فرمایئے خاص کر بہرہ ور جن پہ کر کے عمل والیٔ خشک و تر
پا لیں ہم دنیا و آخرت کی سبھی برکتیں آپ کے صدقے رب کے نبی
ان کی عرضی پہ ازراہِ لطف و عطا رب کے محبوب نے بندگانِ صفا
واضح کیں ان پہ اسلام کی تعلیمات ان کو بتلائیں ایمان کی جزئیات

وفد بنی حنیفہ

مسیلمہ کذاب مع احبابِ خانہ خراب دربارِ نبوی ﷺ میں

خطۂ نجد میں سامعینِ کرام اک علاقہ ہے جس کا یمامہ ہے نام
تھا حنیفہ قبیلے کا مسکن یہی اے میرے محترم عاشقانِ نبی
وفد اک اس قبیلے کا خیرالوریٰ نبیٔ رحمت کی خدمت میں حاضر ہوا
جس میں شامل تھا اک مردِ کذاب بھی یعنی مسیلمہ ایک جھوٹا نبی

رب کے محبوب حلقے میں اصحاب کے اپنے عشاق مردانِ نایاب کے
بیٹھے تھے محوِ تلقیں بطرزِ حسیں رکھتے تھے اس سے رحمت عالمیں
ہاتھ میں ایک شاخ تمر کی چھڑی عاشقانِ خدا عاشقانِ نبی
بیٹھے تھے منہمک سننے میں خوب تر گفتگوئے نبی والئ بحر و بر

مسیلمہ کذاب کی طرف سے سودا بازی کی کاوشِ ناروا

ایک اہلِ سیاست کا اے دوستو ہوتا ہے جو وطیرہ میرے دوستو
ایسے ہی نامراد و شقی یہ لعیں سودا بازی لگا کرنے اپنے تئیں
بولا رحمت لقبؐ شاہِ ابرار سے سرور سروراں نبیؐ مختار سے
آپ اپنی نبوت میں خیرالبشر کر لیں شامل مجھے جو اگر خاص کر
میرا سارا قبیلہ براہِ خدا آپ کے تابع فرمان ہو جائے گا
آپ کی طاقت اور عزت و شان بھی جائے گی دُگنا ہو اے خدا کے نبی
ایسے میں آپ آسانی سے بالیقیں لا سکیں گے عرب بھر کو زیرِ نگیں

سرور انبیاء ﷺ کا باطل شکن جواب

سودا بازی سیاسی مفادات کی ایسی شاطر سیاسی خرافات کی
آپ کے عالی دربار میں باخدا تھی بھلا اہمیت اور قیمت ہی کیا
اس لیے نطق فرما ہوئے برملا نبیؐ رحمت لقب شاہِ ہر دو سرا
ہے نبوت تو اک نعمتِ بے بہا ایک انعامِ رب بندۂ بے وفا
مانگے تو مجھ سے جو مردِ ناداں چھڑی جان لے وہ بھی دوں گا نہ تجھ کو کبھی

مسیلمہ کذاب مردِ خانہ خراب کی ہرزہ سرائی

نعمتِ رشد سے لے کے دامن تہی پہنچا واپس یمامہ جو وفدِ شقی
بات پھیلا دی یہ مردِ کذاب نے مفسدی دشمنِ دینِ وہاب نے
ہے نبوت میں سرکار نے باخدا شامل اس کو بھی اب کر لیا برملا
ساتھ تھی جو جماعت شیاطین کی صورتِ وفد کچے ملاعین کی
بن گئی قولِ فاسد پہ اس کے گواہ چل پڑے سب ہی ملعوں شقاوت کی راہ

سرورِ انبیاء ﷺ کا ایک خواب اور اس کی تعبیر

بوہریرہ سے مروی ہے سرکار کا ایک فرمان کچھ اس طرح باخدا
ایسے عالم میں کہ میں تھا خوابیدہ جب دیکھا خواب ایک اس طرح کا ایک شب
ہیں خزائن زمیں کے سبھی میرے پاس اب گئے لائے اور بندۂ حق شناس
ہاتھوں میں میرے پہنا دیے ہیں گئے دیکھتے دیکھتے سونے کے دو کڑے
جب طبیعت پہ میری وہ گزرے گراں تو مجھے یہ وحی کی گئی بے گماں
نبیٔ رحمت لقب سرور انبیاء پھونک سے اپنی ان دونوں کو دیں اڑا
میں نے جب پھونک ماری انہیں برملا ہو گئے دونوں غائب بفضلِ خدا
خوابِ ہذا کی تعبیر میں نے یہ کی ہوں گے ظاہر دو کذاب جھوٹے نبی
اور میں ہوں گا ان دونوں کے درمیاں ایک تو ان میں ہے بندۂ بے اماں
صنعا کا اسود عنسی شقی بے حیا دوجا یمامہ کا بندۂ روسیاہ
یعنی مسیلمہ بندۂ بدنہاد مفسد و مردِ ملعون اور نامراد

جھوٹے داعیان نبوت کا انجام اور مسیلمہ کذاب کا خط

دونوں ہی کاذبوں اور ملاعین کا ہاتھوں اصحاب نایاب کے باخدا
ہو گیا ایک انجامِ عبرت نما وقت پر اپنے اپنے بفضلِ خدا
خط بھی مسیلمہ مرد کذاب نے اس لعیں دشمنِ دینِ وہاب نے
لکھا اک رب کے محبوب کو باخدا کرتے ہرزہ سرائی ہوئے برملا

مسیلمہ کذاب کا خط اور رسالتمآب ﷺ کا جواب

لکھا اس مفتری نے رسولِ خدا اپنی امت کے سردار اور رہنما
حق نے کارِ نبوت میں مجھ کو بھی اب کر دیا ہے شریک آپ بھی خندہ لب
مان لیں نصف پر حق میرا باخدا گرچہ ہے اک قبیلہ جو سرکار کا
عدل سے کام لینے کا خوگر نہیں اے رسولِ خدا بندۂ دوربیں
مردِ ملعون کی ہرزہ سرائی کا توڑنے کو فسوں مردِ فسطائی کا
لکھا باطل شکن نبیٔ رب نے جواب کر دیا پورا ملعوں کا گویا حساب
لکھا سرکار نے بعد از تسمیہ نامہ ہے ایک یہ حق نگر حق نما
از طرف نبیٔ رب رحمتِ عالماں جانب مردِ کذاب مسیلمہ
ہو سلام اس پہ جو بندۂ باصفا جان و دل سے کرے اتباع الھدیٰ
مالک آب و گل رب ہر دوسرا اپنے بندوں میں سے جس کو ہے چاہتا
دیتا ہے خطہ ارضی کا وارث بنا بہتر انجام ہے واسطے اتقیاء

سرورِ انبیاء ﷺ کا اسوۂ زریں

پہنچے جب مردِ کذاب کے نامہ پر خدمتِ شاہ کونین میں سربسر

ان کو کر کے مخاطب کہا آپ نے   سرورِ سروراں شاہِ لولاک نے
قتل گر ایک قاصد کا ہوتا روا   گردنیں ہی تمہاری میں دیتا اڑا
رب کے محبوب کے عالی فرمان سے   آپ کے نوری فرمانِ ذیشان سے
پا گیا امر طے یہ بفضلِ خدا   قتلِ قاصد بہر حال ہے ناروا
چاہے کتنے ہی سنگین حالات ہوں   دشمنِ دین کتنے ہی سفاک ہوں
قتلِ قاصد کی لیکن اجازت نہیں   ہے یہی اسوۂ رحمتِ عالمیں

مسیلمہ کذاب کی مفاد پرستانہ حکمتِ عملی

قوم کو کرنے کے واسطے باخدا   اپنا گرویدہ اس روسیاہ نے بھلا
کیا کیا محترم بندگانِ متیں   کتنی پابندیاں دیں اٹھا بالیقیں
لوگوں کے واسطے معاف کر دی صلوٰۃ   اور ٹھہرائے جائز شراب و زنا
سچے اور جھوٹے کا بندگانِ خدا   جاتا ہے چل اسی بات سے ہی پتا
اس کو مطلوب تھا جھوٹا جاہ و وقار   اس کو مرغوب تھے کرسی و اقتدار
اس لیے لوگوں کو راہِ نفسانیت   پر لگاتا رہا ننگِ انسانیت
اور رہا کرتا تسکین وہ بے حیا   اپنے شیطانی کردار کی برملا

سودا بازی کی ایک اور کاوشِ بدنما اور سرورِ انبیاء ﷺ کا جواب

سودا بازی کی ظالم نے سرکار سے   نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار سے
کی مساعی بھی ملعون نے کتنی بار   ہر دفعہ پائی رسوائی ہی صد ہزار
آ گیا ہو کے مجبور اس بات پر   آپ مجھ کو نبوت میں اپنی اگر
کرتے شامل نہیں رحمتِ عالمیں   کر دیں اپنا مقرر مجھے جانشیں

اس طرح بھی میرے سورما صد ہزار — میری امت کے افرادِ عالی وقار
آپ کو مان لیں گے براہِ خدا — سارے اپنا نبی ہادی و رہنما
رب کے محبوب نے مردِ ملعون پر — کر دیا واضح اے بندگانِ ہنر
سودا بازی نہیں نبیٔ برحق کا کام — جامے میں اپنے رہ بندۂ بے لگام
دونوں تھے داعی جھوٹی نبوت کے جو — اے میرے ہمسفر حق نگر دوستو
جب بھی میدان میں آئے یہ بدنہاد — روبرو اہل حق کے ہوئے نامراد
اس شقی کو کیا بندگانِ صفا — قتل وحشی نے اک جنگ میں برملا
تھی لڑی جو گئی فتنہ گر کے خلاف — دورِ صدیق میں بات ہے صاف صاف

دوسرے داعیٔ نبوت کا معاملہ اور ابو مسلم خولانی کی داستانِ عجیب

لو سنائیں تمھیں ملتِ عاشقاں — دوسرے نبیٔ کاذب کی بھی داستاں
نام اسود تھا اس مردِ ملعون کا — شہر صنعا میں جو آ کے ظاہر ہوا
اس سے منسوب ہے بندگانِ الٰہ — ابو مسلم خولانی کا جو واقعہ
نفسِ مضمون میں دوستو خوب ہے — واسطے عاشقاں قصہ مرغوب ہے
چھیڑا جب اس نے اپنی نبوت کا راگ — شہر صنعا میں اے بندگانِ وہاب
اس نے بلوایا پاس اپنے خولانی کو — تھے صحابی جو سرکار کے دوستو
ان سے گویا ہوا اس طرح مفسدی — دیتے ہو کیا گواہی تم اس بات کی
کہ میں ہوں اک رسولِ خدا بالیقیں — کیا جواب ان کا تھا بندگانِ متیں
بہرہ ہوں کچھ بھی سننے سے معذور ہوں — اپنی معذوری کے ہاتھوں مجبور ہوں
اب بدلتے ہوئے موذی نے پینترا — اس طرح بندۂ حق نگر نے کہا

دیتے ہو کیا گواہی تم اس بات کی | کہ محمد ہیں اللہ کے سچے نبی
اتنا سننا ہی تھا جاں نثارِ نبی | دیتے ہیں یہ گواہی بطرزِ جلی
بالیقیں ہیں محمدؐ رسولِ خدا | امرِ ہذا میں شک ہی نہیں کچھ ذرا
مردِ ملعون نے بندگانِ کمال | اب مکرر کیے اپنے دونوں سوال
ہر دفعہ مردِ حق کا یہی تھا جواب | رہ گیا سٹپٹا کے وہ خانہ خراب

نمرودِ وقت کی کاوشِ بدنما اور مردِ حق پر فضلِ الٰہی

اپنے حواریوں سے وہ گویا ہوا | جمع ایندھن کرو بندگانِ خدا
ہو گیا جمع جب ایک ایندھن کثیر | کیا کیا موذی نے بندگانِ نصیر
آگ لگوا دی اس کو براہِ جفا | قہرماں اک الاؤ جو روشن ہوا
اس کے بیباک شعلے بھڑنے لگے | باتیں جو آسمانوں سے کرنے لگے
اپنے حواریوں سے وہ گویا ہوا | باندھ کر رسیوں سے خوب تر باخدا
پھینک دو مردِ خولانی آگ میں | شعلے برساتی اس خوفناک آگ میں
اب جو ڈالا گیا عاشقِ مصطفےٰ | دیکھا لوگوں نے منظر یہ حیرت نما
شعلوں کی گود میں بندۂ باصفا | ہے کھڑا پرسکوں اور رہا مسکرا
آگ پائی نہیں بال بھی بیکا کر | مردِ خوش بخت کا بندگانِ ہنر
جوں کا توں اس کا پہناوا محفوظ ہے | خیر سے ہر طرح مرد مرغوب ہے
مردِ خوش بخت کو صدقۂ مصطفےٰ | اک ملا گویا فیضِ ابو الانبیاء
جن کو ڈالا تھا بدبخت نمرود نے | آگ کے اک الاؤ میں مردود نے
بن گئی تھی جو گلزار ان کے لیے | ایسے ہی دوستو آج اس کے لیے

بن گئی گلستاں آتشِ پُر بلا اللہ کے فضل سے صدقۂ مصطفےٰ

عاشقِ مصطفےٰ ﷺ کی علاقہ بدری

نبیٔ کذاب کے کچھ مشیران نے دشمنانِ نبی دین و ایمان نے

مشورہ اسود عنسی کو تاہم دیا ابو مسلم سے بندے کو وہ برملا

اب بلا وقت ضائع کیے دے نکال شہر سے چھین کر اس کا مال و منال

ورنہ بہکائے گا تیری امت کو وہ دے گا نقصان تیری نبوت کو وہ

خدشہ ہذا کے پیشِ نظر باخدا مردِ خولانی کو بندگانِ صفا

شہر سے اپنے اس نے نکلوا دیا جن دنوں یہ ہوا واقعہ رونما

ان دنوں حق نگر رہروانِ وفا ہو چکے واصلِ حق تھے خیرالوریٰ

اور صدیق سے بندۂ کردگار رکھتے تھے اپنے کاندھوں پہ امت کا بار

شہرِ نبوی میں آمد اور حضرت عمرؓ سے ملاقات

نسبتِ ابراہیمی کا اعزاز جو رکھتے تھے مردِ خولانی اے دوستو

کر کے ہجرت وطن سے براہِ خدا پہنچے سیدھے طیبہ بندۂ باصفا

مسجدِ نبوی میں داخل ہو کے نماز تھے رہے پڑھ جو یہ بندۂ پاکباز

پڑ گئی ان پہ حضرت عمرؓ کی نظر آ گئے پاس جھٹ بندۂ حق نگر

کر چکے دوستو ختم جب یہ نماز ان سے گویا ہوئے بندۂ سرفراز

یعنی حضرت عمر اور کیا یہ سوال کون ہو اجنبی اور کیسا ہے حال

بولے خولانی اے بندۂ باصفا آیا ہوں میں یمن سے بفضلِ خدا

فاروق اعظمؓ کا استفسار اور ابو مسلم خولانی کا جواب

پوچھا فاروق نے بندۂ باکمال کیسا ہے میرے اس یمنی بھائی کا حال
جس کو جھوٹے نبی نے بروئے جفا آگ میں تھا دیا پھینکوا برملا
بولے خولانی اے بندۂ حق نگر میں ہی ہوں وہ فدا کارِ خیر البشر
بولے فاروقِ اعظم ارے باخدا تم وہی شخص ہو بندۂ کبریا
ساتھ جس کے ہوا نمرودانہ سلوک بولے خولانی پھر رہروانِ سلوک
ہاں وہی شخص ہوں میں بفضلِ خدا میں ہی ہوں شخص وہ بندۂ باصفا
فرطِ جذبات میں سینے سے باخدا اب لیا ان کو اپنے عمر نے لگا
ٹپ ٹپ آنکھوں سے آنسو چھلکنے لگے خاکۂ عشق میں رنگ بھرنے لگے

خلیفۂ رسول صدیق اکبرؓ سے ملاقات اور فاروق اعظم کا قول

لے کے ہمراہ اس عبدرحمٰن کو شہر خوباں کے مہمانِ ذیشان کو
آئے صدیق اکبر کے ہاں باخدا ان کو بتلائی سب داستاں برملا
اور کرتے ہوئے حمد ربِ جہاں بولے حضرت عمر بندۂ خوش گماں
شکر ہے اللہ کا بندگانِ صفا مجھ کو اس کی زیارت کا موقع ملا
جس کو مثلِ براہیم ڈالا گیا آگ کے اک الاؤ میں یوں برملا
کر سکی بال بیکا نہ اس کا مگر آتش پُربلا بندگانِ ہنر

وفدِ بنی طے

طے قبیلے کا وفد ایک سرکار کی آیا خدمت میں اے عاشقانِ نبی

اس میں شامل تھا سردار اک باصفا　باہنر نیک خو بندۂ خوش نما
اپنے اخلاق اور طور و اطوار میں　اپنے جود و سخا اور کردار میں
رکھتا تھا منفرد اور اعلیٰ مقام　زید ''الخیل'' تھا دوستو اس کا نام
آیا جب وفد کے ساتھ سرکار کی　خدمتِ عالی میں شاہِ ابرار کی
رب کے محبوب گویا ہوئے برملا　حمد ہے سب سزا وارِ رب العلی
جو تجھے پُر صعوبت کٹھن راستے　طے کراتے ہوئے سب کٹھن مرحلے
آیا لے میرے ہاں بندۂ باصفا　اور ایمان کے واسطے باخدا
کر دیا اس طرح تیرا ہموار دل　کہ گئی نعمت ایمان کی تجھ کو مل

زید الخیل نہیں بلکہ زید الخیر

بندۂ رب پہ کرتے ہوئے انتہا　لطف و الطاف کی بندگانِ صفا
ہاتھ اس کا پکڑ کر کہا آپ نے　نبیٔ رحمت لقب شاہِ لولاک نے
کون ہو مردِ حُر بندۂ باصفا　دو ذرا خود ہی اپنا تعارف کرا
زید ''الخیل'' ہوں بولا وہ نیک نام　دیتا ہوں یہ شہادت بھی خیر الانام
اللہ کے ماسوا لائق بندگی　کوئی ہستی نہیں رب کے پیارے نبی
یہ بھی کہ آپ سرکار خیرالوریٰ　بندے ہیں اس کے اور ہیں رسولِ خدا
ازرہِ لطف سرکار خیرالوریٰ　نطق فرما ہوئے بندۂ باصفا
تم نہیں زید ''الخیل'' جانِ پدر　بلکہ ہو زید ''الخیر'' ہی سربسر
عزت افزائی کی اس فضا میں حسیں　اب جو دی اک گئی بندگانِ متیں
دعوتِ دلربا دین و ایمان کی　وفد کے لوگوں کو عاشقانِ نبی

کر لیا باخوشی اس کو سب نے قبول　چھوڑ دی اپنی دیرینہ راہِ فضول

سرورانبیاء ﷺ کی طرف سے منفرد اور جداگانہ کلماتِ تحسین

بارے میں زید کے بندگانِ خدا　کشتگانِ صفا پیکرانِ وفا
نطق فرما ہوئے والیٔ بحر و بر　نبیٔ رحمت لقب حامیٔ خشک و تر
جس کسی کی بھی تعریف میرے قریں　ہے کبھی کی گئی ساتھ طرزِ حسیں
میں نے کم تر ہی پایا اسے باخدا　اس کی تعریف سے کہتا ہوں برملا
ماسوا زید کے بندگانِ ہنر　بارے میں اس کے تعریف جو خاص کر
تھی سنی میں نے لوگوں سے اک برملا　اس سے بڑھ کے ہی پایا اسے باخدا
رب کے محبوب کے جملۂ دلنشیں　عزت افزائی کے کلمے نے بالیقیں
کر دیا زندہ جاوید بہرِ عطا　کر کے انمول دی اس کی عزت بڑھا
رب کے محبوب سے لے کے نوری خراج　ہدیہ تبریک کا بندۂ خوش مزاج
پا گیا تا ابد رحمتیں برکتیں　عظمتیں، شوکتیں، سطوتیں، رفعتیں
شہرِ خوباں کے مہمانِ ذی احتشام　عاشقِ مصطفےٰ بندۂ نیک نام
ہو مبارک تجھے منفرد یہ مقام　کہ نوازا تجھے انبیاء کے امام
سرورِ ہر دو عالم نے تحسین سے　عزت افزائی ہدیۂ تبریک سے

وفد نجیب

ایک منفرد اور سعادت مند وفد

از قبائل کندہ بندگانِ حسیب　اک قبیلہ کہ ہے نام جس کا نجیب

اس قبیلے کا اے ملتِ حق شناس تیرہ افراد پر مشتمل وفدِ خاص
آیا خدمت میں سرکار کی باخدا بات جو کرتی ہے ان کو سب سے جدا
وہ یہ کہ لائے یہ بندگانِ کمال اپنے ہمرہ زکوٰۃ اور صدقہ کا مال
ان کی اس بات پر سرورِ انبیاء خوش ہوئے بے بہا اور کہا برملا
کر دیے جائیں واپس انھیں ان کے مال تاکہ مال اپنے یہ بندگانِ کمال
جائیں لے واپس اور کر دیں تقسیم انھیں اپنے ہی دیس میں جا مساکین میں
سن کے فرمانِ سرکار خیرالانام عرض پیرا ہوئے وہ بصد احترام
فقرائے علاقہ میں تو پہلے ہی ہو چکے ہیں یہ تقسیم رب کے نبی
جو بچا لے کے آئے ہیں خیرالوریٰ ہم یہاں آپ کے ہاں بفضلِ خدا

سرورانبیاءکاارشادگرامی اوراہل وفدکی تعلیماتِ اسلامی میں غیرمعمولی دلچسپی

رب کے محبوب کے یار صدیق بھی بیٹھے تھے آپ کے پاس جو اس گھڑی
عرض پیرا ہوئے رحمتِ عالمیں بالیقیں وفد ہے سب سے یہ بہتریں
آئے ہیں اب تلک جو بفضلِ خدا جس پہ گویا ہوئے سرورِ انبیاء
یاد رکھ بات اک یارِ سفر و حضر ہاتھ میں اللہ کے رشد ہے سربسر
چاہتا ہے کسی کی وہ جب بہتری دیتا ہے واسطے اس کے کر دین کی
ساری راہیں کشادہ بروئے عطا اے میرے ہمسفر بندۂ باصفا
جب تلک وہ رہے بندگانِ سلیم آج در بارگاہِ رسالت مقیم
سنتے قرآں رہے ذوق اور شوق سے بارے مَیں سنتوں کے بھی سب ذوق سے

خوب کرتے رہے وہ سوال و جواب سرورِ دیں نے بھی بندگانِ وہاب
خوب کی ان کی دلداری بہرِ عطا کر دی لطف اور الطاف کی انتہا

اجازتِ واپسی کی درخواست اور حضور ﷺ کی نوازشِ کریمانہ

وفد نے واپسی کی اجازت طلب اب جو کی تو ہوئے گویا رحمت لقب
جانے کی اس قدر تم کو جلدی ہے کیا عرض پیرا ہوئے اے رسولِ خدا
جلدی ہے ہم کو سرکار اس بات کی جن کو چھوڑ آئے ہیں پیچھے رب کے نبی
مطلع جا کریں ان کو اسلام سے دین کے مغز سے روحِ ایمان سے
جب لگے ہونے رخصت بفضلِ خدا یہ فدایانِ سرکار خیرالوریٰ
آپ نے اپنے خادم کو جو تھے بلال یوں دیا حکم اے رہروانِ کمال
کردو اخوان کو بندۂ پاکباز خوب انعام و اکرام سے سرفراز

سرورِ انبیاء ﷺ کا استفسار اور اہلِ وفد کا جواب

جب کیے جا چکے بندگانِ ہنر لطف و الطافِ نبوی سے وہ بہرہ ور
نطق فرما ہوئے سرورِ انبیاء کوئی رہ تو نہیں لینے سے اب گیا
عرض پیرا ہوئے بندگانِ ظفر نوجواں اک فداکارِ خیرالبشر
جس کو ہم چھوڑ آئے ہیں ساماں کے پاس رہتا ہے باقی اے بندۂ حق شناس
بولے رحمت لقب بندگانِ خدا اس کو لاؤ بلا کر یہاں برملا

نوجوانِ حسیں کی طلبی اور اس کا حسنِ طلب

خدمتِ عالی میں جب بصد احترام آ کے حاضر ہوا خوش صفت نیک نام

عرض پیرا ہوا اس طرح آپ سے　　بھر لی ہیں جھولیاں سب نے الطاف سے
میری بھی اک طلب ہے رسولِ خدا　　سرورِ سروراں شاہِ ہر دو سرا
اس کو بھی کیجئے پورا بہرِ خدا　　گرچہ ہے منفرد اور سب سے جدا
بولے رحمت لقب سرورِ عالمیں　　ہے طلب تیری کیا اے جوانِ حسیں
بولا سرکار میں اک مسافت کٹھن　　کر کے طے آیا ہوں بادشاہِ زمن
آیا ہوں آپ کے پاس لینے دعا　　نبیؐ رحمت لقب شاہِ ہر دو سرا
یہ کہ عصیاں میرے اللہ کر دے معاف　　میرا دامن گناہوں سے ہو جائے صاف
مجھ کو مل جائے سرکار دل کا غنا　　ہے یہی آپ سے میری بس التجا
اٹھ گئے دست سرکار بہرِ دعا　　مانگی اس کی طلب مولا سے باخدا

غنائے قلب ایک خصوصی عطیۂ الٰہی

حاضریں کی طرف کر کے روئے سخن　　نطق آرا ہوئے بادشاہِ زمن
کرتا ہے اک بھلائی کا رب العلیٰ　　جب ارادہ کسی کے لیے برملا
ہے عطا دیتا کر اس کو دل کا غنا　　فضل سے خاص اپنے بروئے عطا
اور جب اس کے برعکس لیتا ہے کر　　اک ارادہ خدا مالکِ خشک و تر
بارے میں بندے کے دیتا ہے کر شکار　　قلب کی تنگی کا بندگانِ وقار
فقر کی آگ میں جلتا رہتا ہے وہ　　تنگدستی زدہ کڑھتا رہتا ہے وہ

سرورِ انبیاء ﷺ کا مردِ خوش بخت کے بارے میں استفسار

اس فداکارِ مولا کی خوئے حسیں　　دل میں سرکار کے بندگانِ متیں
اس طرح کر گئی گھر بفضلِ خدا　　اک دفعہ جب ملے آپ سے در منیٰ

وفد کے لوگ تو پوچھا سرکار نے نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار نے
حال ہے کیسا میرے فداکار کا اس جوانِ حسیں مردِ دلدار کا
بولے سب چل رہا ہے جوانِ حسیں خوئے مذکور پہ رحمتِ عالمیں
اس کا زہد و ورع اس کی خوئے غنا آقا ہے دم بدم مائل ارتقا
نوجواں ایسا پاکیزہ خصلت کبھی ہم نے دیکھا نہیں اے خدا کے نبی
دی دعا طالبِ حق کو سرکار نے اپنے عاشق کو نبیوں کے دلدار نے

وفدِ غامد

دس ارکین پہ مشتمل بہتریں وفد غامد قبیلے کا اک باالیقیں
آیا کر کے سفر لمبا شہرِ رفیع نصب خیمے کیے برمقامِ بقیع
رکھا ساماں وہاں اور جو کم عمر تھا ان میں سب سے دیا اس کا ذمہ لگا
اس کو ٹھہرا کے سب پاس سامان کے آ گئے سب کے سب بندے رحمٰن کے
سرورِ ہر دو عالم کے دربار میں آپ کی بارگاہِ گہر بار میں
رب کے محبوب نے بندگانِ صفا دیں کی تعلیم سے ان کو آگاہ کیا
اندریں سلسلہ لکھ کے تحریر بھی آپ نے اک بفضلِ خدا ان کو دی

چوری کے واقعہ پر سرورِ انبیاء ﷺ کی اطلاع

تھی رہی چل جو اک گفتگو بہتریں اس کے دوران ہی سرورِ عالمیں
نبیٔ رحمت نے اس طرح ان سے کہا واسطے حفظِ ساماں سنو باخدا
آئے تھے چھوڑ تم جس فداکار کو آ گئی جب اسے نیند اے دوستو
آیا اک چور خیمے میں اور لے اڑا کپڑوں کا اک وہاں جو تھا تھیلا پڑا

حاضریں میں سے اک شخص گویا ہوا تھیلا ہے میرا وہ اے حبیبِ خدا
رب کے محبوب نے دی تسلی اسے ساتھ کامل یقیں کے بتایا اسے
فکر کی اب ضرورت نہیں باخدا واپس اب مال مسروقہ ہے آ گیا

اہلِ وفد کی خیموں میں واپسی اور واقعہ کے بارے میں استفسار

فکر مند ہو کے واپس سبھی باخدا لوٹے خیموں میں واپس جو اب برملا
پوچھا ساتھی سے اے بندۂ خوش عناں کیا ہوا ماجرا اور تھا تو کہاں
لگ گئی آنکھ میری وہ گویا ہوا جب کھلی آنکھ تو تھیلا ناپید تھا
نکلا جو اس کو میں ڈھونڈنے کے لیے ہو کے بے چین سا دل شکستہ لیے
میں نے اک آدمی دیکھا بیٹھا ہوا تھوڑی ہی دور اے بندگانِ خدا
دیکھتے ہی مجھے دوڑا وہ تیزگام میں نے پیچھا کیا لے کے اللہ کا نام
تھوڑے ہی فاصلے پر اسے جا لیا اے میرے محترم بندگانِ صفا
اک گڑھے میں اسے بندۂ بے حیا مردِ ناداں نے رکھا تھا جو اب دبا
کر لیا میں نے اس موذی سے بازیاب آیا واپس یہاں خیمے میں کامیاب

خبر رسول ﷺ کی تصدیق اور اہلِ وفد کا قبولِ اسلام

جو بتائی تھی سرکار شاہِ زمن نبیٔ رحمت نے روداد سب من و عن
اس جواں نے بتائی انھیں بالیقیں ذرہ بھر بیش نہ کم بفضلِ متیں
معجزہ دیکھ کر رب کے محبوب کا آپ کی غیب پر اطلاع برملا
سب نے دی اک گواہی وہیں برملا نبیٔ برحق ہیں بے شک حبیبِ خدا

بارگہ نبوی میں دوبارہ حاضری اور نوجوان کا قبولِ اسلام

سب کے سب وفد کے لوگ بار دگر آئے خدمت میں سرکار کی سربسر
اور کہا جس طرح سرورِ انبیاء آپ نے تھا بتایا ہمیں باخدا
ایسا ہی واقعہ بادشاہ زمن تھا ہوا رونما بالیقیں من و عن
اس دفعہ ساتھ تھا ان کے وہ نوجواں جس کو پیش آیا تھا حادثہ ناگہاں
اس نے بھی ساتھ احباب کے باخدا پائی اسلام کی نعمتِ بے بہا
حسبِ معمول یہ رہروانِ حجاز کیے انعام سے بھی گئے سرفراز

وفد النخع

دو سو افراد کا وفد یہ شاندار خدمتِ شاہ کونین میں ذی وقار
آ کے حاضر ہوا جب بفضلِ خدا تھا چکا پہلے ہی سے یہ ایمان لا
لائے ایمان تھے لوگ یہ باخدا دستِ ابن جبل پر بفضلِ خدا
پائی ملک یمن میں بفیضِ نبی روشنی انھوں نے دین و ایمان کی

زرارہ ابنِ عمر کے خواب اور ان کی تعبیر

وفد میں ایک تھا بندۂ حق نگر نام تھا جس کا زرارہ ابن عمر
آپ کو اس نے بتلائے کچھ اپنے خواب پوچھی تعبیر جو از رسالتمآب
سب کی بتلائی تعبیر اسے آپ نے نبیٔ رحمت لقب شاہ لولاک نے
ایک خواب اس نے اے ملت خوش گماں آپ کے سامنے جو کیا تھا بیاں
وہ یہ کہ ایک عورت ضعیف و عجیب ہے برآمد رہی ہو خدا کے حبیب

دامنِ ارض سے بطریقِ صفا اس کی تعبیر اے آپ نے برملا
یہ بتائی کہ ہے باقی عمرِ عزیز دنیا ہذا کی یہ بندۂ نور بیز
پھر کہا اس نے کہ آتش پُر بلا دیکھی ہے میں نے اے سرورِ انبیاء
دامن ارض سے ہے نکل جو رہی اور حائل ہے اے رب کے پیارے نبی
میرے اور میرے فرزند کے درمیاں بولے رحمت لقب سرور عالماں
یہ ہے فتنہ وہ اک بندۂ باصفا آخری دور میں ہو گا جو رونما
عرض پیرا ہوا آپ کا جاں نثار کیسا فتنہ ہے یہ سرور نامدار

سرورانبیاء ﷺ کی طرف سے ایک فتنہ عظیم کی نشاندہی

بولے رحمت لقب انبیاء کے امام ڈالیں گے قتل کر لوگ اپنا امام
اور بعد اس کے ہو جائیں گے اس سبب ایک دوجے سے دست گریبان سب
ہو گا بدکار جو بندۂ بدتریں سمجھے گا آپ اپنے کو وہ بہتریں
خون مومن کا ہو جائے گا بالیقیں فتنے کے دور میں دوسرے کے قریں
سستا پانی سے بھی بندۂ حق نگر اس قدر ہو گا وہ فتنہ اک پُرضرر
مر گیا تو تو اے بندۂ باصفا ہو گا تیرا پسر فتنے میں مبتلا
اور اگر بیٹا تیرا جہاں سے گزر جو گیا پہلے تو جان لے خوب تر
دیکھے گا بالیقیں فتنۂ پروبال اپنی آنکھوں سے تو بندۂ خوش خصال

مردِ حق کی دعا کے لیے بارگاہ نبوی ﷺ میں درخواست

عرض پیرا ہوا مصطفےٰ کا غلام نبیٔ رحمت لقب انبیاء کے امام
واسطے میرے سرکار کر دیں دعا مجھ کو دکھلائے نہ مولا یہ ابتلا

جس پہ سرکار نے اس طرح کی دعا　　فتنۂ ہذا سے مولا اس کو بچا
آیا ہے اس طرح بھی روایات میں　　دورِ مابعد کی۔ کچھ حکایات میں
حق تعالیٰ نے اس بندے کو برملا　　اب لیا دنیا سے بحفاظت اٹھا
اور ہوا مبتلا فتنے میں سربسر　　حسبِ تعبیر خواب اس کا بیٹا عمرو

فتنہ مذکورہ کون سا فتنہ تھا

فتنہ تھا دوستو حضرت عثمان کی　　از خلافت معزولی کا رب کے نبی
دے گئے جس کی اک اطلاع باخدا　　پیشگی اک فداکار کو برملا
ہے روئیداد اس فتنے کی بالیقیں　　جاں گسل لرزہ خیز اور اندوہگیں
فتنۂ ہذا کے ہاتھوں ہو کے شکار　　امتِ مسلمہ بندگانِ وقار
آج تک ہے گرفتارِ فتنہ فساد　　وحدتِ ملی اور دامن اتحاد
اس کا ہے رہ گیا ہو کے ہی تار تار　　ہے بڑھی جا رہی آتشِ انتشار
واقعہ کربلا کا ہو یا بعد ازاں　　ہو شیعہ سنی کی داستاں چونچکاں
سب نتائج ہیں فتنۂ مذکور کے　　واقعۂ المناک و رنجور کے

وفدِ ازد

وفد جب یہ ہوا پیشِ خیرالوریٰ　　اے میرے ہمسفر رہروانِ وفا
دیکھ کر صورتیں ان کی ستھرا لباس　　نبیؐ رحمت نے اے ملتِ حق شناس
خود کیا شفقتِ خاص سے بہرہ ور　　پوچھا ہو کون تم بندگانِ ہنر
بولے ہم لوگ اے سرورِ نامدار　　قوم ہیں ایک خوش بخت ایماندار

سرورِ انبیاء ﷺ کا کریمانہ استفسار اور اہل وفد کا جوابِ حسین

سن کے مہمانوں سے یہ نرالا جواب دوستو مسکرائے رسالتمآب
پوچھا ہر بات کی بندگانِ خدا ہوتی ہے اک حقیقت بفضلِ خدا
کیا حقیقت ہے تم سب کے ایمان کی جس پہ بولے وہ اے رب کے پیارے نبی
خصلتیں پندرہ ہیں دلنشیں دلربا جن سے مملو ہے ایمان ہم لوگوں کا
ان خصائل پہ اے بندۂ ارجمند جان و دل سے ہیں ہم سرتاپا کاربند
جاری رکھتے ہوئے راہوارِ کلام عرض پیرا ہوئے وہ بصد احترام
پانچ ہیں ان میں سے سرورِ انبیاء جا کے سکھلائیں جو بندگانِ صفا
یعنی سرکار کے قاصدوں نے ہمیں اور ہیں پانچ وہ جو سکھائیں ہمیں
آپ نے رب کے محبوب خیرالورٰی ہم پہ کرتے ہوئے لطف کی انتہا
ایسے ہی پانچ ہیں جن پہ نبیٔ کریم ہم عمل پیرا خود از زمانہ قدیم
خصلتیں پندرہ پندرہ بس یہی آئینہ دار ہیں اپنے ایمان کی

مذکورہ خصلتوں کے بارے میں سرورِ انبیاء ﷺ کا استفسار اور اہل وفد کی وضاحت

بولے رحمت لقب سرورِ عالمیں خصلتیں کون سی ہیں کہو بالیقیں
قاصدوں نے میرے جو تمھیں باخدا جا کے سکھلائی ہیں بندگانِ صفا
عرض پیرا ہوئے آپ سے یوں غلام خصلتیں وہ ہیں یہ انبیاء کے امام
لائیں ایمان ہم اللہ پہ برملا ایسے ہی انبیاء پہ بفضلِ خدا
لائیں ایمان فرشتوں پہ اور برحشر آسمانی کتابوں پہ اور قدر پہ

پوچھا سرکار نے بندگانِ حسیں خصلتیں کون سی ہیں کہو بہتریں
جو سکھائیں تمھیں میں نے خود باخدا بندگانِ صفا پیکرانِ وفا
عرض پیرا ہوئے وہ بصد احترام خصلتیں وہ ہیں یہ پیارے خیرالانام
ہم کریں اس کا اقرار رب کے نبی ماسوائے خدا لائقِ بندگی
کوئی ہستی نہیں اور پڑھیں ہم صلوٰۃ مال کی اپنے ہم باخوشی دیں زکوٰۃ
رکھیں رمضان کے روزے رب کے نبی اللہ کے گھر کا حج بھی کریں باخوشی
پوچھا سرکار نے از زمانہ قدیم رکھتے ہو کون سی خصلتیں تم ندیم
عرض پیرا ہوئے بندگانِ خدا خصلتیں وہ ہیں یہ سرورِ انبیاء
دورِ خوشحالی میں ہم کریں التزام اللہ کے شکر کا انبیاء کے امام
مشکلات و مصائب میں بھی اعتصام دامن صبر کا ہو بصد اہتمام
اللہ کے فیصلے پر رہیں راضی ہم اور رہیں راہِ مولا میں ثابت قدم
جب ہو درپیش اک معرکہ پُر بلا اپنے اعداء سے اور ایسے ہی باخدا
نہ کریں اپنے دشمن کو رب کی قسم اس پہ طاری مصیبت پہ مطعون ہم

نبی رحمت کی طرف سے کلماتِ تحسین

سن کے مہمانوں کے یہ حکیمانہ قول مبنی بر دانائی یہ فصیحانہ قول
کر کے اصحاب کی سمت روئے سخن نطق فرما ہوئے بادشاہِ زمن
لوگ ہیں میرے اصحاب یہ حکماء زیرک و دوربیں حق نگر علماء

مومنانہ زندگی کا بیس نکاتی لائحہ عمل

اپنے مہمانوں پر لطف کی انتہا اب ہوئے کرتے اے بندگانِ صفا

بولے رحمت لقب بندگانِ سعید کرتا ہوں پانچ کا میں اضافہ مزید
ان خصائل پہ سن لو براہِ خدا جائیں ہو ہیں تا کہ بفضلِ خدا
نہ ذخیرہ کرو ایسی اجناس کا جنس جو تم کو کھانا نہیں باخدا
مت بناؤ مکانات اتنے کثیر جن میں ہونا نہیں خود رہائش پذیر
لینے میں ایسی شے بندگانِ خدا نہ کرو جلدی تم بندگانِ صفا
جس سے کل ہونا ہے دستکش برملا ذہن میں اپنے یہ بات بھی لو بٹھا
اللہ کے خوف سے بندگانِ ہنر رکھو دل اپنے معمور اور بہرہ ور
لوٹ کر جانا ہے ایک دن باخدا اس کے دربار میں ہی بلاچوں چرا
رکھو رغبت اسی چیز سے تم کثیر ہے جہاں جانا تم لوگوں کو بالاخیر
اور وہاں جا کے رہنا ہے تم کو سدا لمبا ہے دور وہ پیکرانِ وفا

اہل وفد کی خوش نصیبی

ان وصایا کو اے ملت خوش عناں کر لیا خوب خوش بختوں نے حرزِ جاں
اور رہے رب کی توفیق سے تاحیات کار بند ان پہ شام و سحر خوش صفات

صدیق اکبرؓ کی قیادت میں کاروانِ حج کی روانگی

ماہِ ذی الحج میں سرکار نے باخدا اب روانہ کیا کارواں دلربا
واسطے حج کے بندگانِ ہنر تین سو جس میں شامل ہوئے حق نگر
میر تھے کارواں کے بفضلِ خدا یارِ غارِ نبیؐ عاشقِ مصطفٰے
کرنے قرباں بھی سرکار نے خاص کر اب دیے بیں انھیں خوبصورت شتر
جو قلاوے خصوصی کرائے تیار آپ نے اونٹوں کے واسطے شاندار

خود ہی ڈالا انھیں پیار سے باخدا　اونٹوں کی گردنوں میں بفضلِ خدا

سورۂ براۃ کا نزول اور مشرکین کے بارے میں احکام

ہو چکا جب رواں کارواں حق نما　جانب مکہ اے رہروانِ وفا

آپ پر اتری اک سورتِ دلربا　یعنی سورہ براٗۃ بفضلِ خدا

جس کے ذریعے سے اے سامعین کرام　آئی ممانعت یہ کہ مسجد حرام

رب کے گھر میں نہ رکھیں قدم مشرکیں　آئیں اللہ کے گھر کے نہ ہرگز قریں

رُو سے سورۂ ہذا کی بہرِ خدا　جتنے میثاق تھے بندگانِ صفا

ساتھ ان لوگوں کے اہل اسلام کے　اللہ کے حکم سے کالعدم ہو گئے

حکم نازل ہوا اندریں سلسلہ　مدتِ خاص پر مشتمل معاہدہ

ہو کے رہ جائے گا خود بخود کالعدم　ختم ہونے پہ مدت نبی محترم

واسطے جن کے اے بندگانِ ہنر　ایک مدت مقرر نہ تھی خاص کر

ان کی بابت یہ فرمان نازل ہوا　ان پہ ہو گا عمل اور بھی چار ماہ

بعد اس عرصہ کے خود بخود کالعدم　ہو کے رہ جائیں گے سب کے سب ایک دم

سورۂ ہذا میں بندگانِ صفا　اور بھی کتنے احکام تھے باخدا

بارگاہ نبوی ﷺ سے شیر خداؑ کو خصوصی ذمہ داری کی تفویض

سورہ مذکور کے نازل ہونے کے بعد　رب کے محبوب نے بندۂ خوش نہاد

یعنی مولا علی کو بفضلِ خدا　یاد فرمایا اور اس طرح سے کہا

سورۂ ہذا تم بندۂ حق نگر　لے کے پہنچو مکے اور سنو خاص کر

لوگوں کا جب ہو عرفات میں اجتماع　ان کو پڑھ کر سناؤ براہِ ورع

پوری تفصیل سے بندۂ خوش نسب سورۂ ہذا اور اس کے احکام سب

شیرِ خداؓ کی روانگی اور یارِ غارِ نبی سے ملاقات

رب کے محبوب نے اب بفضلِ خدا بندۂ خوب کو کر کے ناقہ عطا
اور دے کے انھیں ذمہ داری عظیم کر روانہ دیا بندگانِ کریم
جا ملے اپنے صدیق سے بے گماں بر مقامِ عرج بندۂ خوش عناں

صدیق اکبرؓ کا تعظیمِ رسالتمآب ﷺ پر مبنی طرزِ عمل

جس سے پہنچے یہ بندۂ سرفراز تھے شروع کرنے والے صبح کی نماز
یارِ غارِ نبی بندۂ حق نما تھے کھڑے بر مصلّٰی بفضلِ خدا
ناقہ کے بلبلانے کی جب بے گماں ان کے کانوں پڑی صوتِ رفعت نشاں
رُک گئے اب وہیں عاشق مصطفےٰ کر کے احباب کو یوں مخاطب کہا
ناقۂ نبوی کی ملتِ خوش گماں لگتی ہے مجھ کو آوازِ رفعت نشاں
لگتا ہے ہوں یہ خود سرور انبیاء لائے تشریف اے بندگانِ صفا
رکھتے ہوں عزمِ حج رحمتِ عالمیں اس لیے جاؤ رک سب کے سب تم یہیں
ہیں اگر آپ خود سرورِ کائنات پھر پڑھائیں گے خود آ کے ہم کو صلوٰۃ

صدیق اکبرؓ کا حکیمانہ استفسار

ناقۂ مصطفےٰ بندگانِ متیں فضلِ مولا سے جب آئی ان کے قریں
تو یہ دیکھا کہ ہیں بندۂ حق نما اس پہ اسوار مولا علی مرتضےٰ
پڑتے ہی دوستو ان پہ پہلی نظر پوچھا مولا علیؓ بندۂ حق نگر

ہیں گئے بھیجے باحیثیت اک امیر آپ یا ایک مامور ہیں بے نظیر

علی المرتضیٰ کا جواب اور اپنی آمد کے مقصد کی وضاحت

بولے مولا علی جاں سے پیارے اخی ہیں امیر آپ ہی یارِ غارِ نبی
میں ہوں مامور اک بندۂ کبریا لایا ہوں ایک پیغامِ خیرالوریٰ
پڑھ چکے دوستو رہروانِ حجاز بالجماعت جونہی فجر کی اب نماز
واضح کی اپنے صدیق سے برملا آج کی غایتِ آمدِ دلربا
ان کو بتلایا کہ بندۂ خوش نہاد کارواں عازمِ مکہ ہونے کے بعد
اتری ہے رب کے محبوب پر باخدا رب کے قرآں کی یہ سورتِ دلربا
جس میں مذکور ہیں کچھ مسائل اہم بابتِ مشرکیں بندۂ محترم
اور مسائل ہیں کچھ حج کے بارے میں بھی اس میں مذکور اے جاں سے پیارے اخی
بھیجا ہے مجھ کو سرکار نے باخدا جب ہو عرفات میں اجتماع لوگوں کا
سب کو پڑھ کر سناؤں بفضلِ خدا سورۂ ہذا اور بندگانِ صفا
سب ان احکام سے مطلع جائیں ہو صدقہء مصطفےٰ درج ہیں اس میں جو

شانہ بشانہ ذمہ داریوں کی ادائیگی

حج کے ایام میں نائبِ مصطفےٰ یعنی صدیق اکبر بفضلِ خدا
جس جگہ اور جہاں پر بھی کرتے خطاب اس جگہ اس سے بندۂ لاجواب
یعنی مولا علی جاں نثار رسول بابا حسنین کے اور زوجِ بتول
بعد خطبۂ صدیق کے برملا پڑھتے سورہ براۃ بفضلِ خدا
کرتے توضیح بھی اس کے احکام کی روشنی میں نبی کے فرامین کی

فرضیتِ حج

کب ہوا فرض حج بندگانِ صفا اندریں سلسلہ درمیاں علماء
پایا جاتا ہے اک رائے کا اختلاف رائے ہے بعض کی اس طرح صاف صاف
تھا ہوا فرض یہ بندگانِ کمال جبکہ تھا خیر سے جاری ہجرت کا سال
پانچواں اور کچھ کہتے ہیں برملا سال تھا یہ چھٹا بندگانِ خدا
نووی اور رافعی کا یہی ہے خیال سال تھا یہ چھٹا بندگانِ کمال
رائے جمہور کی بھی بفضلِ خدا ہے یہی اکثر و بیشتر علماء
کہتے ہیں اس کو قولِ صحیح بالیقیں اے میرے ہمسفر بندگانِ متیں
جب کہ بعض اہلِ تحقیق کا ہے بیاں جب ہوا فرض یہ سال تھا ساتواں
اندریں سلسلہ بعض نے آٹھواں لکھا ہے جبکہ کچھ لوگوں کا ہے گماں
جب نواں سال ہجرت کا تھا باخدا اترے احکامِ حج بندگانِ صفا

اہلِ ایمان کا اولیں حج

اختلاف زمانہ سے قطع نظر کب ہوا فرض حج بندگانِ ہنر
اک حقیقت ہے یہ بندگانِ صفا اس میں شک کا نہیں کوئی امکاں ذرا
مرتبہ پہلی جو اہلِ ایمان نے اہل اسلام عشاقِ رحمان نے
حج کیا تھا نواں ہی تھا ہجرت کا سال اے میرے ہمسفر بندگانِ کمال
قافلہ تین سو اہلِ ایمان کا پہنچا طیبہ سے مکہ بفضلِ خدا
میر تھے کارواں کے بفیضِ نبی عاشقِ مصطفےٰ یارِ غارِ نبی
یعنی صدیق سے بندۂ باصفا کشتۂ صدق و اخلاص و مہر و وفا

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور معاذؓ بن جبل کی یمن روانگی

حضرتِ اشعری بندۂ کبریا نام عبداللہ رکھتے تھے جو باصفا
ہوتا تھا ان کا ان لوگوں میں اک شمار جنھوں نے دینِ حق تھا کیا اختیار
اولیں دور میں صدقۂ مصطفےٰ اے میرے ہمسفر رہروانِ وفا
بھیجا سرکار نے بندگانِ صفا کر کے والی مقرر انھیں باخدا
سرزمینِ عدن اور زوبید کا علم جن خطوں میں دیں کا ناپید تھا
ایسے ہی ایک اصحابِؓ پاکباز یعنی ابن جبل نامی حضرت معاذ
دوستو تھے گئے بھیجے سوئے یمن دیں کی تبلیغ کو صدقۂ پنجتن
ہوتا ہے بالیقیں بندگانِ وقار ان ستر خوش نصیبوں میں ان کا شمار
جنھوں نے عقبہ۔ میں ایک عہدِ وفا تھا کیا رب کے محبوب سے برملا
لائے ایمان جب بندۂ بہتریں عمر تھی بس اٹھارہ برس بالیقیں
سارے غزوات میں بندۂ حق نگر رب کے محبوبِ کے صدقے میں سربسر
اک فدا کار بن کر یہ شامل ہوئے اتنا مرغوب تھا دیں انھیں خیر سے

حضرت معاذ بن جبل کا اعزاز

ہوتا ہے بندۂ حق نگر کا شمار ایسے اصحابِ نایاب میں جو تھے چار
اور ہے جن کی بابت بفضلِ خدا واضح فرمانِ محبوب رب العلیٰ
رب کا قرآن اے بندگانِ خدا سیکھو ان چاروں سے تم بفضلِ خدا
ان کے علم و فراست کا اندازہ ہم سکتے ہیں کر بخوبی خدا کی قسم
کہ تھے دورِ نبوت میں بھی بہرہ ور مسندِ فتویٰ سے بندۂ باہنر

بوقت روانگی سرورانبیاء ﷺ کی طرف سے نوازشِ کریمانہ

جب روانہ کیا ان کو سرکار نے   نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار نے
ربّ کے محبوب نے خود کہا الوداع   ایسے عالم میں کہ رہروانِ ورع
تھے سواری پہ یہ بندۂ حق نگر   جب کہ محبوبِ ربّ والیٔ خشک و تر
پاپیادہ تھے اور کچھ وصایا زریں   تھے دیے جا رہے رحمتِ عالمیں
جب ہوا ان ہدایات کا اختتام   بولے رحمت لقب انبیاء کے امام
شاید اس سال کے بعد اب در جہاں   ہو ملاقات اپنی نہ اے خوش عناں
اور گزر تیرا ہو بندۂ باصفا   میری مسجد سے اور قبر سے باخدا
پا کے یہ اک المناک اندوہگیں   اطلاع آپ سے بندگانِ متیں
گھر گئے صدمے میں آپ کے جاں نثار   گریہ طاری ہوا ہو گئے سوگوار
تھی ضروری جو تعمیل ارشاد کی   کوئی صورت دِگر جو نہ موجود تھی
اس لیے دل گرفتہ لیے سربسر   چل پڑے یہ فدا کارِ خیرالبشر
کرنے کے واسطے ذمہ داری ادا   جو ہوئی ان کو تفویض تھی باخدا

سرورانبیاء ﷺ اور معاذ بن جبل کے درمیان سوال وجواب اور فقہِ اسلامی کے بنیادی مآخذ

آیا ہے اک روایت میں یوں باخدا   جب روانہ لگے کرنے خیرالوریٰ
ان کو سمتِ یمن تو یہ پوچھا سوال   قضیہ جب کوئی اے بندۂ باکمال
پیش ہو تیرے تو اس کا تو فیصلہ   کس طرح سے کرے گا بفضلِ الٰہ
عرض پیرا ہوئے آپ کے جاں نثار   رو سے قرآن کی اے نبی ذی وقار

پوچھا سرکار نے بندۂ حق نگر — پا سکے تو نہ قرآن میں جو اگر
کس طرح سے کرے گا تو پھر فیصلہ — عرض پیرا ہوئے اندریں سلسلہ
رو سے سنت کی کر دوں گا میں فیصلہ — اللہ کے فضل سے اے حبیب الٰہ
نطق فرما ہوئے رب کے پیارے نبی — پا سکے نہ اگر اس کو سنت میں بھی
ایسے میں کیا کرے گا تو اے حق نگر — جس پہ گویا ہوئے بندۂ باہنر
ایسی صورت میں کر لوں گا میں اجتہاد — سن کے بات اس کی اے رب کے مخلص عباد
ہو گئے نبی آخر زماں شادماں — نطق فرما ہوئے رحمتِ عالماں
حمد ہے واسطے اللہ کے باخدا — سب کی سب اور ہر طرح کی برملا
جس نے توفیق دی اپنے پیارے نبی — کے فرستادہ کو آج اس بات کی
جس پہ راضی ہے اللہ کا پیارا رسول — جس پہ خوش ہے خدا کا دلارا رسول

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی ہلاکت

ماہِ شوال میں بندۂ بے حیا — یعنی ابنِ ابی کو میرے ہمنوا
کر لیا موت کے دیو نے آ شکار — روز تک بیس یہ بندۂ نابکار
مبتلا رہ کے اس میں بالآخر ہوا — واصل نار اے بندگانِ صفا

سراپا رحمت نبی کا اسوۂ ذیشان اور مردِ حرماں نصیب کی درخواست

ابنِ عباس سے بندۂ حق نگر — کہتے ہیں اس طرح بندگانِ ہنر
جب ہوا دردِ موذی میں یہ مبتلا — کرنے اس کی عیادت بفضلِ خدا
خود گئے رحمتِ عالمیں خاص کر — اس خطا کار بندۂ ناداں کے گھر
موقعۂ ہذا پر ملتِ حق شناس — آپ سے مردِ ناداں کا تھا التماس

جاؤں مر میں تو پڑھائیں خیرالبشر   آپ ہی اب جنازہ میرا خاص کر
قبر پر بھی میری دیر تک کچھ قیام   آپ فرمائیں اے انبیاء کے امام

نسبتِ رسالتمآب ﷺ کا سہارا

خدمتِ اقدسِ شاہِ ابرار میں   آپ کی بارگاہِ گہربار میں
بھیجا اک آدمی اس نے بہرِ خدا   جس کے ذریعے سے یوں اس نے کہلا دیا
آپ اپنی قمیص اب برائے کفن   مجھ کو دے دیں جو اے بادشاہِ زمن
سمجھوں گا آپ کی اس کو چشمِ کرم   نبیٔ رحمت لقب بادشاہِ امم
بھیجی اس کے لیے بندگانِ نفیس   آپ نے جو پہن رکھی تھی اک قمیص
بھیجا پیغام اس نے براہِ خدا   مجھ کو درکار ہے خاتم الانبیاء
سربسر خیر وہ پیاری پیاری قمیص   ہے رہی آپ کا چھو جو جسمِ نفیس

فاروق اعظمؓ کا تعجب اور سرور انبیاء ﷺ کا جوابِ لاجواب

بیٹھے تھے اس سے بندگانِ ہنر   کشتۂ غیرتِ ملی حضرت عمر
پاس رحمت لقب نبیٔ مختار کے   سرورِ سروراں شاہِ ابرار کے
عرض پیرا ہوئے وہ بصد احترام   سرور سروراں انبیاء کے امام
دیتے ہیں آپ سرکار اس کو قمیص   اپنے کردار میں جو ہے پکا خسیس
سخت ناپاک ہے بندۂ بدنما   مفسد و فتنہ انگیز ہے بے حیا
بولے رحمت لقب والیٔ خشک و تر   مجھ کو تسلیم ہے بندۂ حق نگر
دے گی اس کو نہ کچھ فائدہ یہ قمیص   کیوں کہ ہے فتنہ انگیز مردِ خسیس
دینے میں اس کے حکمت ہے یہ شاندار   اس کی برکت سے پا جائے گا اک ہزار

بندہ اللہ سے توفیق اسلام کی روشنی رُشد اور دین و ایمان کی

رحمۃ اللعالمین ﷺ کے حکیمانہ طرزِ عمل کی برکت

اس کے ہمراہیوں کا گروہِ کثیر
رہتا تھا ہر گھڑی بندگانِ نصیر
اس کی صحبت میں ساتھ اس کے شام و سحر
اس کے انصار کا حلقۂ بے ہنر
دیکھا جب انھوں نے بندگانِ وقار
سرغنہ ان کا اک بندۂ نابکار
عمر بھر کی عداوت کے باوصف بھی
واسطے اپنی بخشش کے رب کے نبی
ہی کی نسبت کا ہے لے رہا برملا
اک سہارا کڑے وقت میں باخدا
اٹھ گئے پردے آنکھوں سے ان کی سبھی
اور گئے جان وہ اچھی طرح سبھی
کیوں نہ ہم بھی اسی ذات پر برملا
لائیں ایمان سچا بفضلِ خدا
اور ہوں دنیا و عقبٰی میں بہرہ ور
اس کے لطفِ کریمانہ سے سربسر
ہے سجا جس کے سر پہ شفاعت کا تاج
جس کے ہاتھوں میں ہے دونوں عالم کا راج
کیوں نہ ہم بھی پہن لیں غلامی کا طوق
اس کی اور صدق کی پاسبانی کا ذوق
کر لیں ہم پیدا خود میں بفضلِ خدا
لیں پکڑ صدق سے دامنِ مصطفٰے
جائیں بن حق پرستی کے مخلص رفیق
چھوڑ دیں شر پہ مبنی پرانا طریق
رب کے محبوب کے بندگانِ صفا
خیر و برکت پہ مبنی اس اقدام کا
یہ ہوا اک بدیہی اثر شاندار
تھے منافق کم و بیش جو اک ہزار
لائے ایمان سرکار پر برملا
چھوڑ کر شر پہ مبنی شقاوت کی راہ

فاروق اعظمؓ کے تحفظات اور سرورِ انبیاء ﷺ کا ارشادِ عقدہ کشا

ہے حدیثِ بخاری میں اس طرح بھی
بولے حضرت عمر رب کے پیارے نبی

آپ اس مردِ ملعون کا باخدا ہیں جنازہ پڑھانے لگے برملا
جس نے ہر موقعہ پہ خاتم الانبیاء اک سے اک بڑھ کے سرکار کو دکھ دیا
نطق فرما ہوئے وائے خشک و تر رہنے دو آج ان باتوں کو تم عمر
چاہوں تو مغفرت کرلوں رب سے طلب واسطے اس کے یا نہ کروں ایں سبب
حق تعالیٰ نے اے بندۂ کردگار ہے عطا کر دیا مجھ کو یہ اختیار
آپ کا سن کے فرمانِ عقدہ کشا ہو گئے چپ عمر بندۂ باصفا
جاری رکھتے ہوئے راہوارِ کلام نطق فرما ہوئے انبیاء کے امام
مجھ کو معلوم یہ ہوتا گر اے عمر واسطے اس کے میں مالک بحر و بر
رب رحمٰن سے مانگوں بہرِ عطا مغفرت زائد از جو ستر مرتبہ
تو اسے بخش دے گا وہ پروردگار صورت اندریں بندۂ کردگار
کرتا ستر سے زائد دفعہ باخدا واسطے اس کی بخشش کے رب سے دعا

احکم الحاکمین کی طرف سے حتمی فرمان

بعد اس واقعہ کے میرے ہمسفر لائے جبریل یہ آیتِ حق نگر
اے حبیبِ خدا سرورِ انبیاء جائے مر ان میں سے جو کوئی باخدا
پڑھیے اس کا جنازہ نہ خیرالانام اور نہ فرمایئے قبر پہ بھی قیام
ہے کیا کفر ان سب نے رب کے نبی اللہ کے ساتھ اور اس کے پیارے سے بھی
اور مرے ایسی حالت میں جب اشقیاء فسق کی راہ تھے چل رہے باخدا

سرورِ انبیاء ﷺ کا اسوۂ ذی احتشام

بعد اس حکم کے بندگانِ صفا نبیٔ رحمت نے کی نہ کبھی باخدا

اب دعا ہی ان اشرار کے واسطے اس طبقۂ عیار کے واسطے
نہ کیا قبروں پہ اشقیاء کی قیام اب یہی ٹھہرا اسوۂ خیرالانام

حضرت ابوذر غفاریؓ بارگاہ نبوی ﷺ میں

ایک دن صحنِ مسجد میں خیرالوریٰ بیٹھے تھے تنہا اے بندگانِ صفا
اسی اثناء میں حاضر ہوئے حق نگر خدمت عالی میں حضرتِ ابو ذر
بولے رحمت لقب بندۂ باصفا ہیں کچھ آداب مسجد کے بھی باخدا
عرض پیرا ہوئے وہ بصد احترام مجھ کو دیجیے خبر انبیاء کے امام
اللہ کے گھر کے ہیں ایسے آداب کیا تاکہ لا کے بجا پاؤں رب کی رضا
نطق آرا ہوئے سرورِ کائنات آؤ مسجد میں تو نفل کی دو رکعات
پڑھ لیا تم کرو بندۂ باصفا پانے کے واسطے اپنے رب کی رضا
اٹھے حضرت ابوذر بفضلِ خدا اور کیا حسب فرماں دوگانہ ادا

ابوذر غفاری کا امتِ مسلمہ پر احسانِ عظیم

موقعۂ خوب فرصت کے لمحات کو اب سمجھتے ہوئے حق نگر دوستو
پوچھے بوذر نے سرکار سے کچھ سوال نفسِ مضموں میں تھے جو اہم باکمال
آپ نے ان کو اے رہروانِ حجاز جن جوابات سے اب کیا سرفراز
معرفت کے خزانے ہیں وہ بہتریں علم و عرفان و حکمت کے دُرِ ثمیں
شخص جو لے گا کر ملتِ خوش گماں ان فرامینِ سرکار کو حرزِ جاں
ہو گا دنیا و عقبیٰ میں وہ کامراں پائے گا بالیقیں عزتِ بیکراں

مردِ حق کے استفسارات اور تعلیماتِ نبوی کے جواہر پارے

پوچھا بوذر نے اے بندگانِ کمال نبیؑ رحمت لقب سے یہ پہلا سوال
مجھ کو بتلایئے والیٔ بحر و بر ہیں عمل کون سے رب کو محبوب تر
بولے رحمت لقب بندۂ خوش نہاد اللہ پر ایماں اور اس کی رہ میں جہاد
ہیں عمل دونوں یہ بندۂ دوربیں درنگاہِ خدا خوشتر و بہتریں
پوچھا بوذر نے اے رحمتِ عالمیں کس کا ایماں ہے سرکار اکمل تریں
نطق فرما ہوئے سرورِ نامدار خلق ہے جس کا مخلوق میں شاندار
پوچھا بوذر نے جب سرورِ انبیاء نبیؑ رحمت لقب شاہِ ہر دوسرا
سب سے افضل ہیں کون اہل ایمان میں حق پرستانہ دنیا کے ایوان میں
بولے رحمت لقب سرورِ عالماں ہاتھ سے جس کے اور نطق سے بے گماں
سب رہیں امن میں بندگانِ خدا افضل ہے اہل ایماں میں وہ باخدا
پوچھا بوذر نے جب بندگانِ متیں کون سی ہجرت اے رحمتِ عالمیں
سب سے مرغوب اللہ کو ہے باخدا بولے رحمت لقب سرور انبیاء
جس نے دی ترک کر راہِ بد بالیقیں اس نے کی باخدا ہجرتِ بہتریں
پوچھا بوذر نے جب رحمتِ عالمیں در قرآں کون سی آیت ہے بہتریں
نطق فرما ہوئے سرورِ انبیاء آیت الکرسی اے بندۂ باصفا
پوچھا بوذر نے اے رب کے پیارے نبی اللہ کے نبیوں کی کتنی تعداد تھی
بولے رحمت لقب سرور نامدار ایک لاکھ اور بوذر تھی چوبیں ہزار

پوچھا اب انھوں نے اے خدا کے رسول — ان میں سے کتنی تعداد میں تھے رسول

نطق آرا ہوئے رحمتِ عالماں — تین سو تیرہ اے بندۂ خوش گماں

ان سوالات کے بعد بولے بوذر — نبی آخر زماں والیٔ بحر و بر

کچھ وصیت کریں مجھ کو بہرِ خدا — جس پہ گویا ہوئے خاتم الانبیاء

کرتا ہوں میں وصیت تجھے برملا — ڈرنے کی اللہ سے بندۂ باصفا

ہر گھڑی اللہ کا تقویٰ کر اختیار — تقویٰ دے گا تیرے دین و دنیا سنوار

عرض پیرا ہوئے پھر یوں مردِ سعید — آقا فرمایئے کچھ وصیت مزید

بولے رحمت لقب سرور نامدار — کیے رکھا کرو خامشی اختیار

کھلکھلا کر ہنسا نہ کرو تم کبھی — دیتا ہے یہ عمل دل کو پژمردگی

چہرے کے نور کو بھی ہے دیتا اڑا — اس طرح ہنسنا اے بندۂ باصفا

دیکھا جب ابوذر نے شہِ دو سرا — اس سے مائل ہیں خوب بہرِ عطا

بادب بولے اے رب کے پیارے حبیب — ہوں عطا اور بھی گنج ہائے عجیب

ان کی درخواست پر بندگانِ خدا — کشتگانِ صفا پیکرانِ وفا

نطق فرما ہوئے سرورِ نامدار — رکھو مسکینوں اور غم کے ماروں سے پیار

بیٹھنا جانو مرغوب ناداروں کی — تم مجالس میں ان اللہ کے پیاروں کی

مردِ مشتاق نے دوستو جب کہا — اور بھی کچھ وصایا ہوں مجھ کو عطا

نطق فرما ہوئے رحمتِ عالمیں — سچ کہو گرچہ کڑوا ہو وہ بالیقیں

بارے میں اللہ کے بندۂ حق نگر — آنے دو دل میں تم نہ ملامت کا ڈر

حدیثِ جبرئیل

بارگاہ نبوی ﷺ میں ایک خوش لباس اجنبی کی آمد

ایک دن رب کے محبوب خیرالوریٰ بیٹھے تھے ساتھ اصحاب کے باخدا
آیا خدمت میں اک بندۂ حق شناس زیب تن جس کے تھا اجلا لباس
کہتے ہیں اس طرح بندگانِ صفا بعض اصحاب نایابِ خیرالوریٰ
رکھتا تھا بال رنگت میں وہ خوش لباس سخت تاریک اے ملت خوش سپاس
جسم پر اس کے یا اس کے ملبوس پر تھا ہویدا نہ کوئی نشانِ سفر
تھا مگر شخص مذکور اِک اجنبی اس کو پہچانتا تھا نہ ہم میں کوئی
رب کے محبوب کا بندگانِ نفیس آ کے وہ ہو گیا باادب ہم جلیس
ایسے انداز میں کہ دیا باخدا آپ کے گھٹنے سے اس نے گھٹنا ملا
اور ہاتھ اپنے سرکار کی رانوں پر رکھ دیے اس نے بہرِ ادب خاص کر

اجنبی کی طرف سے پہلا سوال کہ اسلام کیا ہے؟

عرض پیرا ہوا وہ حبیب خدا مجھ کو آگاہ کریں کہ ہے اسلام کیا
بولے رحمت لقب سرورِ عالمیں دے شہادت تو اس بات کی بالیقیں
ہے نہیں کوئی بھی لائقِ بندگی ماسوا اللہ کے اور اس بات کی
کہ محمد ہیں اللہ کے اک رسول ایسے ہی سربسر بندۂ خوش اصول
تو کرے واسطے رب کے قائم صلوٰۃ ہو کے خوش اپنے اموال کی دے زکوٰۃ
رکھے رمضان کے روزے اور خاص کر حج کرے گر میسر ہو زادِ سفر

باادب عرض پیرا ہوا اجنبی — سچ کہا آپ نے اے خدا کے نبی
کہتے ہیں رب کے محبوب کے جاں نثار — اس کی اس بات پر بندگانِ وقار
ہم ہوئے سخت حیراں سبھی کے سبھی — کرتا ہے خود سوال اس کی تصدیق بھی

دوسرا سوال' ایمان کیا ہے؟

اب کیا اس نے سرکار سے یہ سوال — نبیؑ رحمت لقب بندۂ خوش خصال
مجھ کو بتلایئے کہ ہے ایمان کیا — نطق فرما ہوئے خاتم الانبیاء
یہ کہ ایمان لے آئے تو اللہ پر — سب ملائک پر اور ایسے ہی سربسر
آسمانی کتابوں پہ اور باخدا — سب رسل کی رسالت پہ بھی برملا
آخری دن پہ اور اپنی تقدیر پر — خیر پر مشتمل ہو کہ مبنی بہ شر
اس پہ پھر عرض پیرا ہوا اجنبی — سچ کہا آپ نے رب کے پیارے نبی

تیسرا سوال' احسان کیا ہے؟

اب کیا تیسرا اس نے کچھ یوں سوال — نبیؑ آخر زماں بندۂ باکمال
مجھ کو دیں یہ خبر کہ ہے احسان کیا — نطق فرما ہوئے خاتم الانبیاء
سن لے احسان ہے اس کیفیت کا نام — مردِ خوش بخت اے بندۂ خوش کلام
اللہ کی اس طرح تم عبادت کرو — آنکھوں سے اس کو گویا رہے دیکھ ہو
اور اگر پا سکو کیفیت یہ نہ تم — تو کچھ ہو جاؤ بس اس تصور میں گم
ہے رہا دیکھ تم کو وہ رب العلیٰ — نگہ سے جس کی کچھ بھی نہیں ہے چھپا

چوتھا سوال' قیامت کب آئے گی' اس کی علامات کیا ہیں؟

اے میرے ہمسفر بندگانِ کمال — اب کیا اس نے سرکار سے یہ سوال

مجھ کو بتلایئے کب شہِ انبیاء ہو گی قائم قیامت بحکم خدا
اس سے گویا ہوئے رحمتِ عالمیں مہماں افلاک کے لامکاں کے مکیں
مسئلہ ہذا میں علم مسئول کا کچھ زیادہ نہیں کہتا ہوں برملا
اس سے جو سائل ہے بندۂ سرفراز امرِ مذکور ہے سربسر ایک راز
اب کہا اس نے اے سرورِ انبیاء کچھ علامات ہی اس کی دیجے بتا
نطق فرما ہوئے والیٔ بحر و بر اک علامت یہ ہے اس کی اے حق نگر
کہ کنیز اپنی مالک کو دے گی جنم ایسے ہی دیکھے گا تو خدا کی قسم
لوگ کچھ ایسے پاؤں میں جن کے نہیں جوتا اور جو ہیں ننگے بدن بالیقیں
اونچی اونچی بنائیں گے عمارتیں اور بناتے ہوئے ایسی عمارتیں
ایک دوجے سے بڑھنے کی سب برملا رکھیں گے جاری اک کاوشِ ناروا
پھر پڑھی سورہ لقماں کی سرکار نے آیتِ ہذا نبیوں کے سردار نے
علم ہے پاس اللہ کے ہی بالیقیں ساعتِ خاص کا بندگانِ متیں

مردِ اجنبی کون تھا اور کس لیے آیا تھا؟

بعد ازاں جب گیا وہ چلا اجنبی بولے اصحاب سے رب کے پیارے نبی
یہ تھا جبریل جو آیا تھا باخدا تم کو سکھلانے دیں بندگانِ صفا

حجۃ الوداع

حجۃ الوداع کی وجہ تسمیہ

رب کے محبوب نے بندگانِ کمال ساتھ اصحاب کے دسویں ہجرت کے سال

رب کے گھر کا جو فرمایا حج خیر سے ہے کہا جاتا حج الوداعی اسے
وجہ تسمیہ ہے بندگانِ ہنر ایک یہ اس کی کہ موقعۂ ہذا پر
نبی رحمت نے اے سامعینِ کرام تھے جو خطبے دیے ذی شرف ذی مقام
ان میں تصریح کے ساتھ تھا کہہ دیا آپ نے اپنے اصحاب سے برملا
ہے میری آپ سے بندگانِ متیں اب ملاقات یہ آخری بالیقیں
آج کے بعد ہو گا نہ موقعہ نصیب اس طرح کا کہ مولا کا پیارا حبیب
اس جگہ پھر ہو تم لوگوں کے درمیاں گویا سرکار نے ملتِ خوش عناں،
اپنے عشاق اور اپنے اصحاب کو ان خدا مست مردانِ نایاب کو
کر دیا موقعۂ ہذا پر الوداع اس لیے اس کو کہتے ہیں حجۃ الوداع

سرورِ انبیاء ﷺ نے کتنے حج ادا فرمائے اور کتنے عمرے؟

کتنے فرمائے حج کتنے عمرے ادا ہیں کیے آپ نے اندریں سلسلا
مختلف قول ہیں بندگانِ وقار ایک کی رو سے دو حج اور عمرے چار
رب کے محبوب نے ہیں کیے بالیقیں اے میرے محترم بندگانِ متیں
ایک حج قبلِ ہجرت، شہ دو سرا کرتے ہیں اور اک بندگانِ صفا
ہے کیا رب کے محبوب نے بعدازاں جبکہ اک قول ہے آپ نے جانِ جاں
ہیں کئی حج کیے اب بفضلِ خدا دوستو قبل از ہجرت حق نما
بعد ہجرت کے البتہ حج اک یہی آپ نے ہے کیا عاشقانِ نبی
قول لگتا ہے راجح یہی باخدا کہ نبیٔ محترم نے بفضلِ خدا
اب کیے ہوں گے ہجرت سے پہلے کئی حج بیت اللہ کے عاشقانِ نبی

کیسے ممکن ہے یہ بندگانِ متیں ہوں کیے جا رہے حج سبھی مشرکیں
اور محبوبِ رب خاتم الانبیاء حج نہ فرمائیں بیت اللہ کا باخدا
ہوں گے سرکار نے یہ کیے حج سبھی اپنے اندازِ یکتائی کے ساتھ ہی
بعد ہجرت کے البتہ سرکار نے ہے یہی حج کیا شاہِ ابرار نے

حجۃ الوداع کی اہمیت اور اسوۂ حسنہ

دسواں جب سالِ ہجرت ہوا باخدا اور عرب بھر میں صدقۂ خیرالوریٰ
دین توحید کی ایک ندائے کے حسیں لگ گئی گونجنے بندگانِ متیں
دور و نزدیک تک ہو گئے منہدم سارے جھوٹے خدا پتھروں کے صنم
اور اسلام کا پرچمِ ذی وقار جگ میں لہرا گیا رہروانِ وقار
اب ضروری ہوا کہ حبیب خدا نبیٔ رحمت لقب خاتم الانبیاء
اللہ کے گھر میں آ کے بنفسِ نفیس کر کے دکھلائیں حج، اے میرے ہم جلیس
اور دیتے ہوئے اک بقائے دوام جدِ امجد کی سنت کو بالالتزام
اپنے ہاتھوں کریں سب مناسک ادا خوب واضح کریں فلسفہ حج کا
دیں مٹا سارے لغو اور باطل شعار اب بہانگ دہل بندۂ ذی وقار

عشاق کے لیے نویدِ حسیں اور شہر نبوی میں قافلوں کی آمد

اس لیے اب عرب بھر میں سرکار نے نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار نے
بھیج کر اپنے اصحاب و احباب کو ان خدا مست مردانِ نایاب کو
خوب کروا دیا ملتِ خوش عناں اچھی طرح یہ اعلانِ رفعت نشاں
کہ مدینے سے عشاق کا قافلہ اللہ کے گھر کے حجاج کا قافلہ

جائے گا اس دفعہ جو بفضلِ خدا　اس کے سالار خود ہوں گے خیرالوریٰ
دور و نزدیک تک یہ نویدِ حسیں　جس کسی نے سنی بندگانِ متیں
ہو گیا واسطے حج کے وہ تیار　قریہ قریہ سے عشاق دیوانہ وار
لگ گئے آنے طیبہ بفضلِ الٰہ　کارواں کارواں قافلہ قافلہ
واسطے عاشقاں بندگانِ صفا　اس سعادت سے بڑھ کر بفضلِ خدا
سکتا تھا اور کیا موقعہ ہو بالیقیں　کہ سفر حج کا ہو آپ کی بالیقیں
اک معیت میں اس طور سے باخدا　تھا یہ خوش بختی کا نکتۂ انتہا
حق نگر حق کے عشاق کے واسطے　آپ کے پیارے اصحاب کے واسطے
جوں جوں حج کا مہینہ بفضلِ منیب　صدقۂ مصطفٰے آ رہا تھا قریب
بڑھتی تھیں جا رہی ملتِ خوش گماں　ہر سو شوق و محبت کی چنگاریاں
شہر طیبہ کے اطراف و اکناف میں　دور و نزدیک کے سارے دیہات میں
خیمے ہی خیمے آنے لگے اب نظر　فضلِ مولا سے اے بندگانِ ظفر

عشاق کعبۃ اللہ کی مدینہ طیبہ سے روانگی

آ گیا دن وہ آخر بفضلِ خدا　جب روانہ ہوا کارواں دلربا
حق کے عشاق کا نبیٔ مختار کی　سربراہی میں نبیوں کے سردار کی
ہفتے کا دن تھا تاریخ پچیسویں　ماہِ ذیقعد کی دلربا دلنشیں
غسل فرما کے سرکار نے باخدا　جوڑا نوری کیا زیبِ تن دلربا
ظہر کی آپ کی اقتدا میں نماز　کی ادا سب نے اے بندگانِ فراز
اور روانہ ہوا حق کے عشاق کا　قافلہ باصفا صدقۂ مصطفٰے

سرورِ انبیاء ﷺ کی نیابت اور ازواجِ مطہرات کے لیے شرفِ ہمرکابی

موقعہِ ہذا پر بندگانِ خدا کشتگانِ صفا پیکرانِ وفا
رب کے محبوب نے اپنا قائمقام جن کو ٹھہرایا تھے بندۂ خوش کلام
ابو دجانہ سرکار کے جاں نثار منفرد ایک بندۂ پروردگار
مع دگر حق نگر جملہ اصحابیات آپ کی ذی شرف محترم خوش صفات
جملہ ازواج اے بندگانِ وہاب اس سفر میں ہوئیں آپ کی ہمرکاب
واسطے سب کے تھا سامعینِ کرام ایک ہودج جداگانہ کا انتظام

قافلۂ عشق کا ذوالحلیفہ پر ورود اور محمد بن ابوبکرؓ کی ولادت

پہنچا جب قافلہ ذوالحلیفہ کے پاس آپ نے رُکنے کا ملتِ حق شناس
جاری فرماں کیا اپنے عشاق کو اپنے اصحاب مردانِ نایاب کو
چونکہ تھا ہو چکا افتتاحِ سفر اے میرے ہمسفر بندگانِ ہنر
اس لیے عصر کی آپ نے اب صلوٰۃ کی بطرزِ سفر ہی ادا خوش صفات
رات بھی حق کے عشاق نے کی بسر اب اسی جگہ اے بندگانِ ہنر
باقی بھی سب نمازیں بفضلِ خدا قصر کی طرز پر ہی گئیں کی ادا
بیٹا بھی یارِ غارِ نبی کو عطا فضل سے اپنے حق نے کیا اس جگہ
پایا جس نے محمد سا نامِ حسیں صدقۂ مصطفٰے رحمتِ عالمیں

عشاقِ الٰہی کا حالتِ احرام میں دخول اور سوئے منزل روانگی

ذوالحلیفہ ہے صدقۂ خیرالانام طیبہ سے دور کچھ ایک چشمے کا نام

ہے یہ میقات اے بندگانِ صفا واسطے اہلِ طیبہ بفضلِ خدا

حج یا عمرے کے واسطے شخص جو طیبہ سے ہو روانہ میرے دوستو

اس پر لازم ہے کہ باندھ لے اس جگہ اپنا احرام وہ بندۂ باصفا

ظہر سے قبل سرکار نے باخدا اب کیا غسل اور بندگانِ صفا

تیل سر پہ لگایا بطرزِ حسیں کنگھی کی موئے اقدس کی اور دلنشیں

ایک خوشبو لگا کر کیں سرکار نے نبیؐ رحمت لقب شاہِ ابرار نے

چادریں اپنے احرام کی زیبِ تن بعد ازاں آپ نے قسم رب زمن

اب ادا ساتھ اصحاب کے کی صلوٰۃ ظہر کی اور پھر ملت خوش صفات

رکھے کلمات تلبیہ وردِ زباں چل پڑے مکہ محبوبِ رب جہاں

تلبیہ۔ عشاقِ الٰہی کا ترانۂ جانفزا

تلبیہ اے فدایانِ خیرالوریٰ اک ترانہ ہے وہ حق کے عشاق کا

زیرِ وارفتگی جس میں سب عازمیں کہتے ہیں یک زباں اور بطرزِ حسیں

حاضر ہوں اللہ میں حاضر ہوں باخدا کوئی ساجھی نہیں تیرا رب العلیٰ

حاضر ہوں حمد ہے ساری تیرے لیے اور نعمت بھی ہے ساری تیرے لیے

سارے عالم کا تو ہی ہے فرمانروا کوئی ساجھی نہیں تیرا رب العلیٰ

لبیک اللّٰھم لبیک کی صدائے حسین و دلنواز گونج

لحنِ اقدس سے جب رحمتِ عالمیں کرتے تھے روح پرور سرور آفریں

تلبیہ ہذا کے پیارے الفاظ ادا ساتھ سرکار کے رہروانِ وفا

کہتے تھے اب جو کلمات یہ حق نما اس صدائے حسیں کا یہ اعجاز تھا

پڑتے تھے گونج صحرا و دشت و جبل جاتے تھے اس سے کوہ و بیاباں دہل
راہ میں جب بھی ہو جاتا وقتِ نماز جس کسی بھی جگہ ملتِ سرفراز
اپنی اسواریوں سے اتر کر سبھی سجدے میں جاتے گر ازرہِ بندگی
ایسے ہی آتا کوئی نشیب و فراز غیر ہموار جا رہروانِ حجاز
کہتے تکبیر سہ بار سب برملا ذوق اور شوق سے بندگانِ صفا

کاروانِ عشق کا ذوطویٰ پر وروداور قیامِ شب

خطہ ہائے عرج ابوا کی سرزمیں وادیٔ عسفاں سے بندگانِ متیں
اب گزرتے ہوئے حق نگر کارواں سات دن بعد اے ملتِ خوش گماں
پہنچا جس جا بصدقۂ خیرالانام ذوطویٰ کہتے تھے اس کو سب خاص و عام
کارواں حق کے عشاق کا دلربا پہنچا جب اس جگہ صدقۂ مصطفےٰ
تھا رہا اس سے ہو باندازِ خوب طشتِ نوری کی صورت میں سورج غروب
نطق فرما ہوئے ' والیٔ خشک و تر آج شب ہم کریں گے یہاں پر بسر
تاکہ جب داخل ہوں اگلے دن در حرم ہوں تر و تازہ روح سارے اور تازہ دم
جا کریں رب کے گھر میں مناسک ادا ذوق اور شوق سے رہروانِ وفا

کعبۂ ذی حشم پر پہلی نظراور سرورانبیاء ﷺ کی دعا

حسبِ فرمانِ سرکار خیرالبشر کی فداکاروں نے شب یہاں پر بسر
اگلے دن فجر کی پڑھ چکے جب نماز حق کے عشاق یہ رہروانِ حجاز
غسل فرما کے سرکار خیرالوریٰ چل پڑے سوئے منزل بفضلِ خدا
پہنچے جب نبیٔ رحمت لقب در حرم اور پڑی کعبہ پر اک نظرِ ذی حشم

نبیِؑ رحمت نے اے ملتِ خوش خصال اے میرے ہمسفر بندگانِ کمال

اپنے مولا سے کی اس طرح التجا اے خدا اپنے گھر کے شرف کو بڑھا

اس کی عظمت کو اور اس کو ہیبت کو بھی کر عطا ہر گھڑی اک بلندی نئی

اک روایت میں آیا ہے یوں برملا موقعہ ہذا پہ کی آپ نے یہ دعا

اے میرے اللہ اے رب ذی احتشام انت السلام اللہ منک السلام

امن میں رکھ ہمیں جتنی ہے زندگی تجھ سے قائم رہے اپنی وابستگی

کر فزوں بیتِ ہذا کی تعظیم کو اس کی تشریف رعب اور تکریم کو

طوافِ کعبہ اور مقامِ ابراہیم پر نوافل

بعد اس کے کیا آپ نے بالیقیں اللہ کے پیارے گھر کا طواف حسیں

جس کا آغاز ہوا ملتِ خوش عناں حجر اسود کے بوسے سے ہی بے گماں

جب فراغت ہوئی دوستو از طواف رب کے محبوب فرزندِ عبد مناف

آ گئے اب مقامِ براہیم پر پڑھیں دو رکعتیں اس جگہ خاص کر

پھر تلاوت کی یہ آیتِ دلنشیں رب کے قرآن کی بندگانِ متیں

تم بناؤ مقامِ براہیم کو اپنی جائے نماز اللہ کے دوستو

نبیِؑ رحمت لقبؑ سرورِ کائنات تھے رہے کر ادا جبکہ یہ دو رکعت

آپ کے اور بیت اللہ کے درمیاں تھا مقامِ براہیم رفعت نشاں

پڑھ چکے رب کے محبوب جب یہ نماز لائے تشریف پھر بندۂ سرفراز

جانبِ کعبہ اور آ کے بوسہ دیا حجرِ اسود کو اے بندگانِ صفا

سعیٔ صفا و مروہ اور اس ادائے عاشقانہ کے بارے میں قرآنی حکم

ہو چکا دوستو جب مکمل طواف   رب کے محبوب فرزند عبد مناف
چلدیئے اب صفا کی طرف برملا   جب وہاں پہنچے تو آپ نے باخدا
اب تلاوت کی یہ آیت پر جمال   رب کے قرآن کی بندگانِ کمال
ہیں صفا مروہ بیشک شعائر بڑے   اللہ کے اس لیے بندہ جو بھی کرے
حجِ بیت اللہ یا عمرہ کوئی نہیں   واسطے اس کے لوگو حرج بالیقیں
کہ وہ چکر لگایا کرے درمیاں   ان کے اور ایسے ہی بندۂ خوش گماں
جو بجا لائے گا کوئی نیکی کا کام   پوری رغبت سے اے بندۂ نیک نام
وہ نظر میں ہے اللہ کی کارِ عظیم   کیونکہ شاکر ہے وہ بالیقیں ہے علیم
جب صفا مروہ کے درمیاں باخدا   ہو چکے سات چکر بفضلِ خدا
قائم احرام کو رکھا سرکار نے   نبیٔ رحمت لقب' شاہِ ابرار نے
کیونکہ ساتھ اپنے قربانی کے جانور   لائے تھے آپ سرکار خیرالبشر
البتہ رب کے محبوب کے ہم سفر   ساتھ لائے نہ تھے اپنے جو جانور
انھوں نے آپ کے حسبِ فرمان اب   کھول ڈالے یہیں اپنے احرام سب
اور پھر آٹھ تاریخ کو خاص کر   باندھے احرام ان سب نے بار دگر
اور رکھا اپنے احراموں کو برقرار   بعد تکمیلِ حج بندگانِ وقار
ذبح جب تک نہیں کر لیے جانور   نحر کے روز ہم راہِ خیرالبشر

منیٰ روانگی' قیام شب اور اگلے دن عرفات روانگی

آٹھ ذی الحج کی' یومِ ترویہ تک   ٹھہرے مکہ میں محبوبِ رب فلک

اور اسی روز سرکار خیرالوریٰ — ہمرہ جاں نثاران پہنچے منیٰ
ظہر و عصر اور مغرب عشاء بالیقیں — رب کے محبوب نے سب یہیں پر پڑھیں
رات بھی آپ نے کی یہاں پر بسر — بعد از فجر تک اک یہیں خاص کر
اب توقف کیا رہروانِ خشوع — حتیٰ کہ آفتاب ہو گیا جب طلوع
پہنچے رحمت لقب خاتم الانبیاء — آپ میدانِ عرفات میں باخدا
خیمہ اک پہلو میں مسجدِ نمرہ کے — ایستادہ ہوا واسطے آپ کے
واقع عرفات کے ہے یہ جائے حسیں — شرق میں اے میرے حق نگر سامعیں
خیمے میں آپ نے ملت نیک نام — اب کیا واسطے دیر تھوڑی قیام
جب ڈھلا شمس تو آپ نے بالیقیں — اب طلب کر لی اسواریٔ دلنشیں
ہو کے اسوار اس پہ بفضلِ خدا — وادی کے درمیاں پہنچے خیرالوریٰ

سرورِ انبیاء ﷺ کا خطبۂ عرفات

ایک تاریخ ساز خطاب اور حقوق انسانی کا اولیں دستور

موقعۂ ہذا پر بندگانِ فراز — رب کے محبوب نے ایک تاریخ ساز
خطبہ ارشاد فرمایا جو بالیقیں — علم و عرفان کا ہے مرقع حسیں
دین کا مغز ہے خطبۂ ذی وقار — روحِ اسلام ہے ملتِ ذی وقار
رب کے محبوب کا خطبۂ دلربا — اے میرے ہمسفر بندگانِ صفا
جاہلیت کے تھے جتنے رسم و رواج — سب کے سب آپ نے ملتِ خوش مزاج
کر دیے اپنے فرمان سے کالعدم — دیں کی تکمیل سے دم بدم یم بہ یم

رہ گئے مٹ کے سب جاہلانہ شعار　　مل گیا تا ابد آدمی کو وقار

بنیٔ آدم کے کمزور طبقات کو　　عالم نسواں نازک لقب ذات کو

دیتا ہے دین جو عزت و افتخار　　اس کا مظہر ہے یہ خطبۂ شاندار

نسل آدم میں اے بندگانِ فراز　　ہیں مروج جو خود ساختہ امتیاز

رنگ و نسل و وطن قوم کے نام پر　　اور ان جیسے سب عصری اصنام پر

بالیقیں اک لگاتا ہے ضربِ کلیم　　ایک اک لفظِ خطبۂ نبیٔ کریم

ایک انسان کو رہروانِ سلوک　　دنیا میں ہیں جو بنیادی حاصل حقوق

بالیقیں ان سبھی کا ہے آئینہ دار　　رب کے محبوب کا خطبۂ ذی وقار

ہیں رہے پیش کر ہم بصد احترام　　متنِ خطبۂ سرکار خیرالانام

اس لیے آپ بھی محترم سامعیں　　غور کامل سے یہ خطبۂ دلنشیں

اب سنیں اور پائیں بصد اہتمام　　علم و عرفان اور ذوق و مستی کے جام

انسانی جان ومال اور عزت وآبرو کی حرمت کا مقام درنگاہِ خیرالانام

بعد تسمیہ اور حمدِ رب العلیٰ　　نطق فرما ہوئے سرور انبیاء

لوگو جانیں تمہاری اور اموال یہ　　حاملِ حرمت ہیں سب کے سب حتیٰ کہ

اپنے رب سے ملو اور انھیں بالیقیں　　حاصل ہے ایسے ہی حرمتِ بہتریں

رکھتا ہے جیسے حرمت تمہارا نگر　　یہ مہینہ یہ دن بندگانِ ظفر

ملنا ہے اپنے رب سے تمھیں باخدا　　ایک دن جا کے اور تم سے رب العلیٰ

پوچھے گا بارے میں سارے اعمال کے　　جائیں گے کھل دفاتر مہ و سال کے

زمانہ ماضی کے سب سود آج سے کالعدم ہیں

لو سنو میں نے پیغام پہنچا دیا تم کو لاریب اللہ کا برملا
رکھتا ہے تم میں سے گر امانت کوئی اپنی تحویل میں دوسرے شخص کی
اس پہ لازم ہے کہ اس کو واپس کرے حالتِ اصلی میں جو لیا ہے وہ دے
سود ہے سب کا سب آج سے کالعدم آج کے بعد اے عاشقانِ حرم
واسطے ہے تمھارے فقط اصلِ زر اس کے لینے میں تم کو نہیں کچھ ضرر
نہ کرو تم کسی کو شکارِ ستم اور نہ تم پر کوئی شخص ڈھائے ستم
صادر ہے اللہ نے فیصلہ کر دیا کہ نہیں سود باقی کوئی اب رہا
سب سے پہلے جسے کرتا ہوں کالعدم سود ہے وہ میرے چچا جاں محترم
یعنی عباس کا بندگانِ خدا معاف ہے سب کا سب وہ براہِ خدا

آج سے زمانہ جاہلیت کے سب شعائر کالعدم اور خون کے دعوے باطل ہیں

ایسے ہی کرتا ہوں جاہلانہ شعار کالعدم سارے میں ملتِ ذی وقار
جاہلیت کے سب روند ڈالے ہیں آج اپنے پاؤں تلے میں نے رسم و رواج
کرتا ہوں معاف سب جاہلیت کے خون اندریں سلسلہ سب سے پہلا جو خون
کرتا ہوں معاف میں بندگانِ صفا وہ ربیعہ کا ہے بندگانِ صفا
پوتا تھا عبدِ مطلب کا جو مہ جبیں گلشنِ ہاشمی کا گلِ نازنیں
دور میں شیر خواری کے بنی ہذیل اشقیاء کے تھا ہاتھوں ہوا جو قتیل
معاف کرتا ہوں امروز خوں اس کا میں معاف کرتا ہوں امروز خوں اس کا میں

شیطان آج اس بات سے مایوس ہو چکا ہے
کہ آئندہ کبھی اس کی عبادت ہوگی

جاری رکھتے ہوئے راہوارِ کلام نطق فرما ہوئے انبیاء کے امام
لوگو شیطان ہے ہو گیا بالیقیں آج مایوس کہ بعد ازاں بر زمیں
اب ہوا جو کرے گی عبادت کبھی اس کی لیکن یہ رکھتا ہے امید بھی
کہ کرانے میں ہو جائے گا کامیاب چھوٹے چھوٹے گنہ لوگوں سے بے حساب
اس لیے رہنا اچھی طرح ہوشیار اس کے ہتھکنڈوں سے جو کہ ہیں بیشمار

عورتوں کے مردوں پر اور مردوں کے عورتوں پر حقوق کیا ہیں

بارے میں عورتوں کے براہِ خدا ایک تاکید کرتے ہوئے برملا
نطق فرما ہوئے آپ یوں دوستو بارے میں ان کے اللہ سے ڈرتے رہو
کرتا ہوں میں وصیت تمھیں برملا کہ کرو عورتوں سے بھلائی سدا
اختیار اپنے بارے میں رکھتی نہیں وہ کوئی بلکہ تم ہی ہو ان کے امیں
جان لو خوب تم بندگانِ ہنر وہ ہوئی ہیں حلال اللہ کے نام پر
تم پہ اور جس طرح ہیں تمہارے حقوق ایسے ہی تم پہ لاگو ہیں ان کے حقوق
ان پہ حق ہے تمہارا رکھیں برقرار حرمتِ بستر اور نہ کریں داغدار
عصمت و دامنِ پارسائی ذرا اور اگر بیٹھیں کر حرکتِ ناروا
تو اجازت ہے تم کو کہ بعد از صدور کارِ عصیاں دو کر خوابگاہوں سے دور
انھیں اور ان کی تادیب کو باخدا سکتے ہو دے مگر ہلکی سی اک سزا
اپنی حرکت سے وہ باز آ جائیں گر تو ہے لازم تمھارے لیے سربسر

تم مہیا کرو خور و نوش و لباس حسبِ توفیق انھیں بندگانِ سپاس
کر لو باتیں میری لوگو تم حرزِ جاں . لو سمو دل میں افکارِ رفعت نشاں

قرآن وسنت کو پکڑے رہو گے تو تم کبھی گمراہ نہ ہو گے

پھر کہا زور دے کر بفضلِ خدا رب کے محبوب نے اس طرح برملا
میں نے پیغام اللہ کا بالیقیں تم کو پہنچا دیا ملتِ بہتریں
چھوڑ کر تم میں ہوں جا رہا باخدا چیزیں دو ایسی میں بندگانِ صفا
کہ اگر ان کو پکڑے رہو گے سبھی ہو گے گم راہ تم تا ابد نہ کبھی
یعنی قرآن کتاب اللہ کی بہتریں دوسرے میری رہ سنتِ دلنشیں

مومنین سب آپس میں بھائی بھائی ہیں

زور دیتے ہوئے آپ نے بے گماں اب کہا لوگوں سے ملتِ خوش عناں
چاہیے ہونا تم لوگوں کو باخدا امر معلوم یہ بندگانِ صفا
اہل ایمان ہیں بھائی بھائی سبھی اس لیے بن رضا اب کسی بھائی کی
لے نہ شے کوئی اے بندگانِ صفا نہ ستم کوئی خود پہ کرے برملا

قلب سلیم تین باتوں میں حسد کر ہی نہیں سکتا

جان لو دل جو ہے آئینہ حق نما جانتا ہی نہیں یہ حسد با خدا
تین اعمال میں بندگانِ سلیم نوعیت میں جو اپنی ہیں کارِ عظیم
یعنی ایسا عمل جس میں رب کی رضا ہی ہو مدِنظر بندگانِ خدا
اور نصیحت جو اک خیر خواہی کے ساتھ حاکمِ وقت کو جائے کی خوش صفات
ایسے ہی رہنا وابستہ بالالتزام مومنوں کی جماعت سے بااہتمام

ہے ہوئے گھیرے غیروں کو بھی بالیقیں   دعوتِ اہلِ ایماں بفضلِ متیں

طالبِ دنیا افلاس کی آگ میں جلتا ہے جبکہ طالبِ آخرت کو غنائے قلب نصیب ہو جاتا ہے

جاری رکھتے ہوئے راہوارِ کلام   نطق آرا ہوئے نبیؐ ذی احتشام
رکھتا ہو دل میں جو مال ہی کی طلب   دیتا ہے اس کے افلاس کو اس کا رب
آنکھوں کے سامنے اس کی کر یوں عیاں   کہ کمائی سبھی اس کی اب ناگہاں
ہو کے رہ جاتی ہے منتشر باخدا   اور اٹھ جاتی ہے برکتِ خوشنما
ملتا ہے اس کو لکھا ہی تقدیر کا   جبکہ دوجی طرف بندۂ کبریا
دل میں رکھتا ہے جو آخرت کی طلب   دیتا ہے اس کے دل کو غنیٰ اس کا رب
اس طرح کر کہ ہو جاتی ہے مکتفی   واسطے اس کے ہو آمدن جتنی بھی
آتی ہے دنیا پاس اس کے ہو کے ذلیل   سر جھکائے ہوئے بے نوا بے دلیل

تبلیغ کی بابت ایک حکیمانہ نصیحت

اللہ فرمائے رحم اپنا اس شخص پر   بات جس نے سنی میری یہ خاص کر
اور پہنچایا اس کو بفضلِ خدا   دوسرے لوگوں تک بندگانِ صفا
ہوتا ہے کچھ دفعہ ایسا بھی بالیقیں   کہ جو ہے جانتا مسئلہ بہتریں
خود تو رکھتا نہیں وہ فقہی صفات   کرتا ہے منتقل وہ مگر جس کو بات
ہوتا ہے اس سے وہ بہتر و باکمال   علم میں فقہ کے بندۂ خوش خصال

غلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تلقین

جاری رکھے ہوئے خطبۂ ذی مقام نطق فرما ہوئے انبیاء کے امام
بندگانِ خدا یہ تمہارے غلام کھاتے ہو جو شب و روز تم سب طعام
ان کو بھی تم کھلاؤ وہی باخدا ایسے ہی تم لازم ہے بہرِ خدا
جس طرح کا ہو تم خود پہنتے لباس دو پہننے کو ان کو بھی ویسا لباس
جائے سرزد جو ہو ان سے کوئی خطا معاف کر دو انھیں بندگانِ خدا
اور اگر معاف کرنا ہے دشوار تو ہاتھ میں پھر کسی کے انہیں بیچ دو
دو نہ ان کو مگر ناروا تم سزا کشتگانِ صفا پیکرانِ وفا

پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک کا تاکیدی حکم

کرتا ہوں اک وصیت تمھیں خوش صفات خیر خواہی کرو تم پڑوسی کے ساتھ
خیر خواہی کرو تم پڑوسی کے ساتھ خیر خواہی کرو تم پڑوسی کے ساتھ
کہتے ہیں جاں نثارانِ خیرالوریٰ بولا کلمۂ ہذا بفضلِ خدا
سرورِ دین و دنیا نے اتنی دفعہ کہ سمجھنے لگے بندگانِ خدا
کر نہ دیں آپ میراث میں بھی کہیں شامل ہمسائے کو رحمتِ عالمیں
پھر مخاطب کیے اپنے اصحاب کو جنس کمیاب مردانِ نایاب کو
نطق فرما ہوئے خاتم الانبیاء جان لو جان لو لوگو یہ باخدا
حق جو ہے وضع اللہ نے کر دیا سارے کنبے کے ایک ایک حقدار کا
اس لیے جائز اب یہ نہیں رہ گیا بندگانِ صفا پیکرانِ وفا

حق میں وارث کے کوئی وصیت کرے   اندریں سلسلہ رب سے ڈرتا رہے

بیٹے کا انتساب کس طرف ہوگا

بارے میں حرمتِ نسل خون و نسب   نطق فرما ہوئے نبیؐ رحمت لقب
بیٹا منسوب ہوا کرتا ہے بالیقیں   بس اسی شخص سے بندگانِ متیں
جس کا بستر ہے اور جس کی ہے خوابگاہ   واسطے شخصِ بدکار اور روسیاہ
سنگ ہے اور جو باپ کے بن کرے   خود کو منسوب ناداں کسی اور سے
لعنت ہے اس پہ اللہ کی بالیقیں   سب فرشتوں کی لوگوں کی بھی بدتریں
شخص سے ایسے اے بندگانِ اصول   حق تعالیٰ کبھی نہ کرے گا قبول
کوئی بدلہ کسی طرح کا کوئی مال   اس کے سر ہوگا اس کے عمل کا وبال

ادھار لی ہوئی چیز واپس لوٹاؤ قرض بہرحال واپس کرو

مانگ کر لو جو شے تم کسی سے کوئی   اس کو واپس کرو بارضا و خوشی
عطیہ لوٹاؤ اور قرض واپس کرو   قرض کے بارے میں اپنے رب سے ڈرو
جو بنے ضامن اس کے لیے بھی یہی   شرط ہے لاگو اے عاشقانِ نبی

خطبے کے اختتام پر ایک شفیقانہ استفسار

اپنے خطبے کا کرتے ہوئے اختتام   نطق فرما ہوئے انبیاء کے امام
بارے میں میرے جب بندگانِ صفا   جائے گا تم سے پوچھا براہِ خدا
دو گے تم اندریں سلسلہ کیا جواب   جس پہ گویا ہوئے بندگانِ وہاب
دیں گے ہم یہ شہادت بفضلِ خدا   نبیؐ رحمت لقب سرورِ انبیاء
رب کا پیغام پہنچا دیا آپ نے   سرورِ سروراں شاہِ لولاک نے

ساتھ اخلاص کے اور بعدِ تمام کر دیا فرض پورا بصد التزام
اب شہادت کی انگشتِ رفعت نشاں نبیؐ رحمت نے کی جانب آسماں
کچھ بلند اور پھر جانب اجتماع موڑ کر اس کو اے رہروانِ ورع
سہ دفعہ نطق آرا ہوئے برملا تو بھی شاہد ہے اے میرے رب العلی

صلوٰۃ الظہر کی ادائیگی

دوستو بعد از خطبۂ دلربا آپ نے حق نگر بندۂ باصفا
خادمِ خاص سے یہ کہا اے بلال اٹھ کے دے اب اذاں بندۂ خوش خصال
حسب فرمان جب کہہ چکے وہ اذاں نبیؐ رحمت نے اے ملتِ خوش گماں
مع صحابہ پڑھی ظہر کی اب صلوٰۃ دن تھا جمعہ کا مبروک اور خوش صفات

مقامِ موقف پر آمد اور رب العالمین کی بارگاہ میں عاجزانہ دعائیں

پڑھ چکے سرور دو جہاں جب صلوٰۃ لائے تشریف اب سرور کائنات
بر مقامِ موقف ساتھ عجز و نیاز رہے اللہ سے کرتے راز و نیاز
گڑگڑاتے رہے سرورِ انبیاء رب کے دربار عالی میں بہرِ دعا
موقعٔ ہذا پر آپ نے بالیقیں تھیں دعائیں جو کی دلربا دلنشیں
ان میں سے ایک تھی اس طرح باخدا اے میرے ہمسفرٔ رہروانِ وفا

سرورِ انبیاء ﷺ کی ایک ایمان افروز روح پرور دعا

اے میرے اللہ اے میرے رب متیں واسطے تیرے ہے حمد سب بالیقیں
جس طرح ہم کیا کرتے ہیں برملا بلکہ اس سے فزوں تر ہے بادرجہا
اے میرے اللہ اے خالقِ کائنات میری قربانیاں اور میری صلوٰۃ

میری ہر چیز میری حیات و ممات واسطے تیرے ہے مالکِ شش جہات
لوٹنا بھی میرا ہے تو جانب تری ہے حوالے تیرے میری میراث بھی
قبر کی ابتلا سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں اسی طرح میرے خدا
مقصدِ ارفع و اعلیٰ کے انتشار اس کے ناپید ہو جانے سے صد ہزار
مانگتا ہوں فقط تیری ہی میں پناہ آئے مجھ کو میسر تیری ہی پناہ
ایسی ہر چیز سے بھی ہوا ہو سبب جس کا اے حاملِ عزت و جاہ رب
اس سے بھی شب کی تاریکی میں جو کہیں یا اجالے میں دن کے چھپی ہو کہیں
مانگتا ہوں زمانے کے شر سے پناہ تیری ہی آج کے دن میں میرے الٰہ

جذباتِ بندگی اور خشیت سے لبریز ایک اور دعا

موقعٔ ہذا پہ اک دعائے دگر جو ہے منقول سرکار سے خاص کر
اس کے راوی ہیں عبداللہ ابنِ عباس ہے وہ کچھ اس طرح ملتِ حق شناس
اے میرے مالک و مولا سنتا ہے تو بالیقیں مجھ سے بندے کی سب گفتگو
ہے نظر میں تیری میری جائے قیام تجھ سے مخفی نہیں میرا کوئی مقام
جانتا ہے تو سب میرے ظاہر کا حال میرے باطن کا بھی تجھ پہ ظاہر ہے حال
تجھ سے مخفی نہیں میرے حالات کی اے میرے پیارے مولا کوئی چیز بھی
میں ہوں اک غمزدہ سائلِ بے نوا تیرے در کا سوالی ہوں ربّ العلیٰ
مانگتا ہوں پناہ تجھ سے ربِ جہاں خوف کا مارا جاؤں تو جاؤں کہاں
اپنے عصیاں کا اقراری ہوں برملا معترف ہوں خطاؤں کا میں باخدا
کرتا ہوں مثلِ مسکین تجھ سے سوال جھولی میں میری رحمت کی خیرات ڈال

ہوں خطاکار کمزور لاغر ہوں میں
روبرو تیرے بندۂ عاجز ہوں میں

کرتا ہوں عاجزی میرے رب العلیٰ
روبرو تیرے اور مانگتا ہوں دعا

اس طرح جیسے کوئی خشیت زدہ
شخصِ نابینا ہو کر رہا التجا

جس کی گردن تیرے روبرو ہو جھکی
جاری ہو آنکھوں سے جس کی برسات بھی

جسم ہو جس کا لرزاں بخوفِ خدا
خاک آلود ہو ناک بھی برملا

بارگہ میں تیری میرے رب متیں
جاؤں بن نہ شقی میرے مولا کہیں

التجا میرے رب میری کر لے قبول
بھر دے دامن میں میرے اجابت کے پھول

مجھ پہ کر دے عنایات میرے خدا
رحم فرما دے مجھ پہ اے رب العلیٰ

اے کہ تو وہ جو ہے ارفع و بہتریں
ان سبھی سے میرے مولا رب متیں

ہے کیا جاتا جن ہستیوں سے سوال
اور ان سب سے جو مالک و ذوالجلال

سائلوں کو کیا کرتے ہیں کچھ عطا
حسبِ توفیق اے میرے حاجت روا

بارگاہِ خداوندی میں ایک اور عاجزانہ مناجات

اک دعا یہ بھی اے بندگان متیں
رب کے محبوب کی دلکش و دلنشیں

درج ہے دوستو در سبل الھدیٰ
راوی ہیں جس کے حضرت علی مرتضےٰ

ماسوا اللہ کے لائق بندگی
کوئی ہستی نہیں اور وہ ہے یکتا بھی

کوئی ساجھی نہیں اس کا اور باخدا
ہے اسی کے لیے ساری حمد و ثنا

دست قدرت میں ہے خیر سب اس کے ہی
جو ہر اک شے پہ رکھتا ہے قدرت وہی

اے میرے اللہ دل میں میرے نور بھر
سینے کو میرے نورِ علیٰ نور کر

کانوں کو نور دے آنکھوں کو نور دے
میرے سینے کو میرے لیے کھول دے

کر دے آسان میرے لیے میرا کام　　مانگتا ہوں پناہ تیری میں صبح و شام
سینے کے سب وساوس سے ربِ وہاب　　اور ہونے سے حالاتِ ہستی خراب
ایسے ہی مانگتا ہوں میں تیری پناہ　　ایسے ہر فتنے سے مالک دوسرا
ہو چھپا شب کی تاریکی میں جو کہیں　　یا اجالے میں دن کے ہو مخفی کہیں
اور اس فتنۂ پُر بلا سے پناہ　　مانگتا ہوں تیری میرے رب العلیٰ
جو چھپا ہو ہواؤں کی رفتار میں　　کاٹ میں ان کی اور وقت کی دھار میں
ہیں نہاں جو فتن پر وبا پُر بلا　　ان سے بھی مانگتا ہوں تیری ہی پناہ

تکمیلِ دین واتمامِ نعمت کا اعلانِ رفعت نشاں

موقعۂ ہذا پر ہی بفضلِ خدا　　اتری قرآں کی وہ آیتِ دلربا
جس میں تکمیل دیں کا بفضلِ متیں　　اک سنایا گیا مژدۂ بہتریں
اور اتمامِ نعمت کا رفعت نشاں　　اک اعلان ہوا اس طرح درجہاں
ہو گئے لوگ مایوس وہ برملا　　تھا چنا جنھوں نے راستہ کفر کا
دین کے بارے میں آپ کے بالیقیں　　اس لیے آپ اے رحمت عالمیں
نہ ڈریں ایسے افراد سے اب ذرا　　بس ڈریں مجھ سے ہی بندۂ حق نما
کر دیا فضل سے اپنے خیرالوریٰ　　آج میں نے مکمل یہ دین آپ کا
آپ کے واسطے اور کر دی تمام　　آپ پر اپنی نعمت بصد اہتمام
اور لیا آپ کے واسطے کر پسند　　دینِ اسلام کو بندۂ ارجمند

لمحاتِ قبولیت میں امتِ مرحومہ کے لیے دعا ومناجات

ان اجابت کی اے سامعیں خوش صفت　　قیمتی گھڑیوں میں نبیؐ مولا صفت

والیٔ دو جہاں خاتم الانبیاء اپنی امت کو بھولے نہیں باخدا
واسطے اس کی بخشش کے زار و قطار رب سے کرتے دعائیں رہے بار بار
کہتے ہیں حضرت عباس اے دوستو دیکھا عرفہ کی شب میں نے سرکار کو
کہ بہت دیر تک مولا کے رو برو رب کے محبوب نے ملتِ نیک خو
رکھا پھیلائے دامن برائے دعا اور کرتے رہے اس طرح التجا
بخش دے میری امت کو ربِ غفار بخش دے میری امت کو رب غفار
دے اتار اس کے سر سے تو عصیاں کا بار میرے محبوب رب میرے پروردگار

قبولیت دعا کا مژدۂ جانفزا اور ایک استثناء

موقعٔ ہذا پر رب نے کی یوں وحی اے میرے پیارے محبوب پیارے نبی
ہے گئی پا اجابت کی میٹھی مراد یہ دعا آپ کی بندۂ خوش نہاد
مانگی ہے مغفرت آپ نے برملا واسطے جن کے اے خاتم الانبیاء
میں نے ہے بخش ڈالا انھیں بالیقیں ماسوا ان کے اے رحمتِ عالمیں
ڈھائے جن ظالموں نے ستم پر ستم بے وجہ دوسروں کو دیے رنج و غم
جو گناہ میرے اور بندوں کے درمیاں جس قدر بھی تھے وہ سب کے سب بے گماں
میں نے ہیں کر دیے معاف پیارے نبی اے کہ بے آسروں کے سہارے نبی

سرورِ انبیاء کی ایک محبوبانہ التجا، اس کی قبولیت میں تاخیر اور بالآخر قبولیت کی نویدِ حسیں

موقعۂ ہذا پر سرورِ نامدار ۔ عرض پیرا ہوئے میرے پروردگار

رکھتا ہے امرِ ہذا پہ تو بالیقیں　اے میرے پیارے رب قدرتِ بہتریں
خود تو مظلوم کو رحمتِ خاص سے　اپنی سرکار سے اپنے دربار سے
خلد میں دے دے اک قطعۂ دلربا　بخش دے اس کو بھی آج بہر عطا
جس نے بھائی پہ اپنے کیا ہو ستم　ڈھایا ہو آ کے نادانی میں کوہِ غم
موقعۂ ہذا پر تو دعائے رسول　آج پا نہ سکی اک نویدِ قبول
اگلے دن پہنچے مزدلفہ جب باخدا　نبیؑ رحمت لقب شاہِ ہر دوسرا
اور کی مولا سے مغفرت کے لیے　اک دعا قوم کے عاصیوں کے لیے
تو دعا ہذا کو بخشا عزّ قبول　رب تعالیٰ نے اے بندگانِ اصول
سن کے مقبولیت کا بفضلِ خدا　اپنے مولا سے اک مژدۂ جانفزا
ہو گئے مطمئن سرورِ انبیاء　شکر رب کا کیا جان و دل سے ادا

ابلیس کا اظہارِ بیچارگی اور سرورِ انبیاء ﷺ کی ہنسی

آیا ہے اس طرح بھی میرے ہمسفر　اک روایت میں سرکار خیرالبشر
ہنس دیے موقعٔ ہذا پر برملا　پوچھا شیخین نے آپ سے باخدا
ایسے موقعوں پہ اے رحمتِ عالمیں　ہنسنا تو آپ کا اک وطیرہ نہیں
کس لیے آپ ہنسے خاتم الانبیاء　آپ کے ہنسنے کی آقا کیا ہے بنا
آپ کو تا ابد انبیاء کے امام　رکھے رب آپ کا شاداں شاد کام
بولے رحمت لقب سرورِ انبیاء　جانا ابلیس نے جب بفضلِ خدا
رب نے میری دعا کو ہے بخشا قبول　تو اس ابلیس نے جو ہے فردِ جہول
اب بھلا جانتے ہو کہ ہے کیا کیا　جاں نثاران و عشاقِ ربِ العلیٰ

مٹھی میں اپنی ملعون و شوریدہ سر — لے کے مٹی اسے مفسد و فتنہ گر
ہے لگا ڈالنے سر پہ اور نابکار — ہے لگا کرنے اس طرح چیخ و پکار
میں تباہ ہو گیا ہو گیا نامراد — میں تباہ ہو گیا ہو گیا نامراد
دیکھ کر اس کی یہ حالت بے بسی — آ گئی جاں نثارو مجھے تو ہنسی

عالم انسانیت کے لیے جامع دعائیں اور مزدلفہ روانگی

نبیٔ رحمت لقب سرور انبیاء — اب کم و بیش دن سارا راہِ خدا
پوری انسانیت کے لیے بالعموم — اور خیرالامم کے لیے بالخصوص
گڑ گڑا کر رہے کرتے رب سے دعا — بس رہے مانگتے عافیت اور بھلا
حتیٰ کہ جب گیا ہو غروب آفتاب — پھیلی تاریکی تو اب رسالتمآب
چل پڑے سوئے مزدلفہ باہتمام — ساتھ اصحابِ نایاب کے خوش خرام
ناقہ پر اس سے ملتِ شاندار — ساتھ سرکار کے تھے اسامہ سوار
پہنچے مزدلفہ جب خاتم الانبیاء — آپ نے پڑھیں مغرب صلوٰۃ العشاء
اب اکٹھے ہی اے بندگانِ متیں — تھی اذاں دونوں کی ایک ہی بالیقیں
ہاں اقامت کہی تھی گئی باخدا — حسب فرمانِ سرکار دو مرتبہ
رات بھی آپ نے بندگانِ ظفر — اب یہیں کی بسر خیر سے سربسر
جب ہوئی اگلے دن صبحِ صادق طلوع — آپ نے کی ادا مع خشوع و خضوع
وقت اوّل میں ہی فجر کی اب صلوٰۃ — پھر کیا ایک اعلان یہ خوش صفات
کہ رمی جائے کی ساتھ کامل خشوع — بعد اس کے کہ ہو جائے سورج طلوع

مشعرِ حرام آمد اور دعا و مناجات کی کثرت

بعد ازاں ناقہ پہ اپنی ہو کے سوار لائے تشریف اب سرور نامدار
اس جگہ نام ہے جس کا مشعر حرام قبلہ رُو ہو کے یاں انبیاء کے امام
رب کی تکبیر و تحلیل ذکرِ خدا خوب کرتے رہے بندگانِ صفا
واسطے اپنی امت کے بھی اس جگہ ساتھ کثرت کے کی اپنے رب سے دعا

مزدلفہ سے کنکریوں کا حصول اور بطنِ محسر سے تیز رو گزر

حتیٰ کہ جب سفیدی گئی سربسر پھیل اچھی طرح بندگانِ ظفر
اب روانہ ہوئے رحمتِ عالمیں سوئے مزدلفہ پھر محترم سامعیں
آپ کے واسطے بندۂ بہتریں ابنِ عباس نے کنکریاں چنیں
پہنچے جب بطن محسر میں خیرالانام کر لیا اپنی اسواری کو تیز گام
ہے جگہ یہ وہ اے سامعیں باوقار جس جگہ آیا تھا ابرہہ نابکار
اپنے لشکر کے ہمراہ زیرِ عتاب دشمنِ دینِ حق مردِ خانہ خراب
تھا ہوا ساتھ افواج کے جو تباہ ہاتھوں ننھے پرندوں کے وہ روسیاہ
رب کے محبوب کا ایک معمول تھا اے میرے ہمسفر رہروانِ وفا
اس جگہ جب پہنچتے رسالتماب اترا ہوتا جہاں پر کسی پہ عذاب
تھے گزر جاتے اس جگہ سے تیز گام رب کے محبوب و مختار خیرالانام

منیٰ آمد اور خطبہ ثانی کے لیے تیاری

اب جو پہنچے منیٰ سرورِ انبیاء ساتھ اصحاب نایاب کے باخدا

جمرۂ عقبہ پہ شاہِ ابرار نے کی رمی ہر دو عالم کے سردار نے
ختم بعد اس کے اے بندگانِ صفا کر دیا تلبیہ آپ نے برملا
لائے تشریف پھر سرورِ نامدار اک دفعہ در منیٰ سامعیں ذی وقار
اور کیا دوسرے خطبے سے سرفراز اپنے اصحاب کو بندگانِ فراز
خطبے سے قبل سرکار نے برملا اب کہا اپنے اصحاب سے باخدا
اپنی اپنی جگہ بیٹھیں وہ آج سب رکھ کے ملحوظ ترتیب و پاسِ ادب
اہل ہجرت کو کر کے مخاطب کہا رب کے محبوب نے بندگانِ صفا
دائیں قبلہ کے سب بندگانِ کمال ساتھ تکریم کے لو نشستیں سنبھال
پھر کہا اپنے انصار سے برملا حق کے انصار اے پیکرانِ وفا
قبلہ کے بائیں جانب بحسن و کمال تم بھی لو پیار سے سب نشستیں سنبھال
ان دو طبقاتِ ذیشان کے باخدا تھے علاوہ جو سب بندگانِ صفا
حکم ہوا جائیں بیٹھ عاشقانِ نبی گردا گرد ان دو طبقات کے وہ سبھی

مناسک حج کا بیان اور آپ کی رفعتِ صوت کا اعجاز

جب چکے بیٹھ سرکار کے سب غلام ساتھ ترتیب کے اور بعد احترام
رب کے محبوب نے ان کو آگاہ کیا حج کے سب مناسک سے بہرِ خدا
حق تعالیٰ نے پیارے کی آواز کو اتنی بخشی رفعت اے میرے دوستو
تھا جہاں بھی کوئی آج میدان میں وسعتِ بیکراں رکھتے دالان میں
حتیٰ کہ لوگ جو بیٹھے تھے اپنے گھر ایسے بھی لوگ سب آپ کی خاص کر
تھے رہے سن یہ آوازِ رفعت نشاں آپ کا ذی شرف خطبۂ عالیشاں

ایک عاشق کا استغراق وانہماک

عمرو بن خارجہ آپ کے اک غلام تھے کھڑے دوستو جو بصد احترام
نیچے گردن کے ناقۂ سرکار کی اس قدر منہمک تھے غلامِ نبی
سننے میں آپ کا خطبۂ لاجواب کہ جو تھا اب بہے جا رہا اک لعاب
ناقہ کے منہ سے اس لمحے اے جانِ جاں تھا رہا وہ لگاتار گر درمیاں
شانوں کے ان کے اور ملتِ حق شناس تر بتر ہو چکا تھا سب ان کا لباس

دورانِ حج سرورِ انبیاء ﷺ کا خطبۂ ثانی

زمانہ تکمیل گردش کے بعد اپنے نقطہ آغاز پر آ پہنچا ہے

بعد تسمیہ اور حمدِ رب العلیٰ آپ نے یوں دیا خطبۂ دلربا
جان لو جان لو بندگانِ خدا کشتگانِ صفا پیکرانِ وفا
کرنے کے بعد تکمیلِ گردش تمام دوستو زیست کا کارواں خوش خرام
آن پہنچا ہے اس نکتے پر باخدا تھی جہاں سے ہوئی دہر کی ابتدا
یعنی جس دن کیے یہ زمیں آسماں پیدا اللہ نے ملتِ خوش گماں

نگاہِ خداوندی میں حرمت والے مہینے کون کون سے ہیں

سال بارہ مہینے کا ہے باخدا چار ہیں ان میں اے بندگانِ صفا
رکھتے ہیں اپنے دامن میں جو بالیقیں پہلو تقدیس کا حرمتِ بہتریں
تین تو ہیں لگاتار یہ ذی مقام یعنی ذوالقعدہ ذوالحج ماہِ حرام
یعنی ماہِ محرم بفضلِ متیں جبکہ چوتھا رجب ماہ ہے بہتریں

آج کون سا دن ہے، سرورِ انبیاء کا حکیمانہ استفسار

پوچھا سرکار نے لوگوں سے اب سوال ‏ کون سا دن ہے یہ بندگانِ کمال
عرض پیرا ہوئے وہ خدا کے رسول ‏ جانتا ہے خدا بہتر اس کا رسول
جس پہ سرکار نے کچھ توقف کیا ‏ کہتے ہیں اس طرح بندگانِ صفا
اللہ اور اس کے محبوب کے جاں نثار ‏ ہم نے سمجھا کہ محبوبِ پروردگار
شاید ہیں چاہتے ڈالنا اب بدل ‏ نام اس دن کا اے ملتِ بے بدل
نطق آراء ہوئے خود ہی خیرالبشر ‏ کیا نہیں آج کا یوم یوم النحر
ہم نے کی عرض ایسا ہی ہے بالیقیں ‏ اے رسولِ خدا رحمتِ عالمیں

یہ مہینہ کون سا ہے ایک اور حکیمانہ استفسار

پوچھا سرکار نے لوگوں سے برملا ‏ کون سا ہے یہ ماہ بندگانِ خدا
عرض پیرا ہوئے ہم خدا کے رسول ‏ جانتا ہے خدا بہتر اس کا رسول
جس پہ سرکار نے پھر توقف کیا ‏ ہم نے سمجھا یہی کہ حبیبِ خدا
شاید ہیں چاہتے نام دینا بدل ‏ ماہ ذوالحج کا ملتِ بے بدل
نطق فرما ہوئے رحمتِ دو جہاں ‏ کیا نہیں ماہِ ذوالحج رفعت نشاں
ہم نے کی عرض ایسا ہی ہے باخدا ‏ نبیٔ رحمت لقب شاہِ ہر دو سرا

یہ شہر کونسا ہے حضور ﷺ کا ایک اور حکیمانہ استفسار

رب کے محبوب نے پوچھا اب باخدا ‏ شہر ہے کون سا یہ کہو تو ذرا
ہم نے کی عرض اے رب کے پیارے رسول ‏ جانتا ہے خدا بہتر اس کا رسول
جس پر سرکار نے پھر توقف کیا ‏ ہم نے سمجھا یہی کہ رسولِ خدا

شہرِ محبوب کا ملتِ شاید ہیں چاہتے نام دینا بدل

کیا نہیں مکہ یہ شہرِ نطق فرما ہوئے رحمتِ عالماں

نبیؐ آخر زماں رحمت ہم نے کی عرض ایسا ہی ہے بالیقیں

تمہاری جانیں اموال اورعزتیں اسی طرح محترم

جس طرح آج کا دن یہ مہینہ اورشہر

جنس کمیاب مردانِ پھر مخاطب کیے اپنے اصحاب کو

عزتیں جو تمہاری ہیں اور نطق فرما ہوئے آج سرکار یوں

جس طرح رکھتے ہیں حرم واسطے ایک دوجے کے ہیں یوں حرام

باہمی طور پر بنا آج کا یوم یہ ماہ اور یہ نگر

میرے بعد کہیں کافرنہ بن جانا کہ ایک دوسرے کا گلا

رب سے جا کر کرو گے پھر کہا زور دے کر خدا کی قسم

بابت اعمال کی بنا جلد ہی اور وہ پوچھے گا بالیقیں

جانا کافر نہ بن تم کہیں کھول کر کان سن لو سبھی تم عباد

ایک دوجے کی تم کہ لگو کاٹنے گردنیں برملا

وہ جو موجود ہیں اس گ غور سے بات میری سنو سب کے سب

ان تلک جو یہاں آج وہ دیں پہنچا میرا یہ پیامِ حسیں

شاید ہو تم سے وہ زیرک شخص وہ جس کو پہنچاؤ تم میری بات

اس کی تبلیغ و تلقین حق ادا کر سکے اس کی تفہیم کا

ایک اور حکیمانہ استفسار

پھر کہا رب کے محبوب نے برملا   مجھ کو بتلاؤ تم بندگانِ خدا
میں نے کیا تم کو پہنچا دیا بالیقیں   اللہ کا دین اس کا پیامِ حسیں
ہم نے کی عرض بیشک حبیب خدا   آپ نے اپنا ذمہ ادا کر دیا
رب کے دربار میں اب بصد احترام   عرض پیرا ہوئے انبیاء کے امام
تو بھی رہنا میرے اللہ اس پہ گواہ   تو بھی رہنا میرے اللہ اس پہ گواہ

سرورِ انبیاء ﷺ کی طرف سے تریسٹھ اونٹوں کی قربانی

خطبہ سے ہو کے فارغ بفضلِ خدا   لائے تشریف سرکار اک ایسی جا
ذبح جاتے جہاں تھے کیے جانور   لائے تھے اپنے ہمراہ جو سو شتر
رب کے محبوب و مختار خیرالوریٰ   ان میں سے اب تریسٹھ بفضلِ خدا
ہاتھ سے ذبح خود ہی کیے آپ نے   نبیِٔ رحمت لقب شاہِ لولاک نے
عمر تھی جو تریسٹھ برس آپ کی   رب کے محبوب مہمانِ افلاک کی
اس لیے بدلے ہر سال کے اک شتر   کر دیا ذبح خود آپ نے خاص کر
بقیہ سینتیس کو آپ کے جاں نثار   یعنی حیدر نے بافضلِ پروردگار
اب کیا ذبح اے بندگانِ خدا   زیرِ فرمانِ محبوبِ رب العلیٰ

قربانی کا ایمان افروز روح پرور منظر

نبیٔ رحمت لقب والیٔ خشک و تر   تھے رہے دوستو ذبح کر جب شتر
وہ بھی منظر تھا کیا ایک وجد آفریں   عشق انگیز روح پرور و دلنشیں
پانچ پانچ اونٹ خدمت میں سرکار کی   تھے کیے جا رہے پیش پیارے اخی

اپنی باری پہ اے عاشقانِ نبی　باادب دوڑ کر زیرِ وارفتگی
تھا رکھے جا رہا آج ہر اک شتر　رب کے محبوب کے قدموں میں اپنا سر
اور سرکار مہرِ فراواں کے ساتھ　دیتے خوش بخت کو ذبح کر اپنے ہاتھ
کتنے خوش بخت تھے کتنے ہی بختور　صدقۂ مصطفےٰ وہ تریسٹھ شتر
جو ہوئے قرباں ہاتھوں سے سرکار کے　اللہ کی راہ میں جان و دل وارتے
جبکہ ازواج کی سمت سے آپ نے　گائے کی ذبح مہمانِ افلاک نے

بعد قربانی حلقِ راس اور عشاقِ مصطفےٰ ﷺ کا حسنِ طلب

پا چکے جب فراغت شہِ انبیاء　اپنی قربانیوں سے بفضلِ خدا
آپ نے یاد فرمایا حجام کو　تھے معمر بن عبداللہ جو دوستو
جب کرانے لگے حلق خیرالوریٰ　ابنِ عبداللہ سے بندگانِ خدا
حلقے کی شکل میں پیکرانِ صفا　جاں نثاران و عشاقِ خیرالوریٰ
ہو گئے اب کھڑے پیار سے باادب　لینے کو نور سے نوری خیرات سب
دل میں امید کا اک جلائے چراغ　حق کے عشاق مردانِ عالی دماغ
تھے کھڑے باادب ملت حق شناس　کہ ہمیں موئے اقدس کا آ جائے کاش
کچھ تبرک میسر بفضلِ خدا　جائے مل حصہ اس نوری خیرات کا
کر چکے ابنِ عبداللہ جب باخدا　راسِ سرکار کا حلق اک دلربا
ابو طلحہ سے فرمایا سرکار نے　نبیِٔ رحمت لقب شاہِ ابرار نے
موئے اقدس کے ٹکڑے بفضلِ خدا　کر دو تقسیم عشاق میں برملا
موقع پر جتنے موجود تھے سب عباد　پا گئے خیر سے اپنے من کی مراد

خالد بن ولید کا جداگانہ اندازِ طلب اور من کی مراد کا حصول

آج حاضر تھے موقع پہ مردِ سعید　عاشقِ مصطفےٰ خالد ابنِ ولید

ابن عبداللہ سے انھوں نے یوں کہا　مجھ کو دو موئے اقدس بفضلِ خدا

ہو جو پیشانیٔ نوری کا بالیقیں　مل گئی جو انھیں بندگانِ متیں

اللہ کے فضل سے حسبِ خواہش مراد　ہو گئے بخت ور شادماں شادباد

موئے اقدس سے حصولِ برکت کا اندازِ یکتا

رکھا کرتے تھے وہ بندۂ باصفا　ٹوپی میں اپنی محفوظ ان کو سدا

جن کی برکت سے اے بندگانِ متیں　دیتا تھا ان کو رب ایک فتحِ مبیں

جنگِ یرموک میں جبکہ گھسان کا　ساتھ کفار کے معرکہ تھا بپا

گر گئی دوستو ان کی ٹوپی کہیں　ہو گئے جس پہ افسردہ دل اور حزیں

اہلِ لشکر کو فرمان جاری کیا　ڈھونڈ کر لاؤ وہ نعمت بے بہا

فتح اور کامرانی کی ہے جو کلید　جس میں مستور ہے بندگانِ سعید

حق تعالیٰ کی نصرت کا رازِ حسیں　بازیابی کی صورت کوئی بہتریں

جلد از جلد تم لاؤ روبہ عمل　ڈھونڈ کر لاؤ وہ نعمتِ بے بدل

نعمت گم شدہ کی بازیابی اور اس کی برکت

جب تھی مفقود اور لاپتہ باخدا　ٹوپی خالد کی اک نعمتِ بے بہا

جس میں محفوظ تھی بندگانِ ہنر　نور کی جس میں خیرات تھی خاص کر

دور فتح کے آثار تھے بالیقیں　گرچہ تھے کر رہے کاوشِ بہتریں

لشکرِ اہلِ ایماں کے سب سورما　اے میرے ہمسفر بندگانِ صفا

اللہ کے فضل سے جب ہوئی بازیاب نعمتِ گم شدہ دولتِ لاجواب
رنگ کچھ ثانیوں میں بدلنے لگا صورتِ جنگ کا بندگانِ صفا
اور ہوئے بالآخر اہلِ حق کامراں دوستو صدقہٗ موئے رفعت نشاں
تھے کہا کرتے اکثر وہ مرد سعید عاشقِ مصطفےٰ یعنی ابن ولید
معرکے جس میں بھی بندگانِ خدا ساتھ اس ٹوپی کے میں ہوں شامل ہوا
حق نے کی ہے عطا مجھ کو فتحِ مبیں کامرانی ملی ہے مجھے بالیقیں

مکہ واپسی' طوافِ زیارت اور آبِ زمزم کا حصول

چلتے ہیں سامعیں واپس اب اس جگہ ٹوٹا تھا جس جگہ دلربا سلسلہ
رب کے محبوب کے حجِ پُرنور کا آپ کے حجِ نورٌ علیٰ نور کا
جب چکے حلق کروا بفضلِ متیں نبیٔ آخر زماں رحمت عالمیں
ہو کے اسوار ناقہ پہ خیرالوریٰ ہمرہ جاں نثاران پہنچے مکہ
اس سے آپ کے ساتھ تھے جو سوار تھے وہ معاویہ آپ کے جاں نثار
آتے ہی کعبہ فرزندِ عبدُ مناف کرتے ہیں اللہ کے پاک گھر کا طواف
کہتے ہیں سب طوافِ زیارت اسے بعد ازاں رب کے محبوب نے خیر سے
آب زمزم پیا بندگانِ صفا اور ازاں بعد سرکار خیرالوریٰ
ساتھ اصحاب کے پہنچے واپس منیٰ ظہر بھی دوستو اس جگہ کی ادا

رمیٔ جمار کے سلسلہ میں حضور ﷺ کا معمول مبارک

رب کے محبوب و مختار بعد از زوال ظہر سے قبل اے بندگانِ کمال
تھے کیا کرتے اب جا کے رمیٔ جمار جمرۂ اولیٰ پہ سرورِ نامدار

رکتے تھے دیر کچھ سامعینِ کرام جبکہ ثانی پہ رُکتے تھے خیرالانام
نسبتاً کم وہاں سے بفضلِ خدا جاتے تھے جانبِ جمرۂ ثالثہ
لیتے کر دوستو جب وہاں پر رمی سرور سروراں رب کے پیارے نبی
جاتے تشریف لے بندگانِ ہنر بن رُکے اس جگہ واسطے لمحہ بھر

سورۂ نصر کا نزول اور موقعہ ہذا پر اس کی تنزیل میں پنہاں راز

گیارہ ذوالحج تھی صدقۂ مصطفٰے جبکہ نازل ہوئی سورۂ دلربا
سورۂ نصر اے بندگانِ متیں جو اشارہ تھا اس بات کا بالیقیں
دنیا میں چند روز آپ مہمان ہیں رب کے محبوب جو راحت جان ہیں
واسطے اہلِ ایماں بفضلِ خدا رب تعالٰی کی ہیں نعمتِ بے بہا
دینے والے ہیں اب اک جدائی کا داغ اپنی امت کو مردانِ عالی دماغ
چھوڑ کر جانے والے ہیں دارالفنا جانبِ عقبٰی ہے وہ جو دارالبقا

بمقام عقبہ سرور انبیاء ﷺ کا خطبۂ ثالث

اس لیے جاری فرماں ہوا خاص کر نامِ اصحاب اے بندگانِ ظفر
کس کجاوہ دیا جائے اسواری کا جس پہ تشریف رکھ کے بفضلِ خدا
لائے تشریف عقبہ شہِ دوسرا نبیٔ رحمت لقب آخر الانبیاء
اب دیا اپنے اصحاب کو یاد گار ایک خطبۂ ذیشان اور ذی وقار

متنِ خطبۂ ثالث

معیارِ فضیلت و برتری رنگ و نسل نہیں بلکہ تقویٰ ہے

بعد تسمیہ اور حمدِ پروردگار　　نطق فرما ہوئے سرورِ نامدار

لوگو اچھی طرح سن لو اور برملا　　کھول کر کان سب بندگانِ خدا

ایک ہی تم سبھی کا ہے پروردگار　　باپ بھی تم سبھی کا ہے اک ذی وقار

عربی کو کوئی حاصل فضیلت نہیں　　عجمی پر ایسے ہی عجمی کو بالیقیں

کوئی حاصل فضیلت نہیں باخدا　　عربی پر جان لو بندگانِ صفا

کالے کو کوئی حاصل فضیلت نہیں　　سرخ پر ایسے ہی سرخ کو بالیقیں

کوئی حاصل فضیلت نہیں باخدا　　کالے پر جان لو بندگانِ خدا

ہاں مگر تقویٰ رکھتا ہو جو بالیقیں　　دوسروں پہ ہے وہ افضل و بہتریں

اللہ کی نگہ میں بندۂ باصفا　　ہے وہی بڑھ کے بس صاحبِ مرتبہ

تم میں جو جس قدر بڑھ کے ہے متقی　　سن لو اچھی طرح بات میری سبھی

میں نے اللہ کا ایک پیامِ حسیں　　کیا نہیں تم کو پہنچا دیا بالیقیں

بولے سب جاں نثارانِ خیرالوریٰ　　نبیٔ رحمت لقب شاہِ ہر دوسرا

رب کا پیغام پہنچا دیا آپ نے　　بالیقیں بالیقیں شاہِ لولاک نے

نطق فرما ہوئے نبیٔ رحمت لقب　　وہ جو موجود ہیں اس جگہ بندے سب

وہ دیں پہنچا میرا یہ پیامِ حسیں　　ان تلک جو یہاں آج حاضر نہیں

شخص وہ جس کو پہنچے گی میری یہ بات　　شاید ہو تم سے وہ زیرک و باصفات

حق ادا کر سکے اس کی تفہیم کا اس کی تبلیغ و تلقین و ترویج کا

تمہارے جان و مال اور عزت و آبرو اسی طرح محترم ہیں جس طرح یہ دن یہ مہینہ اور یہ شہر

پوچھا سرکار نے لوگوں سے یہ سوال　کون سا ماہ ہے یہ بندگانِ کمال
وہ رہے احتراماً جو خاموش سب　نطق فرما ہوئے خود ہی رحمت لقب
جان لو یہ مہینہ ہے شہرِ حرام　حامل حرمت اور لائق احترام
اب ہوئے لب کشا سرورِ انبیاء　پوچھا اصحاب نایاب سے برملا
شہر ہے کونسا یہ بفضلِ خدا　مجھ کو بتلاؤ تو بندگانِ صفا
اس پہ بھی جو رہے سارے خاموش ہی　نطق آرا ہوئے رب کے پیارے نبی
اور فرما دیا ہے یہ بلد الحرام　حامل حرمتِ دلنشیں ذی مقام
اب کیا رب کے محبوب نے یہ سوال　ہے یہ دن کونسا ملتِ خوش خصال
جب رہے لوگ خاموش رب کے نبی　یوں ہوئے لب کشا' عاشقان نبی
جان لو جان لو یہ ہے یوم الحرام　حامل عز و جاہ' لائقِ احترام
بعد اس کے کہا نبیٔ مختار نے　سرور سروراں شاہ ابرار نے
بے شک اللہ نے کر دیئے ہیں حرام　اور ٹھہراتے ہیں لائقِ احترام
باہمی طور پر ملتِ نیک خو　مال تم لوگوں کے خون اور آبرو
ایسے ہی جس طرح بندگانِ خدا　کشتگانِ صفا ' پیکرانِ وفا
رکھتا ہے ایک حرمت تمہارا نگر　اور یہ دن اور یہ ماہ جان لو سربسر
اور رہے گی انہیں حرمتِ شاندار　حاصل اس وقت تک بندگانِ وقار

جا کے جب تم کرو گے بفضل خدا　اپنے رب سے ملاقات یومِ جزا
پھر مخاطب کیا اپنے اصحاب کو　جنس کمیاب ، مردانِ نایاب کو
نبیٔ آخر زماں نے کہا برملا　اے کہ عشاقِ نایابِ رب العلیٰ
مالک و مولا کا اک پیام حسیں　میں نے کیا تمہیں پہنچا دیا بالیقیں
بولے سب جاں نثارانِ خیرالوریٰ　بالیقیں بالیقیں شاہِ ہر دو سرا
اس پہ گویا ہوئے سرورِ انبیاء　تو بھی شاہد ہے اے میرے رب العلیٰ

اعمال کے بارے میں لازماً باز پرس ہوگی

پھر کہا اس طرح رب کے مختار نے　نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار نے
ملنا ہے اپنے رب سے تمہیں باخدا　ایک دن جا کے اور تم سے رب العلیٰ
پوچھے گا بارے میں اپنے اعمال کے　بارے میں روز و شب اور مہ و سال کے
پھر مخاطب کئے اپنے اصحاب کو　آپ نے پوچھا کچھ اس طرح دوستو
مالک و مولا کا اک پیامِ حسیں　میں نے پہنچا دیا ہے تمہیں کہ نہیں
بولے عشاق یوں نبیٔ مختار کے　بالیقیں بالیقیں جان و دل وارتے
جس پہ گویا ہوئے خاتم الانبیاء　تو بھی شاہد ہے اے میرے رب العلیٰ

امانت واپس کرو' آج سے ہر قسم کا سود کالعدم اور خون کے دعوے باطل ہیں

زور دیتے ہوئے شاہِ ہر دو سرا　اپنے اصحاب سے بولے پھر برملا
رکھتا ہے تم میں سے گر امانت کوئی　اپنی تحویل میں دوسرے شخص کی

کر دے واپس اسے بندگانِ خدا
حالتِ اصلی میں اور بلا چوں چرا

آج سے کالعدم سود ہے سب کا سب
ایسے ہی معاف ہیں ماضی کے خون سب

سب سے پہلا جو خونؑ اندریں سلسلہ
کرتا ہوں معاف میں بندگانِ الٰہ

وہ ربیعہ کا ہے بندگانِ ہنر
جو میرے چاچا حارث کا تھا اک پسر

دور میں شیر خواری کے بنیؑ ہذیل
اشقیاء کے تھا ہاتھوں ہوا جو قتیل

پھر مخاطب کئے اپنے اصحاب کو
یہ کہا آپ نے حق نگر دوستو

مالک و مولا کا اک پیام حسیں
میں نے کیا تم کو پہنچا دیا بالیقیں

عرض پیرا ہوئے آپ کے سب غلام
بالیقیں بالیقیں ، انبیاء کے امام

جس پہ گویا ہوئے خاتم الانبیاء
تو بھی شاہد ہے اے میرے رب العلی

میرا پیغام من وعن آگے پہنچاؤ، ایک دوسرے پر ظلم نہ ڈھانا نہ ناجائز طور پر کسی کا مال ہتھیانا

جاری رکھتے ہوئے راہوارِ کلام
نبیؐ آخر زماں انبیاء کے امام

نطق فرما ہوئے دوستو برملا
وہ جو موجود ہیں اس جگہ باخدا

سب کو پہنچا دیں میرا پیام حسیں
ان تلک جو یہاں آج حاضر نہیں

کھول کر کان سن لو بصد اہتمام
ہر مسلمان ہے دوسرے پہ حرام

اور یہ بھی کہ اے عاشقانِ حرم
ایک دوجے پہ کرنا نہ ظلم و ستم

تم پہ جائز نہیں ایک دوجے کا مال
حتیٰ کہ کوئی خود بندۂ خوش خصال

دے دے مال اپنا یا شے کوئی باخدا
با رضا و خوشی ، بندگانِ صفا

حرمت والے مہینوں کو گھٹانا بڑھانا یا آگے پیچھے کرنا کفر ہے

زور دیتے ہوئے سرور انبیاء تھے مخاطب بابانگ دہل باخدا
حرمتوں کے مہینوں میں رد و بدل تم نہ کرنا ورگرنہ تم ہو گے خجل
کرنا ان میں کمی بیشی بھی بالیقیں حق کا انکار ہے بندگانِ متیں
ہیں کئے جاتے گمراہ وہ برملا کرتے ہیں کام جو اس طرح کفر کا
دیتے ہیں بندے نادان کر ایک سال تحت اغراض کے ایک ماہ کو حلال
اور اسی ماہ کو دیتے ہیں کر حرام سال اگلے میں جا کر بصد اہتمام
پوری رکھنے کو گنتی براہِ خدا اُن مہینوں کی اے بندگانِ صفا
جن کو اللہ نے کر دیا ہے حرام جن کو حاصل ہے تقدیس اور احترام
کھول کر کان سن لو بفضلِ خدا اے صحابہ میرے ' بندگانِ صفا
کرنے کے بعد تکمیلِ گردش تمام دوستو زیست کا کارواں خوش خرام
آن پہنچا ہے اس نکتے پہ باخدا تھی جہاں سے ہوئی دہر کی ابتدا
یعنی جس دن کئے یہ زمیں آسماں پیدا اللہ نے ' ملتِ خوش گماں

کتاب اللہ کی رو سے کون کون سے مہینے حرمت والے ہیں

ہے جو گنتی مہینوں کی اک بالیقیں رو سے قرآن کی اور خدا کے قریں
بارہ ہے جب کئے اللہ نے بے گماں پیدا قدرت سے اپنی زمیں آسماں
چار ہیں ان میں جو بندگانِ متیں رکھتے ہیں حرمتِ بہتریں بالیقیں
ہے یہی دینِ قیم بفضلِ خدا نہ کرو ظلم جانوں پہ تم برملا
تین تو ہیں لگاتار یہ ذی مقام یعنی ذوالقعدہ ' ذوالحج ' ماہِ حرام

یعنی ماہِ محرم بفضلِ متیں — جبکہ چوتھا رجب ماہ ہے بہتریں
نام ہے جس کا اے بندگانِ ہنر — دوسرا ایک معروف ماہِ مُضَر
ہوتا ہے جو جمادی و شعبان کے — درمیاں ' دوستو ' فضلِ رحمٰن سے
ہوتے ہیں ایک ماہ کے اُنتیس دن — یا کبھی ہو جایا کرتے ہیں تیس دن
مالک و مولا کا اک پیام حسیں — میں نے کیا تم کو پہنچا دیا بالیقیں
بولے سب جان نثارانِ خیرالوریٰ — بالیقیں بالیقیں خاتم الانبیاء
جس پہ گویا ہوئے سرورِ انبیاء — تو بھی شاہد ہے اے میرے رب العلیٰ

حقوق الزوجین کیا ہیں ان کے بارے میں تاکیدی فرمان

بارے میں عورتوں کے بفضلِ خدا — نبیٔ رحمت لقب نے کہا برملا
جس طرح بر نساء ہیں تمہارے حقوق — ایسے ہی تم پہ لاگو ہیں ان کے حقوق
ان پہ حق ہے تمہارا رکھیں برقرار — حرمتِ بستر اور اس کا پورا وقار
ایسے لوگوں پہ رکھیں وہ در اپنے بند — دار کے جن کو کرتے ہو تم ناپسند
ماسوا ان کے تم دو اجازت جنہیں — آنے کی گھر میں اپنے اگر وہ کریں
ایسا تو دیتا ہے اک اجازت تمہیں — اللہ کہ خواب گاہوں سے کر دو انہیں
دور اور ان کی تادیب کو باخدا — ان کو دے سکتے ہو ہلکی سی اک سزا
اپنی حرکت سے وہ باز آ جائیں گر — تو ہے لازم تمہارے لئے سر بسر
کہ مہیا کرو خورونوش و لباس — حسبِ توفیق انہیں ملتِ حق شناس
اختیار اپنے بارے میں رکھتی نہیں — وہ کوئی بلکہ تم ہی ہو ان کے امیں
ہے لیا تم نے ان کو امانت کے طور — اللہ سے اس کو رکھو ' سدا زیرِ غور

از روئے کلمۂ اللہ تم نے حلال ہے کیا ان کو خود پہ بحدِ کمال
پھر مخاطب. کیا اپنے عشاق کو ان خدا مست مردانِ نایاب کو
نبیٔ آخر زماں نے کہا برملا جان نثاران و عشاقِ رب العلیٰ
اپنے اللہ کا اک پیامِ حسیں میں نے کیا تم کو پہنچا دیا بالیقیں
یک زبان بولے سب اور بصد احترام بالیقیں ، بالیقیں انبیاء کے امام
جس پہ گویا ہوئے آخر الانبیاء تو بھی شاہد ہے اے میرے رب العلیٰ

خطبۂ ذیشان کا اختتامیہ

اپنے خطبے کا کرتے ہوئے اختتام نطق آرا ہوئے نبیٔ ذی احتشام
لوگو شیطان ہے ہو گیا بالیقیں آج مایوس کہ بعد ازاں بر زمیں
اب ہوا جو کرے گی عبادت کبھی اس کی لیکن ہے البتہ اس کو خوشی
وہ کرانے میں ہو جائے کامیاب چھوٹے چھوٹے گنہ تم سے خانہ خراب
اہل ایمان ہیں بھائی بھائی سبھی ہر مسلمان ہے دوجے کا بھائی ہی
واسطے ایک مومن کے دوجے کا مال اور خوں ہرگز ہرگز نہیں ہے حلال
ہاں مگر دے دے شے با رضا و خوشی دوسرے کو کوئی ، عاشقانِ نبی
ہے مجھے حکم یہ بندگانِ کمال میں کروں ساتھ لوگوں کے قتل و قتال
حتیٰ کہ وہ کہیں اس طرح برملا لائقِ بندگی اللہ کے ماسوا
کوئی ہستی نہیں بالیقیں بالیقیں جب وہ کہہ دیں گے ایسا بفضلِ متیں
جائیں گے ہو تبھی ان کے خون اور مال خوب محفوظ اے ملتِ خوش خصال
ان کے اعمال کا سب حساب و کتاب ہوگا پھر ایک ذمہ ربِ وہاب

اپنی جانوں پہ کرنا نہ ظلم و ستم جاں نثارانِ دیں عاشقان حرم

کتاب اللہ بنیادی سرچشمۂ ہدایت ہے

جاری رکھے ہوئے راہوارِ کلام نطق فرما ہوئے انبیاء کے امام
سن لو اچھی طرح رب کے مخلص عباد جانا کافر نہ بن تم کہیں میرے بعد
کہ لگو کاٹنے گردنیں برملا ایک دوجے کی تم بندگانِ خدا
چھوڑ کر تم میں ہوں جا رہا باخدا چیز اک ایسی میں بندگانِ صفا
کہ اگر اس کو پکڑے رہو گے سبھی ہو گے گم راہ تم تا ابد نہ کبھی
یعنی قرآں کتاب، اللہ کی بہتریں منبعٔ رشد و عرفاں جو ہے بالیقیں
پھر مخاطب کیا اپنے اصحاب کو جنسِ کمیاب، مردانِ نایاب کو
نبیٔ آخر زماں نے کہا برملا جاں نثاران و عشاق خیرالوریٰ
مالک و مولا کا اک پیامِ حسیں میں نے کیا تمہیں پہنچا دیا بالیقیں
بولے سب باادب عاشقان نبی بالیقیں بالیقیں رب کے پیارے نبی
جس پہ گویا ہوئے خاتم الانبیاء تو بھی شاہد ہے اے میرے رب العلیٰ

خطبۂ نبوی ﷺ کی اہمیت وحیثیت اور اس میں

پنہاں امنِ عالم کا پیغامِ حسیں

خطبہ سرکار کا آخری بالیقیں رشد و عرفاں کا ہے اک مرقع حسیں
دوستو جس سے ہوتے رہیں گے سبھی حق کے طلاب اور عاشقانِ نبی
بہرہ ور تا ابد، ہر زماں فیضیاب صدقۂ سرورِ دیں رسالتماب

ہر زماں اور ہر شعبۂ زندگی کے لئے کامرانی و تابندگی
اور رشد و ہدایت کا ساماں ہے یہ منبعِ روشنی نورِ عرفاں ہے یہ
روح پر اس کی امروز بھی باخدا جائے ہو جو اگر قومِ خیر الوریٰ
صدق اور پورے اخلاص سے کاربند تو یہ ہو سکتی ہے آج بھی ارجمند
قوموں کی صف میں سکتی ہے پھر ایک بار آنِ گم گشتہ پا اپنی کھویا وقار
اس کے پیغام کو من و عن کر دیا جائے نافذ اگر اب بھی بے چوں چرا
کرۂ ارض پر، تو بفیضِ نبی سکتا ہے بن وہ اے عاشقانِ نبی
امن کا ایک گہوارۂ دلنشیں مرکزِ امن اور آشتی بالیقیں

ایامِ تشریق میں رمیٔ جمار اور الوداعی طواف

خطبے سے ہو کے فارغ شہِ انبیاء لائے تشریف خیمے میں اور کی ادا
دوستو ظہر اور عصر کی اب نماز اے میرے ہمسفر، رہروانِ حجاز
تینوں ہی جو تھے ایامِ تشریق کے ان میں جمرات کو کی رمی آپ نے
اور سہ شنبہ کے دن ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد سرکار، فخرِ حجاز
چل پڑے جانبِ محصبِ ذی وقار نام ہے جس کا ابطح بھی اک شاندار
اس جگہ ابو رافع نے سرکار کی استراحت کو اے، عاشقانِ نبی
نصب کر رکھا تھا خیمہ اک خوشنما اے میرے ہمسفر پیکرانِ وفا
رب کے محبوب نے اس جگہ کی ادا ظہر، عصر اور مغرب، صلوٰۃ العشاء
اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد رب کے محبوبِ و مختار، فخرِ عباد
پہنچے بیت اللہ میں اور بوقتِ سحر ساتھ احباب کے بندگانِ ظفر

جا کیا خیر سے الوداعی طواف — اور کرتے ہوئے الوداعی طواف
رب کے محبوب نے نہ کیا اک رمل — جبکہ دیگر سبھی رکن سارے عمل
آپ لائے بجا بندگانِ صفا — اے میرے ہمسفر' رہروانِ وفا

سعدؓ بن ابی وقاص کی مزاج پرسی اور اُن کا عزمِ صدقہ

آپ کے اک فدا کار بندۂ خاص — سعد سے حق نگر' وہ ابی وقاص
حج کے بعد جو ہو گئے تھے علیل — ان کی لینے خبر' بندگانِ نبیل
سرورِ دو جہاں پہنچے جب ان کے ہاں — تو وہ گویا ہوئے' رحمتِ عالماں
صورتِ حال میری شہ انبیاء — ہے عیاں آپ پہ شاہِ ہر دو سرا
فضلِ مولا سے میں صاحبِ مال ہوں — خوب آسودہ ہوں اور خوشحال ہوں
میری وارث ہے اک دخترِ باحیا — ہے یہ خواہش میری خاتم الانبیاء
مال کا صدقہ میں دو تہائی دوں کر — بولے رحمت لقب والیٔ خشک و تر
یوں نہ کر سعد اے بندۂ باصفا — جس پہ وہ عرض پیرا ہوئے برملا
ہو اجازت تو پھر سرورِ انبیاء — نصف دوں صدقہ کر میں براہِ خدا
بولے رحمت لقب یہ بھی ہے ناروا — جس پہ وہ اس طرح اب ہوئے لب کشا
تیسرا حصہ کر دوں اجازت ہو گر — نطق فرما ہوئے' والیٔ بحر و بر
کافی ہے اس قدر کافی ہے اتنا ہی — اے فدا کارِ من' دینِ حق کے ولی

سرورِ انبیاء ﷺ کا فرمانِ ذیشان بابت صدقہ و مصارفِ خانہ

موقعہ ہذا پہ آپ نے برملا — اپنے عاشق کو کر کے مخاطب کہا
چھوڑ کر وارثوں کو غنی بالیقیں — جاؤ دنیا سے تم بندۂ دُور بیں

اِس سے بہتر ہے کہ چھوڑ جاؤ انہیں حالت کسمپری میں افلاس میں
اور وہ حالت جبر میں بعد ازاں لوگوں کے سامنے وا کریں جھولیاں
اپنی اولاد پر بندۂ باصفا صرف جو تم کرو گے بفضلِ خدا
اجر پاؤ گے اس کا بھی تم اک حسیں ایسے ہی بیوی کے منہ میں بھی بالیقیں
ڈالو گے لقمہ جو بندۂ باصفا اس کا بھی اجر پاؤ گے تم از خدا
موقعہ ہذا پہ سرکار نے خاص کر اب عطا کر دیا ' بندگانِ ہنر
اپنی امت کو اک مبنی بر اعتدال ضابطہ صدقے کا ' اسوۂ لازوال
جس کو اپنا کے ہر بندۂ دوربیں دنیا عقبیٰ کی پا سکتا ہے بالیقیں
ہر خوشی ' بہتری بندگانِ صفا ساتھ ہی ساتھ مالک کی اپنے رضا

سعدؓ کا محبوبانہ استفسار اور سرورِ انبیاء ﷺ کا اندازِ عزت افزائی

سعد نے دیکھا جب بندگانِ صفا آج مائل ہیں سرکار بہرِ عطا
عرض کی آپ سے رحمت عالمیں میں دیا جاؤں گا چھوڑ کیا اب یہیں
بولے رحمت لقب والیٔ بحر و بر ہرگز ہرگز نہیں بندۂ حق نگر
ایک عرصہ تلک دنیا میں باحیات تم رہو گے ابھی مردِ عالی صفات
عرصۂ دہر میں کتنے ہی نیک کام دو گے انجام تم ' بندۂ نیک نام
جس سبب ہونگے درجات تیرے بلند مرد خوش بخت او بندۂ ارجمند
کتنی اقوام پائیں گی تجھ سے نفع کتنی نقصان در مال و زر اور متاع
پھر دعا کے لیے سرورِ کائنات مسکرا کر اُٹھا دیتے ہیں اپنے ہاتھ
اور کہتے ہیں اے میرے رب العلیٰ میرے اصحاب کی رکھنا ہجرت سدا

سب کے حاجت روا ' والیٔ خشک و تر جاری ' ایسا نہ ہو مالک بحر و بر
ایسے کہ نہ سکیں بعد اس کے سنبھل جائیں لوٹا دیجے ' ایڑیوں کے وہ بل
اک نویدِ حسیں ' واضح و برملا سن کے سرکار سے مژدۂ جانفزا
رب کے محبوب کے ایک مخلص غلام ہو گئے شادماں ' شاد دل ' شاد کام

دورانِ سفر ایک قافلے سے ملاقات اور جذبات مہر و مروت کا تبادلہ

نبیٔ رحمت لقب ' انبیاء کے امام کرنے کے بعد اک پیارے کو شادکام
جنس کمیاب مردانِ نایاب کے اب روانہ ہوئے ساتھ اصحاب کے
الوداع کہہ کے مکہ کو جو برملا جانب شہر خوباں بفضل خدا
قافلہ آملا اک درونِ سفر نبیٔ رحمت سے اے بندگانِ ہنر
شفقتوں سے مزین ' کہا اک سلام ربِ کے محبوب نے ان کو باہتمام
آپ نے تو وہ گویا ہوئے برملا پوچھا جب کون ہو بندگانِ خدا
کون ہیں آپ اے بندۂ خوش کلام اہل ایماں ہیں ہم بندۂ نیک نام
میں رسول خدا ہوں بفضل خدا بولے رحمت لقب شاہِ ہر دو سرا
حامیٔ بیکساں ' شاہِ ابرار کو سامنے پا کے وہ نبیٔ مختار کو
جھوم اُٹھے اپنی قسمت پہ گویا غلام ہو گئے شادماں ' شاد دل ' شاد کام

ایک خاتون کا استفسار کیا طفلِ معصوم حج کرسکتا ہے

گود میں جس کی اک طفلِ معصوم تھا قافلے میں تھی خاتون اک باصفا

بچے کو کر کے اس نے فضا میں بلند پوچھا سرکار سے ، ملت ارجمند

طفل کر سکتا ہے کیا رسولِ خدا حج اللہ کے گھر کا بفضلِ خدا

بولے رحمت لقب ، بی بیٔ حق نگر کر تو سکتا ہے حج طفل یہ سر بسر

اجر لیکن نہ پائے گا یہ باخدا مادرِ خوش گماں ، بی بیٔ باحیا

غدیرِ خُم کے مقام پر قافلے کو رکنے کا حکم

سوئے طیبہ تھے جب آپ محو سفر ساتھ اصحاب کے ، بندگان ہنر

پہنچا جب قافلہ بر مقام غدیر اے میرے ہمسفر دین حق کے ظہیر

حکم عالی ہوا جائیں رُک سب یہاں حسبِ فرمان محبوب رب جہاں

رک گئے سب کے سب بندگان خدا کشتگان صفا پیکرانِ وفا

تھی جگہ یہ وہ اے بندگانِ ظفر مرکزی کہ جہاں سے سبھی حق نگر

اہل ایمان کو ہونا تھا الوداع رب کے محبوب سے رہروانِ ورع

بعض افراد کے بندگانِ صفا بابت حضرت علی ، بندۂ حق نما

دل میں موجود تھیں کچھ غلط فہمیاں جن کا کرنا تدارک میرے جان جاں

تھا چکا لازمی ہو براہِ خدا تھا تقاضا یہ حالات کا برملا

وہ سوئے ظن کیا تھا اور کیسے پیدا ہوا

قبل از حج شیر خدا کی سوئے یمن روانگی

ماہِ رمضان میں سرور انبیاء بھیجتے ہیں علی کو بفضل خدا

دے کے ایک دستۂ خاص سوئے یمن جس میں شامل تھے مردِ خدا صف شکن

جب روانہ لگے کرنے خیرالوریٰ اپنے پیارے علی کو بفضل خدا
جنگ کے بارے میں کچھ ہدایات دیں رب کے محبوب نے زریں و بہتریں
جن پہ رہتے ہوئے دوستو کاربند وہ ہوئے نصرتِ مولا سے ارجمند
کتنے افراد نے بھی بفیضِ رسول کر لیا دستِ حیدر پہ ایماں قبول
ہاتھ بھی ان کے آیا غنیمت کا مال کافی مقدار میں ' بندگانِ کمال

تعین خمس اور دیگر مال غنیمت کی تقسیم

بابا حسنین کے اور شیرِ خدا مال کرتے ہیں تقسیم یوں برملا
پانچ حصوں میں تقسیم کرکے اُسے قرعہ اندازی کی اور پھر خیر سے
جس پہ نکلا قرعہ بندگانِ وقار دیا اس حصۂ خاص کو اب قرار
آپ نے خمس صدقۂ خیرالوریٰ دیں کے احکام کی رُو سے اور کیا کیا
بقیہ چار حصوں کو دیا تقسیم کر اپنی افواج میں بندگانِ ہنر

بعض رفقاء کا مطالبہ اور شیر خدا ؓ کا جواب

بعض نے ساتھیوں میں سے ان سے کہا خمس کا حصہ بھی ' بندۂ باصفا
ہم فدا کاروں میں ہی دیں تقسیم کر جس پہ گویا ہوئے ' بندۂ حق نگر
کر نہیں سکتا ایسا سنو باخدا امر ہذا نہیں میرے بس میں ذرا
مکے میں آئیں گے ' بندگانِ صفا حج کی خاطر جو اب خاتم الانبیاء
پیش کردوں گا میں خمس کا سارا مال خدمت شاہ میں ملتِ خوش خصال
جیسے چاہیں گے سرکار خیرالبشر ویسے ہی ہوگا اے بندگانِ ہنر
تم کرو صبر اب اندریں سلسلا کچھ دنوں کے لئے بندگانِ صفا

شیرِ خدا کی تیز گام بسلسلہ حج روانگی

کر کے تفویض نگرانیٔ مال و زر ابو رافع کو یہ بندۂ حق نگر
چل پڑے مکہ کی سمت اب تیز گام حج ادا کرنے ہمراہ خیرالانام
خمس کے بارے میں بندۂ دوربیں اتنے محتاط تھے ' بندگانِ متیں
اب کسی کو اجازت نہ تھی باخدا کہ ہو اسوار ان اونٹوں پہ برملا
مالِ صدقہ میں شامل ہیں جو خاص کر ہو سفر گرچہ کتنا ہی دشوار تر

شیرِ خدا کی روانگی کے بعد کیا ہوا

ہو چکے جب علی ' بندۂ باصفا سوئے مکہ روانہ بفضلِ خدا
کیا کیا لوگوں نے رہروانِ وفا پاس ابو رافع کے آئے اور یہ کہا
خمس کے مال میں سے ہمیں ہوں عطا چادریں دو دو اے بندۂ باصفا
واسطے حج ' احرام کے طور پر جس پہ بو رافع نے بندگانِ ہنر
چادریں دو دو دے دیں انہیں باخدا جو طلب ان کی تھی اس کو پورا کیا

شیرِ خدا کی حیرانگی اور ابو رافع ؓ سے جواب طلبی

پہنچے جب مکے یہ بندگانِ عجیب لائے تشریف علی ' دینِ حق کے نقیب
پیشوائی کو ان کو جونہی برملا رہ گئے ہو کے ششدر وہیں باخدا
دیکھیں جب خمس کی چادریں زیبِ تن لوگوں کے اے فدایانِ شاہِ زمن
پوچھا بو رافع سے آ کے اب خاص کر تو نے یہ کیا کیا بندۂ باہنر
جس پہ گویا ہوئے ان سے وہ برملا آپ کے جانے کے بعد شیرِ خدا

کر کے مجبور کچھ لوگوں نے یہ کہا   چادریں دے دی جائیں انہیں باخدا
واسطے حج احرام کے طور پر   ہو کے مجبور بس بندۂ حق نگر
میں نے دے دیں انہیں چادریں باخدا   گرچہ تھا حکم برعکس ہی آپ کا
اتنے برہم ہوئے اس پہ شیر خدا   ابو رافع ڈانٹا گیا برملا
میری واضح ہدایت جو تھی باخدا   تو نے برعکس اس کے بھلا کیوں کیا
بعض لوگوں سے واپس جو لے لی گئیں   چادریں غصے میں ہو گئے وہ حزیں

بارگہ نبوی میں شکایات اور شیرِ خدا کی جواب طلبی

صورتِ اندریں لوگ کچھ برملا   پہنچے خدمت میں سرکار کی باخدا
اور شکایات کے رکھ دیئے کھول کر   دفتر ان لوگوں نے بندگانِ ہنر
مکہ میں روبروئے رسالتمآب   برخلافِ علی بندۂ لاجواب
رب کے محبوب نے کر لیا اب طلب   جس علی کا ہے شیرِ خدا بھی لقب
پھر کئے اس کی بابت سوال و جواب   ان سے اے حق نگر' بندگانِ وہاب
وہ ہوئے عرض پیرا رسول خدا   نبیٔ رحمت لقب شاہِ ہر دو سرا
بابتِ خمس رکھتے ہوئے التزام   میں نے بتلایا ان کو بصد احترام
نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار کے   ہوگا یہ مال سب پیش سرکار کے
چاہیں گے جیسے سرکار خیرالوریٰ   ویسے ہی ہوگا اے بندگانِ صفا
باخدا ہے بنائے شکایت یہی   کوئی غلطی نہیں میری رب کے نبی

مذکورہ سوئے ظن کا تدارک ضروری تھا

حج کے ایام مخصوص میں خاص کر   رب کے محبوب نے بندگانِ ہنر

اس کو اچھا نہ سمجھا کہ اس پہ مزید وہ کریں برملا کوئی گفت و شنید
نبیؐ آخر زماں ، بادشاہِ زمن چاہتے تھے مگر ہے جو اک سوئے ظن
بعض لوگوں کے دل میں علی کے لئے وہ کسی طرح سے جانا ہی چاہیے
اہل ایمان احباب میں خیر سے وسوسہ کوئی ان کی نہ بابت رہے

خطاب خصوصی کی بابت سرور انبیاء ﷺ کا معمول

چاہتے جب بھی فرمانا کوئی خطاب سرورِ دین و دنیا رسالتماب
ہوتا تھا یہ موذن کو حکمِ نبی کردے اعلان وہ اب بطرزِ جلی
جس پہ دیتا بہ بانگ دہل وہ ندا صلوٰۃ الجامعہ ، صلوٰۃ الجامعہ
سن کے الفاظ یہ بندگانِ وقار دوڑے آنے چلے ، سارے پروانہ وار
اب کے بھی جب موذن نے دی یہ ندا صلوٰۃ الجامعہ ، صلوٰۃ الجامعہ
ہو گئے مجتمع جاں نثار آپ کے آپ کے قدموں میں جان و دل وارتے
تاکہ الفاظ سرکار کے آخری کر لیں اچھی طرح حرزِ جاں وہ سبھی

روایتِ ابنِ کثیر اور حضرت بریدہؓ بن حصیب کا اظہار عقدہ کشا

لکھتے ہیں امرِ ہذا میں ابنِ کثیر رب کے محبوب نے بر مقامِ غدیر
خطبہ ارشاد فرمایا اک دلنشیں جس میں دی اک شہادت بطرزِ حسیں
بارے میں اپنے مخلص فدا کار کے دینِ حقہ کے سچے وفادار کے
رب کے محبوب کی اس شہادت کے بعد اے مخاطب میرے ، بندۂ خوش نہاد
دل میں تھا سوئے ظن جس کے بابت علی قلب میں کھٹکا یا وسوسہ تھا کوئی
ہو گیا ختم وہ بندگانِ صفا فضل مولا سے ، صدقۂ خیرالوریٰ

کہتے ہیں اک فدا کارِ ربِ حبیب　　نام جن کا بریدہ ہے ابنِ حصیب
میں بھی کرتا تھا خود کو انہی میں شمار　　وہ جو تھے ہو چکے وسوسے کا شکار
مسئلہ ہذا میں بندگانِ خدا　　جاں نثاران و عشاقِ رب العلٰی
جب سنا میں نے ارشادِ خیرالبشر　　رب کے محبوب کا خطبۂ باثر
مٹ گیا وسوسہ سب خدا کی قسم　　بفضلِ مولا سے صدقۂ شاہِ امم
سن کے یہ خطبہ سرکار کا باخدا　　کشتگانِ صفا ، پیکرانِ وفا
پا گئی ایسی مہمیز حبِ علی　　قلب میں میرے اے عاشقانِ نبی
کہ مجھے سب سے بڑھ کے بفضلِ خدا　　ہو گئے پیارے یہ بندۂ باصفا

حضرت زید بن ارقم کا اعزاز

زید جو بیٹے ارقم کے ہیں باصفا　　کہتے ہیں اس طرح بندگانِ خدا
حسبِ فرمان سرکار کے جب سبھی　　ہو گئے مجتمع ، عاشقانِ نبی
پہلے تو آپ نے ساتھ اصحاب کے　　اپنے عشاق مردانِ نایاب کے
بر مقام ہذا پڑھائی یارو نماز　　پھر کیا لوگوں کو خطبے سے سرفراز
اپنی چادر سے میں ، بندگانِ ہنر　　تھا کئے ہوئے سایہ اب اس نخل پر
بیٹھے تھے جس کے نیچے بفضلِ خدا　　رب کے محبوب و دلدار خیرالورٰی
اپنے اعزاز پر شادماں ، شاد کام　　تھا کھڑا دوستوں میں بصد اہتمام
اس سعی میں کہ سایہ بھی سرکار پر　　نہ پڑے دھوپ کا ، بندگانِ ہنر

خطبہ خیر الانام

جس کا میں مولا ہوں علی اُس کا مولا ہے

کہتے ہیں اس طرح مصطفیٰ کے غلام جاری رکھتے ہوئے راہوار کلام

ایک خطبہ دیا لوگوں کو دلربا موقعہ ہذا پہ سرکار نے باخدا

یوں مخاطب کئے اپنے اصحاب کو جس میں فرمایا سرکار نے دوستو

اور دیتے نہیں یہ شہادت بھی تم کیا نہیں جانتے امرِ ہذا کو تم

جانوں سے بھی تمہاری تمہارے قریب کہ میں ہوں بڑھ کے اے بندگانِ منیب

بالیقیں بالیقیں شاہِ ہر دو سرا عرض پیرا ہوئے بندگانِ صفا

قولِ سرکار کی بولے رحمت لقب سارے عشاق نے کر دی تائید جب

جاں نثاران و عشاقِ ربِ جہاں جان لو جان لو ملتِ خوش گماں

ہے علی اس کا مولا بفضلِ خدا جس کا میں مولا ہوں کہتا ہوں برملا

عرض پیرا ہوئے ' سرور انبیاء پھر ہوئے کرتے مولا سے اپنے دعا

رکھتا ہے دل میں جو حبِ شیرِ خدا اے میرے اللہ تو دوست اس کو بنا

رکھتا ہے دل میں جو اپنے بغضِ علی اور رکھ ساتھ اُس کے عداوت کھلی

خطبہ نبوی کی برکات

سن کے بابت علی بندۂ حق نما دہنِ اقدس سے سرکار کے برملا

اب باندازِ خوباں ' بطرزِ حسیں آج الفاظ یہ دلربا ' دلنشیں

سارے احباب ان کے بفضلِ خدا جھوم اُٹھے سب محبانِ شیر خدا

بارے میں ان کے اے بندگانِ ہنر جاں نثاران و عشاقِ خیرالبشر

بعض کے قلب میں جو تھا اک سوئے ظن فضل مولا سے صدقۂ شاہِ زمن

ہو گیا دور وہ سب کا سب باخدا چھٹ گئی خیر سے وسوسوں کی فضا

حب حیدر کا دل میں لئے بالیقیں اہل ایمان سب تحفۂ دلنشیں

ہو گئے رب کے محبوب سے الوداع کارواں کارواں رہروانِ ورع

اپنے اپنے نگر جب سفینے چلے رب کے محبوب بھی اب مدینے چلے

ساتھ گھر والوں کے اپنے اصحاب کے جنس کمیاب ' عشاقِ نایاب کے

ذوالحلیفہ پر وروداور بعد نمازِ فجر مدینہ طیبہ روانگی

جاری رکھے ہوئے سوئے طیبہ سفر جاں نثاروں کے ہمراہ خیرالبشر

پہنچے جب ذوالحلیفہ بفضل خدا کی بسر شب یہاں بندگانِ صفا

فجر کی پڑھ چکے سرورِ کائنات ساتھ اصحاب نایاب کے جب صلوٰۃ

تو روانہ ہوا قافلہ حق نما سوئے شہر نبی ' شہر خیرالوریٰ

شہرِ نبوی پر پہلی نظر اور حمدِ باری تعالیٰ

شہر خوباں پہ سرکار کی خاص کر اب پڑی دوستو جونہی پہلی نظر

رب کی تکبیر کا کر کے نعرہ بلند مرتبہ تین اے ' ملتِ ارجمند

اور کرتے ہوئے رب کی حمد و ثنا حق کے محبوب ہوئے اس طرح لب کشا

کوئی ہستی نہیں لائق بندگی اللہ کے ماسوا ' شان یکتائی بھی

اس کا اعزاز ہے بالیقیں بالیقیں اس کا ہمسر یا ساجھی بھی کوئی نہیں

سارے عالم کا ہے ایک فرماں روا ہے اسی کے لئے ساری حمد و ثنا

رکھتا ہر شے پہ قدرت ہے وہ بالیقیں　　کوئی شے اس کی قدرت سے باہر نہیں
ہیں اسی کی طرف لوٹنے والے ہم　　ہے رجوع اپنا اس کی طرف دم بدم
کرتے اس کی عبادت ہیں ہم بالیقیں　　رکھتے ہیں نورِ سجدہ سے روشن جبیں
کرنے والے ہیں ہم اپنے رب کی ثنا　　کر دیا پورا جو اس نے وعدہ کیا

مضافاتِ مدینہ میں قیامِ شب اور اگلے روز گھروں کو روانگی

طیبہ کی سرزمیں پہ شہِ دوسرا　　پہنچے جب اے فدایانِ رب العلیٰ
وقت تھا رات کا آپ نے خاص کر　　یہ کیا جاری فرمان اک سربسر
نصب خیمے کریں بندگانِ ہنر　　اس جگہ ہی کریں آج کی شب بسر
رات کے وقت جا کر نہ دھمکے کوئی　　اس طرح اپنے گھر آج بندہ کوئی
حسبِ فرمان سرکار خیرالبشر　　اہل ایماں نے کی اس جگہ شب بسر
اور دم صبح یہ بندگانِ فراز　　رب کے محبوب کے ساتھ پڑھ کے نماز
اپنے اپنے گھروں کو گئے باخدا　　جاں نثاران و عشاق رب العلیٰ

ہجرت کا سال دہم

حجۃ الوداع کے بعد اوّلیں اقدامِ لشکرِ اسامہ کی تیاری

طیبہ میں ہو چکے رونق امروز جب
بعد تکمیلِ حج ' پیارے رحمت لقب

آپ نے سب نے پہلے کیا اب جو کام
اے میرے محترم ' سامعین کرام

وہ تھا یہ اپنے اصحاب کا شاندار
اک مرتب کیا لشکرِ ذی وقار

جس کے ذمے ہوئی ' عاشقانِ نبی
بارگاہِ نبی سے مہم روم کی

گرچہ شامل تھے اس میں اکابر سبھی
نامور سورما ' دینِ حق کے ولی

سربراہی ملی جس کو وہ نوجواں
تھا زمانے میں اک بندۂ خوش عناں

یعنی اُسامہ اک عاشقِ مصطفیٰ
زید کا تھا پسر جو بفضلِ خدا

شہدائے احد کے لئے دعائے مغفرت اور اُن سے خطاب

رب کے محبوب نے بندگانِ ہنر
سال کا اولیں ماہ و ماہِ صفر

طیبہ ہی میں گزارا بفضل خدا
اے میرے ہمسفر رہروانِ وفا

ایک دن لے گئے خاتم الانبیاء
آپ تشریف احد' اور وہاں کیا کیا

رب تعالٰی سے کرتے دعائیں رہے
سب شہیدوں کی ارواح کے واسطے

جب لگے ہونے واپس شہِ انبیاء
اپنے پیاروں کو کرکے مخاطب کہا

گرچہ ہو جا چکے تم بحکمِ خدا
پہلے ہم لوگوں سے بندگانِ صفا

ملنا ہے ہم کو تم لوگوں سے بالیقیں　جلد ہی آ کے اے شہداء صالحیں

احد سے واپسی اور مسجدِ نبوی میں ایک منفرد خطاب

ہو کے فارغ یہاں سے بفضلِ خدا　لائے تشریف مسجد میں خیرالوریٰ
اور دیا خطبہ اک دلربا دلنشیں　جاں نثاروں کو اپنے بطرزِ حسیں
کرکے اُن کو مخاطب کہا برملا　پیشرو ہوں تمہارا میں اِک باصفا
دوں گا تم پہ شہادت قیامت کے دن　اب ملاقات ہوگی قیامت کے دن
حوضِ کوثر پہ اپنی بفضلِ خدا　ہوں رہا دیکھ میں جس کو اس جا کھڑا
ہیں عطا مجھ کو کر دی گئیں کنجیاں　سب خزائن کی اے ملت خوش عناں
مجھ کو قطعاً اندیشہ نہیں باخدا　کہ میرے بعد ہو جاؤ گے مبتلا
ہو کے گمراہ جو شرک میں تم کبھی　ہاں مگر مجھ کو خدشہ ہے تو اک یہی
حبِ دنیا میں تم لوگ کھو جاؤ گے　بیج اپنی ہلاکت کا بو جاؤ گے
جس طرح لوگ پہلے ہوئے تھے ہلاک　بس اسی طور پر ہو گے تم بھی ہلاک

احبابِ جنت البقیع کے لیے دعائے مغفرت

اک روایت میں ہے ابنِ اسحاق کی　ایسے مذکور ' اے عاشقانِ نبی
سرورِ سروراں ' نبیٔ رحمتِ لقب　ہیں طلب کرتے اپنا غلام ایک شب
نام جس کا موہبہ تھا اک باصفا　اس کو کر کے مخاطب کہا برملا
ہے ہوا حکم اے بندۂ باہنر　مجھ کو مولا کی جانب سے یہ خاص کر
کہ میں جا کر کروں اک دعائے رفیع　اپنے مولا سے بخشش کی خلد بقیع
واسطے اُن کے جو لیٹے ہیں باخدا　اس کے دامن میں سب بندگانِ صفا

تم بھی خلدِ بقیع میں چلو میرے ساتھ　　جا کریں اک دعا مولا سے خوش صفات
آج پھیلا کے دامن بفضلِ خدا　　واسطے دوستاں ' بندۂ باصفا
کہتا ہے رب کے محبوب کا وہ غلام　　پہنچے جب ہم وہاں ' انبیاء کے امام
ہو گئے اب کھڑے قبروں کے درمیاں　　کی دعا مولا سے واسطے دلبراں
اور کرکے انہیں مشفقانہ سلام　　ساتھ ہوئے ان کے کچھ اس طرح ہمکلام

احباب برزخ سے فکرانگیز خطاب اور فتنوں کی نشاندہی

ہو مبارک تمہیں ' بندگانِ صفا　　کیفیت جس میں تم لیٹے ہو باخدا
حال تم سارے لوگوں کا ہے بالیقیں　　بہتر ان سب سے اے بندگانِ متیں
لوگ جو زندہ ہیں اور ہیں مبتلا　　ایک فتنۂ نادیدہ میں برملا
چھایا کرتی ہے جس طرح تیرہ شبی　　دہر پر ایسے ہی فتنوں کی تیرگی
خطہ ارض پر چھائے ہے جا رہی　　ساکنانِ بقیع ' عاشقانِ نبی
ایک کے بعد اک فتنۂ پر بلا　　ہے لگاتار گویا چلا آ رہا
فتنہ ہر بعد والا ہے سخت اور شدید　　پہلے سے کرنے میں خونِ انساں کشید

نعمتِ عظمیٰ یعنی لقائے الٰہی کا انتخاب

کہتا ہے رب کے محبوب کا وہ غلام　　مجھ سے گویا ہوئے انبیاء کے امام
ہیں گئی پیش کی کنجیاں بھی مجھے　　سب خزائن کی اور بعد ازاں خیر سے
دنیوی زندگانی کی عمرِ طویل　　آخرش رب کا انعام ' خلدِ جمیل
میں نے لیکن سبھی لطف و الطاف سے　　ساری آسائشوں اور مراعات سے
موڑ کر اپنا رخ کر لیا ہے پسند　　اللہ سے ملنے کو ' بندۂ ارجمند

جس پہ گویا ہوا میں ' رسولِ خدا آپ پر میرے ماں باپ تک ہوں فدا
آپ کر لیتے سارے خزانے قبول اور ہمراہ اس کے خدا کے رسول
دنیا ہذا کی اک زندگانی طویل اور آخر میں جنت بھی رب کے خلیل
رب کے محبوب و دلدار خیرالوریٰ نطق فرمائے ہوئے مجھ سے یوں برملا
ہو نہیں سکتا ایسے میرے دوستا میں نے ہے منتخب کر لیا باخدا
واسطے اپنے رب کی ملاقات کو ساتھ ساتھ اس کے جنت کی سوغات کو

وصالِ نبوی ﷺ

مرض کی نوعیت اور آغازِ علالت

تھی انتیس تاریخ ماہِ صفر اور دو شنبہ کا دن ' ملتِ حق نگر
جب گئے پڑھنے کے واسطے باخدا اک جنازہ صحابی کا خیرالوریٰ
اپنے پیارے کی تجہیز و تکفیں کے بعد اللہ کے پیارے محبوب ' فخرِ عباد
لا رہے تھے جو تشریف اب اپنے گھر راہ میں ہی شروع ہو گیا دردِ سر
باعث شدتِ درد اک زور دار ہو گیا ساتھ ہی آپ کو جو بخار
تیز تھا اپنی شدت میں وہ اس قدر وہ جو کپڑا بندھا تھا سرِ ناز پر
رکھا جائے اگر دوستو اس پہ ہاتھ ہو تپش اس کی محسوس شدت کے ساتھ
کچھ یہی حال تھا بندگانِ صفا اے میرے ہمسفر رب کے محبوب کا
یہی تکلیفِ سرکارِ خیرالبشر بن گئی حق نگر بندگانِ ہنر
اب ملاقات کا ذریعہ اک برملا مالک و مولا سے ' بندگانِ صفا
کہتی ہیں عائشہ بی بیؒ حق نگر لائے تشریف جب والیٔ بحر و بر

گھر میں پڑھ کے جنازہ بفضلِ خدا اک صحابی کا اے بندگانِ صفا
درد تھا میرے سر میں بھی اس دم شدید جس کی شدت سے میں بندگانِ سعید
تھی کہے جا رہی میرا سر' میرا سر مجھ سے گویا ہوئے والیٔ بحروبر
سر میں میرے بھی ہے اس سے اک شدید درد' اے عائشہ' جو میری جاں کشید
ہے کئے جا رہا بی بیٔ باصفا کیا بتاؤں تجھے ہمدمِ باوفا

دورانِ علالت باجماعت نماز کا اہتمام

آپ کی یہ علالت میرے دوستو اب رہی جاری ہفتے کم و بیش دو
اس علالت کے دوران' خیرالوریٰ گیارہ ایام پورے بفضلِ خدا
خود پڑھاتے رہے باجماعت نماز اور رہے کرتے اصحاب کو سرفراز
دید سے اپنی دن رات شام و سحر نبیٔ رحمت لقب والیٔ خشک و تر

عدل بین الازواج اور حجرۂ عائشہؓ میں منتقلی

رب کے محبوب و مختار نبیٔ کریم آج کے روز تھے جس مکاں میں مقیم
وہ تھا میمونہ کا بندگانِ صفا کیونکہ باری تھی ان کی بفضلِ خدا
رب کے محبوب و مختار خیرالبشر اس علالت میں بھی رکھتے تھے خاص کر
باریوں کا لحاظ اپنی ازواج کی اے میرے ہمسفر' عاشقانِ نبی
جب گئی ہوتی اے بندگانِ معید دن بدن آپ کی یہ علالت شدید
اور ہر روز اک گھر سے گھر دوسرے جانے میں رب کے محبوب کے واسطے
پیدا اک ناروا ہونے وقت لگی ایسے میں رب کے محبوب' پیارے نبی
بولے یوں اپنی ازواج سے باخدا دن علالت کے یہ بیبیو باصفا

حجرۂ عائشہ میں بسر کرنے کی   رکھتا ہے اک طلب رب کا پیارا نبی
ہو گئیں راضی جب سب کی سب خندہ لب   سرورِ سروراں نبیٔ رحمت لقب
رب کے محبوب و مختار خیرالوریٰ   آ گئے ان کے ہاں اب بفضلِ خدا
ان دنوں رب کے محبوب خیرالبشر   ہو چکے آپ کمزور تھے اس قدر
دو صحابی ہی سرکار کے آپ کو   لائے دے کے سہارا میرے دوستو
تھے یہ، فضل ابنِ عباس مولا علی   جن کو اک منفرد یہ سعادت ملی

لگتی ہے مجھ کو تاثیر اُسی زہر کی

کہتی ہیں عائشہ بی بیٔ حق نگر   رب کے محبوب و مختار خیرالبشر
تھے کہا کرتے مجھ سے یہی باخدا   اکثر ایام تکلیف میں برملا
کھانا جو غزوہ خیبر کے دن عائشہ   کھایا تھا میں نے اے زوجۂ باوفا
کرتا ہوں آج محسوس اُس کی چبھن   اس کی تکلیف اور اس کا درد و محن
لگ رہا ہے مجھے زوجۂ باوفا   وجہ سے اس زہر کی ہی اب باخدا
اک رگ جاں میری جیسے ہو کٹ رہی   لگتی ہے مجھ کو تاثیر اسی زہر کی

اصحابِ نایاب سے ایک اہم خطاب

انہی ایام میں ایک دن آپ نے   نبیٔ رحمت لقب، شاہِ لولاک نے
جمع فرمایا پاس اپنے اصحاب کو   اپنے عشاق، مردانِ نایاب کو
پہلے تو ان کو اپنی دعاؤں کے ساتھ   بہرہ ور فرمایا سامعیں خوش صفات
پھر کیا موعظت سے انہیں سرفراز   ان کو بتلائے گویا سعادت کے راز
نطق فرما ہوئے، خاتم الانبیاء   مرحبا، پیکرانِ وفا، مرحبا

رکھے رحمت میں اللہ ہمیشہ تمہیں غم اور اندوہ سے بھی بچائے تمہیں
دور فرمائے تم سے شکستہ دلی تم پہ ارزانی ہو اللہ کے رزق کی
رکھے وا تا ابد اپنی نصرت کے در مرتبے دے تمہیں اعلیٰ سے اعلیٰ تر
اور حاصل رہے تم کو امن و اماں عافیت کا میسر رہے سائباں
کرتا ہوں میں وصیت تمہیں برملا اللہ سے ڈرنے کی بندگانِ صفا
جاری رکھتے ہوئے راہوارِ کلام نطق فرما ہوئے' انبیاء کے امام
ہوں بناتا میں اللہ کو برملا اب خلیفہ تمہارے لئے باخدا
اور ڈراتا ہوں اُس سے تمہیں بالیقیں کیونکہ منصب ہے میرا نذیر مبیں
ذہن میں رکھنا اک بات میری سدا جاں نثاران و عشاق رب العلیٰ
اللہ کے ملک میں اُس کے بندوں کے ساتھ نہ روا رکھنا کبر و رعونت کا ہاتھ
کیونکہ اللہ نے واضح ہے کر دیا واسطے ہم سبھی لوگوں کے برملا
ہے بنا رکھا ہم نے تو عقبیٰ کا گھر ان کی خاطر جو رکھتے نہیں ذرہ بھر
خواہش اس بات کی کہ زمیں پر بنیں وہ بڑے یا کہ دنیا میں برپا کریں
شور و شر ناروا اور فتنہ فساد ہیں سزاوار عقبیٰ کے مخلص عباد

لشکرِ اُسامہ کی روانگی

جیسا کہ پہلے ہی بندگانِ صفا ہم بیاں کر چکے ہیں بفضلِ خدا
آپ نے حضرت اُسامہ سے حق نگر مردِ حر' کی امارت میں اک باہنر
اور پر عزم اک لشکرِ باصفا دیا ترتیب اے بندگانِ خدا
اور تفویض کی اک مہم شاندار روم کی اُس کو بافضلِ پروردگار

گرچہ تھے رب کے محبوب بے حد علیل　　باوجود اس کے اے بندگانِ خلیل
آپ نے اپنے ہاتھوں ہی پرچم دیا　　سپہ سالارِ حق کو بفضلِ خدا
دیں ہدایات بھی کچھ انہیں بالیقیں　　بارے میں جنگ کے زریں و بہتریں
الوداع ان فدا کاروں کو خود کیا　　ایک دیتے ہوئے مشفقانہ دعا
شہرِ نبوی سے ہو کے بفضلِ خدا　　اب روانہ یہ لشکر میرے ہمنوا
ٹھہرا جا جس جگہ تھا مقامِ جرف　　جس میں شامل صحابہ تھے سب سربکف
تھے مہاجر وہ یا دیں کے انصار تھے　　ایک جھنڈے تلے سب فداکار تھے

امارت اُسامہ کے بارے میں چہ میگوئیاں
اور سرورِ انبیاء ﷺ کا رنگ جلال

بعض لوگوں نے اے رہروانِ خشوع　　کر دیں اس بات پر چہ میگوئیاں شروع
کہ اکابر کی موجودگی میں روا　　کیسے ہو سکتا ہے بندگانِ خدا
اک جواں کا تقرر بطور رئیس　　عمر ہی جس کی ہے دوستو سال بیس
پہنچی جب آپ تک یہ سفیہانہ بات　　ہو گئے مضطرب سرورِ کائنات
گرچہ بیمار تھے والیٔ بحر و بر　　لائے تشریف اب چادر اک اوڑھ کر
اپنی مسجد میں سرکار البشر　　نبیٔ رحمت نے اے بندگانِ ہنر
خطبہ ارشاد فرمایا عقدہ کشا　　نطق فرما ہوئے سرورِ انبیاء
ہے سنا میں نے اے بندگانِ خدا　　برملا اعتراض ایک ہے ہو رہا
سربراہی پہ اُسامہ کی اس گھڑی　　ہے اگر ایسا تو ' عاشقانِ نبی
تھا کیا تم نے تو ایسا ہی برملا　　باپ اسامہ کا جب بنایا گیا

ایک سالار افواج اسلام کا کرنے کو توڑا اعدائے رحمٰن کا
بالیقیں زید امارت کا حقدار تھا اپنے مولا کا مخلص فداکار تھا
بیٹا اس کا اُسامہ بھی ہے بالیقیں منصب ہذا کا حق دار اک بہتریں

اُسامہؓ اور اصحابِ اُسامہؓ کی الوداعی حاضری

بعد اس خطبے کے لائے تشریف گھر نبیِّ رحمت لقب والیِٔ خشک و تر
دن تھا ہفتے کا یہ ملتِ بے بدل اور تاریخ دس ماہ ' ربیع الاول
سارے اصحاب جو بندگانِ صفا ہو رہے تھے روانہ بفضلِ خدا
ساتھ اُسامہ کے اک الوداعی سلام کرنے کے واسطے اب بصد احترام
آئے خدمت میں سرکار کی باورع پیش کرکے سلام ہو گئے الوداع
روز اتوار کے ' بندگانِ معید آپ کی بڑھ گئی اب علالت مزید
جب اسامہ ہوئے پیش کرنے سلام جاں نثاران و عشاقِ خیرالانام
طاری تھی اک غشی اس سے آپ پر بول سکتے نہ تھے آپ خیرالبشر
بڑھ کے اسامہ نے بندگانِ خدا رب کے محبوب کے سر کو بوسہ دیا
نبیِّ رحمت نے بھی ملتِ خوش عناں کتنی ہی مرتبہ دستِ رفعت نشاں
چرخ کی سمت اٹھایا بفضل خدا اور پھر سر پہ اسامہ کے رکھ دیا
گویا تھے کر رہے حق میں اس کے دعا اپنے مولا سے محبوب رب العلیٰ

دارِفانی سے روانگی اور مطلعِ عقبیٰ پر آفتابِ نبوت کا طلوع

پیش جب کر چکے الوداعی سلام رب کے محبوب کو وہ بصد احترام
آئے لشکر میں واپس بفضلِ خدا اور دیا حکم احباب کو کوچ کا

چلنے والے ہی تھے جب یہ سب شہسوار جانب منزل اے سامعین باوقار
پہنچا قاصد لئے یہ خبر سوگوار نبیٔ رحمت لقب ' سرورِ نامدار
ہونے کو اپنی امت سے ہیں اب جدا جانے والے ہیں اب سوئے دارالبقا
سنتے ہی یہ خبر آپ کے جاں نثار ہو گئے غمزدہ ' مضطرب ' بے قرار
رک گئے تھے جہاں بس اُسی جا قدم لوٹے خدمت میں سرکار کی دم بدم
پیر کا دن تھا اے بندگانِ وہاب جب ڈھلا اللہ کے حکم سے آفتاب
آفتاب ہدیٰ نے بھی اپنا سفر کرکے ختم آج در عالمِ خشک و تر
کر لیا اپنے مولا کی جانب رجوع کرنے کو مطلعٔ آخرت پر طلوع

دارالبقا روانگی سے پانچ دن پہلے کے تفصیلی حالات

شاہ ہر دوسرا نبیٔ مختار کے سرور سروراں ' شاہِ ابرار کے
آب وگل کے جہاں میں ایام آخری گزرے کس طرح سے عاشقانِ نبی
اب ان ایام کا تذکرہ باخدا ہم ہیں کرنے لگے رہروانِ وفا
سنیئے روداد یہ اپنے دل تھام کر آبِ تقدیس سے دھو کے فکر و نظر

علالت میں اضافہ اور اس کا علاج

دوستو چار شنبہ کا جب روز تھا بڑھ گیا اب بشدت بخار آپ کا
جس وجہ سے غشی ہو گئی آپ پر طاری اور رب کے محبوب خیرالبشر
نبیٔ رحمت نے اصحاب سے یوں کہا مختلف کنوؤں سے ' بندگانِ صفا
پانی کے بھر کے لے آؤ مشکیزے سات اور انہیں مجھ پہ اُنڈیل دو اپنے ہاتھ
تاکہ پا کر افاقہ بفضل خدا کر سکوں کچھ وصایا براہِ خدا

ساتھیوں اپنے اور اپنے احباب کو
اپنے عشاق مردانِ نایاب کو

حسب فرمانِ سرکار خیرالبشر
مختلف کنوؤں سے بندگانِ ہنر

پانی کے بھر کے لے آئے مشکیزے سات
شاہِ کونین کو سامعیں خوش صفات

اب بٹھایا لگن اِک میں بااحترام
آپ پر ہوں کروڑوں درود اور سلام

رب کے محبوب کے پیارے اصحاب نے
ان خدا مست مردان نایاب نے

جسم پر پانی ڈالا عقیدت کے ساتھ
رب کے محبوب کے ملت خوش صفات

حتیٰ کہ نبیؑ رحمت نے خود برملا
اپنے احباب سے اس طرح اب کہا

روک دو پانی انڈیلنا باخدا
کافی ہے اس قدر' بندگانِ صفا

مسجد نبوی میں ایک اہم خطاب

اس عمل کے نتیجے میں جب باخدا
آپ کو اک افاقہ ہوا برملا

لائے تشریف مسجد میں پیارے نبی
تھی سرِناز پر ایک پٹی بندھی

رب کے محبوب نے بندگانِ صفا
اب دیا اک اہم خطبہ چشمِ کشا

بیٹھے تھے جاں نثار آپ کے حلقہ بند
ہو کے اچھی طرح ملتِ ارجمند

تاکہ فرمان کو شاہِ ابرار کے
ایک اک لفظ کو نبیؑ مختار کے

سن سکیں پوری دلجمعی سے باخدا
حرزِ جاں کر سکیں خطبہ سرکار کا

بعد تسمیہ اور حمدِ رب العلیٰ
اے میرے ہمسفر بندگانِ صفا

نطق فرما ہوئے حامیٔ بحر و بر
جان لو' جان لو بندگانِ ہنر

بھیجی ہے لعنت' اللہ نے بالیقیں
ان یہود اور نصاریٰ پہ اک بدتریں

سجدہ گاہ جو بنا بیٹھے ہیں برملا
نبیوں کی قبروں کو بندگانِ خدا

ارشادِ نبوی ﷺ کے اطلاق کی حدود

مسئلہ ہذا میں بندگانِ ہنر رب کے محبوب کا حکم ہے واضح تر
قبر کو سجدہ کرنا ہے فعلِ قبیح دین اسلام سے ہے بغاوت صریح
سجدہ غیر اللہ کے واسطے ہے حرام گرچہ ہو بربنائے ادب احترام
ہو بغرضِ عبادت تو حق ہے یہی شرک ہے سربسر ' عاشقان نبی
اللہ والوں کی خدمت میں بااہتمام حاضری دینا یا پیش کرنا سلام
پڑھنا قرآن یا پھر عقیدت کے ساتھ فاتحہ کہنا اے ملت خوش صفات
یا وسیلہ بنا کے انہیں برملا کرنا مولا سے اپنے کوئی بھی دعا
یہ عمل سب کے سب جائز ہیں بالیقیں بارے میں ان کے کوئی مناہی نہیں
رب کے قرآن میں دینِ رحمٰن میں سرور دین و دنیا کے فرمان میں

اقلیم عدل کا شہنشاہ بے مثال

کہتے ہیں اس طرح فضل ابنِ عباسؓ عاشق مصطفیٰ ' بندۂ حق شناس
ایک دن جبکہ تھے مبتلائے نجار نبیؐ رحمت لقب ' بندۂ کردگار
مجھ سے گویا ہوئے والیٔ بحر و بر لے چلو ہاتھ میرا ذرا تھام کر
مجھ کو مسجد میں اے بندۂ باصفا حسب فرمانِ سرکار خیرالوریٰ
آیا لے آپ کو میں بصد احترام مسجد نبوی میں لے کے اللہ کا نام
اب کہا مجھ سے سرکار نے باخدا میرے اصحاب کو تو ذرا دو ندا
حسب فرمان جب میں نے دی یہ ندا صلوٰۃ الجامعہ ' صلوٰۃ الجامعہ
جوق در جوق سرکار کے سب غلام اب لگے آنے اے قارئین کرام

مسجد نبوی میں ، صدقۂ مصطفیٰ　　آ گئے جب سبھی ، بندگانِ خدا
اور گئے بیٹھ سرکار کے روبرو　　سر جھکائے ہوئے، باادب نیک خو
رونق افروز ہو کے بفضلِ خدا　　نوری منبر پہ سرکار نے برملا
پھر مخاطب کیا اپنے اصحاب کو　　اس طرح اے میرے حق نگر دوستو
لوگو میں نے کسی کو اگر برملا　　مارا ہو پشت پر ذرا اک ناروا
تو وہ لے سکتا ہے مجھ سے بدلہ ابھی　　حاضر ہے بدلہ دینے کو رب کا نبی
اور اگر تم میں سے ہو کسی کو کہا　　میں نے اے جاں نثارو برا یا بھلا
تو ہے حاضر میری عزت و آبرو　　بدلہ وہ مجھ سے لے سکتا ہے ہو بہو
ایسے ہی جو کسی کا بفرضِ محال　　ہو نکلتا میرے ذمے مال و منال
مال حاضر ہے میرا بفضلِ خدا　　کرنے کے واسطے ایک ذمہ ادا
ایسا کرنے میں دل اپنے میں ذرہ بھر　　لانا مت وسوسہ ، بندگانِ ہنر
لے لیا ہم نے بدلہ تو سرکار دیں　　ہم سے ناراض ہی ہو نہ جائیں کہیں
یہ نہیں میری شاں ملتِ ارجمند　　بلکہ کرتا ہوں اس بات کو میں پسند
اب اگر حق کسی کا ہے ذمے میرے　　تو وہ لینے کو حق اپنا آگے بڑھے
یا مجھے معاف کر دے براہِ خدا　　تاکہ جب میں ملوں مولا سے برملا
تو کسی کا نکلتا نہ ہو بالیقیں　　حق میری سمت اے بندگانِ متیں

ایک صحابی کا دعویٰ اور رقم کی ادائیگی

پیشکش سن کے سرکار کی باخدا　　شخص اک اب وہاں پہ کھڑا ہو گیا
عرض پیرا ہوا ، رحمتِ عالمین　　ذمے سرکار کے ہیں درہم میرے تین

بولے رحمت لقب سرورِ انبیاء دعویٰ میں آج کے دن نہ جھٹلاؤں گا

نہ ہی حلف آج لوں گا براہِ خدا مجھ کو دو تم فقط اس قدر ہی بتا

یہ رقم تجھ سے لی میں نے کس واسطے جس پہ وہ عرض پیرا ہوا آپ سے

ایک دن جب کہ اے رحمتِ عالماں گزرا تھا آپ کے پاس سے خستہ جاں

سائل اک اور تھا آپ نے یہ کہا مجھ سے کہ دے دو اس سائل بے نوا

شخصِ مجبور کو تم درہم برملا تین اور حسب فرمانِ خیرالوریٰ

دے دیئے میں نے درہم اسے بالیقیں حامی انس و جاں رحمتِ عالمیں

جس پہ سرکار نے بندۂ حق شناس خادم خاص اک ' فضل ابنِ عباس

بندۂ باصفا سے کہا خاص کر دے دیا جائے واپس اسے اس کا زر

جملہ یہ دوستو ' سرورِ نامدار آپ پڑھتے رہے زیرِ لب بار بار

دے دیا جائے واپس اسے اس کا زر دے دیا جائے واپس اسے اس کا زر

مال غنیمت کی نسبت خصوصی فرمان اور ایک صحابی کا حسن عمل

پھر یہ فرمایا اے ملت خوش خصال ہو لیا گر کسی نے غنیمت کا مال

جس پہ حق اس کا بنتا نہیں باخدا وہ دے لوٹا اُسے ' بندۂ باصفا

ہو گیا پھر کھڑا جاں نثار آپ کا ایک اور اس طرح عرض پیرا ہوا

ہے میرے ذمے بنتا غنیمت کا مال سہ درہم ' جس پہ اے ملتِ خوش خصال

پوچھا سرکار نے ' بندۂ باصفا یہ رقم کس لئے تو نے لی تھی بتا

عرض پیرا ہوا وہ بصد احترام نبیٔ رحمت لقب ' انبیاء کے امام

ان دنوں لی تھی جب سرور نامدار تنگدستی کی حالت کا تھا میں شکار
آپ نے ابنِ عباس سے پھر کہا یہ رقم لے کے ' اے بندۂ باصفا
دے کے آؤ ابھی بیتِ اموال میں اس سے غفلت کرو مت کسی حال میں

انصار کے بارے میں خصوصی وصیت

پھر مخاطب کیا اپنے اصحاب کو سب خدا مست ' مردانِ نایاب کو
یوں کہا اے فدایانِ رب العلیٰ کشتگانِ صفا ' پیکرانِ وفا
ہوں لگا کرنے بارے میں انصار کے اک وصیت تمہیں آج میں پیار سے
یہ کہ انصار ہیں میرے قلب و جگر ہے انہوں نے ادا کر دیا خوب تر
فرض اپنا ' مگر جو ہیں ان کے حقوق وہ ہیں قائم ابھی ' پاسبانِ حقوق
نیکیاں ان کے ابرار کی تم قبول بارضا کرنا اے ' عاشقانِ رسول
اور ان کے خطا کاروں سے درگزر کرنا میرے لئے ' بندگانِ ہنر
اک روایت میں آیا ہے یوں باخدا نطق فرما ہوئے سرورِ انبیاء
بڑھتے جائیں گے سب وقت کے ساتھ ساتھ جبکہ کم ہوتے جائیں گے یہ خوش صفات
حتیٰ کہ جو تناسب نمک در طعام رکھتا ہے اس قدر ہونگے یہ نیک نام
اس لئے تم میں سے شخص جو باخدا سکتا نقصاں ہو دے یا نفع برملا
دوسرے لوگوں کو ' رکھے وہ پاکباز بات ملحوظ یہ بندگانِ فراز
کہ جو ہیں میرے انصار یہ باخدا کشتگانِ صفا ' پیکرانِ وفا
ان میں سے نیک لوگوں کی کرلے قبول نیکیاں اور جو عاشقانِ رسول
ہیں خطا کار ان سے کرے درگزر میری نسبت سے اللہ کے نام پر

وفات سے چار دن پہلے تک کا معمول مبارک

دارِ فانی سے رحلت سے قبل آپ چار ۔۔۔ دن تلک گرچہ تھے ، بندگانِ وقار
سخت کمزور بھی اور بشدت علیل ۔۔۔ باوجود اس کے اے بندگانِ نبیل
نبیٔ رحمت لقب بندۂ سرفراز ۔۔۔ خود پڑھاتے رہے باجماعت نماز
آج کے دن بھی اے ملت خوش بیاں ۔۔۔ ماسوائے عشاء آپ نے بے گماں
خود پڑھائیں آ کے نمازیں سبھی ۔۔۔ اپنی مسجد میں اے عاشقانِ نبی
بڑھ گئی اب جو تکلیف سرکار کی ۔۔۔ اس لئے آ سکے نہ عشاء میں نبی

علالت کی شدت اور امامتِ صلوٰۃ کے لیے صدیقِ اکبر کا تقرر

کہتی ہیں اس طرح حضرت عائشہ ۔۔۔ پوچھا سرکار نے مجھ سے اے عائشہ
ہیں ادا کر چکے کیا عشاء کی نماز ۔۔۔ میرے اصحاب اے زوجۂ سرفراز
عرض کی میں نے اے سرورِ نامدار ۔۔۔ کر رہے ہیں سبھی آپ کا انتظار
بادشاہِ زمن نطق فرما ہوئے ۔۔۔ پانی ڈالو لگن میں میرے واسطے
حسبِ فرمان جب میں نے ایسا کیا ۔۔۔ غسل فرما کے سرکار نے باخدا
اب ارادہ کیا جا پڑھیں وہ نماز ۔۔۔ ساتھ اصحاب کے ، ملت گلفراز
ہو گئی طاری سرکار پر اب غشی ۔۔۔ جا سکے نہ برائے نماز اب نبی
جب افاقہ ہوا پھر کیا یہ سوال ۔۔۔ کیا ادا کر چکے ہیں عشاء خوش خصال
عرض کی میں نے محبوبِ پروردگار ۔۔۔ ان کو ہے تاہنوز آپ کا انتظار

مرتبہ تین ایسے ہی ہوتا رہا کرتے جب جانے کا سرور انبیاء
اک ارادہ تو ہو جاتی طاری غشی جا نہ سکتے تھے مسجد خدا کے نبی
آخر کار سرکار نے نیک نام اپنے اصحاب کی سمت بھیجا پیام
حکم دو بوبکر کو پڑھائیں نماز اپنے احباب کو بندۂ پاکباز

بلالِ حبشیؓ کو ہدایت کہ صدیق اکبرؓ کو امامت کے لئے کہیں

ایسے ہی ایک دن بندۂ خوش خصال خادمِ خاص سرکار، حضرت بلال
آئے خدمت میں سرکار کی باادب اور کہا اس طرح نبیٔ رحمت لقب
آپ پر ہوں کروڑوں درود اور سلام سرورِ سروراں، انبیاء کے امام
رکھے رحمت سے رب آپ کو سرفراز ہو چلا ہے میرے آقا وقتِ نماز
بربنائے نقاہت رسولِ خدا جا سکے جب نہ خود تو کہا برملا
جا کہو بوبکر سے پڑھائے نماز میرے اصحاب کو، بندۂ پاکباز

بلالؓ کے جذبات نایاب اور روداد رنج والم

عاشقِ خاص نے بندگانِ کمال دیکھی جو ضعف کی حالتِ بے مثال
اک نقاہت کی بھی کیفیت جانگسل آپ پر تو گئی گویا جاں ہی نکل
کشتہ عشقِ سرکار خیرالوریٰ شدت غم کے ہاتھوں گئے لڑکھڑا
غم اور اندوہ کا ایک کوہ گراں ٹوٹ ان پر پڑا اس سبب ناگہاں
فرطِ غم کے سبب بندگانِ صفا ہاتھ رکھتے ہوئے سر پہ دی یوں ندا
ہائے کس سے کروں آج فریاد میں جا سناؤں کسے غم کی روداد میں
سلک امید ہے ہو گیا تار تار میرا تو کیا کہوں بندگانِ غفار

پشت دُہری ہوئی جا رہی ہے میری　　کاش نہ ہی جنا ہوتا ماں نے میری
مجھ کو اور دیکھتا یوں نہ دن آج کا　　اور جنا بھی تھا تو بندگانِ خدا
پہلے اس دن سے ہی میں گیا ہوتا مر　　پہلے اس دن سے ہی میں گیا ہوتا مر
دیکھتا میں نہ یہ منظرِ دل نگار　　اپنی آنکھوں سے عشاقِ پروردگار

یارِ غارِ نبی کی حالت زار اور دیگر اصحاب نایاب کی کیفیتِ رنج و غم

غم اور اندوہ میں ڈوبے افسردہ دل　　پشت دہری لئے سخت آزردہ دل
پہنچے پیغام لے کے جو حضرت بلال　　مسجدِ نبوی کے صحن میں خستہ حال
تھے کھڑے سامنے بندۂ حق نگر　　یارِ غارِ نبی حضرتِ بوبکر
ان سے گویا ہوئے بندۂ خستہ حال　　عاشقِ خاص سرکار یعنی بلال
حکمِ سرکار ہے بندۂ پاکباز　　تم پڑھاؤ گے عشاق کو اب نماز
دیکھا صدیق نے جب میرے ہمنوا　　دوستو خالی سجادۂ مصطفیٰ
فرطِ غم سے گئیں ان کی چیخیں نکل　　گر گئے کھا کے غش عاشقِ بے بدل
ہو گیا گویا کہرام سا اک بپا　　آج عشاق میں بندگانِ صفا
جب سنا شور یہ شاہِ ابرار نے　　پوچھا دختر سے اس طرح سرکار نے
شور مسجد میں ہے کس طرح کا بپا　　فاطمہ بیٹی ہے کیا ہوا ماجرا
عرض پیرا ہوئیں دخترِ ذی حشم　　نبیِٔ رحمت لقب بادشاہِ امم
آپ سے خالی مسجد کو جب باخدا　　پایا اصحاب نے شاہِ ہر دو سرا
فرطِ غم سے گئیں ان کی چیخیں نکل　　بحرِ افسردگی وہ سکے نہ سنبھل

مسجد نبوی میں تشریف آوری اور غمزدہ

اصحاب کو دلاسہ

آپ نے یاد فرمایا ابنِ عباس اور حسنین کے بابا کو اپنے پاس

اور لے کر سہارا بفضلِ خدا اپنے ان پیاروں کا خاتم الانبیاء

لائے تشریف مسجد میں اور کی ادا ساتھ اصحاب نایاب اپنی صلوٰہ

موقعہ ہذا پہ کرتے ہوئے اک خطاب نطق فرما ہوئے یوں رسالتماب

میری امت کے افرادِ عالی شعار دیتا ہوں میں تمہیں بندگانِ وقار

اللہ ہی کی پناہ میں بصد اہتمام ہوگا اب بس وہی میرا قائم مقام

سر پہ تم لوگوں کے بندگانِ متیں رہنا ڈرتے اُسی سے سدا بالیقیں

بھرنا اس کی اطاعت کا دم تم سدا میں تو ہوں دارِ فانی سے اب جا رہا

امامتِ صلوٰۃ کے بارے میں ازواج نبی ﷺ کی تجویز

اور سرور انبیاء ﷺ کا ردعمل

کہتی ہیں اس طرح حضرتِ عائشہ رب کے محبوب کی زوجۂ باصفا

جن دنوں آپ تھے اب بشدت علیل آئے سرکار کے پاس مردِ نبیل

ایک دن خادمِ خاص حضرت بلال دینے والے اذاں رب کے گھر باکمال

عرض کی عجز سے اور بغایت نیاز آپ سے ہونے کو اب ہے وقت نماز

بولے رحمت لقب، والیٔ دو جہاں جا کہو میرے صدیق سے جانِ جاں

میرے اصحاب کو وہ پڑھائیں نماز جا کے کروائیں مولا سے راز و نیاز

کہتی ہیں اس طرح حضرت عائشہ — میں نے کی عرض اے خاتم الانبیاء
آپ کے ہمدم خاص پیارے رفیق — رکھتے ہیں اپنے سینے میں قلبِ رقیق
ہوں گے جب وہ کھڑے اے حبیب خدا — آپ کی جگہ پر، شاہِ ہر دو سرا
پائیں گے کر وہ نہ اک قرأت جلی — اس لئے رب کے محبوب پیارے نبی
حکم دیں آپ عمر کو پڑھائیں نماز — رکھتے ہیں قلبِ مضبوط وہ پاکباز
پھر کہا آپ نے بندۂ سرفراز — یعنی صدیق ہی جا پڑھائے نماز
کہتی ہیں عائشہ بی بیؓ حق نگر — میں نے محسوس جب یہ کیا سربسر
اب گذارش کا میری نتیجہ کوئی — جو نہیں نکلا تو، عاشقانِ نبی
بات میں وزن کرنے کو پیدا ذرا — لیا حفصہ کو بھی ساتھ میں نے ملا
حفصہ نے میری تائید میں عرض کی — سرور دو جہاں رب کے پیارے نبی
آپ کے ہمدم خاص پیارے رفیق — رکھتے ہیں قلب سینے میں چونکہ رقیق
اس لئے کارِ ہذا سے وہ حق نگر — ہو سکیں گے نہ عہدہ برآ سربسر
حکم دیں آپ عمر کو پڑھائیں نماز — رکھتے ہیں قلبِ مضبوط وہ پاکباز
اس پہ ناراض ہو کے کہا برملا — آپ نے ان سے اے بندگانِ صفا
تم خواتیں تو ہو حفصہ و عائشہ — مثلِ خواتین یوسف کہوں اور کیا
جا کہو بوبکر سے پڑھائے نماز — حسبِ فرمانِ سرکار جا کر نماز
اب پڑھائی صحابہ کو صدیق نے — پایا اعزازِ یکتا یہ صدیق نے

شیر خدا کا قولِ عقدہ کشا

اندریں سلسلہ جاں نثارِ رسول — بابا حسنین کے اور زوجِ بتول

تھے کہا کرتے اکثر بفضلِ خدا یارِ غارِ نبی سے میرے ہمنوا

دین کے مسئلے میں رسولِ خدا نبیٔ رحمت نے جب آگے تم کو کیا

تو نہ کیوں ہم تمہیں بندۂ باصفا امرِ دنیا میں آگے کریں برملا

عالم بے بدل، حضرت ابنِ اثیر ہیں نقل کرتے ہیں اے بندگانِ بصیر

قول اک شیرِ یزداں کا یوں برملا اے میرے ہمسفر رہروانِ وفا

نبیٔ رحمت نے جب ملتِ بہتریں ہے کیا آگے صدیق کو بالیقیں

اور سب نے پڑھی اُن کے پیچھے نماز موقعۂ ہذا پر رہروانِ حجاز

میں بھی موجود تھا، غیر حاضر نہ تھا تھا صحت مند، بیمار و لاغر نہ تھا

چاہتے جو اگر، سرورِ انبیاء آگے کر سکتے تھے مجھ کو بہر عطا

موقعہ ہذا پہ لیکن رسولِ امیں نبیٔ رحمت نے ایسا کیا ہی نہیں

دین کے معاملے میں ہمارے پسند ہے کیا جس کو اے، ملتِ ارجمند

نبیٔ مختار نے بالیقیں برملا کرتے ہیں ہم اُسے دوستو برملا

واسطے امرِ دنیا کے اپنی پسند تا ابد رکھے اس کو خدا سربلند

صدیق اکبرؓ کے بارے میں وصیت اوران کے بارے میں

ایمان افروز فرمان

دن جمعرات کا تھا میرے ہمنوا کشتگانِ صفا رہروانِ وفا

آئی شدت علالت میں سرکار کی تو یہ خواہش ہوئی نبیٔ مختار کی

کچھ ہدایات کر دیں، سپردِ قلم واسطے خیرِ امت نبی محترم

رحمت دو جہاں نطق فرما ہوئے بیٹے صدیق کے عبدِ رحمٰن سے

تحفتی اک جا کے لے آؤ تم باخدا ۔ جس پہ میں نسبتِ بوبکر برملا

لکھ دوں کچھ زریں کلماتِ رفعت نشاں ۔ تاکہ کر نہ سکے کوئی بھی بعد ازاں

بارے میں ان کے کوئی نزاع برملا ۔ جب لگے جانے وہ ' بندۂ باصفا

کرکے روئے سخن جانبِ بوبکر ۔ نطق فرما ہوئے والیٔ بحر و بر

اللہ اور اہلِ ایماں سبھی باخدا ۔ کرتے ہیں اس سے انکار یہ اک کھلا

کہ تیرے بارے میں بندۂ باصفا ۔ اختلافی کوئی چیز پائے ہوا

امامتِ ابوبکرؓ کے بارے میں سرورِ انبیاء ﷺ کا دو ٹوک موقف اور استحقاقِ خلافت کی بابت اقوالِ علیؓ سے استنباط

قولِ حیدر سے بھی بندگانِ صفا ۔ ان کے حقِ خلافت کی نسبت ذرا

رہ نہیں جاتا کوئی شبہ دوستو ۔ اللہ کے فضل سے حق مگر دوستو

رب کے محبوب نے بھی بفضلِ خدا ۔ اے میرے ہمسفر رہروانِ وفا

جاری فرمایا فرمان یہ بار بار ۔ کہ امامت کریں بندۂ کردگار

میرے اصحاب کی ' بوبکر در نماز ۔ مسئلہ ہذا میں ملتِ سرفراز

رکھی تجویز جو ایک اپنے تئیں ۔ آپ کے سامنے ' بندگانِ متیں

رب کے محبوب کی پیاری ازواج نے ۔ کر دیا رد اُسے شاہِ لولاک نے

بلکہ سرکار نے عاشقانِ نبی ۔ ان سے فرمایا اظہارِ ناراضگی

اور کہا زور دے کر یہی ہر دفعہ ۔ بوبکر سے کہو جا پڑھائے صلوٰۃ

حکمتیں اپنے فرمان کی باخدا ۔ خود ہی تھے جانتے سرورِ انبیاء

جس بنا پر کہا آپ نے بار بار ۔ نسبتِ بوبکر ' ملتِ ذی وقار

کہ پڑھائے وہی بندۂ پاکباز اپنے احباب نایاب کو جا نماز

مسجدِ نبوی میں آمد اور امامتِ صلوٰۃ کا دلبرانہ انداز

دن تھا ہفتے یا اتوار کا باخدا آپ کو اب جو قدرے افاقہ ہوا
اک سہارا لئے اپنے اصحاب کا اپنے عشاق مردانِ نایاب کا
لائے تشریف مسجد میں خیرالانام سرورِ سروراں انبیاء کے امام
اس سے یارِ غار آپ کے بوبکر انتخابِ نبی بندۂ حق نگر
جاں نثارانِ حق کو رہے تھے پڑھا حسب فرمانِ محبوب یکتا صلوٰۃ
جب پڑی کانوں میں آہٹ اک دلربا رب کے محبوب کی ' پیکرانِ صفا
پیچھے ہٹنے لگے بندۂ ذی وقار بہرِ تعظیم محبوبِ پروردگار
آپ نے لیکن ان کو اشارہ کیا کہ رہیں ایستادہ بفضلِ خدا
جبکہ خود بڑھ کے تشریف فرما ہوئے اپنے پیارے کی دائیں طرف خیر سے
بیٹھ کر رب کے محبوب فخرِ حجاز تھے رہے اب پڑھا دوستو جو نماز
بوبکر پہلوئے دلنشیں میں کھڑے عز و فخر و سعادت کے زینے چڑھے
تھے کئے جا رہے آپ کی اقتدا جب کہ دیگر صحابہ بفضلِ خدا
اقتدا ان کی تھے کر رہے بالیقیں صدقۂ مصطفیٰ رحمتِ عالمیں
پڑھ چکے سرورِ دو جہاں جب نماز تو کیا خطبے سے لوگوں کو سرفراز
رب کے محبوب کا عاشقانِ نبی خطبہ ہے دارِ فانی میں یہ آخری

دارِ فانی میں الوداعی خطبہ

نطق فرما ہوئے سرورِ انبیاء اپنے اصحاب سے اس طرح باخدا

ہے عطا کر دیا اللہ نے اختیار
اپنے بندے کو اے ملت ذی وقار
چاہے تو کر لے دنیا کی زینت پسند
اور اگر چاہے تو بندۂ ارجمند
کر لے ان سب نعائم کو وہ اختیار
رکھتا ہے پاس جو اس. کا پروردگار
بندے نے رب کے اصحابِ رفعت نشاں
امتِ بے بدل ملتِ خوش عناں
کر لیا ان نعائم کو ہے اختیار
رکھتا ہے پاس جو اس کا پروردگار

صدیق اکبرؓ کے ایمان افروز جذبات

سن کے الفاظ یہ بندگانِ صفا
یارِ غارِ نبی عاشقِ مصطفیٰ
فرطِ غم سے لگے رونے زار و قطار
مرغِ لبسمل بنے بندۂ سوگوار
عرض پیرا ہوئے اے حبیب خدا
آپ پر میرے ماں باپ تک ہوں فدا
کرتے ہیں پیشِ رب بادشاہِ امم
فدیئے میں آپ کے ہم خدا کی قسم
باپوں کو ماؤں کو اپنی جانوں کو بھی
اور رہے تا ابد رب کے پیارے نبی
رب کے محبوب کا سایۂ دلربا
اہل ایماں کے سر پہ بفضلِ خدا

یارِ غارِ نبی ﷺ کا منفرد اعزاز اور کلماتِ عزت افزائی

سن کے یار اپنے کی دلبرانہ یہ بات
نطق فرما ہوئے ' سرور کائنات
اللہ کے بندوں میں سے بفضلِ خدا
مجھ پہ ہے جس کا احسان اک بے بہا
دینے میں ساتھ یا خرچ کرنے میں مال
تو ہے وہ بوبکر بندۂ خوش خصال
اہل دنیا میں سے ' بندگانِ نبیل
میں بناتا کسی کو جو اپنا خلیل
تو وہ ہوتا یہی بندۂ حق نگر
میرے اور اس کے ہے درمیاں اک مگر
رشتہ دینی اخوت کا بہرِ خدا
پھر کہا رب کے محبوب نے برملا

جائے رہنے دیا نہ دریچہ کوئی میری مسجد میں اے عاشقانِ نبی
ماسوائے دریچۂ صدیق کے ماسوائے دریچۂ صدیق کے

وفاتِ طیبہ سے ایک روز قبل

کہتی ہیں حضرتِ عائشہ اس طرح پوچھا سرکار نے مجھ سے کچھ اس طرح
ہیں کہاں عائشہ بی بی دینار جو تھے دیئے ایک دن میں نے جو آپ کو
میں اٹھی اور خدمت میں سرکار کی باادب کر دیئے پیش فوراً سبھی
لے کے ہاتھوں میں ان کو شہِ دوسرا اب اُلٹتے پلٹتے رہے برملا
پھر کہا مجھ سے اے ہمدمِ باوفا چھوڑ کر میں انہیں جو اگر باخدا
حاضر ہو جاؤں اللہ کے دربار میں اپنے رب اپنے مولا کی سرکار میں
تو کہے گا وہ کیا بی بیؑ خوش نہاد میں نہیں رکھتا تھا مولا پہ اعتماد
اسی لئے ان کو تقسیم فوراً دو کر اللہ کے بندوں میں بی بیؑ حق نگر
حسب فرمانِ ' اے عاشقانِ نبی اس گھرانے میں پونجی جو تھی آخری
میں نے تقسیم کر دی بفضلِ خدا سب مساکین میں صدقہ مصطفٰے

بیتِ نبوی کا ایک اور منظر

اللہ اللہ وہ ہستیٔ رفعت نشاں جس کے دامانِ رحمت میں تھیں کنجیاں
دنیا و عقبیٰ کے سب خزانوں کی بھی اس کے گھر اور گھرانے کی حالت یہ تھی
دارِ فانی میں تھی جبکہ شب آخری اس عظیم ہستی کی عاشقانِ نبی
تیل سے خالی تھا گھر کا نوری چراغ کہتی ہیں عائشہ میں نے اپنا چراغ
بھیجا ہمسائی کے ہاں کہ وہ ڈال دے بی بیؑ باصفا ' قطرے کچھ تیل کے

تا کہ رات اللہ کے فضل سے آج کی جائے بیت اس طرح عاشقانِ نبی

سرورِ انبیاء ﷺ کا ایک ارشاد اور آخری ایام میں وظیفہ

کہتی ہیں اس طرح حضرتِ عائشہ رب کے محبوب کی زوجۂ باصفا
میں نے سن رکھا تھا ایک قولِ حسیں کہ نبی ' اللہ کا ' بندۂ بہتریں
اس گھڑی تک نہیں پایا کرتا وفات جب تلک اس کو از خالقِ کائنات
مل نہیں جاتا یہ برملا اختیار کہ وہ لے اپنی رغبت سے کر اختیار
دنیا و آخرت میں سے شے اک کوئی اللہ کے فضل سے ' عاشقانِ نبی
میں نے دیکھا کہ تکلیف کے آخری سب ہی ایام میں رب کے پیارے نبی
پڑھا کرتے تھے یہ ' آیتِ مختصر رب کے قرآن کی اکثروبیشتر
اور کرتے اطاعت ہیں جو باخدا اللہ اور اس کے محبوب کی باصفا
ہونگے ان کی معیت میں وہ بالیقیں جن پہ انعام اللہ کا ہے بہتریں
انبیاء ' صدیقین ' شہداء ' صالحیں ساتھ ان لوگوں کا کس قدر ہے حسیں
میں گئی جان کہ میرا پروردگار ہے چکا اپنے پیارے کو دے اختیار
اور ہے آپ نے کر لیا اب قبول ان گروہوں کو اے ' عاشقانِ رسول

صدیقۂ کائنات حضرتِ عائشہ صدیقہؓ کا منفرد اعزاز

کہتی ہیں عائشہ بی بیٔ حق نگر مادرِ مومناں ' زوجِ خیرالبشر
مجھ پہ اللہ کے ' بندگانِ وہاب ان گنت لطف ہیں اور کرم بے حساب
ان میں سے ایک یہ ہے کہ خیرالبشر نبیٔ رحمت کا اے بندگانِ ہنر

نوری حجرے میں میرے ہوا ہے وصال — میری باری کے دن ' بندگانِ کمال
جبکہ سینے پہ میرے بفضلِ خدا — تھا سرِ ناز محبوبِ رب کا دھرا
اور نوری لعابِ دہن آپ کا — حق تعالیٰ نے ' اے بندگانِ صفا
تھا ملا ڈالا میرے لعابِ دہن — میں بہ احسان و صدقۂ شاہِ زمن
وہ ہوا یوں کہ بھائی میرے حق نگر — عبدِرحمٰن حاضر ہوئے میرے گھر
ہاتھ میں ان کے اس وقت مسواک تھی — اور میں آپ کو عاشقانِ نبی
اب لئے گود میں بیٹھی تھی باخدا — میں نے دیکھا کہ سرکار خیرالوریٰ
عبدِ رحمٰن بھائی کو ہیں غور سے — تک رہے شفقت و پیار کے طور سے
میں گئی اب سمجھ سرورِ عالمیں — کرنا مسواک ہیں چاہتے بالیقیں
میں نے کی عرض محبوبِ رحمٰن سے — ہو اجازت تو میں عبدِرحمٰن سے
لے لوں مسواک یہ سرورِ انبیاء — واسطے آپ کے شاہِ ہر دوسرا
مجھ سے فرمایا ہاں' آپ نے بالیقیں — اک اشارے سے ہم راہ طرزِ حسیں
میں نے مسواک لے لی بفضلِ متیں — بھائی سے ' واسطے رحمتِ عالمیں
دیکھا جب اس کو تو وہ بڑی سخت تھی — رب کے محبوب سے میں نے یوں عرض کی
ہو جو ارشاد تو والیٔ خشک و تر — واسطے آپ کے دوں اسے نرم کر
تب اشارہ ' سرِ ناز سے بالیقیں — آپ نے جو کیا اک حیات آفریں
رکھ کے دانتوں میں میں نے اسے اب گداز — کر لیا خوب جو عاشقانِ حجاز
کر دیا پیش خدمت میں سرکار کی — نبیٔ رحمت لقب ' شاہِ ابرار کی
آپ نے اس کو عشاقِ رب زمن — رکھ لیا اب بفضلِ خدا در دہن
اس طرح میرا اور شاہِ ابرار کا — مجھ سی ناچیز اور نبیٔ مختار کا

مل گیا آج کے دن لعابِ دہن   فضل مولا سے ' بالطفِ شاہِ زمن

شدت علالت کی وجہ سے اضطراب و بے چینی

جاری رکھتے ہوئے راہوارِ کلام   کہتی ہیں زوجۂ نبیؐ ذی احتشام
تھا پڑا سامنے پانی کا اک لگن   آپ کے اور سرکار شاہِ زمن
اس میں تھے ڈالتے اپنا دستِ کرم   بار بار اور اُسے ' بادشاہِ امم
چہرے پر پھیر لیتے تھے اور برملا   کہتے تھے کوئی ہستی نہیں باخدا
ماسوا اللہ کے لائق بندگی   لائقِ بندگی ذات ہے اک وہی
دست اقدس اُٹھایا بفضل خدا   آپ نے اک دفعہ بندگانِ صفا
اور کہا فی الرفیق الاعلیٰ آپ نے   نبیؐ رحمت لقب شاہِ لولاکؐ نے

ایک یادگار خطبہ' تجہیز و تکفین اور صلوٰۃ الجنازہ کے بارے میں خصوصی ہدایات

مروی ہے ابن مسعود سے برملا   اے میرے ہمسفر ' رہروانِ وفا
ہوگئی مرض سرکار کی جب شدید   آپ نے کر لیا بندگانِ سعید
اپنے گھر میں جمع اپنے اصحاب کو   ایک دن اپنے احبابِ نایاب کو
ڈالی جب پیاروں پہ الوداعی نظر   ہو گئیں آپ کی واللہ چشمان تر
پھر کہا ہم سے اے بندگانِ مجیب   ساعتِ فرقت ہے آ گئی اب قریب
مجھ کو ہونا ہے تم لوگوں سے اب جدا   جانا ہے اب مجھے سوئے دارالبقا
بعد اس کے کہا نبیؐ مختار نے   نبیؐ رحمت لقب ' شاہِ ابرار نے
مرحبا ' مرحبا ' پیکرانِ صفا   جاں نثاران و عشاقِ ربّ العلیٰ

تا ابد مولا رکھے سلامت تمہیں دے فراوانیوں سے ہدایت تمہیں
ہر قدم پر تمہاری وہ نصرت کرے اور عطا بھی تمہیں ہر بھلائی کرے
سیدھی راہ پر چلائے تمہیں وہ سدا رکھے محفوظ از فتنہ و ابتلا
اس کی نصرت رہے تم پہ سایہ فگن تا ابد ہر زماں در دہر ہر زمن
نیکی تم لوگوں کی بندگانِ اصول پائے دربار میں اُسے عزِ قبول
کرتا ہوں اک وصیت تمہیں برملا یہ کہ اللہ سے ڈرتا رہنا سدا
کرتا ہوں یہ دعا اس سے میں خوش گماں کہ رہے بن کے تم لوگوں کا نگہباں
ہوں بناتا خلیفہ اسی کو ہی میں تم سبھی لوگوں پہ اپنی جانب سے میں
اور خبر دار بھی کرتا ہوں برملا تمہیں اس بات سے بندگانِ خدا
اللہ کے ملک میں اس کے بندوں کے ساتھ نہ ملا کرنا کبر و رعونت کے ساتھ
کیونکہ اللہ نے واضح ہے کر دیا واسطے ہم سبھی لوگوں کے برملا
ہے بنا رکھا ہے ہم نے تو عقبیٰ کا گھر ان کی خاطر جو رکھتے نہیں ذرہ بھر
خواہش اس بات کی کہ زمیں پر بنیں وہ بڑے یا کہ دنیا میں برپا کریں
شور و شر ناروا اور فتنہ فساد ہیں سزاوار عقبیٰ کے مخلص عباد

اصحابِ نایاب کے چند محبوبانہ استفسارات

دے چکے جب ہدایات خیرالانام اپنے عشاق کو، سامعینِ کرام
بعد ازاں جو ہوئی اک اہم گفتگو وہ ہے اس طرح اے ملتِ نیک خو
کہتے ہیں ابنِ مسعود سے باصفا ہم نے کی عرض اے خاتم الانبیاء
ہوگا کب آقا میرے وصال آپ کا جس پہ فرمایا اے بندگانِ صفا

ساعت خاص ہے آ رہی اب قریب   لوٹنے والا ہوں عقبیٰ میں عنقریب
ہوگی منزل میری سدرۃ المنتہیٰ   جاؤں گا دوستو جب میں دارالبقا

غسلِ سرورِ انبیاء ﷺ کی سعادت کون حاصل کرے گا

ہم نے کی عرض اے شاہِ ہر دوسرا   سرورِ سروراں ' خاتم الانبیاء
خدمتِ غسلِ سرکار کا افتخار   پائے گا کون اے سرورِ نامدار
نطق فرما ہوئے رب کے پیارے نبی   اہلِ بیتِ نبی میں سے حق کے ولی
جتنے حضرات ہونگے میرے اقرباء   دیں گے وہ غسل اے بندگانِ صفا
ہوں گے ہمراہ ان کے فرشتے کثیر   دیکھیں گے تم کو جو بندگانِ بصیر
دیکھ پاؤ گے تم نہ انہیں باخدا   جاں نثاران و عشاقِ رب العلیٰ

آقا' آپ ﷺ کو کفن کن کپڑوں میں دیا جائے گا

پوچھا جب ہم نے سرکار خیرالوریٰ   ہوگا کن کپڑوں میں اب کفن آپ کا
بولے رحمت لقب ' سرورِ نامدار   تم اگر چاہو تو بندگانِ وقار
دینا دے ان ہی کپڑوں میں مجھ کو کفن   کپڑے جو اس سے ہیں میرے زیبِ تن
یا پھر ان چادروں میں جو ہیں ساختہ   یمن کے ملک یا مصر کی باخدا

جنازہ کون پڑھائے گا

جب گیا پوچھا سرکار خیرالوریٰ   کون ہوگا وہ بندۂ رب العلیٰ
جو جنازہ پڑھائے گا سرکار کا   آنکھوں سے آپ کی بندگانِ صفا
ہو گئے اشک جاری خدا کی قسم   طاری ہم پہ بھی گریہ ہوا دم بدم

ایک جذباتی ماحول میں باخدا   نطق فرما ہوئے ' سرورِ انبیاء
بخشے اللہ تمہیں ' بندگانِ حزیں   ساتھ اپنے نبی کے بقسمِ متیں
ہے کیا تم نے برتاؤ جو شاندار   سر بسر جاں سپاری کا اور باوقار
اس پہ تم لوگوں کو اجر دے بے حساب   دے جزا دنیا و عقبیٰ میں لاجواب
دے چکو غسل جب تم مجھے باخدا   دے چکو جب کفن اور خوشبو لگا
تو کنارے پہ مرقد کے باہتمام   دینا رکھ چارپائی بصد احترام

جنازے کے بارے میں ہدایات اور آہ وفغاں کی ممانعت

چند لمحات کے واسطے سب کے سب   لوگو باہر چلے جانا تم با ادب
سب سے پہلے پڑھیں گے میرے دو خلیل   یعنی روح القدس حضرت میکائیل
میرا آ کے جنازہ بفضلِ خدا   بعد ازاں اسرافیل اور ملک موت کا
اپنے ہمرہ لئے ایک لشکر جرار   سب ملائک کا اے بندگانِ وقار
آ پڑھیں گے جنازے کی میرے نماز   اے میرے جاں نثار عاشقانِ حجاز
بعد ان کے پڑھیں گے میرے اہلِ بیت   پہلے سب مرد اور پھر خواتینِ بیت
بعد ان کے سبھی تم گروہ در گروہ   داخلِ حجرہ ہونا انبوہ در انبوہ
اور پڑھنا نمازِ جنازہ میری   ہاں مگر بات اک یاد رکھنا میری
رونے والی کوئی کرنے والی فغاں   نوحہ پڑھتی ہوئی ' ہوتی گریہ کناں
کوئی خاتون دے نہ اذیت مجھے   دیکھنا کوئی دے نہ اذیت مجھے

تاقیامت امتیوں کے لئے تحفۂ سلام از نبی خیر الانام

میرے اصحاب میں سے سنو برملا   آج حاضر نہیں جو یہاں باخدا

ان تلک میرے پیارے صحابہ کرام　دینا پہنچا میرا مشفقانہ سلام
ہوں بناتا تمہیں میں گواہ برملا　آج اس بات پر بندگانِ صفا
کہ رہا ہوں میں کہہ آج اپنا سلام　ایسے ہر بختور کو بصد اہتمام
لا کے اسلام جو بندۂ حق نگر　راہ پر میرے دیں کی کرے گا بسر
زندگی اپنی اے بندگانِ خدا　آج سے تا حشر پیکرانِ وفا

قبر انور میں کون اُتارے گا

جب گیا پوچھا سرکار خیرالانام　نبیٔ رحمت لقب انبیاء کے امام
قبر انور میں سرکار کو باخدا　کون داخل کرے گا بفضلِ خدا
نطق فرما ہوئے رب کے پیارے نبی　میرے گھر والے حضراتِ بیتِ نبی
جس قدر جو بھی ہے بندۂ خوش نصیب　نسبتِ رشتہ داری میں مجھ سے قریب
ہوں گے ہمراہ ان کے فرشتے کثیر　دیکھیں گے تم کو جو بندگانِ بصیر
دیکھ پاؤ گے تم نہ انہیں باخدا　جاں نثاران و عشاقِ رب العلیٰ

دارِ فانی میں حیاتِ ظاہری کا آخری دن

دورانِ نمازِ صحابہؓ کا اشتیاق دید اور بہرِ وارفتگی دلبرانہ ادا

حسبِ فرمانِ سرکار خیرالوریٰ　اہل ایمان کو صدقۂ مصطفیٰ
یارِ غار نبی تھے پڑھاتے نماز　اے میرے ہمسفر رہروانِ حجاز
پیر کا دن تھا اور فجر کی تھی صلوٰۃ　جب صفیں باندھے اصحابِ عالی صفات
تھے کھڑے اقتدا میں بفضلِ خدا　انتخابِ نبی کی سبھی باصفا

جو ہوا کچھ افاقہ تو خیرالوریٰ ۔۔۔ لائے تشریف در تک بفضلِ خدا
جو رہا تھا لٹک پردہ دروازے پر ۔۔۔ اس کو سرکا کے سرکار نے خاص کر
اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کا ساماں کیا ۔۔۔ دیکھا سرکار نے یہ بفضلِ خدا
کہ چمن جس کو نبیوں کے سردار نے ۔۔۔ والیٔ انس و جاں شاہِ ابرار نے
سینچا ہے اپنے ہاتھوں بفضلِ خدا ۔۔۔ کس طرح آج ہے وہ رہا لہلہا
دیکھ کر حسنِ گلشن تبسم کناں ۔۔۔ جب ہوئے دوستو والیٔ گلستاں
اور صحابہ نے دیکھا کہ رب کا نبی ۔۔۔ ہے رہا دیکھ انہیں عاشقانِ نبی
ہو گئے مضطرب دید کے واسطے ۔۔۔ جلوۂ یار کی عید کے واسطے
بہرِ وارفتگی اک تھا عالم عجیب ۔۔۔ لگتا تھا اس طرح بندگانِ منیب
توڑ دیں گے سبھی آج اپنی نماز ۔۔۔ شوقِ دیدار میں بندگانِ فراز
نبیٔ رحمت لقب نے اشارہ کیا ۔۔۔ اپنے عشاق کو بندگانِ صفا
اللہ کے بندو کر لو ، مکمل نماز ۔۔۔ رکھو مولا سے جاری یہ راز ونیاز
دے کے آنکھوں کو ٹھنڈک شہِ دوسرا ۔۔۔ ڈال کر پردہ در پہ بفضل خدا
پیچھے ہٹ آئے سرکار خیرالانام ۔۔۔ سرورِ سروراں انبیاء کے امام

دورانِ علالت سرورانبیاء ﷺ کا معمول مبارک اور علالت ہذا کے دورانِ منفرد عمل

کہتے ہیں عروہ اک بندۂ باصفا ۔۔۔ ان کو بتلایا زوجۂ خیرالوریٰ
حضرتِ عائشہ نے کہ رب کے نبی ۔۔۔ آپ ہو جاتے بیمار تھے جو کبھی
اب پڑھا کرتے قرآن کی آخری ۔۔۔ سورتیں دونوں ، اے عاشقانِ نبی

ہاتھ پہ اپنے اور پھر اُسے جسم پر پھیر لیتے تھے ' سرکار خیرالبشر
اس علالت کے دوران ایسا کبھی آپ نے نہ کیا ' عاشقانِ نبی
بلکہ میں پڑھ کے کرتی رہی دم بدم آپ کو دونوں یہ سورتیں خود ہی دم
اور سرکار کا دستِ معجز نما لے کے ہاتھوں میں اپنے بفضلِ خدا
میں رہی پھیرتی آپ کے جسم پر پانے کو برکتیں بندگانِ ہنر
آیا ہے کچھ روایات میں اس طرح اے میرے محترم رہروانِ فلاح
اس علالت کے دوران خیرالبشر نبیؐ رحمت نے اے بندگانِ ہنر
خود نہیں کی دعا تک شفا کے لئے مولا سے اندفاعِ وبا کے لئے

نورِ نظر فاطمۃ الزہراؓ سے خصوصی راز و نیاز

ہے حدیث بخاری و مسلم میں یہ عائشہ کی روایت سے مذکور یہ
ایک دن ساری ازواجِ خیرالبشر جبکہ خدمت میں حاضر ہوئیں خاص کر
نبیؐ رحمت لقب رب کے دلدار کی سرورِ سروراں ' شاہِ ابرار کی
اسی اثناء میں سرکار کی لاڈلی گلستانِ نبوت کی یکتا کلی
فاطمہ زہرا آئیں بفضل خدا چال میں اپنی جو بی بیؑ باصفا
سربسر اپنے بابا کی تصویر تھیں نورِ محبوب رحماں کی تنویر تھیں
دیکھا سرکار نے جونہی لختِ جگر ہیں چلی آ رہی بندگانِ ہنر
بولے رحمت لقب ' مرحبا مرحبا میری نورِ نظر ' سیدۃ النساء
پھر بٹھایا اُنہیں پہلو میں آپ نے نبیؐ رحمت لقب شاہِ لولاک نے

ان سے سرگوشی کی بندگانِ وقار
جس پہ رونے لگیں آپ زار و قطار

پھر اسی طرح سرکار نے خاص کر
اب جو فرمائی سرگوشی بارِ دگر

وہ لگیں مسکرانے بفضلِ خدا
جس پہ میں نے یہ ان سے کہا برملا

راز کی بات ہے کوئی یہ بالیقیں
جو ہے کی آپ سے رحمت عالمیں

نبیٔ رحمت لقب شاہِ ابرار نے
سرورِ دو جہاں رب کے مختار نے

دیر کچھ آپ کی پیاری لختِ جگر
وہاں بیٹھی رہیں ، بندگانِ ہنر

جب لگیں جانے وہ بی بیٔ حق نگر
میں نے پوچھا بتا تو یہ جانِ پدر

کیا کہا تجھ سے سرکار نے باخدا
جس پہ گویا ہوئیں پیاری خیرالنسا

راز کی بات ہے ایک یہ بالیقیں
کر سکوں گی جسے آج افشا نہیں

وہ خصوصی راز کیا تھے

ہو گیا رب کے محبوب کا جب وصال
میں نے پھر فاطمہ سے کیا یہ سوال

واسطہ دے کے اس حق کا جو خاص کر
بنتا تھا میرا ، اے میری نورِ نظر

مجھ کو بتلاؤ تو دخترِ نیک خو
آپ نے کی تھی جو اس گھڑی گفتگو

راز تھا اس میں کیا میری لختِ جگر
کچھ تو دو اپنی ماں کو بھی اس کی خبر

بولیں سرکار کی دخترِ خوش صفات
اے میری امی جاں مادرِ مومنات

اب اٹھانے کو تیار ہوں برملا
پردہ اس راز سے میں بفضلِ خدا

مرتبہ پہلی جب آپ نے بے گماں
کی تھی سرگوشی اک مادرِ مہرباں

اس میں فرمایا تھا مجھ سے اے فاطمہ
میری نور نظر جانِ جاں فاطمہ

پہلے ہر سال کرتے تھے روح الامیں
دورِ قرآں میرے ساتھ اک بالیقیں

جب کہ اس سال اس نے بفضلِ خدا ہے کیا دورِ قرآن دو مرتبہ
لگتا ہے اس طرح دخترِ حق نگر لاڈلی میری اور میری نورِ نظر
ساعت وصل ہو آ گئی اب قریب رخصت ہونے کو ہوا اپنے رب کا حبیب
عالم آب و گل سے بفضل خدا جانب عقبیٰ اور سوئے دارالبقا
اس لئے میری جاں میری نور نظر لاڈلی میری اور میری لخت جگر
اپنے اللہ سے ڈرتی رہنا سدا کرنا صبر اس مصیبت پہ تم باخدا
عالم عقبیٰ میں میں بفضل متیں پیشرو ہوں تمہارے لئے بہتریں
سن کے فرقت کی یہ روح فرسا خبر میں لگی رونے اے مادرِ حق نگر
دوسری مرتبہ آپ نے برملا اب کہا کان میں میرے یہ باخدا
فاطمہ تم نہیں کرتیں کیا یہ پسند میری نورِ نظر دخترِ ارجمند
اب دیا جائے تم کو بنا باخدا ازرہِ لطفِ رب سیدۃ النساء
سن کے سرکار سے مژدۂ جانفزا میں پڑی مسکرا مادرِ باصفا

نورِ نظر کے لئے صبر واستقامت کی دعا

آیا ہے اک روایت میں یوں باخدا جب چکے فاطمہ کو یہ مژدہ سنا
نبیِٔ رحمت لقب شاہ ہر دوسرا آپ نے اپنے مولا سے کی یوں دعا
دے جدائی کے لمحوں میں نورِ نظر میری کو صبر اے مالک بحر و بر

حسنین کریمین کی طلبی اور اہل بیت نبوی کی گریہ زاری

آپ نے اس طرح بعد اس کے کہا اپنی نورِ نظر سے بفضلِ خدا
جا کے لے آؤ حسنین کو میرے پاس لوں بجھا دید سے ان کی آنکھوں کی پیاس

آپ کے حسبِ فرمان لختِ جگر　　آئیں لے اپنے ہمراہ نورِ نظر
گلستانِ نبوت کے دو نوری پھول　　مظہر و پرتوِ رنگ و بوئے رسول
جد امجد کو تکلیف میں اس طرح　　دیکھا جب دونوں نے رہروانِ فلاح
اب لگے غم سے رونے وہ زار و قطار　　پورا ماحول ہی ہو گیا سوگوار
اس طرح روتا حسنین کو دیکھ کر　　شدتِ رنج اور غم کے زیرِ اثر
لگ گئے رونے سب اہلِ بیتِ نبی　　سارے چھوٹے بڑے اہل بیتِ نبی
دونوں پھولوں کو سرکار نے باخدا　　اب کیا پیار ایک ایک بوسہ دیا

شہزادوں کے بارے میں امت کو وصیت

پھر وصیت کی امت کو یوں برملا　　اے صحابہ میرے میرے اہل وفا
رکھنا ملحوظ میرے جگر پاروں کا　　میرے نورِ نظر میرے من ٹھاروں کا
تا ابد اپنے دل میں ادب احترام　　ایک حسنِ عقیدت بھی بالالتزام

گریہ نبوی اور اس کا سبب

دیکھ کر روتا حسنین کو برملا　　رب کے محبوب پر بھی میرے ہمنوا
ہو گئی طاری اک کیفیت گریہ کی　　ہو گئے غمزدہ رب کے پیارے نبی
کہتی ہیں امِ سلمہ بفضلِ خدا　　رب کے محبوب کی زوجہ باوفا
میں نے پوچھا جو سرکار سے باادب　　آپ کے گریہ کا آقا کیا ہے سبب
نطق فرما ہوئے رحمتِ عالماں　　اس سبب میں ہوں امروز گریہ کناں
اب میرے بعد کیا ہوگا امت کا حال　　زوجۂ باوفا بی بی خوش خصال

ازواج مطہرات سے الوداعی ملاقات اور

وصایائے زریں

اک محدث جو ہیں دہلوی حق نگر　عبدالحق شیخ اے بندگانِ ظفر
اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں برملا　آخری روز سرکار نے باخدا
اب بلایا سبھی اپنی ازواج کو　ایک اک کرکے اے حق نگر دوستو
اور کرتے ہوئے پیار سے الوداع　کشتگان صفا رہروانِ ورع
کر دیا بیبیوں کو سپرد خدا　نبیؐ رحمت لقب نے بفضلِ خدا
موقعہِ ہذا پر کچھ وصایا بھی دیں　اپنی ازواج کو زریں و بہتریں

شیر خدا کی طلبی اور ہدایاتِ خصوصی

پھر کہا میرے بھائی علی کو ذرا　کوئی لائے بلا کر بفضلِ خدا
آ گئے جب علی بندۂ کردگار　لے لیا انہوں نے سرورِ نامدار
نبیؐ رحمت کا سر گود میں باخدا　فرط جذبات میں رہروانِ وفا
کرکے ان کو مخاطب شہ انبیاء　نطق فرما ہوئے اے علی مرتضیٰ
اک یہودی کہ ہے جو فلاں بن فلاں　اس سے میں نے لیا تھا میرے جانِ جاں
قرض اتنے درہم تاکہ اس کو کیا　جائے خرچ اللہ کے فضل سے برملا
روم کی مہم کے واسطے باخدا　اس لئے دینا کر تم یہ واپس ادا
بھول جانا نہ تم بات میری کہیں　اس پہ کرنا عمل بندۂ دوربیں
پھر کہا سب سے پہلے تو ہی میرے پاس　پہنچے گا حوضِ کوثر پہ اے حق شناس

شیرِ خدا علی المرتضیٰ کے لئے وصیت

بعد اس کے کہا آپ نے برملا اب علی مرتضیٰ سے بفضلِ خدا
آؤ لے اک دوات اور کاغذ میرے پاس جا کر علی تا کہ تیرے لئے
کردوں تحریر میں اک وصیت ذرا کہتے ہیں اس طرح سے علی مرتضیٰ
مجھ کو خدشہ یہ لاحق ہوا سربسر جاؤں لینے جو اشیاء میں یہ خاص کر
تو اس اثناء میں ہی آپ رحلت کہیں جائیں فرما نہ اے بندگانِ متیں
اس لئے عرض کی میں نے خیرالوریٰ آپ جو بھی وصیت بفضلِ خدا
کرنے والے ہیں ارشاد فرمائیے حرزِ جاں رکھوں گا آقا فرمائیے
جس پہ سرکار نے کی وصیت مجھے مختصر ایک جامع ، نصیحت مجھے
حرزِ جاں رکھنا مولا کی اپنے صلوٰۃ اور برتاؤ اچھا غلاموں کے ساتھ
جبکہ کہتے ہیں اس طرح ابنِ اثیر تھے وصیت کے الفاظ یہ بے نظیر
ہے وصیت میری یہ تجھے کہ صلوٰۃ حرزِ جاں رکھنا اور دینا اپنی زکوٰۃ
اور غلاموں کے بارے میں رکھنا خیال جن کے مالک ہو تم بندۂ باکمال

آخری ایام میں روح الامیں کی حاضری

کہتے ہیں بوہریرہ بفضلِ خدا جبکہ بیمار تھے سرورِ انبیاء
آئے خدمت میں اک رات روح الامیں اور کی عرض اے رحمت عالمیں
آپ پر حق نے بھیجا ہے اپنا سلام پوچھا ہے حال بھی اس نے بااہتمام
نطق فرما ہوئے یوں نبیٔ سعید درد کی مجھ کو تکلیف ہے اک شدید
دوسری رات پھر آئے روح الامیں خدمت شاہِ کونین میں بالیقیں

آپ کو آ دیا اپنے رب کا سلام حال بھی آپ کا پوچھا بااحترام
آپ نے ان کو اے بندگانِ وہاب وہ دیا پہلے دن جو دیا تھا جواب
پیر کی رات پھر مرتبہ تیسری آئے جواب کے خدمت میں سرکار کی
تو کیا پیشِ خدمت خدا کا سلام حالِ بھی آپ کا پوچھا بعد از سلام

ملک الموت کی حاضری اور حجرۂ اقدس میں حاضر ہونے کے لئے طلبِ اجازت

اسی اثناء میں اب آن حاضر ہوئے وہ ملک با ادب در پہ سرکار کے
موت کا لایا کرتے ہیں جو اک پیام ہاتھ میں جن کے ہے موت کا انتظام
عرض پیرا ہوئے یہ ملک با صفا ہو اجازت تو سرکار خیرالوریٰ
آپ کے بیتِ اقدس میں دوں حاضری ساتھ ہی اس کے جبریل نے عرض کی
آقا حاضر ہے سرکار کا یہ غلام اور رہا مانگ بھی ہے یہ بصد احترام
آپ سے اندر آنے کی وہ حاضری نبیِٔ رحمت لقب رب کے پیارے نبی
آج تک اس نے مانگی نہیں برملا اس طرح سے اجازت شہِ دو سرا
اور نہ مانگے گا آئندہ ہی وہ کبھی اس طرح کی اجازت خدا کے نبی
ہے فقط ایک اعزاز یہ آپ کا والیٔ دو جہاں، شاہِ لولاک کا

ملک الموت کے نام حکم ربانی، سرورِ انبیاء ﷺ کا اختیار اور فرشتے کے لئے قبضِ روح کی اجازت

بولے رحمت لقب ہے اجازت اسے اندر آ سکتا ہے یہ بتا دو اسے

مل گئی جب اجازت اسے بالیقیں — ہو گیا پیشِ محبوبِ ربِ متیں
اور کھڑا ہو گیا اب بصد احترام — قدموں میں آپ کے سامعینِ کرام
باادب عرض پیرا ہوا با صفا — بھیجا ہے مجھ کو رب نے شہِ دوسرا
آپ کے پاس اور مجھ کو ہے خاص کر — حکم اس بات کا والیٔ بحر و بر
حکم جو آپ فرمائیں لاؤں بجا — با رضا و خوشی اور بلا چوں چرا
قبض کرنے کا روح مجھ کو سرکار گر — جاری فرماں کریں گے تو خیرالبشر
کر لوں گا روح میں قبض سرکار کی — اور اگر اذنِ برعکس دیں گے نبی
تو چلا جاؤں گا میں بصد احترام — واپس اپنے وطن لے کے اللہ کا نام
پوچھا سرکار نے اس طرح واقعی — تم کرو گے عمل آج پیشِ نبی
عرض پیرا ہوا وہ بصد احترام — ایسا ہی ہوگا اے انبیاء کے امام
حکم ہے مجھ کو سرکار خیرالوریٰ — کہ بجا لاؤں فرمان میں آپ کا
تھے کھڑے پاس جو بندۂ بہتریں — آپ کے خادم خاص روح الامیں
عرض پیرا ہوئے آپ سے با ادب — سرورِ سروراں نبیٔ رحمت لقب
مولا مشتاق ہے ملنے کے واسطے — زینتِ عرش مہمانِ افلاک سے
جس پہ سرکار نے دے دیا باخدا — طالبِ اذان کو اذن یہ برملا
اب وہ کر سکتا ہے قبض سرکار کی — نور الانوار روح نبیٔ مختار کی

دارِفانی میں حیاتِ ظاہری کے آخری لمحات

دارِ فانی میں لمحات جو آخری — تھے رسول اللہ کے عاشقانِ نبی
ان کے دوران سرکار کا باخدا — ہاتھ پکڑے ہوئے تھیں بفضلِ خدا

ہاتھ میں اپنے زوجۂ عالی صفات عائشہ ' مادرِ مومناں ' مومنات

اور رہی پھیر تھی اس کو بالالتزام جسم پر آپ کے اب بصد احترام

لفظ تھے لب پہ ان کے بفضل خدا اس سے جن کو اکثر حبیبِ خدا

رکھا کرتے تھے سرکار وردِ زباں دورِ تکلیف میں رحمتِ دو جہاں

اے میرے پیارے رب رب ہر دوسرا فضل سے اپنے کر دور یہ ابتلا

اے شفا دینے والے مجھے دے شفا بن شفا تیری کوئی نہیں ہے شفا

کر دے نابود جو سارے رنج و الم دے مٹا سارے دکھ درد اور سارے غم

روحِ انور کی جانب عقبیٰ پرواز

کہتی ہیں عائشہ بی بیؓ باصفا رب کے محبوب کی زوجۂ باوفا

تھے جو الفاظ مذکورہ وردِ زباں میرے تو ایسے میں رحمتِ دوجہاں

نبیؐ رحمت نے ہاتھ اپنا مجھ سے لیا دفعتاً کھینچ اے بندگانِ صفا

اور کہا اس طرح میرے رب غفار میرے محبوب رب میرے پروردگار

بخش دے مجھ کو اور دے مجھے اب ملا بالرفیق الاعلیٰ ' بالرفیق الاعلیٰ

تھے یہی لفظ اے ملتِ خوش عناں سرورِ ہر دو عالم کے وردِ زباں

کہ جو تھی روح محبوب رب جہاں نور الانوار روح اصلِ کون و مکاں

ہو روانہ گئی چھوڑ کر سوگوار عالم آب و گل سوئے دارالقرار

ازواجِ مطہرات کے دلنواز مشاہدات

کہتی ہیں عائشہ بی بی باصفا زوجہ سرکار کی ہمدمِ باوفا

نور الانوار روح جب روانہ ہوئی رب کے محبوب کی عاشقانِ نبی

میں نے محسوس کی نکہت دلنشیں ‏ ‏ خوشبو جس طرح کی میں نے سونگھی نہیں
زندگی میں کبھی قسم بندگانِ صفا ‏ ‏ جان نثاران و عشاقِ خیرالوریٰ
ایسے ہی آپ کی زوجۂ باوفا ‏ ‏ ام سلمہ بھی فرماتی ہیں برملا
جب چھوا میں نے سینۂ خیرالوریٰ ‏ ‏ ہاتھ سے تو مہک اُٹھا وہ باخدا
اور آتی رہی نکہتِ دلنواز ‏ ‏ ہاتھ سے میرے' اے بندگانِ فراز
اب بلا انقطاع کتنے ہفتوں تلک ‏ ‏ ایسے ہی باخدا کتنے عرصہ تلک
نہ لگی بھوک مجھ کو نہ حاجت ہوئی ‏ ‏ کرنے کی ہی وضو عاشقانِ نبی

اصحابِ رسول ﷺ پر غم واندوہ کے سائے اور یارِ غارِ کی درِ رسول پر حاضری

رحلتِ مصطفیٰ کی خبر باخدا ‏ ‏ سن کے اصحابِ نایاب خیرالوریٰ
آ گئے سکتے ہیں اور کچھ حق شناس ‏ ‏ بیٹھے کھو ہی کبھی اپنے ہوش و حواس
یارِ غارِ نبی بندۂ باصفا ‏ ‏ رہتے جس بستی میں تھے بفضلِ خدا
تھی مدینے سے باہر میرے ہمنشیں ‏ ‏ اس لئے بوبکر' بندۂ بہتریں
پڑھنے کے بعد مسجد میں اپنی صلوٰۃ ‏ ‏ فجر کی ساتھ اصحابِ عالی صفات
تھے گئے گھر چلے کیونکہ سرکار کی ‏ ‏ اب طبیعت تھی جو قدرے سنبھلی ہوئی
چاشت کے وقت جب سانحہ ارتحال ‏ ‏ آیا درپیش اے ملتِ خوش خصال
اک صحابی گئے دوڑتے ان کے پاس ‏ ‏ ڈوبے اندوہ میں اور گرفتارِ یاس
یارِ غارِ نبی کو خبر دل فگار ‏ ‏ جا کے دی اب جو یہ بندگانِ وقار
ہو کے بے چین و افسردہ اور خستہ جاں ‏ ‏ آئے دوڑے چلے' بندۂ خوش عناں

پہنچے جب ہانپتے کانپتے کوئے یار دیکھنے کو ملا ' منظرِ دل فگار
غم اور اندوہ کے آسماں کے تلے صدمے کے ایک کوہِ گراں کے تلے
پایا اصحاب کو نیم جاں خستہ حال سارے ماحول کو مضطرب پرملال
کشتۂ عشقِ سرکار ابنِ خطاب رکھتے تھے منفرد حال اور اضطراب
حجرۂ عائشہ میں جو پہنچے صدیق رب کے محبوبِ یکتا کے یکتا رفیق
دیکھا یارِ نبی نے رسالتماب نور کی چارپائی پہ ہیں محو خواب
دیکھنے کے لئے چہرۂ والضحیٰ پانے کے واسطے قلب و جاں کی ضیاء
پیار سے یار نے اور بصد احترام نوری چادر کو سرکایا باالتزام
اور بوسہ دیا بہرِ وارفتگی یار صدیق نے بر جبینِ نبی

شدتِ غم سے مغلوب عمرؓ کا جداگانہ اندازِ اظہارِ وفا

پیشِ محبوب اک چاہتوں کا خراج کرکے یارِ نبی ' بندۂ خوش مزاج
آئے باہر تو اے بندگانِ منیب دیکھا یہ ایک منظر عجیب و غریب
کہ کھڑے ہیں عمر لوگوں کے درمیاں شدتِ غم سے مغلوب اور خستہ جاں
اور کہے جا رہے ہیں بصوتِ جلی رب کے محبوب کی عاشقانِ نبی
نہ ہوئی ہے سنو ہرگز ہرگز وفات اور نہ پائیں گے وہ اس سے تک وفات
جب تلک نہ مٹا لیں گے بااہتمام ہر منافق کا اس روئے ارضی سے نام

صدیق اکبرؓ کی مداخلت اور کشتۂ عشقِ رسول ﷺ کا اصرار

دیکھا جو حالتِ اندریں خاص کر اک جری ' مرد بے باک بندۂ عمر
یارِ غارِ نبی نے تو ان سے کہا جائیں بیٹھ آپ عمر بندۂ باصفا

اتنے مغلوب تھے غم سے حضرت عمر ۔۔۔ اے میرے ہمسفر بندگانِ ہنر
کہ دیا کر ہی انکار اک برملا ۔۔۔ بیٹھنے سے عمر نے بفضلِ خدا
زور دیتے ہوئے یارِ غارِ نبی ۔۔۔ بولے ان سے عمر میرے پیارے اخی
کیا نہیں تم کو اس بات کی کچھ خبر ۔۔۔ کہ گئے دے ہیں سرکارِ خیر البشر
آج پیاروں کو اپنے جدائی کا داغ ۔۔۔ ہوش سے کام لے مردِ عالی دماغ
بات پر اپنی لیکن رہے کاربند ۔۔۔ کشتۂ عشق عمر ' بندۂ ارجمند
اور کہتے رہے بس یہی بار بار ۔۔۔ نبیٔ رحمت کی اے بندگانِ وقار
ہرگز ہرگز نہ واللہ ہوئی ہے وفات ۔۔۔ زندہ ہیں زندہ ہیں سرورِ کائنات

یارِ غار کا حکیمانہ اقدام ' ایک خطابِ عقدہ کشا

کرنے کو اک ازالہ براہ خدا ۔۔۔ اس تاثر کا اے ' بندگانِ صفا
دیا صدیق نے خطبہ اک برملا ۔۔۔ نفسِ مضمون میں جو تھا عقدہ کشا
یارِ غارِ نبی نے یہ واضح کیا ۔۔۔ جانا ہے ہر نفس کو بحکمِ خدا
ایک دن عالمِ فانی سے بالیقیں ۔۔۔ جانبِ عقبیٰ اے ملتِ بہتریں
موقعۂ ہذا پر رب کے قرآن کی ۔۔۔ آپ نے پیش کی ایک آیت یہ بھی
اور نہیں ہیں محمد ' شہِ دوسرا ۔۔۔ ہاں مگر اوّل آخر رسولِ خدا
پہلے بھی آپ سے دنیا میں بالیقیں ۔۔۔ گزرے ہیں انبیاء ' بندگانِ متیں
تو اگر جائیں یا دنیا میں انتقال ۔۔۔ رب کے پیارے نبی یا کوئی بدخصال
قتل کر دے انہیں تو بتاؤ بھلا ۔۔۔ تم پلٹ جاؤ گے دین سے برملا؟

بعد از افاقہ عمرؓ کی طرف سے تصدیقِ حقیقت

جب سنا قولِ فیصل بفضل خدا ایک اعلانِ قرآن ، عقدہ کشا
لوگوں نے تو انہیں یوں لگا سربسر آج ہی جیسے آیت رہی ہو اتر
عمر فاروق بھی سن کے قرآن کی آیت ہذا ، قرآنِ ذیشان کی
غلبہ و شدتِ غم سے آئے نکل گئے اللہ کے فضل سے وہ سنبھل
بڑھ کے تصدیق کی قولِ صدیق کی گرچہ تھے غم میں بے حال حق کے ولی

اصحاب نایاب کی کیفیات رنج والم شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے الفاظ میں

رحلتِ مصطفیٰ سے جو کوہِ گراں غم اور اندوہ کا ٹوٹا اک ناگہاں
اہل ایمان پر بندگانِ صفا اس کا کرتے ہوئے تذکرہ برملا
لکھتے ہیں عبدالحق شیخ سے باکمال دہلی کے عالمِ بے بدل بے مثال
رحلتِ شاہِ کونین نے برملا تھا دیا رکھ کے جھنجوڑ ہی باخدا
رب کے محبوب کے پیارے اصحاب کو ان خدا مست مردانِ نایاب کو
ہو گئے رہ کے ششدر وہ سب اس قدر لگتا تھا اس طرح بندگانِ ہنر
عقلیں ہوں ہو گئی ساروں کی ناگہاں سلب امروز اور سب کے سب بے گماں
بیٹھے ہوں اب گنوا اپنے ہوش و حواس ڈوبے اندوہ میں ہوں گرفتارِ یاس
بعض تو اس قدر ہو چکے تھے نڈھال اب گویائی کی قوت سے بھی خوش خصال
بیٹھے تھے ہاتھ دھو بندگانِ صفا آپ اپنے کا بھی نہ جنہیں ہوش تھا

عثمانؓ و علیؓ پر غم و اندوہ کے سائے

انہی عشاق میں ایک عثمان تھے عاشقِ مصطفیٰ ، بندے رحمٰن کے
پاس سے ان کے اے بندگانِ ہنر گزرے جب کشتۂ عشق حضرت عمر
بھائی عثمان کو اب بصد احترام ابنِ خطاب نے جو کیا اک سلام
تکتے منہ ان کا حیرت سے وہ رہ گئے آنکھوں آنکھوں میں نہ جانے کیا کہہ گئے
بعض ایسے بھی تھے آپ کے جاں نثار جن کے اعصاب ہی بندگانِ وقار
رہ گئے ہو کے ناکارہ اور باخدا نہ سکے ہل وہ اپنی جگہ سے ذرا
ہوتا ہے شیرِ یزداں کا ان میں شمار یعنی مولا علی ، بندۂ ذی وقار

بعض اصحاب رسول ﷺ کی دعا

تھی عمر کی تو حالت ہی سب سے جدا کیا بتائیں تمہیں بندگانِ صفا
جبکہ کچھ نے تو اے رہروانِ خشوع مانگنا کر دی رب سے دعا یہ شروع
کر لے سلب آنکھوں کی تو بینائی خدا تا کہ جن آنکھوں نے چہرۂ والضحیٰ
دیکھا ہے دیکھ پائیں نہ وہ اب کبھی آپ کے چہرے کے بعد چہرہ کوئی

اہلِ نفاق کی طعنہ زنی اور عمر بن خطابؓ کا عاشقانہ طرزِ عمل

فتنہ سامان ، ملعون ، اہلِ نفاق تھے جو بغض نبی اور عداوت میں طاق
طعنہ دینے لگے آج یہ برملا اہل ایمان کو ، بندگانِ صفا
کہ محمد جو ہوتے خدا کے نبی تو نہ موت ان کو دنیا میں آتی کبھی
سن کے طعنہ زنی آج اشرار کی عاشقِ مصطفیٰ ، جاں نثار نبی

کشتۂ غیرت و عشق حضرت عمر	منفرد اک فدا کارِ خیرالبشر
شدتِ غم سے جو ہو چکے تھے نڈھال	پہلے ہی 'حق نگر' بندگان کمال
فرطِ اندوہ سے ہو گئے باخدا	آج بے قابو یہ بندۂ باصفا
کر لی تلوار تک آپ نے بے نیام	اور لگے کرنے اس طرح اعلانِ عام
گر کسی نے کہا سرورِ کائنات	نبیٔ رحمت لقب' پا گئے ہیں وفات
ٹکڑے تلوار سے آج دو برملا	کرکے رکھ دوں گا اس شخص کے باخدا
دیکھا مغلوب جذبات میں سر بسر	لوگوں نے ان کو جب' بندگانِ ہنر
سب گئے اپنی اپنی جگہ پر دبک	ہو کے خاموش سوگندِ ربِ فلک

یارِ غارِ نبی کی درِ اقدس پہ حاضری اور جبین اقدس کا بوسہ

جب ملی یارِ غارِ نبی کو خبر	رحلت مصطفیٰ کی وہ تھے اپنے گھر
نکلے بے چین ہو کے براہ خدا	اپنے گھر سے وہ بندۂ صدق و صفا
پہنچے کوئے نبی دل لئے سوگوار	تھے رہے رو بھی اس لمحہ زاروقطار
اور لبوں پہ تھے الفاظِ آہ و فغاں	رحمتِ عالماں رحمتِ عالماں
پہنچے مسجد میں جب یارِ غارِ نبی	اپنے احباب سے بات تک بھی نہ کی
گرچہ دیکھا سب اصحاب کو برملا	کرتے آہ و فغاں بندگانِ صفا
پہنچے دختر کے حجرے میں وہ تیز گام	ساتھ کامل عقیدت کے با احترام
روئے انوار پہ چادر تھی جو اک پڑی	اس کو سرکا کے اس جاں نثارِ نبی
کشتۂ عشق نے کر لیا شاد کام	چشمِ بے چین کو سامعینِ کرام
پھر دیا بوسہ سرکار کو باخدا	برجبینِ منور بفضلِ خدا

لب پہ تھے ان کے الفاظ یہ اس گھڑی   اے خدا کے نبی اے خدا کے نبی

بہرِ وارفتگی اشک فشانی اور بوسوں کا نذرانہ

دوسری بار چادر کو بہرِ وفا   اب اٹھا کر جو پھر ایک بوسہ دیا
برجبینِ مقدس بفضلِ خدا   اے میرے ہمسفر رہروانِ وفا
فرطِ اندوہ سے ملتِ خوش عناں   ہو گئے ان کی آنکھوں سے آنسو رواں
شدت غم کے ہاتھوں ہوئے بے قرار   تھے کہے جا رہے اب یہی بار بار
راحتِ انس و جاں میرے پیارے نبی   راحتِ انس و جاں میرے پیار نبی
کتنی ہی بار چادر کو بہرِ وفا   خود ہٹا کر دیا آپ نے باخدا
رب کے محبوب کو بوسۂ دلنواز   اور ہر مرتبہ ملتِ سرفراز
کر دیا پیش نذرانہ دلنشیں   اشکوں کا بہتریں اور بطرزِ حزیں

یارِ غار کا نذرانۂ عقیدت

آخری مرتبہ بوسہ دیتے ہوئے   آپ کو اس طرح سے وہ گویا ہوئے
آپ پر میرے ماں باپ تک ہوں ندا   اے میرے پیارے آقا رسول خدا
آپ پاکیزہ تھے سرور کائنات   سرتاپا ' آقا میرے درونِ حیات
آج بھی آپ پاکیزہ ہیں بالیقیں   جب کہ ہیں عالمِ عقبیٰ کے اک مکیں
آپ کی شان ہے اے رسولِ خدا   بالا اس بات سے شاہِ ہر دو سرا
جو کریں آپ کے واسطے بے گماں   ہم سے عشاق اس وقت آہ و فغاں
رکھتے ہم آقا امروز کچھ اختیار   اپنی جانوں پہ تو سرورِ نامدار
دیتے کر آپ کے قدموں پر ہی نثار   اور اگر آپ نے بندۂ کردگار

روکا ہوتا ہمیں نہ براہِ خدا　　کرنے سے موقعہ ہذا پہ آہ و بکا
اے رسول خدا روتے ہم اس قدر　　والیٔ انس و جاں حامیٔ خشک و تر
کہ رواں جاتے ہو آنکھوں سے آبشار　　فرطِ اندوہ سے اشکوں کے صد ہزار

دو عالی مرتبت بارگاہوں میں الگ الگ درخواستوں

پھر کہا میرے رب ' رب خیرالانام　　دے تو پہنچا میرا ' عاجزانہ سلام
اپنے محبوب کے پیارے دربار میں　　آپ کی بارگاہِ گہر بار میں
اور کرتے ہوئے عرض اک برملا　　خدمت شاہِ کونین میں باخدا
یوں ہوئے لب کشا مصطفیٰ کے رفیق　　رب کے محبوبِ یکتا کے یکتا رفیق
اللہ کی بارگہ میں شہ دوسرا　　یاد رکھنا غلاموں کو اپنے سدا
بعد ازاں یارِ غارِ شہ انبیاء　　آئے مسجد میں جب بندۂ حق نما
آیا در پیش وہ واقعۂ عمر　　تذکرہ جس کا اے ' بندگانِ ہنر
پہلے ہی خوب تر ساتھ تفصیل کے　　آپ کے پیشِ خدمت ہیں ہم کر چکے
اس کو دہرانے کی بندگانِ متیں　　اس جگہ پھر سے کوئی ضرورت نہیں

صدیق اکبرؓ کی تقریر دلپذیر کا اعجازِ مسیحائی

شدت غم سے اے بندگانِ کمال　　گرچہ اصحاب تھے ہو چکے سب نڈھال
ایسے حالات میں یارِ غارِ نبی　　بوبکر نے جو تھی ایک تقریر کی
کچھ نہ کچھ حوصلہ اس سے حاصل ہوا　　غم کے ماروں کو اے ' بندگانِ خدا
دین کے غیر محفوظ ہونے کا جو　　خدشہ ان کو تھا لاحق ہوا دوستو
ہو گئی اس میں تخفیف بھی بالیقیں　　اس قدر گفتگو تھی اثر آفریں

یارِ غارِ نبی کی بفضلِ خدا اے میرے ہمسفر ' رہروانِ وفا

ایک غیر متوقع اور انتہائی خطرناک خبر

اسی اثناء میں اک بندۂ حق نگر دوڑتا آیا اور آ کے دی یہ خبر
ہیں سقیفہ بنی ساعدہ میں ہوئے مجتمع دیں کے انصار جو خیر سے
آج ابنِ عبادہ کو اپنا امیر نامزد کر کے سب ' بندگانِ نصیر
کرنے والے ہیں بیعت تلک برملا سر اٹھانے کو ہے فتنہ اک پر بلا

انصار کا اقدام اپنے عواقب کے اعتبار سے حد درجہ خطرناک ثابت ہو سکتا تھا

کیسے ممکن تھا یہ بندگانِ ظفر یارِ غارِ نبی اور حضرت عمر
سن کے اس طرح کی ناروا ایک بات بیٹھے رہتے دھرے اپنے ہاتھوں پہ ہاتھ
کرنے دیتے اگر مصطفیٰ کے غلام آج انصار کو اپنی مرضی کا کام
ہوتا انجام اس کا میرے ہمنوا کس قدر پر ضرر ' پر خطر ' پر بلا
اس کا چشم تصور میں ہی اک خیال ڈھاتا ہے بندے پر ایک کوہ وبال

بوبکرؓ و عمرؓ نے اپنی دینی و ملی ذمہ داری ادا کرنے میں لمحہ بھر تاخیر گوارا نہ کی

سینچا تھا اک گلستاں جو خیرالوریٰ سیدالانبیاء نے بفضلِ خدا
خون سے اپنے اور آبیاری تھی کی اشکوں سے جس کی اے عاشقانِ نبی
دیتے چھوڑ اس کو امروز وہ برملا بادِ صرصر کے جھونکوں پہ یوں باخدا

ایسا ممکن نہ تھا ' ایسا ممکن نہ تھا اس لئے دونوں عشاقِ خیرالوریٰ
گرچہ صدمے کی شدت سے تھے خستہ جاں بھاگے جانب سقیفہ کی اب بے گماں
کر سکیں اندفاع تا کہ اس فتنے کا تھا رہا سر پہ جو ایک منڈلا رہا

خلافت مصطفوی ﷺ کا بارِ عظیم یارِ غارِ نبی کے شانوں پر

آتشِ فتنہ کو سرد کرنے کا جو لے کے وہ عزم تھے اک گئے دوستو
پا گئی کوشش ان کی بفضلِ خدا صدقۂ مصطفیٰ ' اک ثمر خیر کا
حق کی نصرت کے دوران حالات کا پلٹا رخ اس طرح ' بندگانِ صفا
کہ خلافت کے منصب کا بارِ گراں آ پڑا کاندھوں پہ ان کے ہی بے گماں
اس لئے جب کہ چارہ نہ کوئی رہا اے میرے ہمسفر ' رہروانِ وفا
ذمہ داری انہوں نے یہ کر لی قبول تھی اگرچہ کڑی ' بندگانِ اصول
شانوں پر اپنے لے کے خلافت کا بار سرورِ انبیاء کی نیابت کا بار
لوٹے صدیق لوگو بہ صدق و صفا مسجدِ نبوی میں ' بندگانِ خدا
آ کے بیعت لی احبابِ نایاب سے رب کے محبوب کے پیارے اصحاب سے
اندریں سلسلہ دوستو بے شمار ہیں روایات اور باتیں بھی صد ہزار
جن میں پڑنے کا ہرگز نہیں یہ مقام پانا چاہے کوئی سامعینِ کرام
پوری تفصیل ' پڑھ لے ضیاء النبی ہیں مصنف کرم شاہ الازھری
اتنا ظاہر ہے تاہم بفضلِ خدا یارِ غارِ نبی ' بندۂ باصفا
بوبکر نے اُٹھایا خلافت کا بار جیسے حالات میں سامعیں باوقار
ان کا احسان ہے اہلِ ایمان پر حق پرستانہ تاریخِ اسلام پر

سرورِ انبیاء ﷺ کا غسل مبارک

غسل دینے کا سرکار کو مرحلہ آیا درپیش جو بندگانِ صفا
پڑ گئے مخمصے میں سبھی باخدا اندریں سلسلہ اب کیا جائے کیا
اندریں مسئلہ گفتگو بے گماں جاری تھی جبکہ اصحاب کے درمیاں
ربِ رحمٰن کے حکم سے نیند کا ان پہ اے دوستو اب جو غلبہ ہوا
اور اب جونہی وہ سب لگے اونگھنے خوشبوئیں خلد کی جو لگے سونگھنے
حجرۂ نوری کے کونے سے برملا دی سنائی انہیں اک نرالی صدا
تھا کوئی کہہ رہا اب بطرزِ حسیں غسل دو کپڑوں میں بندگانِ متیں
ہاتفِ غیب کی رہنمائی پہ اب غسل سرکار کو اک فدا کارِ رب
یعنی مولا علی نے دیا مع لباس ان کے ہمراہ تھے فضل ابنِ عباس
جبکہ مولا علی حق نگر دوستو تھے دیئے جا رہے غسل سرکار کو
لب پہ تھے ان کے الفاظ یہ بے گماں کتنے پاکیزہ اور کتنے رفعت نشاں
آپ پر میرے ماں باپ تک ہوں فدا آپ پر میرے ماں باپ تک ہوں فدا
آپ پاکیزہ تھے، سرورِ کائنات رہبرِ دین و دنیا درونِ حیات
آج بھی آپ پاکیزہ ہیں بالیقیں جبکہ فردوس میں ہیں اقامت گزیں

مرقدِ نبوی ﷺ کی تیاری کا مرحلہ

آیا جب مرحلہ، مرقدِ پاک کی اب جو تیاری کا عاشقانِ نبی
بھیجا عباس نے اپنے احباب کو والیٔ انس و جاں کے دو اصحاب کو
جا کے وہ بو عبیدہ کو لائیں بلا یا بو طلحہ کو جو بندۂ ہے باصفا

لکھا قسمت میں اعزاز تھا بالیقیں ‏ یہ ابو طلحہ کی ، بندۂ بہتریں
آ گئے ساتھ اصحابِ خوش بخت کے ‏ خدمت انجام یہ دینے کے واسطے

اہل بیت نبوی کے لئے جانگسل لمحات

جان لیوا کیفیات

زوجۂ باصفا رب کے محبوب کی ‏ کہتی ہیں اس طرح ام سلمہ بی بی
آج شب زوجہ ہائے نبی سب کی سب ‏ شدت غم کے ہاتھوں ہوئیں جاں بلب
رات بھر زخمِ فرقت پہ روتی رہیں ‏ ہار اشکوں کے گویا پروتی رہیں
لمحہ بھر کے لئے بھی کسی نے نہیں ‏ جھپکی تھی آنکھ تھیں اس قدر سب حزیں
اب کدالوں کی آواز وقتِ سحر ‏ جب سنی ہم نے اے ملتِ حق نگر
فرطِ غم سے گئیں سب کی چیخیں نکل ‏ یک بیک سب گئی تھیں فضائیں دہل
صحن مسجد میں تھے جس قدر جاں نثار ‏ لگ گئے رونے وہ سب بھی زار و قطار
گریہ زاری سے جن کی ہوا سوگوار ‏ پورا ماحول ہی بندگانِ وقار

کشتۂ عشق بلال حبشی کی کیفیت رنج والم

کشتۂ عشق سرکار حضرت بلال ‏ خادمِ مصطفیٰ ، بندۂ خوش خصال
جب لگے فجر کی آ کے دینے اذاں ‏ مسجدِ نبوی میں ملتِ خوش گماں
سسکیاں لے کے رونے لگے برملا ‏ کشتۂ عشق سرکار خیرالوریٰ
لب پہ آیا جونہی اسمِ رفعت نشاں ‏ رب کے محبوب کا دوستو در اذاں
دیکھ کر ان کو اس طرح گریہ کناں ‏ رہ گئے ہو کے چھوٹے بڑے بے گماں

مرغِ بسمل کی مانند سب بے قرار ۔ تھے صحابی سبھی خستہ جاں سوگوار

کفن مبارک کن کپڑوں پر مشتمل تھا

نبیٔ رحمت لقب رب کے محبوب کا ۔ تھا مبارک کفن جو بفضلِ خدا
چادریں تین تھیں دودھیا شاندار ۔ از بلادِ یمن ملتِ ذی وقار
در کفن نہ عمامہ تھا اور نہ قمیص ۔ تھیں فقط چادریں شاندار و نفیس

نمازِ جنازہ کی کیفیت

روشنی میں وصیت کی سرکار کی ۔ نبیٔ رحمت لقب، شاہِ ابرار کی
آپ کا جسمِ اقدس بصد احترام ۔ رکھ دیا پیاروں نے لے کے اللہ کا نام
حجرۂ عائشہ میں بفضلِ خدا ۔ سارے اصحاب سرکار خیرالوریٰ
حجرۂ نوری سے آئے باہر نکل ۔ بعد کچھ دیر کے طبقۂ بے بدل
سب خواتین و حضراتِ رفعت نشاں ۔ اہلِ بیتِ نبوت جو تھے خوش عناں
آئے حجرۂ اقدس میں بااحترام ۔ پیشِ سرکار کرنے صلوٰۃ و سلام
بعد ان کے صدیق اور حضرت عمر ۔ ساتھ احباب کے بندگانِ ظفر
جن میں شامل مہاجر تھے انصار بھی ۔ باادب آئے خدمت میں سرکار کی
اور کیا پیشِ سرکارِ خیرالانام ۔ چشم پر نم لئے اب صلوٰۃ و سلام
پھر بنائیں صفیں اور بغیرِ امام ۔ پوری توقیر سے اور بصد احترام
کی سبھوں نے نمازِ جنازہ ادا ۔ اے میرے ہمسفر، رہروانِ وفا
صف اول میں سرکار کے روبرو ۔ ہاتھ باندھے ہوئے با ادب نیک خو
تھے کھڑے دونوں یہ جاں نثار آپ کے ۔ یعنی فاروق اور یارِ غار آپ کے

یارِ غارِ نبی کی ایک ایمان افروز اور روح پرور دعا

اس سمے رب کے دربار میں باخدا
بوبکر اس طرح سے ہوئے لب کشا

دیتے ہیں ہم شہادت رب العالمیں
تیرے محبوب نے وہ پیامِ حسیں

ہم کو پہنچا دیا من و عن برملا
آپ پر جو تھا نازل ہوا باخدا

اپنی امت کو سرکار نے برملا
اک نصیحت بھی کر دی بفضلِ خدا

رہنے کی جادۂ حق پہ ہی کاربند
اور اسی طرح اس راہ میں ارجمند

خود رہے کرتے جدوجہد اور جہاد
حتیٰ کہ دین کو اپنے ربِ عباد

حق تعالیٰ نے فرما دیا سرفراز
اور سرکار کی دعوتِ دلنواز

پہنچی اطراف میں تا بحدِ کمال
شرق اور غرب تک اور جنوب و شمال

لائے ایمان ہم تجھ پہ رب العلیٰ
کوئی ساجھی نہیں تیرا میرے خدا

اے کہ معبودِ برحق اے رب جہاں
دے یہ طاقت ہمیں ہم کریں بے گماں

پیروی بہ دل و جان اس قول کی
تو نے نازل ہے جس کو کیا بر نبی

حشر کے دن اُٹھا میرے رب العلیٰ
ہم فدا کاروں کو، صدقۂ مصطفیٰ

آپ کے ساتھ ہی اور اس حال میں
کہ وہ ہم گنہ گاروں کو پہچان لیں

اور ہمیں بھی عطا کرنا سرکار کی
معرفت فضل سے اپنے تو اس گھڑی

بالیقیں تیرا محبوب رب کریم
ساتھ تھا مومنوں کے رؤف الرحیم

تجھ پہ لائے ہیں ایمان رب العلیٰ
ہم دل و جان سے صدقۂ مصطفیٰ

شے کوئی اس سے بڑھ کر پیاری نہیں
ہم فدا کاروں کو اے رب العالمیں

اس سے روگرداں ہونے کے بھی بالیقیں
ہم روادار دنیا میں ہونگے نہیں

اس کے بدلے میں کل عالم خشک و تر ہیچ ہے در نظر، باخدا ہیچ تر
تھے رہے کر دعا، یارِ غارِ نبی جبکہ تھے کہہ رہے عاشقانِ نبی
ساتھ ساتھ ان کے آمین آمین سب صدقۂ مصطفیٰ نبیٔ رحمت لقب

درجہ بدرجہ صحابہ وصحابیات اور دیگر طبقاتِ امت کی حاضری

جب گئے یہ چلے بندگانِ صفا کرکے دیدار چہرۂ خیرالوریٰ
بعد ان کے ہوئی اک جماعت دگر پیشِ سرکار اب بندگانِ ہنر
اور کیا پیشِ سرکار خیرالانام پہلوں کی طرح آ کے صلوٰۃ وسلام
بعد ازاں کی نمازِ جنازہ ادا اے میرے ہمسفر رہروانِ وفا
حتیٰ کہ پڑھ چکے جب جنازہ سبھی سارے حضرات اے عاشقانِ نبی
مل گئی اب اجازت خواتین کو سکتی ہیں وہ بھی اب بالیقیں پیش ہو
خدمت شاہِ کونین میں باخدا پیش کرنے سلام اور جنازہ ادا
زوجہ ہائے نبی اور اصحابیات کر چکیں پیش جب سرورِ کائنات
نبی رحمت کی خدمت میں اپنا سلام غایتِ عجز سے اور بصد احترام
پھر ہوئے بچے حاضر بفضلِ خدا خدمت شاہِ کونین میں برملا
آ کے حاصل کیا حاملانِ شرف آج دیدارِ خیرالوریٰ کا شرف
بعد ازاں پیش کرنے کو اپنا سلام ہوئے ماذون تھے جس قدر بھی غلام
الغرض لوگ سب ہی گروہ در گروہ پیشِ سرکار ہو کے انبوہ در انبوہ
پیش کرتے رہے سب صلوٰۃ و سلام اور صلوٰۃ الجنازہ بھی باہتمام

تدفین کا مرحلہ اور بعض خوش بخت صحابہؓ کا اعزازِ یکتا

حصے میں عائشہ کے یہ اعزاز بھی آیا اے حق نگر عاشقانِ نبی
کہ بنی قبرِ انوار بفضلِ خدا انہیں کے حجرے میں، صدقۂ مصطفیٰ
قبر کے فرش پر ملتِ بے بدل قبلِ تدفیں بچھایا گیا اک کمبل
رنگ تھا سرخ جس کا بفضلِ خدا بعد ازاں قبر میں اترے شیرِ خدا
ساتھ تھے ان کے دیگر بھی دو حق شناس فضل اور قثم پسرانِ حضرت عباس
آپ کے ایک آزاد کردہ غلام رکھتے تھے نام شقران جو خوش کلام
ان کو بھی مل گیا صدقۂ مصطفیٰ آج اعزاز یہ بندگانِ خدا
اوس بن خولی اک دینِ حق کے ولی کر کے منت لگے کہنے مولا علی
آج فرمایئے مجھ کو بھی بہرہ ور اس اعزاز سے بندۂ حق نگر
عاشقِ مصطفیٰ کا ہوئے دیکھتے اشتیاق اور صدق و صفا خیر سے
دے دی ان کو اجازت علی مرتضیٰ شیر یزداں نے جب بندگانِ صفا
قبرِ انور میں اب وہ بھی آئے اتر شکر کرتے ہوئے اور لئے چشمِ تر

مادرِ مومناں حضرت عائشہؓ کا ایک خواب اور اس کی تعبیر

اک روایت میں آیا ہے یوں باخدا ایک دن عائشہ بی بی باصفا
کرتی ہیں خواب اک بابا سے یوں بیاں والدِ محترم، ذی حشم ابا جاں
ہیں گرے گود میں میری آ تین چاند روبرو جن کے سورج بھی ہے گویا ماند
بولے صدیق اکبر بفضلِ خدا ہے اگر عائشہ خواب سچا تیرا
تیرے حجرے میں آ ہوں گے افراد تین دفن جو ہونگے سب لوگوں میں بہترین

جب ہوا نبیؐ رحمت لقب کا وصال بولے صدیق سے بندۂ باکمال
اپنی بیٹی سے اے دخترِ بہتریں چاند ہے تینوں میں سے یہ افضل تریں
بالیقیں عائشہ کا یہ ہے امتیاز مل گیا ان کو اعزاز یہ دلنواز
حجرے میں ان کے ہی ہو گئے اب مقیم حشر تک سرورِ دیں رسولِ کریم
کر چکے ارض کے ٹکڑے کو بہرہ ور جب حبیبِ خدا والیٔ خشک و تر
ایک اعزاز سے' اس میں ہو کر مقیم بن گیا آج قطعہ' یہ خلدِ نعیم
رشکِ فردوس اور عرش سے اعلیٰ تر جاں نثاران و عشاقِ خیرالبشر

جگر گوشہ رسول سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے جذباتِ رنج والم

رب کے محبوب کی پیاری نورِ نظر آپ کی لاڈلی اور لختِ جگر
شدت صدمہ کے ہاتھوں تھیں سوگوار مضمحل سخت بے چین اور بے قرار
آج کے روز انہوں نے بے ساختہ پڑھے اشعار جو ان کا مطلب یہ تھا
ابا جاں آپ نے کر لی دعوت قبول مالک و مولا کی اے خدا کے رسول
بس گئے جا کے فردوس میں بے گماں اے میرے ابا جاں اے میرے ابا جاں
سانحہ ہذا کی والیٔ بحر و بر کون جبریل کو جا کے دے گا خبر
آپ کے بعد آئے گا روح الامیں پاس کس شخص کے رحمتِ عالمیں
اترے گی پاس کس کے خدا کی وحی آپ کے بعد اے رب کے پیارے نبی
اے میرے مالک و مولا' رب العلیٰ فضل سے اپنے پہنچا دے میرے خدا
روح کو میری بھی پاس سرکار کے نبیؐ رحمت لقب' شاہِ ابرار کے

اے خداوندِ عالم رب العالمیں　　دے بنا مجھ کو بھی انہیں کا ہمنشیں
اے میرے مالک و مولا ربِ وہاب　　اس الم اورجدائی کے غم کا ثواب
مجھ کو کرنا عطا خوب سے خوب تر　　کرنا محشر میں بھی مجھ کو تو بہرہ ور
خوب خوانِ شفاعت کی خیرات سے　　اپنے محبوب کے لطف و الطاف سے
مروی ہے اس طرح بھی کہ بعد از وصال　　فاطمہ زہرا کو بندگانِ کمال
نہ کبھی دیکھا ہنستے ہوئے تاحیات　　پھر کسی شخص نے سامعیں خوش صفات

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہدیۂ عقیدت بحضور سرورِ انبیاء ﷺ

رب کے محبوب کی زوجۂ باوفا　　حضرتِ عائشہ ' بندگانِ صفا
اپنے رنج و الم کا ان الفاظ ہیں　　کر رہی تھیں اظہار اپنے انداز میں
حیف صد حیف وہ رب کا پیارا رسول　　فقر کو برغنا جس نے بخشا قبول
اور درویشی کو کر لیا اختیار　　چھوڑ کر مال و زر دینوی کار بار
حیف صد حیف وہ دین کا پاسدار　　نبیٔ رحمت لقب ' سرورِ نامدار
جو رہا کرتا بے چین تھا رات بھر　　جس کی رہتی تھیں ہر وقت چشمان تر
اپنی امت کی بخشش کی کرتے دعا　　شام ہو یا سحر روبروئے خدا
حیف صد حیف وہ مرشد خوش صفات　　جس نے کی اک سعی استقامت کے ساتھ
راہ میں حق کی اور جاری رکھا جہاد　　ساتھ جرأت کے اے رب کے مخلص عباد
حیف صد حیف وہ نبیٔ مولا صفات　　نہ کیا جس نے مطلق کبھی التفات
ایسی چیزوں کی جانب بفضلِ خدا　　جو تھیں ممنوع شریعت میں اور ناروا
نہ لیا کافروں کی ایذا سے اثر　　قلب نے جس کے اے بندگانِ ہنر

نہ ہی دینے میں دعوت ان اشرار کو   نبیٔ رحمت لقب ، شاہِ ابرار کو
کبھی محسوس ہوئی بے دلی یا تھکن   ناگواری ، کوئی بوجھ ، کوئی چبھن
مفلسوں ، غم کے ماروں پہ جس نے کبھی   نہ کیا بند در ، عاشقانِ نبی
اپنے لطف و کرم اور الطاف کا   اپنی چشمِ کرم ، رحمتِ خاص کا
وہ نبی جس کے دندانِ نوری شہید   کر دیئے ظالموں نے تھے جو ناسعید
جس کی نورانی پیشانی کو برملا   دشمنانِ ہدایت نے زخمی کیا
وہ نبی راہبر مرشد حق نگر   جس نے روٹی نہ کھائی کبھی پیٹ بھر
پے بہ پے دو بھی دن زندگی میں کبھی   حیف صد حیف وہ رب کا پیارا نبی
ہو گیا آج رخصت یہ کیا ہوگیا   چاند دنیا کا میری کہاں کھو گیا

ہاتفِ عیب کی طرف سے اظہارِ تعزیت اور اہل بیت نبوی کو تلقینِ صبر

عین اسی وقت جب زوجۂ عالیہ   رب کے محبوب کی طیبہ طاہرہ
کر رہی تھیں بیاں اپنے جذبات کا   جاں نثاران و عشاقِ خیرالوریٰ
بیت نبوی کے اک کونے سے برملا   ایک آوازی گونجی بفضلِ خدا
تھی یہ آواز تو آئے ہی جا رہی   کس کی تھی دیتا تھا نہ دکھائی کوئی
تھا کوئی غیب سے دے رہا یہ ندا   اہلِ بیتِ نبی ، رہروانِ وفا
بیش از بیش ہو تم پہ رب کا سلام   رحمتیں برکتیں بھی بحدِ تمام
چکھنا ہے ہر نفس کو براہِ خدا   اس جہاں فانی میں ذائقہ موت کا
حشر کے دن تمہارے بھی اعمال کا   اجر پورا تمہیں دے دیا جائے گا
ہر مصیبت پہ اے بندگانِ کمال   اک تسلی ہوا کرتی ہے حسبِ حال

حق کی جانب سے اور کوئی قائم مقام ہوتا ہے جانے والے کا ذی احترام
اللہ کی ذات پر رکھو پختہ یقیں ہے سہارا وہی پختہ و بہتریں
بس اسی کی طرف تم توجہ کرو ہر گھڑی اس کو ہی یاد کرتے رہو
رونے دھونے سے بھی تم کرو اجتناب اب کرو صبر' خواتینِ عزت مآب
شخص ہے بالیقیں وہ مصیبت زدہ کر دیا جو گیا اجر سے باخدا
اپنے محروم' اے اہلِ بیتِ نبی ہوں سلام آپ پر اہلِ بیتِ نبی

تعزیت و تلقین صبر کرنے والی یہ ہستی کون تھی

جب سنی بوبکر اور علی مرتضٰی دونوں نے ہاتفِ غیب سے یہ ندا
دونوں کہنے لگے بندگانِ ہنر آئے تھے اللہ کے پیارے حضرت خضر
کرنے کو تعزیت اہلِ بیت نبی آپ سے ذی حشم' اہلِ بیت نبی

مصنف کا اظہارِ عجز اور دعا کے لیے درخواست

رب کے محبوب کے ذکر کا حق ادا سکتا ہے کون کر بندگانِ صفا
کام ہے یہ اسی ذات کا بالیقیں دینے والی ہے جو' رحمتِ عالمیں
اپنے محبوب کو رفعتِ بے مثال ہر شرف شانِ یکتائی اور ہر کمال
اس کی توفیق سے اس کے احسان سے اس کی بے پایاں رحمت کے سامان سے
رب کے محبوب کی سیرت پاک کے اک یم بے کراں بحرِ ذخار کے
موتی چند ایک عاجز نے ہیں کر دیے ذوق والوں کی تسکین کے واسطے
نظم اے رہ نوردانِ راہِ وفا حق میں میرے کریں آپ رب سے دعا
کاوشِ ہذا کو میری کر لے قبول صدقۂ مصطفٰے عاشقانِ رسول

مثنوی کے انداز میں لکھی گئی منظوم سیرت طیبہ کفر و باطل کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں شمع امید کا کام دے گی۔

خالد یوسف آکسفورڈ

یوں لگتا ہے سیرت طیبہ علامہ جاوید القادری نے لکھی نہیں بلکہ ان سے لکھوائی گئی ہے یہ ایک کارنامہ ہے جو انہوں نے حالت جذب میں انجام دیا ہے۔

ڈاکٹر وزیر آغا

علامہ جاوید القادری نے سیرت اطہر کے تمام پہلوؤں کو پوری ذمہ داری سے نظم کر کے منظوم سیرت نگاری کی ہر دور میں بڑھتی ہوئی روایت میں قابل قدر اضافہ کیا ہے

حفیظ تائب

شاہنامہ اسلام کے بعد علامہ جاوید القادری کی یہ کاوش منفرد حیثیت کی حامل ہے وہ بلاشبہ لائق صد ہزار تبریک ہیں۔

استاد العلماء محمد عبدالحکیم شرف قادری

علامہ جاوید القادری کی یہ کاوش لائق تحسین ہونے کے ساتھ ساتھ منظوم سیرت نگاری کی تاریخ کا خوبصورت تسلسل اور حضرت حسان کعب بن زہیر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ جیسے پاکان اُمت کے نقش قدم پر چلنے کی عمدہ مثال ہے۔

مفتی محمد خان قادری

علامہ جاوید القادری نے منظوم سیرت طیبہ لکھ کر اردو خوان طبقے کیلئے روح کی غذا کا اہتمام کیا ہے۔ یہ اپنی نوعیت کی منفرد خدمت ہے۔

ملک معراج خالد

سابق نگران وزیر اعظم پاکستان